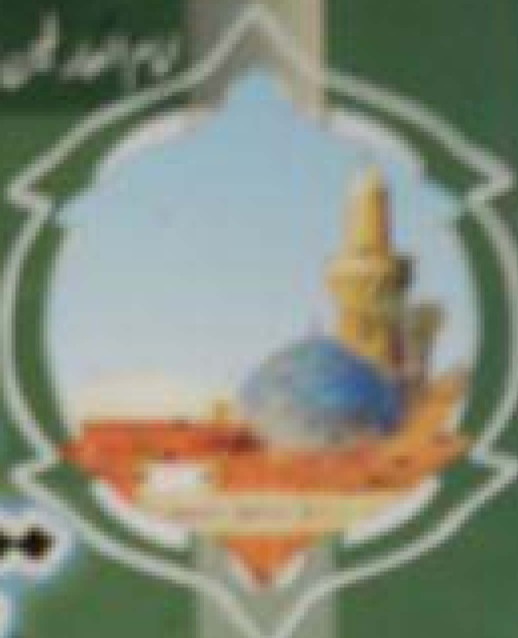
فارسی تصنیف

تذکرہ مقیمی



اردو ترجمہ

محمد منور نورانی

ناشر :: میاں محمد بخش اکیڈمی U.K

امام عارفاں، شاعرِ فطرت حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ

کی نادر فارسی تصنیف

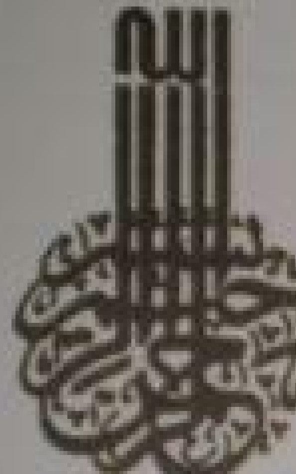
تذکرہ مقیمی

اردو ترجمہ

محمد منور نورانی

ناشر

MIAN ZULFIQAR AHMAD
AL-MIAN 18, WOLVERTON CLOSE
IPSLEY REDDITCH, WORCS
B98 0AR
ENGLAND
TEL:07961303652



مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ

وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَمِنْ عَجَمِ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولای صل و سلم دائما ابدا — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

[illegible]

کتاب ---------- [illegible]

تالیف ---------- [illegible]

اردو ترجمہ ---------- [illegible] (0300-6632916)

تخریج ---------- [illegible]

کمپوزنگ ---------- [illegible]

سرورق ---------- [illegible]

تاریخ اشاعت ---------- [illegible]

زیر اہتمام ---------- [illegible] UK

ہدیہ ---------- 500/-

مقامات تحصیل

برطانیہ

MIAN ZULFIQAR AHMAD

AL-AMAN 10 WOLVERTON CLOSE IPSLEY REDDITCH

WORC.S. B98 OAR ENGLAND TEL [illegible]

پاکستان

[illegible] 040-4228412

[illegible]

انتساب

اس تحفہ کتاب "دعاؤں کی کنجی" کو
سیدنا محبوب سبحانی غوث الاعظم
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینیؒ
کی بارگاہ والا جاہ میں بصد عجز و نیاز پیش کرنے کی
سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

دعاگو

محمد منور نورانی

منقبت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

خدائی نور اعظم کی ضیا ہے غوث اعظم کا
مقام و مرتبہ سب سے جدا ہے غوث اعظم کا

وہ ہستی ہے خدا نے سر بلندی دی ولیوں کو
قدم بر گردن کل اولیاء ہے غوث اعظم کا

نہ کیونکر ہو امامت اولیا کی آپ کو حاصل
مربی خود امام الانبیا ہے غوث اعظم کا

کوئی ہو نقشبندی سہروردی قادری چشتی
ہر اک فیضان خود پر مانتا ہے غوث اعظم کا

بڑا مرشد ہے گیلانی ہے سب پہ جس کی سلطانی
پرچم تصرف والا ہے غوث اعظم کا

علی کے لاڈلے خاتون جنت کے جگر پارے
مکرم جد امجد مصطفیٰ ہے غوث اعظم کا

حسن کے نسل کے وارث حسینی رنگ بھی شامل
جمال ایسا وہ اعلیٰ ہے غوث اعظم کا

ہیں تو اور بھی دنیا میں اہل کے ہی مگر نوری
نظمی اپنی آنکھوں میں بسا ہے غوث اعظم کا

نتیجۂ فکر: ... حضرت علامہ مولانا الحاج صاحبزادہ
قاری محمد اسعد اللہ نوری دامت برکاتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم اور اظہار حقیقت

فقیہ العصر شیخ الحدیث والتفسیر حضرت
علامہ الحاج مفتی عبد الرسول منصور الازہری
بانی و ادارہ ... سربراہ ...
... شرعی کونسل ...

آج سے تقریباً تیس سال قبل ریاض میں قائم بار اکبر پیک میں عارف ربانی، واقف اسرار روحانی، شاہد حقیقت جناب حضرت حضرت میاں محمد بخش قادری قدس اللہ سرہ العزیز آف کھڑی شریف میرپور کے علمی و روحانی خانوادہ کے چشم و چراغ میاں ... افتخار احمد قادری سے ملاقات ہوئی تو آپ نے حضرت میاں صاحب کے دست مبارک سے لکھی ہوئی کتاب تذکرہ مقیمی کا ذکر کیا اور ساتھ ہی یہ درخواست کی کہ آپ کی یہ علمی و تاریخی میراث آپ کے مشائخ اور خواجگان عظام شاہ مقیم کے احوال و معارف پر مشتمل فارسی زبان میں مرقوم ہے۔ اگر اسے اردو زبان میں منتقل کر دیا جائے تو عوام الناس بھی اس سے بھرپور استفادہ کر سکیں گے ہمارے خاندان کے باذوق احباب اور بزرگوں کی بھی یہ دیرینہ آرزو رہی ہے کہ حضرت میاں صاحب قبلہ نے جس حسن عقیدت اور گہری بصیرت سے اپنے اکابر اور مشائخ سلسلہ کا خوبصورت اور روح پرور تذکرہ رقم کیا ہے اس کا فیضان عام ہونا چاہیے۔ ہمارے خاندان پر وہ صاحب الاولاد اس قرض کی ادائیگی کیلئے آپ کا انتخاب کیا گیا ہے اگر آپ از راہ مروت یہ ذمہ داری قبول کریں تو ہمارے لئے روحانی مسرت اور قلبی راحت کا سامان ہوگا اور یوں آپ ہمارے مورث اعلیٰ اور جد امجد ماہر شریعت اور سالک طریقت حضرت میاں صاحب کی خصوصی باطنی توجہ کے مستحق بھی ٹھہریں گے چنانچہ

اس ملاقات کے بعد بندہ ناچیز نے اس کام کی انجام دہی کیلئے رضامندی ظاہر کر دی اور میاں صاحب محترم سے اس بزرگ اور قلمی نسخہ کی فوٹو کاپی لے کر ادارہ مصباح القرآن ساہیوال پاکستان کے ناظم تعلیمات علامہ محمد منور نورانی قادری کو اس کام پر مامور کیا۔ اس سلسلہ میں اردو اور فارسی کی مستند کتب لغات بھی انہیں فراہم کر دی گئیں چنانچہ دو سال کے عرصہ میں یہ کام اپنے حسین انجام کو پہنچا۔ راقم الحروف کی خصوصی نگرانی اور پروف ریڈنگ سے مختلف مقامات پر ترجمہ میں اصلاح و اضافہ کیا گیا اس ترجمہ کی سلاست اور سہل گوئی کو برقرار رکھنے پر خصوصی ہدایات جاری کی گئیں۔ فارسی زبان کو اردو زبان میں منتقل کرتے ہوئے اس بات کا خاص اہتمام کیا گیا کہ مؤلف کی مراد اور معنی کی روح سلامت رہے اور اپنی طرف سے ترجمے میں کوئی ترمیم یا اضافہ نہ کیا جائے۔ اس بزرگ ورثہ کی حفاظت اور اس روحانی فیضان کے عام کرنے میں میاں ذوالفقار احمد قادری ساکن ریڈیو پاکستان بطور خاص تحسین کے مستحق ہیں جن کی مالی اور عملی معاونت سے یہ ترجمہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ علامہ محمد منور نورانی کے بھی شکر گزار ہیں جن کی محنت شاقہ اور احساس ذمہ داری سے یہ شاہکار ترجمہ عام و خاص کی روحانی تسکین کا سامان بنا۔ اللہ کریم جل مجدہ اس ترجمہ کو شرف قبول نصیب کرے اور میاں صاحب ان کے والدین مرحومین اور جملہ خاندان کیلئے عزت و سعادت اور مغفرت کا باعث فرمائے آمین ثم آمین۔

سیف الملوک کی شاعری پر ایک تحقیقی نظر

واقفِ اسرارِ حقیقت ماہرِ احکامِ شریعت حضرت میاں محمد بخش قادری مدفون کھڑی شریف میرپور آزاد کشمیر پاکستان قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنی عمر و اتفاق تالیف "سیف الملوک" کی نظم و شاعری میں جو معیار اور انداز بیان قائم رکھا ہے وہ

کلام کی فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ شریعت و حقیقت کے کما حقہ اور ان کے آداب کی بھی تکمیل کرتا نظر آتا ہے اس کی ایک اہم ترین وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کی ذات والا صفات علم شریعت اور علم حقیقت کا حسین امتزاج لئے ہوئے تھی۔ انہوں نے جہاں یگانہ روزگار ماہر اور متقی علماء سے کتاب و سنت کے علوم و فنون حاصل کیے وہاں علوم حقیقت اور رموز طریقت سے مالا مال شیوخ و اصفیاء سے بھی کسب استفادہ کیا ہوا ہے۔ اس لحاظ سے بھی آپ کی مستند اور معتبر تالیفات شاہد و عادل ہیں جن کے پڑھنے سے ایک باذوق قاری کی دانش برہانی اور دانش روحانی دونوں روشن ہو جاتی ہیں اور اس کے قلب و روح میں کیف و سرور کی کئی راہیں کھلتی ہیں۔ اہل نظر کے وجدان کے مطابق ان کے مطالعہ کلام سے ایمان افروز اور بصیرت افروز کیفیات کا ظہور آپ کے بلند تر روحانی رفعت اور علمی جلالت کا عکاس دکھائی دیتا ہے۔

راہ معرفت کی خوبیاں ہوں یا اس کی آفات، شریعت محمدیہ کے ظاہری احکام ہوں یا اس کی باطنی حکمتیں آپ ان دونوں کے شعور رکھتے تھے۔ کسی ایسے جامع مؤلف سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اصلاح نفس اور تزکیہ قلب کی غرض سے کسی بھی داستان کو نظم کرتے ہوئے شریعت محمدیہ کے ظاہری یا اعتقادی پہلو سے صرف نظر کر جائے اور شریعت و حقیقت کے درمیان تصادم کی صورت پیدا کر دے۔ علی وجہ البصیرت یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ آپ کی پوری عمر و مکمل عرق و صداقت اور فصاحت و بلاغت کی حد ان میں شامل کر کے ظاہر ہوئی ہے۔

جن ظاہر بینوں اور علم کے دعویداروں کو سیف الملوک کے وہ چار اشعار شریعت محمدی و اہل سنت کے اجماعی عقیدے کے خلاف دکھائی دیتے ہیں ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ ممکن ہے کہ وہ آپ کے کلام کا حصہ ہی نہ ہوں بلکہ وہ آپ کے کسی معاندین و حاسدین یا کسی مستفید کی خوش اعتقادی سے اضافی کلام ہو سکتا ہے کیونکہ آپ کی

ذات والا صفات سے اپنے غیر مروجہ اشعار اور غیر شرعی الفاظ کا صدور ممکن ہی نہیں
بھری سطور صرف آپ کے کلام سے ہی نہیں ہوا، قرون اولیٰ کے صوفیہ کرام کی زندگی
اور ان کے وصال کے بعد بھی ان کی کتابوں سے ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ امام عبدالوہاب
شعرانی مصری رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب "الیواقیت والجواہر" میں شیخ اکبر ابن عربی رضی اللہ
عنہ کے کلام اور کتابوں میں ان کے تحریرات کے خلاف سنت سے جڑ رہا ہو اور خلاف
حقیقت اضافات کا ذکر کر کے اسے کلام موضوع (غیر مؤلف کی طرف سے الحاق)
اضافی کلام کو کہا گیا ہے۔

اگر ان چند اشعار کا انتساب آپ کی طرف صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کی
تاویل اہل حقیقت کی زبان میں مصطلحات سے کی جا سکتی ہے جو ایک خاص روحانی
منزل پر فائز ہونے کے بعد ان سے سرزد ہوتے ہیں اور عام لوگ ان کے حقیقی معنوں
تک رسائی نہیں پا سکتے۔

حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ نے شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ کی طرف
منسوب بعض کلمات و عبارات کی ایسی تاویلات بیان کی ہیں جس سے شیخ اکبر کے علم کی
عظمت اور وسعت ظاہر ہوتی ہے۔

تیسری تاویل یہ بھی کی جا سکتی ہے کہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ کی
حیات مبارکہ کوئی قلمی یا مطبوعہ نسخہ سیف الملوک دستیاب نہیں کرتے شاید وہ اول
نسخہ سیف کے ساتھ آپ سے روایت کیا اور اس نے اس کے بعض اشعار میں پڑھے
اور اس کو طبع کرنے والوں کی طرف سے کچھ رد و بدل کرنے کے امکان کو مسترد نہیں کیا
جا سکتا۔ جس کا اعتراف صاحب کتاب نے خود بھی اپنی زندگی میں اس کتاب کے پہلی
دفعہ طبع ہونے پر کیا کہ "اس کی اشاعت میں غلطیاں ہیں اور بعض مقامات پر رد و بدل
بھی کیا گیا ہے" چنانچہ آپ علیہ الرحمہ نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

بہر حال یہ نتیجہ کی گنجائش ہے کہ اس لا ابالی اور بے وزن اشعار حضرت کی کتاب کے اصل
وارث ورثاء آپ کی اس علمی و فکری تحریک کے امین حضرات یعنی خاندان میاں محمد بخش
رحمۃ اللہ کے افراد اس کی اشاعت کی ذمہ داری خود لیں اور اس کے جملہ حقوق اپنے نام
پر وقف کر لیں تاکہ یہ روحانی اور علمی سرمایہ اپنی اصل صورت میں محفوظ رہ سکے۔
شریعت و حقیقت کے ماہر اساتذہ اور مخلص پیرا صوفیہ کرام کی ایک کمیٹی تشکیل دے
کر اس کتاب سے چند اشعار جن پر کلام موضوع کا گمان گزرتا ہے اور وہ میاں صاحب
رحمۃ اللہ کی علمی اور روحانی فکر سے بھی متصادم نظر آتے ہیں الحاقی دے جا سکیں تاکہ
معاندین کو انگشت نمائی کا موقع نہ مل سکے آپ کے متعلق جاہل اور نیم [illegible] سے
بچانے کی ذمہ داری نبھانے کی توقع بھی کی جا سکتی ہے جو حال اس عارف کامل اور مرد
مومن کے نام اور کلام کو واضح کر دیا ہی رہ سکی ہے اور یہی تقاضا تھا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وسلم

نیاز کیش
عبدالرسول منصور ازہری
خطیب [illegible]
کراچی [illegible]

الست والا مقامات سے ایسے غیر واضح اور ان اشعار اور غیر شرعی الفاظ کا صدور ممکن ہی نہیں بلکہ سلوک و معرفت آپ کے کلام سے عیاں ہیں اور ہمیشہ قرون اولیٰ کے صوفیائے کرام کی زندگی اور ان کے وصال کے بعد بھی ان کی کتابوں سے ہوتا رہا ہے چنانچہ امام عبدالوہاب شعرانی مصری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الیواقیت والجواہر" میں شیخ اکبر ابن عربی رضی اللہ عنہ کے کلام اور کتابوں میں ان کے نظریات کے خلاف سنت سے متعارض اور خلاف حقیقت اضافات کا ذکر کر کے اسے کلام دسیس (غیر مؤلف کی طرف سے داخل ہوا) اضافی کلام قرار دیا ہے۔

اگر ان چند اشعار کا انتساب آپ کی طرف کسی حد تک مان بھی لیا جائے تو اس کی تاویل اہل حقیقت کی زبان میں شطحیات سے کی جا سکتی ہے جو ایک خاص روحانی منزل پر فائز ہونے کے بعد ان سے سرزد ہوتے ہیں اور عام لوگ ان کے حقیقی معنوں تک رسائی نہیں پا سکتے۔

حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ نے شیخ ابن عربی رحمہ اللہ کی طرف منسوب چند کلمات و عبارات کی ایسی توجیہات و تاویلات کی ہیں جن سے شیخ اکبر کے کلام کی عظمت اور وسعت نظر کا پتہ چلتا ہے۔

تیسری تاویل یہ بھی کی جا سکتی ہے کہ حضرت میاں صاحب رحمہ اللہ کی حیات مبارکہ کے کوئی علمی یا سلوکی سیف الملوک کے انتخاب نہیں کر سکے تھے۔ راویوں نے کسی سند کے ساتھ آپ سے روایت کیا ہو اس نے اس کے بعض اشعار میں بڑھتے اور اس کو شائع کرنے والوں کی طرف سے بھی ردو بدل کرنے کے امکان کو مسترد نہیں کیا جا سکتا۔ جس کا اعتراف صاحب کتاب نے خود بھی اپنی زندگی میں اس کتاب کے پہلی دفعہ شائع ہونے پر کیا کہ "اس کی اشاعت میں غلطیاں ہیں اور بعض مقامات پر ردو بدل بھی کیا گیا ہے" چنانچہ آپ علیہ الرحمہ نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

بندہ ناچیز کی تجویز یہ ہے کہ اس کا اول اور بہتر اشاعت کتاب کے اصل وارث اور آپ کی اس علمی و فکری تحریک کے امین حضرت میاں خاندان میاں محمد بخش رحمہ اللہ کے افراد اور اس کی اشاعت کی ذمہ داری خود لیں اور اس کے جملہ حقوق اپنے نام پر وقف کر دیں تاکہ یہ روحانی اور قیمتی سرمایہ اصل صورت میں محفوظ رہ سکے۔ شریعت و حقیقت کے ماہر اساتذہ اور مخلص و پارسا صوفیائے کرام کی ایک کمیٹی تشکیل دے کر اس کتاب سے چند اشعار جس پر کلام دسیس کا گمان کرتے ہے اور وہ میاں صاحب قبلہ رحمہ اللہ کی علمی و روحانی فکر سے بھی متصادم نظر آتے ہیں نکال دیے جائیں تاکہ معاندین کو اعتراض کرنے کا موقع نہ مل سکے آپ کے حقیقی جانشین اور سجادہ نشین سے یہ بھاری ذمہ داری نبھانے کی توقع بھی کی جا سکتی ہے بہر حال اس عارف کامل اور مرد مومن کے کلام اور کلام کو واضح کرنا ہماری دینی ذمہ داری بھی ہے اور دینی غیرت کا تقاضا بھی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وسلم

دعا گو

عبدالرسول منصور الازہری

خطیب [illegible]

[illegible]

حرفِ محبت

جانشینِ فقیہ اعظم حضرت علامہ
صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری
سجادہ نشین آستانہ عالیہ نوریہ قادریہ
مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف
مدیر اعلیٰ ماہنامہ نور الحبیب بصیر پور (اوکاڑہ)

اہل اللہ کا تذکرہ رحمتِ الٰہیہ کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔۔۔ حدیث پاک میں ہے تنزل الرحمة عند ذکر الصلحین "صالحین کے ذکر سے رحمتِ الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے"۔

ان مقربین بارگاہ کی یاد سے گناہ مٹتے ہیں جیسا کہ حضرت معاذ ﷺ سے حدیث مرفوع مروی ہے

ذکر الانبیاء من العبادة و ذکر الصلحین کفارة

"انبیائے کرام کا ذکر عبادت ہے اور صلحاء و اولیاء کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے"

بالجملہ اہل اللہ کا تذکرہ راحتِ روحانیت کا موجب ہے۔

زیر نظر کتاب "تذکرۂ مقیمی" بھی اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کا تذکرہ ہے، جسے عارف باللہ حضرت میاں محمد بخش کھڑی شریف (آزاد کشمیر) نے نہایت عقیدت و محبت سے تحریر کیا ہے۔ حضرت میاں صاحب قدس سرہ العزیز کے پنجابی کلام سیف الملوک کو جو شہرت و مقبولیت نصیب ہوئی وہ بہت کم کتابوں کے حصہ میں آئی۔ اس کتاب سے آپ کی ذات کے حوالے سے ایک صوفی شاعر کا تصور ابھرتا ہے مگر درحقیقت آپ صرف ایک صوفی شاعر ہی نہیں بلکہ جید عالم دین بھی تھے، جو علوم و فنون کے گوہر تابدار اور شریعت و طریقت کے رمز شناس تھے۔

زیر نظر کتاب "تذکرۂ مقیمی" عارف کھڑی علیہ الرحمہ نے اپنے مشائخ کرام (رحمہم اللہ تعالیٰ) کے احوال و مناقب کے بیان میں فارسی زبان میں تحریر کی جو نظم و نثر کی صورت میں بہترین ادبی شہ پارے کی حیثیت رکھتی ہے۔ حمد خداوندی اور نعت رسول مقبول ﷺ سے اس کتاب کا آغاز کیا گیا ہے۔ ازاں بعد خلفائے راشدین ﷺ اور سیدنا غوث اعظم ﷺ کے مناقب ہیں۔ پھر حضرت پیر ہاول شیر قلندر اور حضرت شاہ محمد مقیم رحمہم اللہ تعالیٰ (حجرہ شاہ مقیم) کے منظوم و منثور مفصل حالات ہیں، جس سے ان مشائخ کرام کے کمالات و مقامات علیا کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مصنف کو اپنے مشائخ سے بے پناہ محبت و عقیدت تھی اسی دور محبت میں کہے گئے اشعار ادب فارسی کا عمدہ نمونہ ہیں۔

اس بلند پایہ علمی و ادبی سوانح کا اردو ترجمہ فاضل نوجوان حضرت مولانا محمد منظور نورانی صاحب زید علمہ نے کیا ہے اور حق یہ ہے کہ ترجمہ کا حق ادا کر دیا ہے۔ کسی زبان کو دوسری زبان میں منتقل کرنا بڑا نازک فن ہے، مگر برادر عزیز نورانی صاحب نے رواں دواں با محاورہ ترجمہ کر کے اپنی مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ وہ پہلے بھی کئی کتابیں مرتب کر چکے ہیں، زیر نظر کتاب ان کی علمی و ادبی کاوش کا بین ثبوت ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے علم، عمل اور عمر میں برکت فرمائے اور انہیں بیش از بیش خدمات دینیہ کی توفیق مزید مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ و سلم علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

کلماتِ تشکر

حضرت میاں ذوالفقار احمد قادری
زیب سجادہ آستانہ عالیہ کھڑی شریف
ناشر کتاب ہٰذا

جہانِ رنگ و بو میں کسی بھی سطح پر کام کیا جائے مشکلات ہر آئینہ حائل ہوتی ہیں مگر ایسے ہمدرد دوست احباب کے تعاون سے آدمی مشکلات کی خار دار وادیوں کو عبور کر لیتا ہے میری مدت مدید سے خواہش تھی کہ اپنے جدِ امجد حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی قدس سرہ کی معرکۃ الآراء تصنیف "تذکرہ مقیمی" کو افادۂ عام کیلئے زیورِ طبع سے آراستہ کیا جائے لیکن حضرت کی کتاب کی ضخامت کے باعث مشکل پیش آتی مذکورہ کتاب میاں سلطان معروف صاحب مرحوم (جن کی مسلسل جدوجہد کے طفیل یہ کام ہوا) کی وساطت سے صاحبزادہ میاں عمر صاحب نے مجھے دی۔

چونکہ یہ کتاب فارسی زبان میں تھی اس لئے قبلہ مفتی عبدالرسول منصور زیدہ مجدہ سے مشورہ کیا اور ان کی سرپرستی میں مولانا محمد محمود نورانی صاحب نے اس کا خوبصورت اسلوب کے ساتھ اردو ترجمہ کیا۔

اس کتاب کی تکمیل و ترتیب و تشکیل میں مذکورہ شخصیات کے علاوہ صاحبزادہ میاں افتخار احمد صاحب، صاحبزادہ میاں محمد زمان صاحب اور صاحبزادہ میاں سلطان معروف مرحوم کا بھی نمایاں کردار ہے۔ ان سب حضرات کی مخلصانہ کاوش پر دل کی گہرائیوں سے کروڑوں محبتوں سے لبریز ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں کہ ان حضرات کے قیمتی تعاون سے یہ کتاب منصۂ شہود پر آئی۔ میرے ناقص خیال میں تشکر کے جذبات ہی سب کو مجسم کر کے تحریر کی شکل میں لکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کو دین کی خدمت عطا فرمائے اور اس کتاب کو ہر عام و خاص کیلئے نفع بخش بنائے۔ آمین

سجدۂ قلم

ارضِ تخلیق میں رب کریم نے یہ سعادت حضرت انسان ہی کو عطا کی ہے کہ اس کے سر پر عزت و کرامت کا تاج سجایا گیا اور اسے بربادی و ہلاکت سے بچانے اور فساد و طغیان سے محفوظ رکھنے کے لیے رسالت و نبوت کا انتظام قائم کیا۔ مختلف ادوار میں انسان اصلاح و تعمیر اخلاق کیلئے انبیاء و رسل کی طرف رجوع کرتے رہے۔ اعلیٰ مرتبت معصوم انسانوں کی وساطت سے انسان فلاح و خیر، تعمیر و ترقی کامیابی و کامرانی اور علم کی شاہراہ پر گامزن رہا تا آنکہ اس جہانِ رنگ و بو میں حضور رسالت مآب ﷺ کی بعثت ہوئی۔ بعثتِ رسول ﷺ کی سرور کونین سے اخلاق کی روشنی کی تکمیل کی۔ حضرت بشر ... ہوئی ... کئی گمشدہ ... میں سے بنے تھیں انسانیت کی پامال قدریں اعلیٰ و ارفع ہوتے گئیں، ... اور ... کی علامتیں ... حق کی دعوت کرنے لگے حتیٰ کہ حجۃ الوداع کے موقع پر تکمیل دین کا مژدہ سنایا گیا۔ حضور رسالت مآب ﷺ وہ دین جس نے انسان کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر روشنی عطا کی اور چونکہ قیامت تک حضرت انسان کی فلاح کا ضامن ہے یہی وجہ ہے اولیائے کرام نے اس کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا۔

یہ دنیا عالم اسباب ہے جہاں پر ہر کام سبب، سلطنت اور قانون کے مطابق طے پاتا ہے ہر چند ہر کام کا حقیقی فاعل اللہ جل مجدہ ہی ہے مگر حفاظت دین کے اہم کاموں کیلئے اللہ رب العزت اپنے بندوں میں سے انتخاب فرماتا ہے اسی طرح اللہ کے مقبول بندے حفاظت دین، احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے اپنی زیست کا ایک ایک لمحہ قربان کر دیتے ہیں۔ جاہلیت کی آندھیاں، نامساعد حالات، ناموافق ماحول اور طغیان ... اپنی پوری کوششوں کے باوجود انہیں اپنے موقف سے ہٹا نہ سکا

کلماتِ تشکر

حضرت میاں ذوالفقار احمد قادری
نبیرہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ کھڑی شریف
ناشر کتاب ہذا

جہاں رنگ و بو میں کسی بھی نیک کام کو کیا جائے مشکلات ہر آئینہ حائل ہوتی ہیں مگر اپنے مخلص دوست احباب کے تعاون سے آدمی مشکلات کی خاردار وادیوں کو عبور کر لیتا ہے میری مدت مدید سے خواہش تھی کہ اپنے جد امجد حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی قدس سرہ کی معرکۃ الآرا تصنیف "تذکرہ مقیمی" کو افادۂ عام کیلئے زیور طبع سے آراستہ کیا جائے لیکن حضرت کی کتاب کی ضخامت کے باوجود مشکل تھی تا آنکہ تذکرہ کتاب میاں سلطان معروف صاحب مرحوم (جن کی مسلسل جدوجہد کے بغیر اگر یہ کام ناممکن نہ ہوتا تو مشکل ضرور ہوتا) کی وساطت سے صاحبزادہ میاں منظور صاحب سے لگ گئی۔

چونکہ یہ کتاب فارسی زبان میں تھی اس لئے قبلہ مفتی عبدالرسول منصور زید مجدہ سے مشورہ کیا اور ان کی سرپرستی میں مولانا محمد منور نورانی صاحب نے اس کا خوبصورت اسلوب کے ساتھ اردو ترجمہ کیا۔

اس کتاب کی تکمیل و ترتیب و تسہیل میں مذکورہ شخصیات کے علاوہ صاحبزادہ میاں افتخار احمد صاحب، صاحبزادہ میاں محمد زمان صاحب اور صاحبزادہ میاں سلطان معروف مرحوم کا بھی تعاون رہا ہے۔ ان سب حضرات کی مخلصانہ کاوشوں پر دل کی گہرائیوں سے کروڑوں محبتوں سے لبریز تشکر پیش کرتا ہوں کہ ان حضرات کے قلمی تعاون سے یہ کتاب منصہ شہود پر آئی۔ میرے ذہن و خیال میں تشکر کے جتنے جذبات ہیں سب کو کام کرنے والوں کی نذر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کو دارین کی نعمتیں عطا فرمائے اور اس کتاب کو ہر عام و خاص کیلئے نفع بخش بنائے آمین

سجدۂ قلم

ارضی مخلوق میں رب کریم نے یہ سعادت حضرت انسان ہی کو عطا کی ہے کہ اس کے سر پر عزت و کرامت کا تاج سجایا گیا اسے بے راہ روی و ہلاکت سے بچانے اور قعر ذلت و طغیان سے محفوظ رکھنے کے لیے رسالت و نبوت کا نظام قائم کیا۔ مختلف ادوار میں انسان اصلاح و تعمیر اخلاق کیلئے انبیاء و رسل کی طرف رجوع کرتے رہے ان عالی مرتبت معصوم انسانوں کی وساطت سے انسان اخلاق و تعمیر و ترقی کامیابی و کامرانی اور علم کی شاہراہ پر گامزن رہا تا آنکہ اس جہان رنگ و بو میں حضور رسالت پناہ ﷺ کی بعثت ہوئی۔ بعثت رسول ﷺ کی مسرور کن روشنی سے افق عالم روشنی ہی روشنی ہو گئی ظلمت شب سحر آشنا ہوئی، تاریکیاں چھٹ گئیں، فکری گمشدہ راہیں سحر میں سے مٹ گئیں انسانیت کی پامال قدریں اعلیٰ و ارفع ہو گئیں، ذہنی غلامیوں اور فکر کی علامتیں دیکھ کر سید البشر، معلم انسانیت حق کی بیعت کرتے گئے حتیٰ کہ یہ اخلاق کے موضوع پر تکمیل دین کا مژدہ سنایا گیا۔ حضور رسالت مآب ﷺ وہ ہیں جس نے انسان کو جہالت کے اتھاہ اندھیروں سے نکال کر اجالوں میں لا کھڑا کیا یہی وجہ ہے قیامت تک حضرت انسان کی اصلاح کا ضامن یہ جہانی رب ذوالجلال نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود اٹھایا۔

چونکہ یہ عالم اسباب ہے یہاں پر ہر کام سبب، علت اور قانون کے مطابق طے پاتا ہے ہر چند ہر کام کا حقیقی فاعل اللہ جل مجدہ ہی ہے مگر حفاظت دین کے اہم کاموں کیلئے اللہ رب جاتا ہے تو اپنے بندوں میں سے انتخاب فرماتا ہے اسی طرح اللہ کے مقبول بندے حفاظت دین، احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے اپنی زیست کا جان عائلہ قربان کر دیتے ہیں۔ مخالفتوں کی آندھیاں، ناسازگار حالات، ناموافق ماحول اور طغیان، الحاد اپنی پوری کوششوں کے باوجود انہیں اپنے موقف سے پیچھے نہ ہٹا

[illegible] ان کی استقامت، رنگ، نسل، لغت، مولد اور ریاضت سے جاری حق [illegible]
[illegible] سلطان رسالت ﷺ [illegible]
[illegible] رنگ و نسل، حسب و نسب اور ملک و وطن کی حدود و قیود سے بالاتر ہو کر
انسانوں کو خدا پرستی کا درس دیتے رہے۔ ان عظیم پاکیزہ نفوس، بلند اقبال اور عالی
مرتبت شخصیات کی محنت و ریاضت کا نتیجہ ہے کہ آج زمین کے چپے چپے پر مسجدیں اور
خانقاہیں آباد ہیں جہاں دن رات ہر آن خدائے قدوس کی کبریائی کے نعرے
[illegible] ان آستانوں پر انسان و حیوان کی راحت کا سامان [illegible]
[illegible] ان کے [illegible]
[illegible] کرتے ہیں۔ یہ عظیم ہستیاں اگر [illegible]
[illegible] کفر و شرک اور جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ تب
[illegible] کی سرزمین پر ضروری تھا کہ کوئی عظیم خدا کا ذکر [illegible]۔ اللہ کی
وحدانیت کا پیغام [illegible] رسالت ﷺ کے نعرے بلند کرتے۔ یہ [illegible]
[illegible] اسلام ﷺ [illegible] ﷺ حضرت شیخ علی
ہجویری داتا گنج بخش، خواجہ غریب نواز، حضرت جلال گھوڑی، حضرت [illegible]،
حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر، حضرت شاہ [illegible] اور حضرت [illegible]
پاک [illegible]
[illegible] کفر و شرک [illegible]
[illegible] کے [illegible] کر دیا۔
[illegible] کی [illegible] روح کی بالیدگی، حقیقت کی
[illegible] اصلاح کا جذبہ ان کا [illegible] احسان ہے۔
انھی [illegible] حضرت [illegible]

اور میرے جد امجد حضرت میاں محمد بخش قدس سرہ بھی ہیں۔ میرے جد امجد حضرت
ولی کامل عارف باللہ اور عالم باعمل تھے آپ نے ابتدائی تعلیم سموال شریف میں
حاصل کی اور امام غزالی نے "المنقذ من الضلال" میں جو لکھا ہے کہ "ولی کا سینہ مشکوٰۃ
رسالت سے منور ہوتا ہے" اس کا مصداق تم تھے میرے جد امجد حضرت ولی کامل
[illegible] مشرف اور [illegible] کرتی ہے [illegible] دونوں کا [illegible]
اولاد میں [illegible] حضرت سے [illegible] عشق کی بنیاد پر نہیں بلکہ
حضرت قدس سرہ کی کتب اس پر شاہد عادل ہیں حضرت میاں محمد بخش علیہ الرحمہ اور
[illegible] جب آپ کو [illegible] سلطان صاحب
[illegible] سے [illegible] ادب [illegible] گیا۔

میرے جد اعلیٰ حضرت میاں محمد بخش علیہ الرحمہ نے حضور رسالت مآب ﷺ کی
بارگاہ میں نعت کا [illegible] پڑھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے
کہ ان کے [illegible] جنت کے پھول ہوں
کے [illegible] ہو گی۔

حضرت جد اعلیٰ کی تصانیف

حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ نے اصلاح امت کے لیے چودہ سے زائد
کتب تصنیف کیں ان میں مشہور کتب "سفر العشق" (سیف الملوک)، [illegible]
[illegible] تذکرہ مقیمی، تحفہ [illegible] گنج وغیرہ ہیں۔

تذکرہ مقیمی

زیر نظر تصنیف تذکرہ مقیمی فارسی زبان کی وہ عظیم کتاب ہے جس میں
حضرت میاں محمد بخش علیہ الرحمہ نے [illegible] میں اپنے شیخ کا
تعارف فارسی زبان میں کروایا ہے فارسی سے اردو کے قالب میں ڈھالنے کا سہرا

حضرت علامہ مولانا محمد حسن نورانی (ناظم تعلیمات ادارہ مصباح القرآن ساہیوال پاکستان
کے سر ہے حضرت علامہ حسن نورانی صبح و شام اس عظیم الشان کام میں مگن رہے یہ کتاب
حضرت مولانا زاہد مجیدی کی تحقیق و تائید اور حضرت علامہ قبلہ مفتی عبدالرسول منصور صاحب
اور علامہ بزرگوار میاں محمد زمان صاحب کی مسلسل توجہ سے حضرت ثانی کے بعد آپ تک پہنچ رہی
ہے جس میں تیسرے سجادہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنے شیوخ کی یادوں
کا چراغ روشن کیا یہ بڑی بات ہے کہ یہ کتاب تحقیق، ذکر بے تصنیف حسن عبادت ہے اور
علامہ حسن نورانی صاحب نے چراغ حسن کی تازہ کرنے سے اور دور حاضر کے قلب و نظر کو
منور کرنے کی ایک کاوش قدر کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔

حضرت میاں صاحب کے معترضین

جب ہم تاریخ کا وقت نظر سے مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت آشکار ہوتی
ہے کہ ہمارے اسلاف جن کی تمام معارف میں قلب و نظر کی پاکیزگی اور روح کو
آسودگی ملتی تھی ان کا اپنے اپنے دور میں حاسدین سے سابقہ رہا ہے اسلاف کا تصور
صرف یہ تھا کہ وہ اپنے معمولات اور وظائف سے جو محسوس کرتے اور دیکھتے تھے بر ملا
کہتے اور بیان کرتے۔ علی ہذا القیاس بعض عاقبت نا اندیش جو علمی پسماندگی کھڑی شریف
اور دینی تعلیمات کے انکاری ہیں، قلم کی حرمت کو پامال کرتے ہوئے حضرت عارف کھڑی
کے اشعار سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ایسی تشریح کر گئے جس کی وجہ سے حضرت
عارف کھڑی کے استحقاق شان کا پہلو نکلتا ہے الحمد للہ سیف الملوک اور دیگر کی ہرزہ
سرائیوں یا وہ گوئیوں پر کان دھرنے کی بجائے قیامت تک لوگ عارف کھڑی کی
قرابت حضرت کے سامنے عقیدت سے سجدہ ریز رہیں گے بزرگوار جادہ دوم میاں
سلطان معروف صاحب اور میاں محمد زمان صاحب نے سیف الملوک کی جو زبردست
گرفت کی ہے اس پر میں ان کا شکر گزار ہوں اور علامہ طارق مجاہد جہلمی نے گلستان
عارف کھڑی کے مصنف کی ادبی خیانت پر جو گرفت کی ہے اس پر میں نہایت ممنون ہوں۔

محکمہ اوقاف کا نا روا طرزِ عمل

دربار عالیہ کھڑی شریف کو محکمہ اوقاف نے حافظ حق شیری کی ملی بھگت سے
زبردستی اپنی تحویل میں لے کر تقریباً نصف صدی میں جو گھپلوں کی وہ مثال قائم کی ہے جس
کا کوئی ثانی نہیں محکمہ نے حافظ حق شیری کو صرف حضرت میاں صاحب کے خاندان
سے زیادتی کے لیے استعمال کیا ہے بلکہ خاندان کی جائیدادوں پر اکثر اوقات مصنوعی
معاہدے پر مختلف حیلوں بہانوں اور غلط بیانیوں سے قبضہ کیا ہے اور کچھ کمرشل قطعات
اراضی پر بلا معاوضہ زبردستی قبضہ کیا ہوا ہے ظلم و زیادتی کی حد ہے کہ ایک [illegible]
مسجد پر قبضہ، زمین پر اپنے قبضے کو دوام بخشنے کے لیے اسلامی مدرسہ بھی قائم کیا ہوا ہے
اور قرآنی تعلیم وہاں جاری ہے اس کے علاوہ بھی کچھ کمرشل قطعہ اراضی جو کہ خاندان
میاں صاحب کی ذاتی جگہ تھی کو زبردستی تعمیر مسجد کے نام پر بیچا گیا جبکہ اس کو خود محکمہ
بھی کمرشل مقاصد کے لیے استعمال کر رہا ہے علاوہ ازیں سرسبز درختوں کے وسط میں
میاں محمد بخش رحمہ اللہ کے مبارک ہاتھوں سے بنی ہوئی مسجد اور حضرت [illegible]
[illegible] کے روضہ مبارک کو خاندان کی بھرپور مخالفت کے باوجود شہید کر دیا
گیا ہے۔ تاریخ گواہ ہے دربار کی توسیع کے نام پر تمام محکموں کے دور میں بار بار
کروڑوں روپے کے [illegible] پروجیکٹ دربار عالیہ کی بہتری یا زائرین کی سہولت کے
بہانے [illegible] خاندان میاں محمد بخش رحمہ اللہ کو مالی نقصان پہنچانے اور محکمہ اوقاف کے
عہدیداروں کی جیبوں [illegible] کے لیے بنائے جاتے ہیں علاوہ ازیں دربار عالیہ کھڑی
شریف کے لیے [illegible] ہونے والی نذر و نیاز کے حوالے سے اکثر عقیدت مند سوال کرتے ہیں
کہ ان مزاروں کے اصل وارث کون ہیں؟

تذکرۂ جہلمی کے مطالعے سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی
کہ ان مزاروں کے اصل وارث میاں [illegible] محمد صاحب رحمہ اللہ کا خاندان ہے کیونکہ

[illegible]

[illegible]

میاں [illegible]

U.K

11 [illegible] 2008ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مترجم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

والسلام

[illegible]

[illegible]

پاکستان

Tel:0300-6932918

031-34058358

فہرست



بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب یسر و تمم بالخیر

در تحمید

باری تعالیٰ عزاسمہ

اے زبان در بیان اوصاف تو لال

درک تو قاصر ست اوہام و خیال

اے باری تعالیٰ! زبان تیرے اوصاف بیان کرنے سے گنگ و عاجز ہے اور خیالات و تصورات تجھے پانے سے قاصر ہیں۔

باقی و تو بودی و تو باشی ہمہ جا

معبود چہ مستقبل و ماضی و چہ حال

تو ازل سے تھا، ہے اور رہے گا۔ ماضی، حال اور مستقبل کا معبود تو ہی ہے

بیت

کون و مکاں کردۂ از کاف و نون

ذات تو پاک ست ز چون و چگون

اے خلاق عالم (اللہ تعالیٰ) "کن" ! سے تمام کائنات کو پیدا فرمانے والے! تیری ذات اقدس "کون" "مکون" کے (سب نقصوں) سے پاک ہے۔

گردون گردان زمین و زمان

اے در پاک تو خلاق امکان

گردش میں رہنے والی زمین اور ہمیشہ متحرک زمانے کی گردش تیرے ہی در اقدس پر خاک آلودہ نظر آتی ہے۔

بیت

ماہی ام و یاس عرفان ز وحدت چشم تر

مشتاق لب بحر بیا ما ہم ز رحمت چشم تر

اے ہادی معرفت کی مچھلی (اہل معرفت) کی آنکھیں تیرے خوف سے نم (آنسو بہانے والی) ہیں اور مشتاق کے مارے ہوئے لوگوں (پیاسوں) کی آنکھیں تیری رحمت سے بھیگی ہوئی ہیں۔

☆ کتب اسرار کا عنوان اس عظمت و کبریائی کے مالک اللہ کا نام ہے جس کی شان جلال اور حیرت بارگاہ میں کسی کو بولنے کی مجال نہیں اور سب کچھ بات کو سرتاسر اس ذات پاک کی حمد و ثنا ہے کہ کسی کو بھی حق اور اس کی محفل میں اس کے اوصاف و کمالات بیان کرنے کی قوت و طاقت نہیں۔

[illegible]

☆ اور حمد و کلام و نعت محمد ﷺ کے اس حمد کے ساتھ ہے جس کے نام (احمد) سے احد کے صرف "م" کا ایک حرف کا فرق ہے۔ جیسا کہ چاند (م) سے چودھویں (۱۴) تک۔

اور گفتگو کا آغاز اس حمد و نعت اور اس کے فیض یافتگان کے ذکر سے ہے جو آپ ﷺ کے روشن آفتاب سے نور کی خیرات حاصل کر کے اوج کمال تک جا پہنچا۔

قصیدہ

(در نعت نبی ﷺ)

گردش گردون گردان ہست گرد روضہ اش

برگ در بعمان جنت یافت خوشبو از خوشش

زمانہ آپ ﷺ کے روضہ اطہر کی گرد ہے جنت کے پھولوں نے آپ ﷺ ہی سے خوشبو پائی ہے۔

وارث لوح و قلم شاہی کہ در وحشی شد بری

خاک روب درگہ او قیصر و خاقان کجش

آپ ﷺ لوح و قلم کے وارث اور ایسے بادشاہ ہیں کہ وحشی ان کے تحت حکومت ہوں۔

اور بڑے بڑے حکمران اور آپ ﷺ کے در اقدس کے جاروب کش ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

☆ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں آپ پر، آپ کی اولاد اطہار اور آپ کے اصحاب پر بالخصوص ان چاروں صحابہ کرام (خلفاء راشدین) پر جو گلستان اسلام [illegible]

غزل

(در مدح خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین)

[illegible]

چاروں (خلفاء راشدین) شریعت کے بانی اور دین اسلام کی حمایت و اعانت کرنے والے ہیں اور چاروں ہی [illegible] امیر المؤمنین ہیں۔

[illegible]

اور وہ چاروں چاند موتی الصبح شب میں چمکنے والے چراغ اور روشن ستارے ہیں
جن کی کرنوں سے عالم آج تک [illegible] منور و روشن ہیں۔

چار ارکان امامت چار یاران نبی

چار منتخب [illegible] چار [illegible] یقین

وہ چاروں خلفائے راشدین امامت و پیشوائی کے ارکان اور [illegible] دکھانے والے ہیں [illegible]

چار سالار امام دین [illegible] فرق [illegible]

چار یاران محمد [illegible]

ان چاروں کا [illegible] سپہ سالار [illegible] بھی فرق نہیں ہے، وہ سب سید کائنات حضرت محمد ﷺ کے دوست ہیں اور دوسرے [illegible] کے حامل ہیں

☆ (اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں ہوں) [illegible] صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے (ایک امام) [illegible] جنگ کے بادشاہ، لا فتی [illegible] (کے [illegible] کے حامل) سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم [illegible] ہاشم [illegible] حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے [illegible] جن کی [illegible] اسلام

[illegible]

اور رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کے اعتراضات پر (دین کی) حجت اور ان کو کاٹ دینے والی ہے۔ اور جن کی چمکتی ہوئی نورانی پیشانی مبارک کا نور دین مصطفیٰ کے اثبات پر روشن دلیل ہے۔

مدح

بازوئے زور آور پیغمبر آخر زمان

شیر اللہ شاہ مرداں [illegible] عالم پہلوان

سیدنا حضرت علی [illegible] آخر الزمان ﷺ کا ایک [illegible] بازو ہیں آپ اللہ تعالیٰ کے شیر بہادروں کے شہنشاہ اور دو عالم کے پہلوان ہیں۔

قطرہ از دریائے جودش حاتم و [illegible] خان

ذرہ از مہر عدلش خسرو و نوشیروان

آپ [illegible] کے [illegible] سخاوت کا ایک قطرہ حاتم طائی اور [illegible] خان [illegible] سے افضل ہے اور آپ کے عدل و انصاف کے چاند کی ایک کرن خسرو اور نوشیروان (جیسے انصاف پسند حکمرانوں) کے عدل سے بہتر ہے

[illegible]

ـ آنکھوں [illegible] اصلاح حجۃ الحق ہجویری

[illegible] و [illegible] یار و رحم و [illegible] جان

آپ ؓ کے اشعار سے [illegible] ہونے والے [illegible] کے دور

[illegible] اور [illegible] ع [illegible]

([illegible]) [illegible] ہے۔

ـ [illegible] یوسف [illegible]

[illegible] شافعی و نعمان [illegible]

حضرت یوسف علیہ السلام اور [illegible] آپ ؓ کے [illegible]

[illegible] کا ایک پھول ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ؓ

اور حضرت امام شافعی ؓ [illegible] آپ کے [illegible] کے ایک [illegible]

[illegible] ہے۔

ـ [illegible] و [illegible]

[illegible]

[illegible] آپ ؓ کے [illegible] کا ایک [illegible]

[illegible]

(پنجابی) ہے۔ حضرت داتا گنج بخش ؓ اور ان کے [illegible] اولیائے کرام کی وجہ

اثر کیا جاتا آپ ؓ کے [illegible] ایک کتاب میں

ـ [illegible]

[illegible]

اے [illegible] حضرت علی ؓ کی تعریف [illegible] اللہ تعالیٰ

[illegible] ہیں

[illegible] ہے۔

☆ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں [illegible] اولیائے کرام پر جن میں سے ہر ایک [illegible] آفتاب ہے اور ان میں سے ہر ایک نے جامع الصفات، روشن [illegible] حضرت احمد ؐ کے نور [illegible] کا مشاہدہ کیا ہے جن کے اخلاق [illegible] سے [illegible] کی خیرات پائی ہے اور جن کی اولاد [illegible] میں سے [illegible] ہے۔

☆ [illegible] حضرت آدم علیہ السلام کی [illegible] مصطفوی کے [illegible] ہونے والے، ہر ایک [illegible] کے [illegible] قطب الاقطاب [illegible] محبوب سبحانی [illegible] حضرت الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ [illegible] ہے۔

سیدنا غوث الاعظم ﷺ کی مدح میں قصیدہ

[illegible]

سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی ﷺ دونوں جہان کے ... سرداروں کے سردار [illegible]

[illegible]

آپ ﷺ ... اولیائے کرام کے سردار ہیں۔ [illegible]

[illegible]

آپ ﷺ مردوں کو زندہ کرنے والے ہیں [illegible]

آپ ﷺ ایسے عظیم انسان ہیں کہ آپ کا نام ہی اسم اعظم کی طرح ہے

[illegible]

[illegible]

آپ ﷺ ... مالک ہیں ... آپ کے دست اقدس میں ہیں [illegible]

[illegible]

آپ ﷺ ... [illegible]

[illegible]

آپ ﷺ ... محی الدین ... غوث صمدانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ﷺ [illegible]

[illegible]

سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شانِ اقدس میں

قصیدہ

رب محبوب سبحانی — ملک قطب ربانی
کی سیرت علی ثانی — محی الدین جیلانی

حضرت سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ (کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ) آپ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے محبوب اور عظیم مقتدر قطب ربانی ہیں آپ نبی کریم ﷺ کی سیرت پر عمل پیرا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ثانی وارث ہیں۔

غلامش راست سلطانی — گدایش را جہانبانی
وہ تخت سلیمانی — محی الدین جیلانی

آپ رضی اللہ عنہ کے غلام بھی تخت بادشاہی کے مالک اور آپ کے گدا بھی دنیا جہان کے حکمران ہیں۔ آپ دنیا کی تمام طاقتوں پر حکمرانی کرنے والے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کے وارث اور بادشاہ ہیں۔

مریدش جن و انسانی — مطیعش خلق آسمانی
رب سبحانی نورانی — محی الدین جیلانی

جن و انسان حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں اور آسمانی مخلوق (یعنی ملائکہ) آپ کے

اطاعت گزار ہیں۔ سبحان اللہ! حضرت غوث اعظم شیخ محی الدین جیلانی کی شانِ اقدس کیسی خوب روشن ہے

بعالم حسن ثانی — بصورت ماہ کنعانی
عزیز مصر روحانی — محی الدین جیلانی

حضرت غوث الاعظم دنیا میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا سایہ ہیں آپ رضی اللہ عنہ کنعان کے مہتاب (حضرت یوسف علیہ السلام) کی سی حسین صورت کے مالک ہیں اور روحانی اقتدار سے بھی آپ "عزیز مصر"[1] کی طرح مرتبہ و حشمت رکھتے ہیں۔

بہیبت شاہ مردانی — بقوت شیر یزدانی
بحلم و رتبہ نعمانی — محی الدین جیلانی

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جرأت و ہیبت کے اعتبار سے "شاہ مرداں"[2] (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی طرح بہادر و طاقت میں بھی شیر یزدانی (اسد اللہ الغالب حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی مانند ہیں اور آپ حلم و رواداری کے مالک ہیں جو حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کیلئے بھی قابل رشک ہے۔

---

1. مصر کے بادشاہ کو اس دور میں "عزیز مصر" کہتے تھے [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام [illegible] روحانی اقتدار سے [illegible]
[illegible]

2. [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]
[illegible]

زبانش ... ربانی ... [illegible] سبحانی

سرِ اسرار ... نورانی محی الدین جیلانی

آپ کی زبان اقدس گفتگو اور تکلم میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے اسرار کی حامل ہے۔ حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی تعریف و توصیف کے لائق ہیں۔

لعل چوں آپ جیلانی [illegible] قطرہ [illegible]

کنہ ذرہ [illegible] محی الدین جیلانی

جب آپ اپنے لب ہائے اقدس سے الفاظ کے موتی بکھیرتے ہیں تو وہ آب حیات کی شکل ہوتے ہیں (جس سے) آپ مردہ جسموں کو زندہ کر دیتے ہیں۔

[illegible] ایمان و نورانی [illegible] [illegible]

کنہ [illegible] عرفانی محی الدین جیلانی

ایمان و عرفان کے بادشاہ حضرت غوث الاعظم کی بارگاہ اقدس [illegible] کے [illegible]

[illegible] آپ [illegible] پر [illegible] کرتے ہیں۔

[illegible] نورانی [illegible] [illegible]

[illegible] گردانی محی الدین جیلانی

سورج آپ ﷺ کے آفتاب کمال کی بدولت روشن ہے۔ اور چودھویں کا چاند آپ کے ماہ تمام کے سامنے ہیچ ہے۔ (یہ سورج و چاند تو) کبھی [illegible] علاقے میں غروب ہوتے ہیں [illegible] مخصوص اور محدود [illegible]

کے [illegible] آپ اپنے [illegible] کیلئے ([illegible])

جلوہ افروز ہیں۔

[illegible] [illegible] ارزانی

[illegible] [illegible] محی الدین جیلانی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی [illegible] ہے [illegible]

[illegible] آپ [illegible] کی [illegible]

[illegible] والے ہیں۔

[illegible] جیلانی [illegible] جہاں بانی

[illegible] [illegible] محی الدین جیلانی

[illegible] ولایت [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] بادشاہ ہیں اور

آپ [illegible] والے ہیں۔

[illegible] جیلانی [illegible] مشکل آسانی

[illegible] آپ [illegible] محی الدین جیلانی

جب آپ کے [illegible] کرتے ہیں تو مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ [illegible] کے طوفان سے باہر نکالنے والے ہیں۔

[illegible] [illegible] پیشانی [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] محی الدین جیلانی

اب آپ چمکنے والے ہیں تو راز پوشیدہ مخفی ہے (یعنی آپ پوشیدہ رازوں
کو ظاہر کرنے والے ہیں اور ریحان (رباحات) و گلستان روح پرور ہے والے ہیں

اگر بے رنگ ظلمانی   نظر ساز و برهانی
کند لعل بدخشانی   محی الدین جیلانی

اگر آپ سیاہ پتھر پر رحمت کی نظر ڈال دیں تو اسے بدخشاں کا
لعل بنا (ظاہر) دیتے ہیں۔

غلام شاه همدانی   چو همدان آنی و جانی
سر اولیاء صمدانی   محی الدین جیلانی

جس طرح ہمدان کے باشندے اور ہمدان کا سلطان (سبھی) آپ کے غلام
ہیں اسی طرح ہمدان کا شہنشاہ بھی آپ کا غلام ہے اور آپ صمدانی خوشوں کے
سردار ہیں۔

لعل۔ [illegible]
[illegible]

محمد احمد حقانی   محمد عشق تابانی
کرم پاک سبحانی   محی الدین جیلانی

اے محمد عشق جہاں تک ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی حمد بیان کرتا ہے
محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کرم پاک سے [illegible]

چو خورد از دست ربانی   شراب وصل جانانی
ہو شاه و ساقی   محی الدین جیلانی

اب میں وصال محبوب کی شراب کو پیا اور حضرت محی الدین
شیخ جیلانی آپ ساقی سے پی چکے ہیں۔

محمد عشق [illegible]   [illegible] نفسانی
غلام [illegible]   محی الدین جیلانی

"محمد عشق" دیوان کا [illegible] نفسانیت کا قیدی ہے۔
اے شیخ جیلانی اپنے جد امجد (حضور ﷺ) کے نام پر
(اسے اس قید سے رہائی عطا فرما دیں)

ثانی قصیدہ مدحیہ

ز آن وارثِ سادات ہر یک ہست بہ عالی

خوش اختر ہست تعالی از ذریۂ عالی

سادات کے خاندان عالی قدر کا ہر فرد ایک نیک بخت حق

موتی ہے اور آسمان ولایت کا چمکتا ستارہ ہے۔

در قطب شب بر آں را کہ مثل مہ

ہر یک چو مہ اکبر بگشتہ روشنائی

ہر ایک سادات کے اس گھر سے جس کو لوگ ( ) حاصل کرتے ہیں (ان

سادات کرام کو بدر (مہ اکبر) کی طرح روشنی عطا کرنے والا ہے۔

در بوستان عالم چوں ابر نو بہاری

جاری ہست فیض ایشاں در ہر گل فزائی

وہ دنیا کے باغ میں سے ہر ایک موسم بہار کے بادل کی طرح ہیں ان

کا فیض پھولوں کی تروتازگی اور نشوونما کیلئے جاری ہے۔

در گلشن ولایت ہر یک گلے ست زیبا

وز روضۂ مروت مروے بلا شناسی

(مہ اکبر سے مراد ... [illegible])

گلشن ولایت کا ہر پھول خوبصورت ہے اور باغ مروت کا

ہر "مرو" (درخت) خوشنما ہے۔

ہر تخت ہر ولایت ہر یک شہ ست عادل

ہر یکی جہاد بے صد سروری

ولایت کے ہر تخت پر (جو گدی) ان میں سے ہر ایک بادشاہ عادل ہے اور کسی قسم

کے ہتھیار، کے بغیر جہاد کرنے والا بہادر امیر ہے۔

در کشور ہدایت آں جملہ تاجدار اند

در بحر وحدت حق ہر دم بآشنائی

وہ تمام مملکت ہدایت کے تاجدار ہیں وحدت حق (توحید باری تعالیٰ) کے

سمندر سے ہر دم آشنا اور واقف ہیں۔

در وادی محبت غرندہ شیر نر وار

بازان صید افگن بردست کبریائی

محبت کی وادی میں نر شیر کی طرح دھاڑتے ہیں اور ایسے باز ہیں جو اللہ

تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں (یعنی طالبان حق اور گم گشتگان راہ ہدایت

کو راہ ہدایت پر لا کر اللہ کے حضور پیش کیا کرتے ہیں)

در فقر ہر یک آمد چوں شہسوار میدان

گوئے ہمی ربودند باو سبے [illegible]

میدانِ محشر میں ہر ایک شہسوار کی طرح آتا ہے اور گیند کو لفظ کی شکل

کے ہاتھ سے کھار رہا چلا جاتا ہے۔

ہر گروہ ہست ... نور شب چراغ عالم

تو یتیم بحر در صدق و ہم صفائی

اے دُرِّ یتیم (آنحضرت ﷺ کی اولاد اطہار) کا ہر فرد

صدق و صفا میں ایسا ہے کہ اس کی عصمت روشن چراغ ہے۔

معمار دین اسلام و رکن شریعت اوکہ

ہم والی امت شایان پیشوائی

وہ دین اسلام کے معمار اور شریعت کے رکن (یعنی ستون اور معمار والے ہیں)

امت کے تمام سردار ہیں پیشوائی کے لائق ہیں۔

ہم رہبران مسلک سلوک و طریقت اوکہ

در خانہ حقیقت دارند کدخدائی

وہ سب (سادات کرام) راہ سلوک اور طریقت کے رہبر و رہنما ہیں حقیقت کی

حویلی میں ملکیت رکھتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کی ولایت کے رازوں سے آگاہ ہیں)

بر مسند معارف سالار اہل معنی

در خطۂ محبت زیبان کرہ شہائی

عارفین کی مسند پر جلوہ گر ہیں اور اہل معنی (اہل حقیقت) کے سالار ہیں محبت کی

گرہیں کھولنے والے اور معرفت کی گتھیاں سلجھانے والے ہیں

خاک قدوم ایشاں در چشم اہل بینش

باسرمہ بصارت مشہور توتیائی

اہل نظر و صاحبان بصیرت کے نزدیک ان کے قدموں کی

خاک آنکھوں کا سرمہ ہے۔

بر ہر یکے از ایشاں بادا سلام صد بار

از بندۂ محمد از جبین سائی

غلام سادات محمد علی کی جانب سے پیشانی جھکانے کے بعد ان

میں سے ہر ایک پر سیکڑوں دفعہ سلام ہو۔

اے واصلان درگاہ وی کاشفان اسرار

اے آل پاک سرور اولاد مرتضائی

اے واصلان درگاہ والو اسرار کو ظاہر و منکشف کرنے والو اے نبی پاک

سرور دو عالم ﷺ کی آل پاک اور اے حضرت علی المرتضیٰ

کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد اطہار!

سائل قدم ہوں از شما ہم وصال دلبر

آب حیات تشنہ در طلب جدائی

میں آپ کے قدموں کا سائل ہوں۔ وصل محبوب (ﷺ) کا متمنی ہوں جدائی ...

کی اولاد میں سے آپ حیات جاودانی فرما رہے ہیں۔

خاص کر (سلام ہو) آپ ﷺ کی اولاد اطہار میں سے ان پر جو اساس دین کے بانی (سلوک و طریقت کی بنیاد رکھنے والے) اور ولایت کے وارث اور خود وہ لوگ اور اس سے پہلے اور بعد کی بیعت کی عمارت کے معمار (یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) ہیں (ان کی اولاد میں سے) ہمارے مرشد حضرت سید اسحاق ولد [illegible] بہاؤالدین شیر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

اور سلام ہو ان پر جو رازوں کے صدف کے موتی ہیں اور انوار تجلیات کے آسمان کا روشن ستارہ ہیں عظیم جاہ و حشم ہیں، عابدوں کے پیشوا اور جگر گوشہ سرکار مدینہ سرور سید ﷺ ہیں۔ (وہ آقا ﷺ) جن کا فرمان ہے

من اٰذاہ فقد اٰذانی (جس نے اسے تکلیف دی بے شک اس نے مجھے اذیت دی) اور جو حضور مصطفیٰ کریم ﷺ کی آنکھوں کا نور اور آپ ﷺ کے خاندان کے چراغ ہیں۔ جن کی خوشبو اور راہ حقیقت کے ہادی ہیں۔ (جن کا نام ہی نام گرامی) حضرت سید محمد [illegible] قدس سرہ و روح اللہ روحہ

اما بعد۔ یہ اللہ تعالیٰ کا [illegible] بندہ (محمد [illegible]) ابن سید احمد علی ابن سید محمد صادق مرحوم ولد سید محمد ابن [illegible] عرض کرتا ہوں، اور اس حرم مقدس کے زائرین کے قدموں کی خاک ہوں۔ آپ کے دور کے اہل حضرت والا منقبت میں زمانے بھر کے [illegible] آپ کی خدمت اقدس میں کمر خدمت باندھے ہوئے ہیں اور آپ کی مدحت و تعریف بیان کرتے

(دو عالم کے) امتحان میں [illegible] پر خاموشی کا عمل رکھے ہوئے ہیں۔

دارا (جیسے عظیم بادشاہ) آپ کے آستانے کے گنجے اور کوزہ پکڑنے والے ہیں اور ان جیسے دیا جہان کے کروڑ والے شہنشاہ آپ کی فلک نشان بارگاہ میں (مثل) ادنیٰ ہیں۔ جمشید جیسے عظیم المرتبت لوگ آپ کی بزم کے جام کشوں سے بھر ایک گھونٹ طلب کرتے ہیں اور رستم کے سے (جری جوان) آپ کی بزم کے میدان کے پیادہ [illegible] ہیں۔ حاملان عرش آپ کی جناب کی ایک شان کے عمل کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ [illegible] قضا و قدر آپ کے فرمان کے سامنے حلقہ بندگی ڈالے ہوئے (اور تعمیل ارشاد کیلئے حاضر خدمت) ہیں۔

سبحان اللہ عجیب ذات ہیں جو جمیع صفات و کمالات کے مظہر ہیں اسی لئے آپ کا اسم گرامی جمیع اسمائے حسنیٰ کا مصدر و منبع ہے۔ چنانچہ اس معنی کی صداقت پر ان اشعار کا مضمون دلیل [illegible] ہے جو اس خاکسار کا طبع زاد ہے اور اہل بصیرت و صاحبان بصارت کا دل اس سے آگاہ ہے۔

مثنوی

ہے ذات شریف مظہر جود
[illegible] تجھ ذات رب معبود

وہ آپ کی ذات مبارک [illegible] کا مظہر ہے عبادت کے لائق

رب تعالیٰ کی ذات کی طرح بے مثل ہے (یعنی بے مثل
رب العالمین نے ان کو خلق میں بے مثال بنایا ہے)

محمد ہر دو عالم بنام چو مثل
کہ ادا را ست جامع اسم را مثل

آپ کا نام ہر دو عالم میں بے مثل ہے۔ کیونکہ آپ کا اسم ہر اسم
تمام اسموں کا جامع ہے

وزیں سر کی گمیں پنہان و پیدا ست
کہ ہر جا ہست در وی مدعا ست

اس سر و حقیقت میں پنہان و پیدا ہیں [illegible]
مدعا مقصود اسی میں (پنہان) ہے

بہر آں اسی کہ سے طوافی رہ آمد
بہ اعداد طوافی اسے [illegible]

جو دو عالم [illegible] ایک انسان ان اسم کے اعداد میں اضافہ کر
نقصان بجا مثل دو [illegible] فرمائے

بہر دو [illegible] و [illegible] از دے طواف

اس کے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] اور [illegible] بار
اس سے [illegible] کو گنے جائے

بہر آں کو ز دے بمانده آخر کار
چنان در شاخ زده اے مرد ہشیار

آخر کار اس سے جو باقی بچے اسے ہوشیار مرد [illegible] اعداد سے ضرب دو

چنان کن بعد ازاں [illegible] و ہم دو دو
کہ تا [illegible] حصول ضرب ہر دو

پھر حاصل اعداد کو [illegible] سے ضرب دو (یعنی [illegible]) کو جمع کرو

کہ ایں اعداد با اعداد آں اسم
موافق ہست بہ ہم [illegible] تمام

اللہ تمام کے نام سے [illegible] اس اسم کے اعداد کے موافق ہیں

اس بات کی وضاحت اور اس اجمال کی تفصیل یوں ہے کہ [illegible] اسم
[illegible] کے اعداد 289 ہیں ان میں [illegible] کا اضافہ کریں تو [illegible] ہو جائیں گے یوں
اس عبارت میں سے [illegible] ہو جائے گی۔ پھر اس میں ہر بار 25 تفریق کرتے
رہیں تفریق سے باقی بچے [illegible] اعداد [illegible] ان کو [illegible] سے ضرب دیں
پھر اس حاصل کو [illegible] سے ضرب دو یعنی [illegible] کے ساتھ جمع کریں تو کل
اعداد [illegible] کے اعداد کے برابر ہو جاتے ہیں یعنی 415 ہیں۔

چنانچہ یہ اسم اللہ تعالیٰ کے تمام اسموں کا اسم مصدر ہے۔ اس قاعدے
کے مطابق خالق دو عالم [illegible] کی ذات [illegible] کے اسموں کے اعداد معلوم کیے جا سکتے

ہیں۔ لیکن اس شعر میں ان کی بے پناہ صلاحیت کا مظاہرہ ہے اسی لئے
عالمانہ انتخاب کرتے ہوئے جس وضاحت ضروری تھی وہ شامل کر دی ہے
انہوں نے 1172 ہجری کے بعد کے ایام میں تحریر کیا ہے۔

قطعہ مدحیہ

صد تحیت صد درود و صد سلام
از خدا در حضرت خیر الوریٰ

اللہ تعالیٰ جل مجدہ و عم نوالہ کی طرف سے خیر الوریٰ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر سینکڑوں بار درود و سلام ہو۔

صد سر و صد جان و صد دل و صد بدن
بے فنا در خدمت خیر الوریٰ

آپ ﷺ کے حضور سینکڑوں سر سینکڑوں جانیں سینکڑوں دل اور سینکڑوں بدن قربان ہو جائیں۔

از ہمہ بالا بود از روئے حق
در دو عالم عزت خیر الوریٰ

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی عزت و حرمت اور شان و شوکت دونوں جہانوں میں تمام انبیاء سے زیادہ کر دی۔

لرزہ در کوہ قاف و دریا و فلک
از شکوہ و ہیبت خیر الوریٰ

آپ ﷺ کی عظمت و ہیبت (اور رعب و دبدبہ) سے کوہ قاف دریاؤں اور آسمانوں پر لرزہ طاری ہو گیا۔

عاصیان و مجرماں را شد شفیع
لطف و جود و شفقت خیر الوریٰ

نبی کریم ﷺ کی رحمت مہربانی، جود و سخاوت اور شفقت و عنایت گنہگاروں اور مجرموں کی شفاعت کرنے والی ہے۔

وصف او طٰہٰ و یٰسین آمدہ
ہست قرآن حجت خیر الوریٰ

آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ اور کمالات جلیلہ سورہ طٰہٰ اور سورہ یٰسین میں بیان ہوئے ہیں (اور حقیقت یہ ہے) قرآن پاک آپ ﷺ کی حجت و دلیل ہے۔

اے محمد عقل یارائی تو نیست
دم زدن در مدحت خیر الوریٰ

اے محمد عقل (شاعر) میں اتنی طاقت و ہمت و جرات نہیں ہے کہ حضور خیر الوریٰ سید الانبیاء ﷺ کی مدحت اور تعریف و توصیف بیان کر سکے۔

رحمۃ للعالمین ست آنجناب

بادہ کہ من رحمت ختم الوریٰ

آپ ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں ختم الوریٰ یعنی آخری

رسول ﷺ کی رحمت مجھ پر بھی ہو۔

(اس رسالے کو تحریر کرنے کی) تفصیل یہ ہے کہ میں نے روشن ضمیر اور مشہور عالم [illegible] "جس کی قبر میں آب حیات کو استعمال میں لایا گیا۔ اور آب حیات طلب کرنے والوں کے حق میں حسرت کا پانی آ گیا [illegible] (بیت الحرام کے [illegible]) کی دوری کی وجہ سے [illegible] کرتے ہیں"۔ خصوصی صفات کی حامل اس ذات اقدس کی بیعت کا شرف حاصل کر کے میں نے دین و آخرت کی سعادت حاصل کی جن کا لقب مبارک [illegible] (کلام کی [illegible] اور [illegible]) ہے۔ میں نے چاہا کہ اس خاندان عالی مقام، اس خاندان کی اولاد و امجاد اور بعد میں آنے والے ان کے افراد کے حالات تحریر کروں تاکہ [illegible] میں پھیلے ہوئے آپ قدس سرہ العزیز کے ارادت مند اور عاشقین یا ان کے بعد عالم غیب سے عدم کا نقاب چہرے سے ہٹا کر اس آستانے پر حاضری دینے والے لوگ بے شمار فوائد اور کثیر منافع سے مستفید ہوں۔ غرض اور مقصد یہ ہے کہ [illegible] عام [illegible] کے لئے اس کے کلام میں اختصار اور وضاحت سے کام لیا ہے اور عبارت کو استعارات اور

کلمات کے [illegible] سے آزاد کرنے کے شغل میں [illegible] کہ مجھ جیسے بے علم کو ان (بزرگان دین) کے اوصاف بیان کرتا ہوں جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی کی حکایت۔

لہذا آپ جناب قدس سرہ سے امیدوار ہوں کہ شرف قبولیت اور توجہ فرمائیں گے کہ آپ کی امداد و اعانت سے اس رسالہ کی تکمیل ہو سکے [illegible] کی [illegible] اس [illegible] کی کوتاہیاں [illegible] گے اور اس خاندان عالی قدر کے مریدین سے درخواست ہے کہ اس گنہگار کو دعائے خیر اور استغفار میں یاد رکھیں۔

میں نے اس کتاب کو دو ابواب میں مرتب کیا ہے اور اپنے مرشد کریم [illegible] کے [illegible] "تذکرہ [illegible]" نام رکھا ہے۔

باب اوّل

اس خاندان کے اسلاف کے تذکرے میں اگرچہ واجب اور لازم ہے
کہ حضرت غوث الاعظم ؓ تک اس خاندان کے جملہ اکابرین کا ذکر کریں
لیکن طوالت مضمون کی وجہ سے حضرت سید بہاول شیر قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر
سے شروع کیا جاتا ہے اور حصول برکت کیلئے اس خاندان کے بزرگوں کے اسماء کو
ترتیب سے نقل کر کے اس کتاب (کا ...) آغاز کیا جاتا ہے۔ یہ حضرات کی [illegible]
[illegible] اس طرح ہیں کہ:

حضرت بہاول شیر

بن

سید محمود

بن

سید علاؤالدین [illegible]

بن

سید شمس الدین

بن

سید صدرالدین

بن

سید عزالدین

بن

سید شمس الدین ...

بن

سید موسیٰ

بن

سید اسحاق

بن

سید علی

بن

سید صالح

بن

سید عبدالرزاق

بن

حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی

رضوان اللہ علیہم اجمعین

آپ (حضرت بہاول شیر رحمۃ اللہ علیہ) کی جائے پیدائش بلدہ

شریف ہے آپ نے اپنے والد اور بھائی کی رفاقت میں دنیا کی اطراف

جناب میں سیر و سیاحت کیلئے اس شہر (بغداد شریف) سے مرشد حضرت فرمائی جب

تک آپ کے والد گرامی (سید محمود رحمۃ اللہ علیہ) کا نورانی آفتاب ظاہری دنیا

میں روشنی بکھیرتا رہا۔ (اس وقت تک) آپ باطنی علوم کی خدمت اقدس سے

حاصل کرتے رہے۔ بعد ازاں (والد گرامی کے) بعد وفات (ان امور) (ترتیب)

حاصل کی۔ یہ حال ان کی بھائی کے ہمراہ کی۔ ابھی آپ بلند و برتر طریق

پر وصال مرشد سے کرتے رہے (حتیٰ کہ) وقت آپ کو اس کے وصال کی

تحمیل کی عام جہاں کی طرف منتقل ہو گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ جناب کے

(والد گرامی) کو کامل ہونے کا ادب ہو آپ کے والد گرامی کا مزار چنیوٹ

میں ہے جو کہ ہندوستان کا ایک علاقہ ہے۔ اور شہر کا نام اب تک سید محمود ہے جو تمام

ارض میں مشہور ہے اپنے بھائی کی محبت میں سیر و سیاحت میں ہندوستان کی ایک

جگہ ہے اپنی عمر مبارک کا حال سو سال سے زیادہ تھی سو سال سے کچھ اوپر تھی۔

آخر عمر تک میں مصروف رہے آپ کے کوئی بیٹے کی مدت اور وصال ہے۔

روایت ہے کہ ایک دفعہ پہاڑ کی غار میں ستر سال تک ایک پتھر سے ٹیک

لگا کر استغراق کی حالت میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ لوگوں نے حضرت کے

کندھوں پر آشیانہ بنا لیا آپ کا جسم اطہر اس پتھر سے پیوست ہو گیا اور پشت

مبارک کی جلد اس پتھر کے ساتھ چمٹ کر جسم سے الگ ہو گئی۔ راوی

کہتا ہے کہ یہ عمل ہونے کے بعد آپ نے سیر و سیاحت کی اور آخری عمر میں اس

علاقے میں جو گل محمد والا وڑہ کے نام سے مشہور ہے تشریف لائے اس جگہ کی
ویرانی میں اتنا ہی ہول و ہیبت تھا کہ جہاں چند سال انکی کی دوری ہی اس بات پر
ہے اور وہ جگہ جہاں حضور تشریف لے گئے سے واڑے کے صحن واسطہ میں تھی
آپکی تشریف کی بدولت ہوگیا اور اسکے اطراف میں شہر کی بنیاد استوار ہوئی اس
طرح یہ بھی (بیان کیا جاتا) ہے کہ آپ جگہ کو اپنے [illegible] اس جگہ بیٹھ گئے جہاں
سے بہت سے لوگوں کی عورتیں پانی بھرا کرتی تھیں [illegible]
بڑی غضب ناک ہوگئیں اور انہوں نے آپ کے خادموں کو [illegible] بیان کرکے
انہوں نے آپکو سخت تکلیف دی آپ اس جگہ سے اٹھ کر دوسری جگہ
جا بیٹھے۔ چنانچہ [illegible] کے بعد دوسری کے بعد تیسری [illegible]
صورت [illegible] آپ کے ہاتھ میں تھی اور اب تک
آپکی اولاد امجاد کے پاس [illegible] محفوظ ہے [illegible] اس کے احترام اور
تعظیم [illegible] آپ نے (وہ چھڑی) [illegible] آپ
نے وہاں [illegible]
لکڑیاں اور پتھر [illegible]
جگہ ظاہر ہوگی آپ پانی سے ظاہر ہونے والے اس ٹیلے پر جا کر تشریف
فرما ہوگئے اور ارشاد فرمایا کہ یہ جگہ ہم نے [illegible] حاصل کی ہے اس میں کسی کو
دخل نہیں ہے۔ دیکھنے والے اس واقعہ پر حیران و ششدر رہ گئے۔ چنانچہ [illegible]

بعد کئی لوگ آپ کے احوال میں ملاحظہ کی۔

☆ آپکی بے شمار کرامات ہیں جن کو احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں ان میں
سے ایک یہ ہے کہ [illegible] درختوں میں سے ایک درخت ہے جسے ہندی زبان
میں "[illegible]" کہتے ہیں اور درخت "[illegible]" جسے ہندی میں "[illegible]"
کہتے ہیں اور ایک دوسرا درخت جسے اس علاقے میں "[illegible]" کہا جاتا ہے ان
کی [illegible] کے ساتھ ان کے [illegible] آپکی سواری خاص کے گھوڑے
باندھے جاتے تھے ایک مرتبہ کے بعد ان میں سے ہر ایک [illegible] سرسبز ہو کر
درخت ہوگیا [illegible] اس سال تک ان
میں سے [illegible] اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو خوبصورت [illegible] ہے۔

مثنوی

درخت کی تعریف

چوں طوبی و سدرہ بزرگ
سایل برشاں [illegible]

چوں [illegible] طوبی و سدرہ [illegible] بزرگ اور شان و شوکت والے ہیں
(یعنی وہ درخت) [illegible] کے حصول کیلئے ان کے سوالی ہیں۔

[illegible]

۔ صد سرو چناں بلند شاں پست
دروجوہ کاں الحمد دا دست

جنت کے باغوں میں سرو ان کی قد و قامت کے سامنے پست ہیں۔
الحمد کا ہاتھ بھی (ان سے) ایک ہاتھ ہے۔

۔ صد گلبن و صد ہزار لالہ
محتاج چہ عطر ازاں پیالہ

پھولوں کی سینکڑوں کیاریاں اور لالے کے لاکھوں پھول ان کے پیالے
کے ایک گھونٹ کے پیاسے ہیں۔

۔ رضوان بہ خدمت کنارے
خواہد ز خدا چہ شاں نہارے

باکمال جنت کا داروغہ "رضوان" اللہ تعالیٰ سے اس طرح کے راستے
چاہتا ہے۔

۔ دا باغ ارم قصہ نوے
آں کیست کہ وصف شاں نگوے

باغ ارم بھی ان جیسا (اور ان کے) (نہیں) کون ہے
جو ان کے اوصاف بیان کر سکے۔

۔ ہر شاخ د شاں چہ زلفے مہ
قربان کی ہزار انجم

ان کی ہر شاخ ایسے ہے جیسے کسی حور کی زلف۔ ان پر انجم
کے ہزاروں خوشے قربان۔

۔ د د ہر شاخے چہ سبز پوشاں
ارواح معلق د ہم سروشاں

پاکیزہ روحیں اور فرشتے ہر شاخ پر سبز پوشوں کی طرح موجود ہیں۔

۔ ہر شاخ حسن بے شاخے
رزاں ہمہ شب بوجد و حالے

ہر شاخ حسن کی ... (ان درختوں کی) ہر شاخ ساری رات
وجد اور حال میں رقص کرتی رہتی ہے۔

۔ ہر گروہ قد سرو چہ مستاں
ہر یک عشق ہزار دستاں

وہ دور سے ... کی طرح سر جھکائے ہر پر عشق
کی ہزاروں داستانیں سنا رہا ہے۔

۔ ز ایماں چہ گلبوند بدوہ
خوش سدا قلندری نگوہ

[illegible]

جب بھی ان سے کوئی شخص [illegible] ہوتا ہے حضرت سید ان بہاول شیر قلندر

رحمۃ اللہ علیہ کی شان مبارک [illegible] بیان کرتا ہے۔

[illegible]

[illegible]

کرامات [illegible] (حضرت سید [illegible] علیہ الرحمۃ) کی کرامت

سے [illegible] ہیں [illegible] نہیں آتی۔

ہر کہ [illegible] زیبا است

از [illegible] خوش [illegible] است

[illegible] خوش [illegible] سے [illegible] ہیں۔

خوش [illegible] شد [illegible]

[illegible]

حضرت سید ان بہاول شیر قلندر کے [illegible] (ہوتے ہوئے) سے

[illegible] خوش ہو۔

[illegible] سایہ [illegible] و [illegible]

[illegible] آفتاب [illegible]

([illegible]) سے [illegible] کے سامنے

میں [illegible] آفتاب قیامت کی گرمی سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آں [illegible] است [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (حضرت [illegible]) کی طرح [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سے [illegible] ہو گیا۔

آں [illegible]

[illegible]

[illegible]

تو صاحب [illegible] ہو گیا۔

[illegible] سایہ آں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اے محمد عشق اٹھو اور آرام کے لئے اس شجر سعید کے سائے میں چلا جا۔

ریاب بہ ساں بزم ایشاں

ہم مرہم خستہ دو پریشاں

اے پروردگار! زخمیوں کے لئے مرہم کا اثر رکھنے والے ان درختوں

کے سائے میں ہمیں بھی پہنچا دے۔

(ان درختوں میں سے) ایک کا درخت خشک ہو گیا البتہ اپنی جگہ پر (موجود) ہے مریدوں میں سے کسی نے درخواست کی کہ اس کی لکڑی کی اجازت فرمائیں تاکہ تسبیح بنائے۔

☆ ایسے ہی یہ بھی (روایت) ہے کہ خادم نے آپ کی خدمت میں دودھ کی آرزو کی ارشاد ہوا کہ "اس شجر کے درخت میں دودھ چاہیے۔" (چنانچہ) اس سے دودھ نکلنا شروع ہو گیا) یہاں تک کہ تمام برتن دودھ سے بھر گئے اور طویل مدت تک اس درخت سے دودھ آتا رہا۔ مگر اس کے بعد قحط سالی واقع ہوئی تو جو شخص بھی اس درخت سے (دودھ) لینا چاہتا اس کا اصل کام یہ ہوتا کہ اپنا برتن شاخ کے سامنے رکھ دے تاکہ دودھ سے بھر جائے۔

☆ اسی طرح یہ (روایت) بھی ہے کہ تخلیق انسانی سے لے کر آج تک آپ کے سوا کوئی ایسا فرد پیدا نہیں ہوا جس کی داڑھی سو سال کے بعد نکلی ہو۔

☆ ان تمام (روایات) میں سے ایک یہ ہے کہ اس علاقے میں سکونت

پیدا ہونے کے بعد شادی کا اتفاق ہوا (تو آپ کے ہاں) فرزند متولد ہوا خادم نے خبر پہنچائی اور رسوم کے متعلق سوال کیا تاکہ ان کی ادائیگی بجا لائیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ بڑی بڑی روٹیاں پکا کر ہر خاص و عام کو تقسیم کر دی جائیں چنانچہ اب تک یہ رسم آپ کی اولاد و معتقد میں موجود ہے کہ جب بھی کوئی فرزند پیدا ہوتا ہے تو پانچ سات یا گیارہ من (روٹیاں پکوا کر) تقسیم کرتے ہیں اور دو دن بڑی خوشی سے گزرتے ہیں یہاں تک کہ مذکورہ روٹیاں ختم ہو جائیں البتہ لڑکی کی پیدائش پر کوئی رسم نہیں ہے۔

وہ خاتون جسے بچے کو دودھ پلانے کے لئے مقرر کیا گیا تھا چونکہ ابھی چالیس روز کی مدت بھی نہ گزری تھی کہ (بچہ) باتیں کرنے لگ گیا دایہ نے یہ واقعہ دیکھ کر رہائی کی درخواست کی تو اسے بشارت مل گئی۔ جب یہ خبر آپ (حضرت) تک پہنچی تو ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "اس سرائے (دنیا) میں تمہارا اور میرا ایک وقت رہنا ممکن نہیں کیونکہ ایک نیام میں دو تلواریں سما نہیں سکتیں" تو آپ نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ تمام امور کی حقیقتوں سے آگاہ ہے۔ مجھے پروا نہیں ہے کہ میری پشت سے اولاد ہو گی یا نہیں جب کہ آپ کی پشت سے اس کا یقین ہے میں اپنی زندگی کو آپ اور آپ کی اولاد کی زندگی پر قربان کرتا ہوں۔"

چنانچہ آپ اسی دوران رحلت فرما گئے اس وقت آنجناب رحمۃ اللہ علیہ (حضرت جمال شیر قلندر) کے مزار کی بائیں جانب مدفون ہیں۔ (آپ کے مزار کا) نام مزار سید عالی ہے۔

شعر

[illegible]

غرض ہو کر [illegible]

[illegible]

آفتاب آپ کے [illegible]

[illegible]

دیگر

[illegible]

آپ کے قدموں میں ایک دوسری قبر ہے (جس کے متعلق) عوام میں مشہور ہے کہ یہ سید جمال کے رضاعی بھائی کی ہے۔ یہ (خیال) غلط ہے کیونکہ قبر (سید جمال کے بھائی) شاہ نور محمد کے فرزند کی ہے جو ان کے پیچھے ہیں۔ حضرت سید ان کو لا کر چھوڑ گئے تھے۔

☆ ان تمام (روایات میں) سے یہ بھی ہے جسے بہت سے قابل اعتماد لوگوں نے نقل کیا ہے کہ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جن کا مزار اقدس پاکپتن میں ہے اور وہ آپ کے زمانہ سے پہلے ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ وہاں تشریف لے گئے اور ان کی قبر پر زدوکوب کرنے لگے اور وہ چادر جو قبر پر تھی پارہ پارہ کر دی۔ درگاہ کے مجاوروں نے یہ دیکھا تو دل میں دوسرا خیال لائے (اور طیش میں آ گئے) اور روکنے کے لئے زبان کھولنا ہی چاہتے تھے کہ وہاں کے سجادہ نشین اور خلیفہ جو کہ صاحب باطن تھے انہوں نے حضرت شیخ گنج شکر علیہ الرحمہ کو دیکھا جو فرما رہے تھے "تم چپ رہو کہ ہرگز ان کے احوال میں معترض نہ ہو میرے اور بارگاہ الٰہی کے درمیان ایک حجاب رہ گیا تھا جو میری قبر کے پہلو میں ہونے والے اس زدوکوب (کے نتیجے) میں غلاف کے پھٹنے کے ساتھ درمیان سے نکل گیا"۔

☆ ان باتوں میں سے جو صحت کو پہنچی ہوئی ہیں ایک یہ بھی ہے کہ آپ کی وفات کے بعد ... آپ کے مرقد مقدس میں ... کی بجائے سانپ ہوتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی روایت ہے کہ شیخ داؤد جن کا مزار شیر گڑھ میں ہے آنجناب اور وہ ایک دوسرے کے ہم عصر ہیں اتفاقاً ایک روز آپ کا گزر ان کے گھر سے ہوا تھا شیخ (داؤد) خلوت میں تھے آپ نے ملاقات کی خواہش ظاہر فرمائی (لیکن) کچھ دیر باہر نہ آئے چنانچہ بہت دیر ہو گئی تو آپ نے کافی انتظار کے بعد وہ چھڑی ان کے گھر کی دہلیز پر ماری جو آپ کے ہاتھ میں تھی اور فرمایا کہ "ابھی مرغی انڈوں پر بیٹھی ہے" پھر واپس تشریف لے گئے۔ شیخ داؤد کچھ دیر بعد باہر نکلے اور خادم سے فرمایا کہ جو کلمات آپ نے ارشاد فرمائے ہیں بیان کرو خادم نے بتا دیئے تو شیخ نے فرمایا کہ "آپ فقر لے گئے ہیں اور دولت و اولاد کثیر عطا فرما گئے ہیں چنانچہ زیادہ عرصہ نہ ہوا تھا کہ ان کے رعب و داب کی شہرت دنیا بھر میں پھیل گئی اور وہ کثرت اولاد والے ہو گئے۔

☆ راوی کا بیان ہے کہ آپ شہنشاہ ہمایوں کے دور حکومت میں اس جگہ (حجرہ و مزار) میں تشریف فرما ہوتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ شیر شاہ (سوری) کا دور حکومت تھا اور اس جگہ پر جو کہ دریا سے باہر آ گئی تھی خادم نے اناج جسے ہندی میں "چھوال" کہتے ہیں کاشت کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد عامل اس کھیتی کو ضبط کرنے کے لئے علاقے میں آیا اس نے "جریب"[1] سے اس کھیت کی پیمائش کے لیے ... خادم نے کئی بار کہا کہ ہم نے یہ چھوال صرف آنکھوں کی تازگی اور ٹھنڈک کے لئے کاشت کئے ہیں۔ دنیاوی مفاد کے ارادے سے نہیں (لیکن اس

1 جریب ایک پیمانہ ہے جس سے زمین کی پیمائش کی جاتی ہے۔

دوران نے ایک رات کی کہ آپ علیہ الرحمہ بہت زیادہ شور شرابے اور فریاد کی وجہ سے مراقبے سے بیدار ہوئے حالات کا جائزہ لیا اور اس معاملے میں توقف فرمایا (پھر) اچانک زبان سے اسم "اللہ" نکلا (اور یہ اسم مبارک) اللہ آپ نے کھینچ کر ادا فرمایا (پھر وہاں سے) اٹھے اور لوگوں سے چھپ کر خلوت میں تشریف لے گئے اور فرمایا (آپ) ہم اس وقت باہر آئیں گے جب مغلوں کی بادشاہت واپس کی حکومت ہوگی اس سے (آپکی) مراد چغتائی (مغل خاندان) ہے۔ مدت بعد مغل کے وارثوں نے ایران سے آکر جو کیا سو کیا (یعنی اس نے اپنی حکومت قائم کرلی) جیسا کہ ہندوستان کے بادشاہوں کی تاریخی کتب میں مرقوم ہے۔

☆ روایت میں ہے ایک دن ایک مہمان آیا خادم کو ارشاد ہوا کہ سواری خاص کا گھوڑا مہمان نوازی کیلئے ذبح کیا جائے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بہت عمدہ عربی نسل کا عراقی گھوڑا تھا جو کہ بادشاہ کا تحفہ تھا۔ حاضرین نے بمشکل درخواست کی کہ اس گھوڑے (کو بیچ کر اس) کی قیمت سے کھانا پکایا جائے تو وہ بہت زیادہ اور پاکیزہ ہوگا (یعنی لنگر خانے میں مدت دراز تک عمدہ کھانا دستیاب ہو سکے گا) تو آپ نے فرمایا کہ "اگر ہم ایسی تدبیر جانتے تو چلہ قلندری میں نہ ہوتے" چنانچہ کھانا پکا کر حاضر کیا گیا۔ راوی کہتا ہے کہ جو کوئی بھی اس دسترخوان پر بیٹھا (کھانے کے دوران) اس کے دل میں جس کھانے کا تصور کیا ہوا اس نے اسی کھانے کا ذائقہ پایا۔

1 [illegible]

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی مہربانی اور شفقت آپ کے مرتبہ عظمیٰ کے مطابق تھی تمام (دوسروں کی غلطیوں کی) پردہ پوشی اور بخشش کی عادت آپ کے اوصاف حمیدہ (اخلاق) پر حاوی تھی۔

☆ منقول ہے کہ ایک روز آپ "شکرہ" میں تشریف فرما تھے کہ شاہ غوث گیلانی جو شیخ داؤد کے مرشد ہیں (گھوڑے پر) سوار ہو کر اس راستے سے گزرے تو آپ نے اپنے چہرے کو پھیر لیا اور پیٹھ اس سمت کر لی (جدھر سے وہ آرہے تھے) جب وہ گزر گئے خادموں نے اس عمل کی حقیقت کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا "اگر میری نگاہ کی تجلی ان پر پڑ جاتی تو اس کی آتش مراقبت سے ان کے ظاہر ولایت کے بال و پر گر کر جل جاتے۔"

سبحان اللہ! آپ کس قدر بلند مرتبے کے حامل ہیں کہ شیخ داؤد کے آپ کی نگاہ پڑ جانے سے یہ حالت رونما ہوتی ہے، اور توجہ کے معمول سے بہت جانے سے کام کہاں (سے کہاں) تک جا پہنچتا ہے۔ آپ کے اکثر اوقات مراقبے میں صرف ہوتے تو آپ نے رات اور دن کے تمام اوقات کو تقسیم کر رکھا تھا گھوڑے پر زین بندھی رہتی جس وقت مراقبے سے فراغت پاتے تو گھوڑے پر سوار ہو جاتے اور ایک میدان میں (اس قدر) دوڑاتے کہ پہلے کی طرح حالت (استغراق) میں لوٹ آتے۔

☆ آپ علیہ الرحمہ کی وفات (حسرت آیات) ۱۸ شوال المکرم ۹۴۳ھ کو

یعنی جس کا نام نامی حسن کے اعداد سے استخراج کرتے ہوئے (انہوں نے)
"سید عبد اللہ ولی" نکلتا ہے۔

گوہر شب تاب در کان نبی سرفراز
در یکتائے ز درج مرتضیٰ پیدا شدہ

آپ نبی کریم ﷺ کی معدن کے رات کو چمکنے والے سرفراز موتی ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ ﷺ کے موتی کی ڈبیہ سے ظاہر ہوئے ہیں۔

[illegible]
[illegible]

آپ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے [illegible] ہونے والے خوبصورت [illegible] ہیں اور آپ ثانی حسن (ﷺ) کے [illegible] (ستارۂ مشتری) کی طرح [illegible] ہیں۔

[illegible] قطب اعظم از ازل ہم تا ابد
[illegible] قدر [illegible] حساب [illegible]

آپ ازل سے ابد تک [illegible] قطب اعظم ﷺ کے [illegible] ہیں آپ کے مرتبے کی قدر و قیمت اور بلندی حساب سے باہر ہے۔

بندۂ قرباں شدہ و عاشق و محبوب ہم
پاکباز و [illegible] آمد [illegible] محمود و ایاز

آپ ہمیشہ عشق اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں عاشق اور محبوب ہیں
(اور اللہ تعالیٰ سے ان کا) راز و نیاز محمود و ایاز کی طرح ہے۔

[illegible] عشق صد منصور [illegible]
صد شرف [illegible] از [illegible]

آپ اپنے [illegible] ہیں جن کے [illegible] عشق و محبت میں سینکڑوں منصور ہوئے۔ سینکڑوں [illegible] نے ان کی ایک ہی [illegible] سے شرف [illegible] پائی

شمس تبریز [illegible] ذرہ [illegible]
ذرۂ شمس [illegible]

حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے [illegible] کے سامنے ایک ذرہ کی مثل ہیں۔ [illegible] آپ کے آفتاب کا ایک ذرہ ہیں۔

گلشن اسرار [illegible]
[illegible] گلشن [illegible]

آپ کے [illegible] گلشن [illegible] قربان ہو گئے اور ان کے گلشن کی خوشبو پر بے شمار [illegible] ہو گئے۔

غلام اوج ولایت سالار اقطاب ہو

وقتی او بگوید کہ تو شاہ باشی شاہباز

زمانے کے تمام اقطاب کی بلندی ولایت کا یہ عالم ہو آپ کے سامنے کبوتر کی طرح

ہیں جبکہ زمانے کے شہباز حضرت سید عثمان لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ہیں۔

خضر و الیاس ہمچو آب حیات ہر دم

خضر و الیاس شاہ و دست بستہ در نماز

حضرت خضر علیہ السلام جو آب حیات کے (مالک) ہیں آپ کے

عقیدت مند (ہو کر) آپ کے ساتھ ایک کبوتر کی طرح اڑان میں ہیں

کھڑے ہیں جیسے نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں۔

حضرت الیاس علیہ السلام بھی جو آب حیات کے ساتھ آپ سے ارادت

رکھتے ہیں اسی حال میں لعل شہباز قلندر کی طرف سے حکم کے منتظر

(مقبول ہیں)

قلندر بہ زور دل ہر شام ہر صبح روز دن

شاہ ہوا اعظم عثمان قلندر پاکباز

وہ قلندر ہی ہو کر ہر شام اور صبح عبادت میں مشغول رہتے ہیں کہ "شاہ لعل شہباز

قلندر پاکباز (عثمان مروندی) ہیں"۔

ہر کہ خواند الحمد بلاشک بہر قرأت سحر

فرق ہمیں دو روز سے بعد و در ہم ہر شب و روز

آپ جو روزانہ قدرت و طاقت سے الحمد پڑھ کر اس کی تسبیح فرماتے

اور سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں اور اس کا ورد جاری و ساری رہتا ہے۔

ہر کہ خواند الحمد بہ نیت ہر گزیں

واحد و یکی شود فی الحال از سوز و گداز

اگر آپ روزانہ الحمد شریف پڑھیں فی الحال ایک ہی وقت میں

سوز و گداز سے ہر وقت کے لئے فاتحہ ہو جائے

ہر کہ خواند الحمد بہ آتش سوز و ساز

ہر کہ خواند بے وقت مردہ زندہ شود باز

آپ جو روزانہ الحمد پڑھ کر فاتحہ کے ساتھ ... پڑھیں گے مردہ زندہ ہو جائے گا

(اس کے عوض ہر سوالی کی) خاطر مردہ زندہ ہو جائے گا۔

ہر کہ عاشق شد بہ ہر مرد بے پروا

عاشق عشق حق در ہر دو عالم کار ساز

آپ عاشق حق کے مرید ہیں اس کی مراد کا [illegible] رکھتے ہیں آپ جیسا نہیں۔

عشق حق کے بعد دونوں عالم کے کارساز ہیں

گردن ابرار دو اس زمانہ سرش سر دو عالم

چو ہلال و عشق اکبر پادشاہ در نماز

لمبی لمبی گردنوں والے [illegible] آپ کے در اقدس
(تک) [illegible]
[illegible] کی حالت ہوتی تھی۔

[illegible]
[illegible]

(آپ نوح علیہ السلام) (کی طرح) ایسے ملاح ہیں جو [illegible]
کے طوفان سے بچانے والے ہیں [illegible] آپ کے [illegible]
(سلامتی کے) [illegible]

[illegible]
[illegible]

اے محمد [illegible] (حضرت جلال الدین [illegible]) سے عشق [illegible]
[illegible]

قصیدہ ثانی

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

(آپ [illegible]) آپ کی سواری [illegible]
[illegible] آپ کے [illegible]

[illegible]
[illegible]

آپ صاحب [illegible] فخر اور سیادت کے آسمان پر [illegible] آفتاب
[illegible]

[illegible]
[illegible]

آپ عاشقوں کی محفل کے چراغ تھے [illegible] ..... [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

آپ قلندری اور امیری (دونوں کے) [illegible]
[illegible] معبود حقیقی کی ذات اقدس میں محو ہو گئے۔

[illegible]

[illegible]

آپ کرم کی حالت پر (حسن) تھے ... [illegible]

آپ نے تعریف کیے گئے بادشاہ تھے۔

[illegible]

[illegible]

کرامت اور بزرگی کی خلعت میں [illegible] آپ

ولایت [illegible] کی جگہ [illegible] گئے۔

[illegible]

[illegible]

وہ گوہر جس پر آپ کی نگاہ پڑی اس کی قدر و منزلت ہزاروں

موتیوں سے زیادہ ہو گئی۔

[illegible]

[illegible]

اب آپ خلعت و جمالت کے کوچے میں گزرتے ہوئے (شمس) کی طرف

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی طرح [illegible] حالت سے [illegible] کرتے ہوئے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] پاک کر دیتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

آپ بادشاہوں کے شہر میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اب وقت آپ کی مدح میں گزر رہا ہے [illegible]

جواہرات سے بھر جاتی ہے۔

[illegible]

[illegible]

جب لوگ ... اور مصیبتوں کے مارے ہوئے لوگ آپ کا نام مبارک [illegible]
[illegible]

آں شاہ قلندراں آفاق [illegible]

[illegible]

آپ [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

جب آپ نے [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

میں نے اپنے دل سے (آپ کی) رحلت کا سال پوچھا تو اس نے کہا (محبوب [illegible]
[illegible]

☆ اور اس سال سے اس کتاب کی ترتیب [illegible]
[illegible]

ی	ط	ح
10	9	8

ز	و	ہ
7	6	5

د	ج	ب	ا
4	3	2	1

ت	ش	ر	ق
400	300	200	100

ص	ف	ع	س
90	80	70	60

ن	م	ل	ک
50	40	30	20

غ	ظ	ض
1000	900	800

ذ	خ	ث
700	600	500

[illegible]

قطعہ

جہ دیں شد بہ محمد
بی اولاد عمر عمرانی

حضرت محمد دین کا عمر سے اور عمر عمرانی کے نسب پر ہونا ثابت ہے

نسب او تی پیغم کر جال
بو احمد جہاں عرد جلالی

آپ کا نسب [illegible] (علیہ السلام) تک ہے ان کا نام مبارک [illegible]

[illegible] کی طرح ہے۔

[illegible] عشق [illegible] کر [illegible]
کر عشق آمدہ صرع جلی

جب محمد عشق (رحمۃ اللہ علیہ) نے ان کی تاریخ (وصال) سے متعلق شعر کہا

[illegible] مصرع پر ختم کیا۔

اول حسن و لطافت کر [illegible]
[illegible] عشق [illegible] ان [illegible] جلی

[illegible]

وہ حسن و لطافت تو آپ ہی کے حصے میں ہے اس کے قول دیکھ کر آنکھ خیرہ ہو

اور شدید ہو جاتی ہے۔

☆ یہی حال کتاب میں حضرت [illegible] کی وجہ سے پائی (سنہ [illegible])

اشعار کی مجموعی تعداد [illegible] (کا ذکر کرتے) کی بجائے تین

اشعار کے واسطے میں ان کی ایک شعر پر اکتفا کیا ہے۔

شعر

[illegible] حضرت محمد
عشق [illegible] ایں عرش زمانی

حضرت محمد (رحمۃ اللہ علیہ) کے دور میں دنیا کا یہ عرش

عشق [illegible] سے روشن ہوا۔

☆ آپ کی تمام عمر [illegible] میں نو (ازواج) مطہرات سے نکاح منقول ہیں

ان میں سے چار صاحب اولاد ہوئیں پہلی ان میں سے ایک کے پانچ بیٹے تھے

اور دوسری کے تین۔ جب کہ ایک خاتون کے بطن سے دو بیٹے تھے اور ان دو

صاحبزادوں میں سے ہر ایک کثیر اولاد والا ہوا سوائے (ان میں سے) آخری

بھائی کے جو بے اولاد تھے۔ اور آپ کے فرزندوں میں سب سے بڑے شاہ

نور محمد ہیں جو [illegible] اس بیٹی کے علاوہ دو بیٹیاں اور ان کی والدہ محترمہ سیدہ

کمال رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی تھیں جو سادات گیلانی کی نسل سے ہیں اور جن کا
تذکرہ (تجلیات) میں ہو چکا ہے۔ (وہ) بھی اسی پاک دامن خاتون کے بطن سے
تھے۔ بہر حال آنجناب (حضرت میراں بھیکھ شیر قلندر رحمۃ اللہ علیہ) کے
وصال کے بعد سید نور محمد سجادہ نشین قرار پائے۔

مدح

سید نور محمد رحمۃ اللہ علیہ

[illegible]

[illegible]

وہ [illegible] نور محمد [illegible] حضرت محمد ﷺ
کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

آپ کے [illegible] شجاعت [illegible] ہیں اور آپ
شجاعت و بہادری کے وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرح
(مثل [illegible] ہیں)

[illegible]

[illegible]

حضرت [illegible] علیہ السلام کی طرح [illegible] سے [illegible]
[illegible] والے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] (کے [illegible])
[illegible] سے [illegible] گئے

[illegible]

[illegible]

[illegible] کہاں ہے؟

[illegible] درود و سلام [illegible]

[illegible]

[illegible]

آپ کے وصال مبارک کو [illegible] سال پہلے راویوں نے مجھے بیان کیا [illegible]
[illegible] سے [illegible] بیان کرتا۔

☆ راوی بیان کرتا ہے کہ [illegible] آنجناب (حضرت میراں بھیکھ شیر قلندر

رحمۃ اللہ علیہ) کے انتقال کے وقت (صاحبزادہ) سید نور محمد سفر پر تشریف لے
گئے تھے۔ خدام نے آپ سے استفسار کیا کہ (آپ کی) اولاد مقدس سے تو کوئی
کرنے کا حکم ہو جائے تاکہ بجا لایا جائے۔ ارشاد فرمایا کہ (ہم) مسافروں کی دستاری کی
حیثیت ہے لیکن ہماری اولاد میں سے تیسرے درجے پر ایک چراغ روشن ہوگا
جس کے آفتاب فضیلت کے نور سے چاردانگ عالم چمک اٹھیں گے۔ آپ
کے اس فرمان سے مراد حضرت اقدس جناب شاہ تیم تھے جن کے کمالات کی
شہرت دور دور تک پہنچی اور ان کے فضائل کے نقارہ کی آواز ہندوستان سے نجد
(اور عالم) تک جا پہنچی۔ نیز (آپ نے یہ بھی) وصیت فرمائی کہ سید نور محمد جب
واپس آئیں تو ان کی جو رائے بھی ہو اس پر عمل کیا جائے اور اعتراض نہ کیا جائے۔

☆ روایت ہے کہ جب (سید نور محمد) واپس تشریف لائے اور مقبرہ دیا ہے
لوگ شرف دیدار حاصل کر چکے۔ اور اس قدر آہ و زاری ہوئی کہ کسی کو اس حالت
کے مشاہدہ کا حوصلہ اور ہمت نہ تھی۔ الغرض: آپ نے قبر مبارک کو کھولنے کی
خواہش ظاہر کی تاکہ تسکین قلب و نظر کی خاطر آپ کے چہرہ اقدس کا دیدار کریں
آپ کا یہ خلاف عادت اقدام اس قدر رہا ہے کہ احاطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت قبر انور کو کھولا جا رہا تھا بڑی کوشش اور
پورے اہتمام کے ساتھ (چاروں طرف سے اس طرح) مکمل پردہ کر دیا گیا کہ
کوئی شخص بھی (وہاں سے) گزرنے کے لئے بھی ایک "معمار" جس نے بعد ازاں گنبد

تعمیر کیا تھا کسی طریقے سے چھپ گیا (جس نے) اس نے اسرار کا مشاہدہ کیا
ادا ہو گیا۔ (پھر) جس وقت گنبد کی بنیاد رکھی گئی تو اس نے سید نور محمد کی خدمت
اقدس میں عرض کیا کہ میری خواہش ہے مجھے اس قدر بصیرت عطا فرما دیں کہ اس
معماری (تعمیر) میں مجھ پر اعلیٰ حصہ نکلے لیکن اس کی یہ استدعا قبول ہوئی روزانہ (جب
تک کام میں مشغول رہتے) بیٹیوں اور بیٹوں کو دیکھا رہتا اس کے بعد (جو بھی کام
سے فارغ ہوتا) بصارت سے محروم ہو جاتا۔

حضرت سید نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مدفن گنبد کے اندر آپ کے والد
بزرگوار کی قبر کے برابر ہے۔

آپ کے پسماندگان میں تین بیٹے تھے ان میں سب سے بڑے جو
بے مثال کے سمندر کے دُرِّ یکتا مبارک خصائل کے حامل کو زینت بخشنے والے
جوانمردی و مروت کے مسند آرا حضرت شاہ ابو المعالی تھے۔

تاریخ

زہے بادشاہ مالک ملک دیں
بہ اورنگ شاہی بالا نشیں

واہ کیا خوب بادشاہ اور سلطنت دین و مذہب کے مالک ہیں آپ پر شہنشاہی کا
رنگ ہے اور آپ بلند مرتبے پر جلوہ فرما ہیں۔

۔ چونکہ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] ز علم الیقین

[illegible] [illegible] حضرت [illegible] کے [illegible] کے حامل اور

علم الیقین سے متصف ہیں۔

۔ [illegible] عثمان [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] عین الیقین

حضرت عثمان غنیؓ کی طرح شرم و حیا کی دولت سے مالا مال ہیں اور آپ کی [illegible]

عین الیقین کے نور سے آراستہ ہیں۔

۔ [illegible] حیدر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] حق الیقین

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرح عاشق اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے

ہیں حق الیقین کے [illegible] سے [illegible] ہیں۔

---

1. یقین کی [illegible] اقسام [illegible] ہیں۔

1. علم الیقین: [illegible]

[illegible]

2. عین الیقین: [illegible]

[illegible]

3. حق الیقین: [illegible]

۔ [illegible] [illegible] صفات جہانگیر [illegible]

ابوالفضل [illegible] امام [illegible] امین

آپ [illegible] [illegible] کی طرح [illegible] [illegible] جہانگیر [illegible]

کے حضرت ابوالفضل [illegible] [illegible] امام اور امین ہیں۔

۔ علم و ادب [illegible] [illegible]

[illegible] و [illegible] [illegible] روح الامین

[illegible] [illegible] [illegible] حضرت جبرئیل

روح الامین علیہ السلام کی مانند ہیں۔

۔ علم و [illegible] [illegible] شافعی

[illegible] و [illegible] مالک [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] حضرت امام شافعی [illegible] کی طرح ہیں [illegible]

[illegible] [illegible] میں حضرت امام مالک

[illegible] [illegible] ہیں۔

۔ [illegible] [illegible] قرب حق [illegible] یافت

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] عارفین

آپ نے [illegible] [illegible] سے [illegible] قرب خداوندی پایا اور عارفین کے گروہ

میں [illegible] [illegible] ہیں

چو [illegible] بدل تاج عز و علاء
کہ بر ساق و علم الیقین

بزرگی و عزت و سربلندی کے تاج کے حامل اور علم الیقین سے ملبس ہیں۔

چو عثمان [illegible] بحیا
متحقق در عین الیقین

حضرت عثمان غنی کی طرح شرم و حیا کی دولت سے مالا مال ہیں اور آپ کی ذات عین الیقین کے زیور سے آراستہ ہیں۔

چو حیدر [illegible] و [illegible]
بر [illegible] حق الیقین

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرح صاحب شجاعت اور حق تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں حق الیقین کے [illegible] سے [illegible] ہیں۔

---

1. یقین کی تین اقسام بیان کی جاتی ہیں۔
1. علم الیقین: [illegible]
2. عین الیقین: [illegible]
3. حق الیقین: [illegible]

[illegible] حضرت جہانگیر [illegible]
ابوالمعالی امام [illegible]

آپ [illegible] (ابوالمعالی) [illegible]
کے حضرت ابوالمعالی رحمۃ اللہ [illegible] امام اور پیشوا ہیں۔

بعلم و ادب [illegible]
عمل و عبادت چو روح الامین

علم و ادب [illegible] اور عبادت و عمل [illegible] میں حضرت جبرئیل روح الامین علیہ السلام کی مانند ہیں۔

بعلم و بادراک [illegible] شافعی
بصدق و صفا [illegible] مالک [illegible] دین

علم و ادراک [illegible] میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ کی طرح ہیں صدق و صفا [illegible] کے اعتبار سے دین کی سلطنت میں حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ کا مرتبہ رکھتے ہیں۔

ز ذکر [illegible] قرب حق [illegible] یافت
بر [illegible] عارفین

آپ نے [illegible] حق [illegible] عارفین کے گروہ میں [illegible] ہیں۔

بادلک عمر گرو بسیار فیض
چو باران رحمت بروئے زمین

(آپ نے) مختصر عمر میں بہت زیادہ فیض (پہنچایا) جس طرح تمام زمین پر رحمت کی بارش ہوتی ہے۔

محمد بخش چہ پایائے تست
کہ دست و داماش جبل المتین

محمد بخش ان کی مدح و ثنا کی ہمت و طاقت مجھ میں کہاں؟ (ہاں یہ بات ضرور ہے کہ) میں نے ان کے دامن کا محکم وسیلہ پکڑے ہوئے ہیں۔

ز تاریخ رحلت ندارم خبر
وگرنہ بموم چہ در ثمین

مجھے (ان کی) تاریخ رحلت کا علم نہیں ورنہ میں اسے قیمتی موتی کی طرح ظاہر کر دیتا۔

ز راوی بجستم حساب عمر
بگفتا کہ باری باعزہ بین

میں نے راوی سے ان کی عمر کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا باری باعزہ سیت (باری =) یعنی حروف ابجد اکیس سال۔

ابو شہ بس از والد نامدار
معلی نشین شاہ مسند گزین

اپنے والد گرامی قدر کے بعد آپ ہی ان کے سجادہ نشین اور مسند کے وارث بنے۔

☆ آپ (حضرت شاہ ابو المعالی) اپنے والد گرامی (سید نور محمد) کے جانشین مقرر ہوئے (ابھی) آپ کی عمر اکیس سال تھی کہ رحلت فرما گئے آپ کی قبر مبارک (حضرت بہاول شیر قلندر علیہ الرحمہ اور سید نور محمد علیہ الرحمہ کے) قدموں کی طرف گنبد سے باہر قدموں سے (تھوڑے) سے ہٹ کر قبلہ کی جانب ہے

☆ آپ کے دو فرزند ہیں جن میں بڑے ولایت کے منصب پہ کے قیمتی موتی اور آسمان ہدایت کے (روشن) ستارے، گروہ اتقیاء کے سرخیل، جماعت اولیاء کے سردار ہیں۔

بیت

معنی کرامت تجلی وصل و بیگان صحرائے قیامت
راہ نمائے سر گشتگان تیہ غربت

آپ کی تجلی کرامت یہ ہے کہ صحرائے قیامت دیکھنے والوں کو خوف سے نجات دیتے ہیں اور بیابان مسافرت میں بھٹک جانے والوں کے راہنما ہیں

☆ اور وہ وادی غربت کے مبارک قدم، نعمتیں عطا فرمانے والے کی

جناب میں بیٹھانے والے حضرت شاہ محمد نجیم ہیں۔

☆ آپ (حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمہ) کے دور سے (زندہ پیر)
آسمان کمال کی چمکتی ہوئی لوح، سلطنت احوال کے بادشاہ، ولیوں کے رہبر،
قطب زماں، اقطاب و افراد اور صاحب قدرت کے امراء اور [illegible] کے [illegible] اخلاق
کا منبع و مرکز حضرت زندہ پیر ہیں۔ ان سے کوئی [illegible] ہے اس کا سبب
حضرت ان کے بڑے (بھائی) حضرت شاہ محمد نجیم (علیہ الرحمہ) کے حالات
کے تذکرے میں پائیں گے۔

غزل
(حضرت زندہ پیر کی مدح میں)

اے مہ عالم [illegible]
آفتاب برج خوبی [illegible]

[illegible] کی ذات کے چاند [illegible] اور آپ خوبی کے
آسمان کے آفتاب اور حضرت غوث الاعظم دستگیر
کے [illegible] ہیں۔

نور دیدۂ حسن آں اختر برج شرف
گوہر تاج ولایت در زمانہ بے نظیر

دیدۂ حسن کے موتی اور آسمان شرف کے (تابندہ) ستارے ہیں جو تاج ولایت
کے گوہر اور زمانے میں بے مثال ہیں

آشنائے بحر حق رہبر ولایت فقر
پیشوائے سالکاں و حامی در دار و گیر

وہ حقیقت کے سمندر [illegible] فقر کے رہنما [illegible] طریقت کے
پیشوا اور [illegible] کے وقت [illegible] حامی و نگہبان ہیں۔

سالک مسلک محبت محرم راز الست
محو ذات کبریائی حی و دائم زندہ پیر

حضرت زندہ پیر مسلک عشق و محبت کے سالک "الست" کے راز کے محرم
اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس میں محو اور ہمیشہ زندہ ہیں

---

1. الست: [illegible] الست بربکم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بحر لوح و قلم شد مظہر اسرار ما

کاتب کتب علی ہم عالم علم خبیر

لوح و قلم اور پھیلانے والے اسرار اور صورتی کی حفاظت کرنے والے علی کی کتابوں کو لکھنے والے اور باطنی علم کے جاننے والے ہیں۔

اشرف اہل صفا و انتخاب از ذوالجلال

کاتب کو حکم صد کر مشتری را بصیر

صوفیاء میں سب سے بزرگ اور فضلاء میں سب سے افضل ہیں اور اپنے کمال میں جو سکوں اور اندھوں کو بصارت عطا کرتے ہیں۔

آں کہ در دیدہ او عشق در رب مست تنگ

اے محمد درآں آتش جوہر صدق گیر

آپ کے اوصاف کے بیان میں شیخ آزادی کا مصرع (اشعار) (ہو جاتا) ہے۔ اے محمد علی! آپ کی اولاد پاک کو ان صدق و اخلاص کے ساتھ سے تھام۔

☆ حضرت کے گنبد مبارک کے باہر مشرقی جانب جالی کے ساتھ جو قبریں واقع ہیں ان میں سے جالی کی طرف والی پہلی قبر آپ کا مدفن ہے۔

تذکرہ

حضرت شاہ محمد مقیم رحمۃ اللہ علیہ

سیر حال کروہ اور عاشقین کے مقتدا اور محبوب سالکین کے پیشوا حضرت شاہ محمد مقیم محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت رمضان المبارک کی پہلی رات کو شہنشاہ اکبر کے بیٹے جہانگیر کے دور حکومت میں ہوئی آپ نے چالیس سال کی عمر مبارک پائی۔

اس سلسلہ عالیہ کے آپ تک چھبیس بزرگ بھی ہوئے ہیں (ان میں سے ہر ایک نے رشد و ہدایت اپنے والد کی خدمت اقدس سے حاصل کی مگر حضرت شاہ محمد مقیم نے حضرت شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے رشد و ہدایت کیلئے تعلق جوڑا جو حضرت غوث الاعظم محی الدین کے خواہر زادہ تھے جنہیں حیات المیر بھی کہتے ہیں۔

واقعہ یوں ہے کہ والد گرامی کی وفات کے بعد جب آپ کا بچپن ختم ہوا اور لڑکپن میں قدم رکھا تو (ایک روز) اپنے جد امجد (حضرت جمال شیر قلندر علیہ الرحمہ) کی قبر مبارک سے لپٹ کر طلب رشد و ہدایت کیلئے روتے گڑگڑاتے رہا کرتے ایک روز (خواب میں) دیکھا کہ آپ کے جد امجد قبر مبارک سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ (ا) روحانی فیض و برکات میں سے اختیار اعظم جناب

سید جمال اللہ کے پاس ہے (چنانچہ) تمہیں چاہیے کہ (ان کے پاس) اور
چلے جاؤ۔ آپ نے حسب ارشاد ایسا ہی کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ راستے میں
حضرت شاہ مدار (رحمۃ اللہ علیہ) سے ملاقات ہوئی انہوں نے سفر کے مقصد کے
متعلق دریافت کیا لیکن آپ نے اعراض کیا (اور نہ بتایا) انہوں نے آپ کا
راستہ نہ چھوڑا تا کہ آپ مقصد سفر بیان فرمائیں الغرض ان کی طرف سے کافی
تگ و دو اور بحث و تمحیص کے بعد آپ نے اپنے جد بزرگوار کی جانب توجہ فرمائی
کہ ان کا ارشاد کیا ہے؟ اور (اب صورتحال کیسی درپیش ہے؟ نیز جو) صورتحال
رونما ہوگئی ہے (یہ) حضرت بہاؤالدین شیر علیہ الرحمہ پر مخفی نہیں ہے۔ (چنانچہ آپ
نے ان کی طرف توجہ کی تو انہوں نے) شاہ مدار کو ارشاد فرمایا کہ آپ شاہ معظم کے
احوال میں حرج نہ ہوں کیونکہ ان کے اغراض و مقاصد کو پورا کرنا آپ جیسوں
کا کام نہیں ہے۔ شاہ مدار (راستے سے) ہٹ گئے اور معذرت خواہ ہوئے کہ "میں
اس کام کے راستے کا رہنما تھا" پھر انہوں نے تبلیغ کی ایک کرامت اور ہدیہ پیش
کیا (آپ وہاں سے) رخصت ہوئے اور شاہ جمال اللہ کی خدمت میں آئے اور پہنچے اور
وہاں کی مشہور جگہ موضع میانی (صاحب) کی مسجد میں تشریف لائے اور (شاہ جمال اللہ
علیہ الرحمہ) کی ملاقات سے مشرف ہوئے اور اسی ایک ملاقات سے ہی کام مکمل ہوگیا
(اور آپ نے جملہ روحانی منازل) ایک ہی نشست میں طے کرلیں (چنانچہ) یہ بیت جو
آپ کے منظوم کلام میں سے ہے اس واقعے کی صداقت پر گواہ ہے۔

بیت

؎ مرا مرشد جمال جہاں قطب پرور
کہ مو بمو ہمہ حسن و جمال گردیدم

جس ملاقات میں میرے مرشد نے اس طرح میری پرورش و تربیت کی ہے کہ میرا
بال بال (ان کے) حسن و جمال کا گرویدہ ہوگیا۔

اس مقام پر ایک حجرہ تعمیر کیا گیا ہے جو متبرک زیارت گاہ ہے۔

آپ کے جملہ احوال سے یہ دو تین سطریں (یعنی آپ کے مندرجہ ذیل تین خطوط)
اس "مختصر" میں حصول برکت کیلئے نقل کی گئی ہیں۔

خط

نحمدہ و نصلی علی نبیہ الکریم

حسن اخلاق سے آپ کی طرف سے ارسال کردہ خوشبودار عنایت نامہ
مسرت کا باعث بنا۔ آپ کی روشن رائے کی وضاحت ہوئی کہ مشاہدہ کیلئے شاہد
لاہوتی[1] جو ناسوتی[2] شاہد کی کثرت میں مخلوق کی صورت کے ساتھ جلوہ گر

---

1 لاہوت: [illegible]
2 ناسوت: [illegible]
3 ملکوت: [illegible]

سید جمال اللہ کے پاس ہے (چنانچہ) تمہیں چاہیے کہ (ان کے پاس) لاہور چلے جاؤ۔ آپ نے حسب ارشاد ایسا ہی کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ راستے میں حضرت شاہ مراد (رحمۃ اللہ علیہ) سے ملاقات ہوئی انہوں نے سفر کے مقصد کے متعلق دریافت کیا لیکن آپ نے اعراض کیا (اور نہ بتایا) انہوں نے آپ کا راستہ نہ چھوڑا تا کہ آپ مقصد سفر بیان فرمائیں الغرض ان کی طرف سے کافی تگ و دو اور بحث و تمحیص کے بعد آپ نے اپنے پیر بزرگوار کی جانب توجہ فرمائی کہ ان کا ارشاد کیا ہے؟ اور (آپ صورتحال کیسی درپیش ہے؟ نیز جو) صورتحال رونما ہو گئی ہے (یہ) حضرت بہلول شیر علیہ الرحمہ پر کھلی ہوئی ہے۔ (چنانچہ) آپ نے ان کی طرف توجہ کی (تو انہوں نے) شاہ مراد کو ارشاد فرمایا کہ آپ شاہ مقیم کے احوال میں معترض نہ ہوں کیونکہ ان کے اغراض و مقاصد کو پورا کرنا آپ جیسوں کا کام نہیں ہے شاہ مراد (راستے سے) ہٹ گئے اور معذرت خواہ ہوئے کہ "میں اس کام کے ارادے سے آگاہ نہ تھا" پھر انہوں نے تبرکاً ایک کرتہ بطور ہدیہ پیش کیا (آپ) وہاں سے رخصت ہوئے اور شاہ جمال اللہ کی خدمت میں لاہور پہنچے۔ اہل کی مشہور جگہ موضع میانی (صاحب) کی مسجد میں تشریف لائے اور (شاہ جمال اللہ علیہ الرحمۃ) کی ملاقات سے مشرف ہوئے اور اسی ایک ملاقات سے ہی کام مکمل ہو گیا (اور آپ نے جملہ روحانی منازل ایک ہی نشست میں طے کر لیں) چنانچہ یہ بیت جو آپ کے منظوم کلام میں سے ہے اسی واقعے کی صداقت پر گواہ ہے۔

بیت

مرا مرشد جمال [illegible] پیرو
کہ ہو ہو بود حسن و جمال کریم

پھر ملاقات میں میرے مرشد نے اس طرح میری پرورش و تربیت کی ہے کہ میرا بال بال (ان کے) حسن و جمال کا گرویدہ ہو گیا۔

اس مقام پر ایک خط تحریر کیا جا رہا ہے جو تبرک کے لیے یادگار ہے۔

آپ کے جملہ احوال سے یہ دو تین سطریں (یعنی آپ کے مندرجہ ذیل تین خطوط) اس مختصر "میں حصول برکت کیلئے نقل کی گئی ہیں۔

خط

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم

حسن اتفاق سے آپ کی طرف سے ارسال کردہ خوشبودار عنایت نامہ ملا مسرت کا باعث بنا۔ آپکی روشن رائے کی وضاحت ہوئی کہ مشاہدہ کیلئے شاہد (لاھوتی) جو ہوتی ہے شاہد کی کثرت میں مخلوق کی صورت کے ساتھ جلوہ گر

---

1. لاھوت [illegible]
2. ناسوت [illegible]
3. ملکوت [illegible]

ہے اور ہزاروں حاجات جو اللہ تعالیٰ کے [illegible] کی نشانیاں ہیں حضرت [illegible] کے علم پر ظاہر ہوئی ہیں مکتوبات کے ضمن میں اس کے متعلق [illegible] کا حاصل یہ ہے دیکھا جاتا ہے کہ مکاشفات میں نظر آنے والی تمام چیزیں اس میں [illegible] آتا ہے اگر ان پر موافقت اور ایمان جلد ادا ہو جائے تو [illegible] ہے یہدی اللہ لنورہ من یشاء اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت دیتا ہے والسلام علی من اتبع الهدیٰ اور سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی اتباع کی۔

دوسرا خط

وہ جگہ کہ بھیجنے والا اور جس کی طرف بھیجا گیا ہے ایک ہی ہے (آپ [illegible]) [illegible] اور [illegible] مکاشفات کے تکلف کی کیا ضرورت ہے آپ [illegible] ہیں

والسلام علی من اتبع الهدیٰ

"سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی اتباع کی"

تیسرا خط

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم

[illegible] حضرت [illegible] کے [illegible] آپ کی [illegible] پر [illegible] ہیں [illegible] وقت [illegible] اور [illegible] کے بعد [illegible] آپ

[illegible] معلوم ہوا کہ زراعت میں مشغول ہیں۔ الحمد للہ [illegible] اللہ تعالیٰ نے رزق حلال کی توفیق عطا فرمائی اس پیشے میں [illegible] برکت ہے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] سے آپ کو خوب عزت [illegible] جس قدر [illegible] ہوگا (اسی قدر اللہ تعالیٰ [illegible]) [illegible] حضرت [illegible] والسلام والاکرام

آپ کی گفتگو مکمل ہوئی

• • • • •

☆ حضرت [illegible] کے [illegible] حافظ قرآن [illegible] [illegible] بیان کرتے ہیں کہ [illegible] (رحمۃ اللہ علیہ) [illegible] ہیں اس حقیقت سے واقف ہونے کہ حضرت "[illegible]" (حضرت شیخ [illegible] کی معروف کتاب) [illegible] (انہوں نے [illegible]) [illegible] حضرت آپ کی [illegible] کا امتحان [illegible] [illegible] حضرت [illegible] کا معمول [illegible] اس طرح تھا کہ ایک دن [illegible] (اور کسی سے کلام [illegible]) اور ایک دن گفتگو کی [illegible] فرماتے۔ اتفاقاً اس دن خاموشی (کے روزے) [illegible] آپ نے اشارے سے قبول فرمائی اور [illegible] کی طرح اس [illegible] حضرت [illegible] کے [illegible] [illegible]

نے حاضرین کے طور پر وہ مشروب جو انہیں لائق تھے محفل میں پیش کیے اور بعد کے مشغول ہونے راوی کہتا ہے کہ ایک خادم جو حاضرین کی صف میں کھڑا تھا وہ شریف اور کمینہ بچھو اور بڑا اس کی حیثیت و مرتبے سے آگاہ تھا آپ علیہ الرحمہ نے اپنی نگاہ التفات اس پر ڈالی تو اس درویش نے نعرہ لگایا کہ "اے مولانا صاحب عبارت یوں نہیں ہے بلکہ بر مثال عالم .... (سے آخر تک پڑھا اور) اس نے اس (عبارت) کا ترجمہ بھی شائستہ انداز سے کیا جو مولانا کے شکوک (اور اشکالات) کا حل تھا۔ اس حالت کو دیکھ کر ہر ایک کی آنکھیں حیرانگی سے کھلی کی کھلی رہ گئیں اس کے بعد مولانا صاحب نے کوئی حرف (منہ سے) نہ نکالا۔

☆ ایک دن حضرت علیہ الرحمہ درخت کے نیچے تشریف فرما تھے کچھ خدام اور گروہ ہمراہ تھے ایک خادم نے بیان کیا کہ ہندوؤں کے ایک معبود (گرو) کی ہزار عورتیں تھیں اور وہ ہر رات ہر عورت کے ساتھ موجود ہوتا اور اس (خادم) کے دل میں اس حقیقت کی معذوری کا اندیشہ گزرا (تھا) آپ نے بذریعہ کشف دریافت کر لیا اور فرمایا کہ اس امر کا حصول ہرگز مشکل نہیں ہے۔ اس درخت کے پتوں کی طرف دیکھو تاکہ (تمہیں) اصل حقیقت کا پتہ چلے۔ خادم نے درخت کے (تمام) پتوں (پر) آپ کو ہی دیکھا جبکہ آپ اپنی جگہ پر بھی موجود تھے۔

☆ یہ بھی (بیان کیا جاتا) ہے کہ حجرہ مقدسہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً (اللہ اس کا شرف بڑھائے) کے نواح میں گاجروں کا ایک کھیت تھا ایک رات چند خادموں کے ساتھ اس کھیت پر سے آپ کا گزر ہوا فرمایا کہ فلاں جگہ سے گاجریں

اکھاڑ کر لے آئے اور (وہ گاجریں) کھالی گئیں۔ حاضرین کو اس واقعہ سے تعجب ہوا اس طرح کا کام آپ کے افعال کے لائق نہیں ہے۔ جب صبح ہوئی تو اس کھیت کا مالک (حاضر ہوا اور اس نے) عرض کیا کہ میں نے فلاں جگہ اچھی زمین پر (گاجریں) کاشت کی تھیں تاکہ جناب کے خدام کو ہدیہ پیش کروں جو باقی ماندہ اس زمین کی تمام فصل چوروں نے چوری کر لی۔ آپ نے اس کی بات پر مسکراتے ہوئے فرمایا اپنے دل سے بوجھ اتار دے کیونکہ حق حقدار کو مل گیا۔ (اسی طرح) حضرت زندہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ کو درد زہ ہوا اور جلدی سے حضرت (شاہ مقیم محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دیکھا کہ وضع حمل کے آثار کی وجہ سے درد ہے۔ بلکہ پیٹ درد کے متعلق عرض کیا اسی وقت ارشاد فرمایا کہ "دور ہو جائے گا" اس ارشاد کے مطابق حمل غائب ہو گیا اور حضرت سید زندہ ولی علیہ الرحمہ کی پشت سے اولاد نہ ہونے کا یہی سبب ہے کہ اس کے بعد ان کی صلب سے اولاد کا اثر ظاہر نہ ہوا۔

آپ حضرت (شاہ مقیم علیہ الرحمہ) کی وفات ۹ شوال 1050 ہجری کو ہوئی۔

چنانچہ عبارت

۵۰ ھ ۱۰

[illegible]

سکارف کے اعداد کے اعتبار سے اس واقعہ کے سالوں کا درست حساب حاصل ہوتا ہے۔

قصیدہ تاریخیہ

الحکیم [illegible] شاہ محمد حکیم

[illegible] شاہ محمد حکیم

حضرت شاہ محمد حکیم رحمۃ اللہ علیہ آسمان ولایت کا روشن ستارہ ہیں۔ حضرت شاہ محمد حکیم رحمۃ اللہ علیہ صدق و صفا کے [illegible] موتی ہیں۔

تاج [illegible] الحکم [illegible]

عالم [illegible] شاہ محمد حکیم

آپ اولیاء کرام کے سر کا تاج اور انتخاب کے [illegible] ہیں۔ اور آپ اللہ تعالیٰ کے علم کے عالم ہیں۔

[illegible]

[illegible] شاہ محمد حکیم

آپ [illegible] کے کامل [illegible] ہیں۔

اللہ [illegible] ہیں۔

[illegible]

[illegible] شاہ محمد حکیم

آپ [illegible] ہیں۔ [illegible] ہیں

[illegible] صدق وصفا

[illegible] شاہ محمد حکیم

آپ [illegible] صدق و خلوص کا معدن ہیں۔ آپ لطف و کرم کے [illegible] ہیں۔

[illegible]

[illegible] شاہ محمد حکیم

آپ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] حق تعالیٰ [illegible] والے ہیں

[illegible]

[illegible] شاہ محمد حکیم

آپ [illegible] ہے۔ آپ [illegible] ہیں۔

[illegible]

[illegible] شاہ محمد حکیم

آپ [illegible] آفتاب ہیں۔ آپ کا [illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] شاہ محمد مقیم

آپ [illegible] والے [illegible]

[illegible] فرمانے والے ہیں۔

صاحب [illegible]

[illegible] شاہ محمد مقیم

آپ [illegible] کرنے والے

[illegible] ہیں۔

[illegible]

[illegible] شاہ محمد مقیم

آپ حضرت [illegible] والے اور

[illegible] فرمانے والے ہیں۔

[illegible]

[illegible] شاہ محمد مقیم

آپ [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] علیہ

[illegible] ہیں۔

[illegible] علی مرتضیٰ

[illegible]

صاحب [illegible] شاہ محمد مقیم

آپ [illegible] حضرت علی [illegible] (بہادر)

[illegible] اور خوف

[illegible] والے ہیں۔

[illegible]

[illegible] شاہ محمد مقیم

آپ [illegible] کے [illegible]

ہیں آپ [illegible] ہیں۔

[illegible]

[illegible] شاہ محمد مقیم

آپ [illegible]

(آپ کی [illegible] معلوم ہوتی ہے)

آپ [illegible] ہیں۔

[illegible]

[illegible] شاہ محمد مقیم

آپ [illegible]

حضرت شاہ محمد مقیم محکم الدین علیہ الرحمہ اولیاء کے سردار ہیں۔

سایہ تو [illegible] طالب اندر ہوا
رونق عالم تو شاہ محمد مقیم

تمام خواہشات نفسانی کے غلاموں کیلئے آپ کا سایہ [illegible] ہے اور آپ
دونوں جہاں کی رونق کو بڑھانے والے ہیں۔

خانہ دین را [illegible] گلشن جاں را ہوا
در حرم دل آشنا شاہ محمد مقیم

آپ دین کے گھر کی [illegible] گلشن جان [illegible] کی تازگی [illegible] ہیں اور دلوں
کے رازوں سے آگاہ ہیں۔

مالک ملک [illegible] تارک [illegible]
اشرف آل علی شاہ محمد مقیم

آپ ملک [illegible] کے مالک [illegible] کے [illegible] والے ہیں۔
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے [illegible] ہیں۔

یک نگاہ او [illegible] کند [illegible]
قطب کل [illegible] شاہ محمد مقیم

آپ کی ایک نظر [illegible] ہے [illegible]
[illegible] قطب [illegible] ہیں۔

[illegible] پادشاہ
[illegible] شاہ محمد مقیم
خادماں

[illegible] آپ کے [illegible] آپ نے [illegible] بادشاہ [illegible]
(کیونکہ) آپ [illegible] کے خادم ہیں۔

دست محمد [illegible]
[illegible] شاہ محمد مقیم

[illegible] آپ [illegible] کے [illegible] کے
[illegible] حضرت شاہ محمد مقیم [illegible] کے
[illegible] ہے۔

دست گیر بیکساں شیخ محمد مقیم
قطب دو [illegible] شیخ محمد مقیم

حضرت شیخ [illegible] محمد مقیم [illegible] کے [illegible] ہیں۔ حضرت شاہ محمد مقیم [illegible]
[illegible] والے ہیں۔

شاہ زمین و زماں وارث کون و مکاں
در [illegible] شیخ محمد مقیم

حضرت شیخ محمد مقیم [illegible] زمانے کے بادشاہ اور کون و مکاں کے وارث ہیں۔

انسانوں اور جنوں کی مخلوقات میں (یکساں حکمرانی کرنے والے ہیں)

۔ وجود صفاتش عیاں مظہر ذاتش نہاں
باقی مطلق جاں شیخ محمد مقیم

آپ کی صفات عالیہ ظاہر و عیاں ہیں آپ کی ذات باری تعالیٰ کا مظہر ہے باقی مطلق جان کر۔

۔ محو کمالات رواں شیر شجاعت دواں
جسم فقر راست جاں شیخ محمد مقیم

آپ کمالات کا جاری سمندر ہیں شجاعت و بہادری کے میدان کے شیر ہیں اور فقر کے جسم کی جان ہیں۔

۔ در تیغم عارفاں شاہ سوار جہاں
حامی درماندگاں شیخ محمد مقیم

عارفوں کی ... آپ جہاں کے شاہسوار ہیں آپ درماندہ لوگوں کے حامی و مددگار ہیں۔

۔ قطب جو مرداں کامل از مقبولاں
سرور اہل دلاں شیخ محمد مقیم

آپ سرور اہل دل ... حضور نبی کریم ﷺ کے ... ہیں ... اور اصحاب حیثیت ہیں۔

لوگوں) کے سردار ہیں۔

محبوب دل (اور صاحب نظر لوگوں)

۔ محو کن محرماں عشق دو ربایاں
تاج دہ شاہاں شیخ محمد مقیم

آپ محرموں کو ... اور شاہوں کو تاج دینے والے ہیں۔
غلاموں (سکندر) کو تاج عطا کرنے والے ہیں۔

۔ قطب پناہ جہاں غوث امام زماں
وارث ساکناں شیخ محمد مقیم

دنیا کو پناہ دینے والے قطب اور اپنے غوث ہیں زمانے کے امام ہیں اور آپ سالکین کے وارث ہیں۔

۔ ہمدم گم گشتگاں ساقی تشنہ لباں
مرہم خستہ دلاں شیخ محمد مقیم

گمراہوں کے ہمدم پیاسے لوگوں کے ساقی اور زخمی دلوں کیلئے مرہم ہیں۔

۔ خستہ دل و بیدلاں جوئے زمزمہ نشاں
کرد از آہا نہاں شیخ محمد مقیم

... آپ کے ... حضرت شاہ محمد مقیم ... ہیں۔

۔ ہادی و رہبر کمال سرور دل [illegible]

ے محمود برہان شیخ محمد حکیم

[illegible] آپ کے [illegible] پہنچتے ہیں تو آپ [illegible] ہیں۔

۔ ہست محمد جان [illegible]

[illegible] شیخ محمد حکیم

[illegible] حضرت شیخ محمد حکیم [illegible] ہے۔

۔ [illegible] سید محمد حکیم

[illegible] سید محمد حکیم

حضرت سید محمد حکیم [illegible] آپ [illegible] ہیں۔

۔ عالم و [illegible] شیخ [illegible]

[illegible] سید محمد حکیم

آپ [illegible] ہیں۔

[illegible] زندہ [illegible]

۔ [illegible] شاہ کریم [illegible]

ہست حلیم و علیم سید محمد حکیم

آپ [illegible] زندہ ہو جاتی ہیں

آپ بہت [illegible] صاحب علم و حکمت ہیں

۔ [illegible] و علیم [illegible] عرش عظیم

قاسم [illegible] و علیم سید محمد حکیم

آپ [illegible] عرش عظیم [illegible] آپ [illegible]

اور [illegible] تقسیم کرنے والے ہیں۔

۔ [illegible] الف لام میم [illegible] مستقیم

صوفی [illegible] سید محمد حکیم

الف لام میم [illegible] آپ کے قلب [illegible] ہے۔

آپ [illegible] والے [illegible] صوفی ہیں۔

۔ غالب و قادر [illegible] حافظ و [illegible]

ہست [illegible] سید محمد حکیم

[illegible] صاحب [illegible] حفاظت کرنے والے [illegible]

کرنے والے صاحب اور معاف کر دینے والے مہربان ہیں۔

... دست ... محمد ... [illegible]

[illegible] شاہ محمد مقیم

[illegible]

[illegible] حضرت شاہ محمد مقیم [illegible]

[illegible]

[illegible] شاہ محمد مقیم

[illegible] شاہ محمد مقیم

حضرت شاہ محمد مقیم رحمۃ اللہ علیہ [illegible]۔ حضرت شاہ محمد مقیم رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

[illegible]

[illegible] آب

[illegible] شراب شاہ محمد مقیم

آپ کی مدد سے حضرت [illegible] علیہ السلام [illegible]

حضرت خضر علیہ السلام [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قرآن اسرار حق کاشف راز نہاں

ساقی [illegible] شراب شاہ محمد مقیم

حضرت شاہ محمد مقیم حق کے رازوں کا قرآن، پوشیدہ رازوں کو ظاہر کرنے والے [illegible]

شراب طہور پلانے والے ہیں۔

[illegible] دست [illegible]

کعبہ دلاں را سحاب شاہ محمد مقیم

[illegible]

[illegible]

آگر مرد دل شدہ یافت پناہ از عدم

[illegible] شراب شاہ محمد مقیم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خاست [illegible] شراب شاہ محمد مقیم

[illegible]

[illegible] حضرت شاہ محمد مقیم [illegible]

(اور آج کے گلستان میں بہار آگئی ہے)

[illegible]

تاریخ ثانی

[illegible]

حضرت شاہ محمد مقیم علیہ الرحمہ کے خلفاء و اولاد

فرزند اول شاہ سیف الرحمن رحمۃ اللہ

آپ کے خلفاء میں تین ذوات قدسیہ ہیں ان میں سب سے بڑے اسرار ایزدی کا عظیم مخزن، انوار صمدی کا بے مثل مطلع، کرامات صفات کا مصدر و منبع، انوار و تجلیات محمدیہ کا مرکز، کریم الاخلاق، مقبول آفاق، قبلہ حاجات اہل دل (کے بھید) سے آگاہ و واقف، عزت و کرامت کے گھر کی حقیقت شاہ سیف الرحمان ہیں ان کی عمر انسٹھ (۵۹) سال ہے۔ اس مقام (عمر میں) سے سجادہ نشینی کی مدت تیس (۳۰) سال ہے۔ اس کا لقب شاہ سیف الرحمن ہے۔

آپ کی زبان اقدس خاص طور پر ہدایت کی ترجمان تھی جو کلمہ آپ کی زبان پر آ جاتا اسی وقت اس کے مطابق وقوع پذیر ہو جاتا۔ مثلاً کوئی درخت جو مدت سے خشک ہو جاتا اگر اس کے متعلق ارشاد ہوتا کہ فلاں درخت پھلدار ہے یا نہیں؟ بلاشبہ وہ درخت فوراً پتے نکال لیتا اور ایسا پھلدار ہو جاتا کہ کبھی ایام

موسم میں بھی ایسا پھلدار نہ ہوگا اسی طرح جس (کلام) کا وقوع ہونا دشوار ہوتا اگر آپ کی زبان پر جاری ہو جاتا (کہ ہو جائے تو) وہ اسی وقت بآسانی وقوع پذیر ہو جاتا۔

خانقاہ مبارک کے گنبد کی تعمیر آپ کے دور میں ہوئی۔ منقول ہے کہ آپ نے حکم فرمایا کہ اس کی اونچائی بلند و بالا گنبد تعمیر کیا جائے۔ معمار کام کی حقیقت سے آگاہ تھا۔ عرض کیا کہ اس عمارت کی تعمیر کیلئے کثیر رقم کی ضرورت ہے ارشاد فرمایا کہ عمارت کے اخراجات اور گنبد کی ضروریات و مصارف کیلئے جس قدر چاہئے قدرت الٰہی سے دروازہ کھل جائے گا۔ (اور اخراجات و آمدن کی شکل پیدا ہو جائے گی) معمار نے اخراجات کے تخمینے کے بعد جس قدر تخمینہ پیش کیا فی الفور چاندی کا کنارہ اٹھایا اور اسی قدر روپیہ حاصل کر لیا جتنا کہ معمار نے درخواست کی۔ اس کے بعد معمار نے ایک بار پھر عرض کیا کہ چندہ سے سمجھ بوجھ اور حساب کتاب میں غلطی سرزد ہوئی ہے۔ چونے اور سفیدی کے مصارف مجھے درپیش ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر اس وقت اکٹھا ہی طلب کیا جاتا تو اسی جگہ سے یہ (خرچ) بھی حاصل ہو جاتا (لیکن) اب انتظام و انصرام کسی اور جگہ سے ہوگا۔

☆ شمالی اور مغربی سمت کی وحدات کی بنی ہوئی جالیاں میرے مرشد کریم کے وقت کے ادوارات میں سے ہیں جنہیں پورے اہتمام کے ساتھ خوبصورتی سے مکمل کیا گیا۔ حضرت شاہ سیف الرحمن کی وفات ۲۹ ربیع الاول ۱۰۹۰ھ میں ہوئی۔

قصیدہ تاریخ (وفات)

[illegible]

[illegible]

بچو گل رفت چوں بہ محفل دوست
زو رش ماند ایں چمن بے آب

جب وہ دوستوں کی محفل سے پھول جیسی ہستی رخصت ہوئی تو اس کے فراق سے یہ چمن اجڑ گیا۔

سال رحلت محمد از دل جست
باقی روضہ بہ نکہت شباب

(جب محمد بخش نے دل سے آپ کی رحلت کے سال کے متعلق دریافت کیا تو اس نے جلدی سے کہا "خوشبو کے روضے کے باقی" (باقی روضہ بہ نکہت) بحروف ابجد ۱۱۹۰ھ)

آنکہ از انوار زندہ بدحق
گشت ملحق چوں آں رب الفلق

آپ وہ ہستی ہیں جو نوروں پر سبقت لے گئے جب آپ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

سال رحلت جستم و الہام گفت
سیف رحمٰن شہ ملحق اللہ بحق

آپ کے سال رحلت کے متعلق میں نے دریافت کیا تو ہاتف غیبی نے بتایا، "سیف رحمٰن شہ ملحق اللہ بحق" (بحروف ابجد ۱۱۹۰ھ) یعنی شاہ سیف الرحمٰن رحمۃ اللہ کے قلعہ سے جا کر اللہ سے ملے ہیں۔

☆ آپ کا مزار مبارک گنبد کے اندر آپ کے والد گرامی کے پہلو میں ہے۔

کی جانب ہے۔ آپ کے پسماندگان میں چار مستورات ہیں جن میں سے ایک آپ کے بھتیجے شاہ سید محمد کے نکاح میں تھیں۔ جن کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

فرزند ثانی شاہ محمد امیر رحمہ اللہ

مالک باب حضرت (شاہ محمد حکیم علیہ الرحمہ) کے دوسرے فرزند کشور ولایت کے فرمانروا، اہل ہدایت کے مقتدا، محمود اخلاق کے مصدر، اولاد آدم کے افتخار، دو جہان کے ہادی، دین و دنیا کی بخششیں عطا کرنے والے، کمال کے تیر، منبع انوار، حضور صاحب عزت و فضیلت شاہ محمد امیر ہیں۔ آپ کی عمر بہتر سال ہے۔ مجاہدہ و ریاضت کی مدت چھتیس سال ہے۔

☆ آپ کے کمالات و کرامات اصحاب عقل و دانش پر اظہر من الشمس ہیں۔ بیچے اشرف کے جھگڑے (کا واقعہ) عنقریب اس کا تذکرہ آئے گا۔ چنانچہ منقول ہے کہ اس (واقعہ) کی نسبت آپ جناب نے معاملے کو رفع کرنے کیلئے سفر کا ارادہ فرمایا۔ ایک سخت اندھیری رات کو ایک خادم خاص نے دیکھا کہ لمبے بالوں اور ایسے طویل قد و قامت کا انجانا عجیب و غریب (اور مہیب) شکل و صورت کا ایک آدمی جس کے قد کی طوالت سے دیکھنے والے کا پتہ پانی ہوتا حضرت شاہ محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کی طرف کھڑا ہے۔ وہ خادم بہت چالاک اور کچھ کہنے کی ہمت (اور جسارت) رکھتا تھا۔ اٹھا اور شاہ محمد امیر کو آگاہ

(ناہی کیوں کی) اور جماعت اشرف کے مراسلے کے جواب کیلئے تھی (اور اسے اطلاع دی) کہ یہ معاملہ (نسبت دختر) پہلے ہی فلاں شخص سے قرار پا چکا ہے۔ اشرف کی درخواست کے مطابق دل والا اشرف یہ خبر سن کر سانپ کی طرح لوٹ پوٹ ہونے لگا اور بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا اور گرد وہ آدمی آپ کو دربار شاہی میں حاضر کرنے کیلئے بھیجا (چنانچہ) شاہ محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ نے سامان سفر تیار کیا اور منزل بمنزل (تیزی) سے سفر کرتے ہوئے (شاہ) جہان آباد پہنچے۔

بیان کرتے ہیں کہ ایک مرید جو شہنشاہ کا خاص محافظ تھا اور خدمت پر مامور تھا حاضر ہوا اور رونا شروع کر دیا۔ حضرت شاہ محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ نے رونے کا سبب دریافت فرمایا تو اس نے کہا "خاص چوکی کا انتظام مجھ خاکسار کے متعلق ہے اور جو کچھ اشرف کیلئے بادشاہ کے دل میں ہے واضح اور ظاہر ہے مجھے آپ کی ذات اقدس کی نسبت یہ تکلیف ہم مریدوں کے دل پر گراں ہے۔ مجھے اس کے قتل کے سوا چارہ کار نہ ہوگا تا آپ کا یہ عقیدت مند بھی قتل کر دیا جائے گا۔ حضرت شہنشاہ محمد امیر نے اس کو کافی تسلی اور دلاسا دیا کہ بادشاہ شریعت کا اتباع کا پاسدار ہے ناحق قتل نہ کرے گا اگر اس نے تجاوز کیا تو اس کی جگہ پر کوئی دوسرا (والی حکومت) مقرر کر دیا جائے گا دل مضبوط رکھو اور اپنے دل سے غم و اندوہ کو دور کرو (چنانچہ) وہ سعادت مند فرحت و مسرت کے ساتھ واپس گیا اور لوگوں کو آپ کی آمد کی خبر پہنچائی۔

کہتے ہیں کہ اشرف نے شیخ خانے میں رات بسر کی تو اسے شہنشاہ کی بارگاہ سے فرمان پہنچا کہ اس (اشرف) کے بعد خاطر (حضرت علیہ الرحمہ) کے بجز علیہ کے بعد رہائش اختیار کرے اور حضرت کے فیصلے کے بعد پرانی رہائش گاہ میں واپس آئے۔ اشرف نے قتل و کافی کو اپنی شفقت کا موجب خیال کیا اور ولایت سے حسرت زدہ ہو گیا۔

جناب شاہ محمد امیر کچھ عرصہ وہاں ٹھہرے رہے آپ کے کمالات و اوصاف عالیہ کی خبر شہنشاہ اورنگ زیب کو بھی پہنچ چکی تھی وہ ایک دن چند خاص اور کے ساتھ زیارت کو گیا جب قریب پہنچا تو حضرت شاہ محمد امیر علیہ الرحمہ نے (خادم کو) فرمایا کہ کواڑ بیت الخلاء میں لے جاؤ اور خود حصول فراغت کیلئے (بیت الخلاء) تشریف لے گئے بادشاہ کو یہ خبر پہنچی وہ ٹھہر گیا اور انتظار کرنے لگا کہ جب آپ باہر تشریف لائیں تو زیارت سے سرفراز ہو۔ چنانچہ کافی دیر گزر گئی آپ کے فرزند شاہ محمد نور نے حقیقت حال جاننے کیلئے بیت الخلاء کے دروازے پر جا کر دستور کے مطابق پاؤں سے کھٹکا کیا (لیکن) منع کا کوئی اشارہ دیا گیا صاف کرنے کی (طرح) کوئی آواز نہ پائی حیران ہو گئے۔ (مگر) آپ تشریف نہ رکھتے تھے۔ بادشاہ کو خبر پہنچی تو واپس چلا گیا جناب شاہ محمد نور نے تجسس فرمایا تو کہ (آپ کا) سراغ نہ لگا کہیں آخر کار بالا خانہ میں معلق پایا (اسی وجہ سے آپ کا یہ لقب) مشہور ہے چونکہ (شاہ محمد نور آپ کے) مزاج سے اچھی طرح آگاہ تھے۔

ادب کے ساتھ آگے جا کر قوال کو حکم دیا کہ آہستہ سے ساز بجائے حتیٰ کہ آپ پیچھے آگئے اور اپنے وطن مالوف کو واپس تشریف لے آئے۔

آپ کے فرزند شاہ سید محمد نے سوال کیا کہ بادشاہ کی ملاقات سے اجتناب کا سبب کیا ہے؟ فرمایا کہ بادشاہ کے دو سوال ہیں جو صاحب حال سے ان کا استفسار کرتا ہے اور اس نے کسی شخص سے بھی ان کا تسلی بخش جواب نہیں پایا اگر وہ مجھ سے پوچھتا تو میں (ان کے جوابات) نہ چھپاتا (اور بیان کر دیتا) جبکہ ایسی خصوصیات اہل دنیا کیلئے انعدام مملکت کا موجب ہوتی ہیں۔

بیت

حکمت محض است اگر لطف جہاں آفریں
خاص کند بندۂ مصلحت عام را

اگر خالق کائنات کا لطف و کرم کسی عام مصلحت کو بندہ کیلئے خاص کر دے تو وہ اس کی حکمت ہے۔

بادشاہ ان (سوالوں کے جوابات) کی وضاحت سے حکمرانی ترک کر دیتا اور سلطنت کے امن و امان میں خرابی پیدا ہو جاتی (چنانچہ) حکمت الٰہی کی وجہ سے اس کی ملاقات سے اجتناب کیا۔

انسانی اقتدار سے باہر ہے کہ ان کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ و تحقیق کرے یہ جناب عقل و دانش کے کمالات کا تذکرہ کر دیا ممکن نہیں ہے کہ تحریر ہو سکے۔

☆ منقول ہے کہ ایک آدمی نے آپ کے والد گرامی (حضرت شاہ محمد مقیم رحمۃ اللہ علیہ) سے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے فرزندوں کو کیا عطا فرمایا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "درویش اس قدر نہیں رکھتے کہ بیان ہو سکے لیکن جس وقت شاہ سیف الرحمٰن شرف و سعادت کے ساتھ پیدا ہوئے (مجھے) حضرت غوث صمدانی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تجلی میں انہیں گود میں اٹھا کر آپ کے سامنے کیا انہوں نے نام رکھا اور بے شمار بخششیں (اور فیض و برکات) انعام فرمائیں اور جب شاہ محمد امیر پیدا ہوئے اس وقت میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں تھا کہ مجھے (ان کی پیدائش کے متعلق) معلوم ہوا ان کو بھی اپنی آغوش میں لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں لایا آپ نے بھی جو چاہا عطا فرما دیا اور جب سید عبداللہ کی ولادت ہوئی میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا (کہ ان کی ولادت کے متعلق) آگاہ ہوا۔

میں نے ان کو بھی اٹھایا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھ دیا چنانچہ وہاں سے انہیں افادۂ علمی ہوا۔"

اس لئے آپ کے تیسرے فرزند کی طبیعت میں علمی فیضان اس قدر تھا کہ عالم الغیب کے سوا دوسرا کوئی آگاہ نہیں ہے۔

حضرت شاہ محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات اقدس [illegible]
۱۲۰۵ھ میں ہوئی چنانچہ اس مصرعے سے سن کے اعداد نکل آتے ہیں۔

غزل

حضرت شاہ محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ (وفات) کے بارے میں

سرور سردار عالم بے نظیر
آنکہ کرسی کرسی و عرش سریر

حضرت شاہ محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ دنیا کے ایسے بے مثل سردار و حاکم ہیں کہ کرسی جن کی کرسی اور عرش جن کا تخت ہے۔

تاجدار دین و دنیا آمدہ
میر اقطاب و دستگیر

آپ دین اور دنیا کے تاجدار ہیں اقطاب کے سردار اور دستگیری کرنے والے پیر ہیں۔

صد چو جامی صد چو خسرو صد کمال
صد چو حافظ صد چو سعدی صد فقیر

مولانا جامی، امیر خسرو، کمال، حافظ، سعدی اور فقیر جیسے سینکڑوں (شاعر ہوں)...

جملہ ابجد خواں بدرس عشق او
اہل تمیز اوست استاد کبیر

آپ کے درس عشق و محبت کے حروف ابجد (حروف تہجی الف، با، جیم وغیرہ) پڑھنے والے ہیں آپ (لوگوں کو) عشق و محبت کرنے والے اہل تمیز کے عظیم استاد ہیں

شمس تبریز ایست تابدہ مہر او
صد ہلالے ہم ز بدرش بہرہ گیر

حضرت شاہ شمس تبریز آپ کے آفتاب کمال ہی کی روشنی ہیں۔ اور سینکڑوں ہلال آپ ہی کے ماہ تمام سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

چوں بہ برج لا مکاں منزل گزید
رفت بر اوج چہ ماہ منیر

جب آپ لا مکاں کے آسمان پر قیام پذیر ہوئے تو (درحقیقت) آپ ماہ منیر بلندی حیات (حقیقی زندگی کے آسمان) پر چلا گیا۔

سال رحلت شاعر وحید گفت
عارف حق بود سید شاہ امیر

پہلے شاعر نے آپ کی رحلت کے سال کے متعلق کہا "عارف حق بود سید شاہ امیر" (بحروف ابجد ۱۲۰۵ھ) یعنی حضرت سید محمد امیر حق تعالیٰ کے عارف تھے

حضرت کی تاریخ وصال کا دوسرا قصیدہ

[illegible]

[illegible]

تاریخ مذکورہ میں دوسرا قصیدہ

[illegible]

[illegible]

فرزند ثالث سید عبد اللہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قصیدہ

[illegible] سید عبد اللہ

[illegible] تفسیر کلام اللہ کتاب سید عبد اللہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

زدرخش طلوع نمود اختر سعد
بظلم اللیالی چو رخشاں لآلی

چمکتے ہوئے موتی کی طرح راتوں کی تاریکی کی ظلمت میں خوش بختی کا ستارہ آپ کے برج سے طلوع ہوا۔

قدم بوس کردند اقطاب عہدش
چہ غربی چہ شرقی جنوبی شمالی

آپ کے زمانے کے اقطاب خواہ مغرب کے ہوں یا مشرق کے جنوب میں رہنے والے ہوں یا شمال کے (سبھی) نے آپ کی قدم بوسی کی۔

الٰہی بحق یک خلف نیک نامش
شہ ماہرویان بہ تخت کمالی

ان کے بھی نیک اور سید عالی حسب والا ایک خلف صاحب ہے آپ کمال کے تخت پر (جلوہ گر ہیں) خوبصورت چہرے والوں کے شہنشاہ ہیں۔

بہر حال شاہ محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین شاہ نور محمد علیہ الرحمہ مقرر ہوئے ان سے صادر ہونے والی کرامات اور فضائل کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ (ان کے تذکرے کی اس مختصر (رسالے) میں گنجائش نہیں چنانچہ حضرت مرشد

اگر صد قطرہ چوں من زجامش جرعہ یابد
شود سالہا بیخود شراب سید عبد اللہ

اگر مجھ جیسے سینکڑوں ایسا ہو جائے آپ کے جام سے ایک گھونٹ پالیں تو اس شراب کا نشہ کئی سال تک برقرار رہے۔

خدا از حجرۂ پاکش رساند کے محمد را
خوش است آستانہ جنت المعلیٰ جناب سید عبد اللہ

اللہ تعالیٰ آپ کے پاکیزہ حجرے سے محمد علی کو کب پہنچائے گا؟ حضرت سید عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ جنت المعلیٰ سے بہتر ہے۔

حضرت سید ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں

قصیدہ

زہے از درخش شہ ابو المعالی
کہ پیدا شد از قوم بے مثالی

واہ! حضرت شاہ ابو المعالی کیسے خوب موتی ہیں جو بے مثالی کے سمندر سے پیدا ہوئے۔

تاریخ

☆ شاہ سید محمد رحمۃ اللہ علیہ کی عمر باون (۵۲) سال ہے آپ کے عرفی کمال کے بیان سے بڑے بڑے فصیح و بلیغ قاصر ہیں کی کرامت بھی بے کار آنجناب کے فضائل کا شمار کرکے آپ دنیا بھر میں معروف و مشہور ہیں آپ کے متعلق دو حوالہ جات گزر چکے ہیں آپ نے اپنے بڑے بھائی (شاہ محمد نور رحمۃ اللہ علیہ) کی موجودگی میں ہی ساتویں ربیع الاول ۱۱۱۱ھ میں وصال فرمایا۔

چنانچہ آپ کے واقعہ وصال کی تاریخ کے مذکورہ اعداد اس صورت سے لکھے جا سکتے ہیں۔ "بود خاصان حق سید محمد" (۱۱۱۱ھ) یعنی حضرت سید محمد رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے خاص نیک بندوں سے تھے۔

آپ کی قبر مبارک شاہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے پاس ہی طرف ہے۔

تاریخ

سیدے در محفل مردان خدا
بد امام امت خیر الوریٰ

آپ مردانِ خدا کی جماعت کے سردار اور خیر الوریٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت کے امام ہیں۔

شاہ این و شاہ آن و شاہ راہ
شاہ شاہاں شاہ درویش و گدا

آپ ان کے (بھی) بادشاہ ہیں ان کے (بھی) بادشاہ ہیں اور راہ ہدایت و طریقت کے (بھی) شہنشاہ ہیں۔ آپ شہنشاہوں کے شہنشاہ اور ہر درویش و گدا کے بھی بادشاہ ہیں۔

شاہ خوباں شاہ محبوبان حق
شاہ محبوبان عالم بے خطا

آپ ہر دلعزیز اور محبوب لوگوں کے بادشاہ ہیں محبوبان خداوندی کے بھی بادشاہ ہیں اور بلاشبہ محبوبان عالم کے بھی بادشاہ ہیں۔

آں عزیز رشک یوسف لقا
چونکہ مالک گشت در مصر بقا

آپ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح خوبصورت اور اعزاز سے پروردگار اللہ عزوجل کے محبوب تھے یوں ہی آپ (دائمی) زندگی کے شہر کے مالک ہو گئے۔

سال رحلت را محمد جست و گو
گفت شیخ واصلاں بود بجا

اگر کسی نے آپ کے سال رحلت کے متعلق دریافت کیا تو فہم و فکر نے کہا "شیخ واصلاں بود بجا" (۱۱۱۱ھ) یعنی آپ حقیقی طور پر واصلان حق کے شیخ تھے۔

تاریخ

(سید محمد ہاشم کی وفات میں)

الٰہی و دوائم کے اسرار کے واقف، جن کا نام شرف و تعظیم کے ساتھ سید محمد قاسم رکھا گیا۔

نظم

سید محمد قاسم شاہ کی تعریف میں

اے کہ تو دیدن سے خواہی نعمان امام اعظم را
در حجرہ مبارک آ، بنگر آں ثانی موسیٰ کاظم را

اے شخص! (اگر) تو امام اعظم حضرت نعمان بن ثابت کو دیکھنا چاہتا ہے تو ہمارے مرشد سید محمد قاسم کو دیکھ جو ان کا عکس جمیل ہیں اور حجرہ مبارک میں آ اور (ان کو) دیکھ جو ثانی موسیٰ کاظم ہیں۔

چوں حج کعبہ کی سے خواہی از معیب مرار پاک شی
در راہ عشق باید بیا کردن صد سید و صد دل ملازم را

اگر تو عیبوں اور گناہوں سے بالکل پاک ہونا چاہتا ہے (تو یاد رکھ) آپ کی زیارت و ملاقات حج کی طرح ہی ہے۔ ملازم کو چاہیے کہ سیکڑوں دل اور سیکڑوں آنکھیں آپ کیلئے فرش راہ کرے۔

اے چہ آج ہزاراں شد کل و ہر دو کل و عشق ہر دم
صد بار درود و سلام گو شاہ سید محمد قاسم را

سے (ملازم شیخ) تیرے جیسے ہزاروں (ان کی طلب و چاہت میں) تڑپتے ہیں اور (ان کی) پھولوں کی خوشبو (بھی) آپ کے اوصاف بیان کرتی ہے۔ تو سید محمد قاسم پر سیکڑوں بار درود و سلام کہہ۔

تاریخ وصال ش چوں گوید از روی پیشین نظم ور
بے عشق شہا ایں کرتی ، تو سید محمد قاسم را

آپ کی تاریخ وصال پہلے راویوں سے نہیں ملتی

ہمارا پیارا عشق و سے نظم کہنے والا محمد عشق (حوالہ تاریخ تک ابھی نہیں پہنچ سکا)۔

☆ (حضرت شاہ محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے سات بیٹوں میں سے) ایک بیٹے بزرگ مشہور راہ کے ہادی، سچائی کے مصدر و شیخ جن کا نام سید محمد شاہ ہے۔ ان کی اولاد کا تذکرہ دوسرے باب میں آئے گا۔

☆ شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے بائیں جانب آپ کا مزار فضیلت کا حامل ہے۔

بیت

سید محمد شاہ کی تعریف میں

شاہ سید محمد مرد خدا
کو بعد فنا ئے یافت بقا

حضرت شاہ سید محمد رحمۃ اللہ علیہ ایسے مرد خدا تھے جنہوں نے فنا کے بعد بقا حاصل کر لی

اشعار

[illegible]

- صد صد سلام و صلوات بر زمین پاکش

  با عجز و انکساری سودہ بگو محمد

اے محمد! عشق، عاجزی و انکساری اور فروتنی کے ساتھ آپ کے قدموں کی پاک زمین پر سیکڑوں بار صلوٰۃ و سلام کہہ۔

☆ (حضرت شاہ محمد نور کے) ساتویں بیٹے اور اللہ والوں کے مطلوب، محبوب اور عزت کی کرسی پر متمکن سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

سید احمد شاہ کی مدح میں

اشعار

- سید احمد شاہ باتاج و کمال

  نشستہ بر کرسی عزت چوں بلال

حضرت سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ تاج اور کمال کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی طرح عزت کی کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔

- بانگ عرش چوں رسیدے بر ملک

  در روشنی آمدے چوں ہلال

دنیا میں جب آپ کے مہر تاباں (کے طلوع ہونے) کی آواز پہنچی تو (لوگ) ہلال

کی طرح (اعتقاد رکھتے) چاروں طرف سے (آپ کے آگے جھکتے ہوئے آ گئے

- اے محمد بر بہ صلوات خواں

  مدح شاں عشق کی قدر و مجال

اے محمد عشق سب پر سلام بھیج (کیونکہ بالخصوص) آپ کی مدح کہنے کی ہمت و طاقت کسے ہے؟

☆ آپ کی اولاد کا تذکرہ جو بیان نہیں ہوا بتدریج آئے گا۔ جناب حضرت شاہ محمد نور رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شاہ حسین گل رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرت شاہ محمد حسین رحمۃ اللہ کی

مدح میں

- شہ حسین آمد شفیع نیک و بد

  بے نصیباں را ازو روزی رسد

حضرت شاہ حسین ہر اچھے برے کی شفاعت و سفارش کرنے والے ہیں اور بے نصیب لوگوں کو آپ سے روزی پہنچتی ہے۔

- میکند صد قلب مس را کیمیا

  گوشہ چشمے چو یکدم افگند

جب آپ اپنی آنکھ کے گوشے سے ایک لمحے کیلئے نظر ڈالتے ہیں تو بیگانے کے

بچھڑوں دلوں کو کیسا بنا دیتے ہیں۔

– طوبیٰ سایۂ تو بر جہاں

نے غلط گفتم کہ فرقے او فتد

آپ کا سایہ (جنت کے درخت) طوبیٰ کی طرح (سارے) جہان پر ہے

نہیں ... میں نے غلط کہہ دیا ... کیونکہ (بہت زیادہ) فرق ہے۔

– سایۂ طوبیٰ بر اہل جنت است

شاہ ما بر عاشقاں ہم سے تند

طوبیٰ کا سایہ صرف اہل جنت پر ہے (جبکہ) ہمارے شہنشاہ (حضرت شاہ

حسین رحمۃ اللہ علیہ) کا سایہ عاشقوں (تو) سب لوگوں پر ہے۔

– گلشن جنت بود ریحان تو

چوں نمی از کلمہ وصلش دہد

جب آپ اپنے وصل کے کلمے سے نمی اور طراوت عطا فرماتے ہیں تو باغ جنت کی

خوشبو بڑھ جاتی ہے۔

– آتش دوزخ شود افسردہ حال

گر ز سوز دل دو آہے دہد

اگر آپ سوز و گداز کے ساتھ دوزخ کی آگ پر پھونک (آہ) مار دیں تو وہ افسردہ

حال ہو جائے (اور بجھ جائے)

☆ آپ کی کرامات خلاف عادت عجیب و غریب واقعات، اور عمدہ اخلاق ظاہری میں سے ہر ایک آدمی پر ظاہر ہوئے جو آپ کی زیارت سے فیض یاب ہوا۔ ایک دن راستے میں گھوڑے کی آنکھ کا ڈھیلا باہر نکل آیا تو آپ نے فرمایا فوراً اس کی جگہ پر رکھ کر مضبوطی سے باندھ دو۔ چنانچہ جب اسے واپس اس کی جگہ رکھ دیا گیا تو بینائی درست اور نگاہ روشن ہو گئی۔

☆ روایت ہے آپ ایک دن دوران سفر آرام فرما رہے تھے کہ ڈاکو بے خوف ہو کر آئے اور آپ کا سارا سامان لوٹ کر چلے گئے۔ خادم نے آپ کو نیند سے بیدار کر کے آگاہ کیا تو آپ فوراً اٹھ بیٹھے اور وضو کیلئے پانی کا لوٹا طلب کیا راوی کا بیان ہے آپ جونہی وضو سے فارغ ہوئے تو ان ڈاکوؤں میں سے ہر ایک نے کتے کی طرح منہ موڑ کر بھونکنا شروع کر دیا غرضیکہ انہوں نے سب چیزیں واپس کر دیں۔ پھر آپ نے خادموں کو ارشاد فرمایا کہ چلو میں پانی لے کر ان میں سے ہر ایک کے چہرے پر چھینٹے مار دو۔ چنانچہ (اس عمل کے بعد) انہوں نے بھونکنا بند کر دیا۔

☆ آپ کی اس طرح کی کرامات بہت ہیں۔ آپ کی تاریخ وفات اکیس جمادی الثانی ۱۱۶۳ھ ہے۔ گنبد کے اندر شرقی جانب سے پہلی قبر آپ کا مزار شریف ہے۔

قصیدہ تاریخیہ

۱۔ دست در دامان مدحش گاہ قرب

گر زند روح الامین او را سزد

(اگر روح الامین حضرت جبرئیل آپ کی مدح و تعریف میں گاہ بگاہ دست کے دامن کو تھام لیں تو لائق اور مناسب ہے۔)

۲۔ اے محمد عشق تا کے ایں ہوس

ساربان را خلعت کی بر زند

(یعنی اے محمد عشق! (تجھ سے ان کی مدح کا حق کیونکر ادا ہو سکتا ہے؟) البتہ ایسے ہی ہے) جیسا کہ شتربان کو سوائے اونٹ اور رسم کی خلعت کے کسی چیز کی ہوس نہیں ہوتی۔

۳۔ سال رحلت را شمارے گو کہ چوں

بر فروش لا مکاں گاہ تکیہ زد

(جب آپ نے لا مکاں پر تکیہ لگایا (اور اس دنیا سے تشریف لے گئے) تو آپ کے سال رحلت کو شمار کرنے والے نے کہا

بست و یک بعد از ہزار و اثنانی

روز را آسان ہو کی بجزو

کہ آپ کی تاریخ وصال ۱۱۲۱ ہجری الثانی تھی جس کا شمار کرنا ہر ایک کیلئے آسان ہے۔

۴۔ پس شدم در بحر فکرت رفتمش

کہ زمان سن را یابم عدد

پس میں فکر کے سمندر میں ڈوب گیا تاکہ آپ کے سن کا عدد معلوم کروں

۵۔ زود با الہام شاہ اندیشہ گفت

شمع جمع عاشقان لم یلد

ف۔۔۔ حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کی مدد سے فوراً سروش نے کہا "شمع جمع عاشقان لم یلد" (بحروف ابجد ۱۱۲۵) یعنی جماعت عاشقاں کی شمع پیدا نہیں ہوئی (یعنی ان کی جگہ لینے والی کوئی اور شمع محفل عاشقاں وجود پذیر نہیں ہوئی)

شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں

(یہ قصیدہ) بھی

۱۔ جہان مردے سلطان حسین ست

کہ بازار کرم را زیب و زین ست

☆ آپ کی اولادِ اطہار کا تذکرہ عنقریب دوسرے باب میں آئے گا۔

بہرحال حضرت سیدنا شاہ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی حضرت سرور دو جہاں مرشد دو جہاں، سجادہ وارثی حضرت سید میر محمد بن سید محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کو تفویض ہوئی۔ جن کا لقب مبارک سید عبد الرزاق ہے۔ چنانچہ کتاب کے آغاز میں مذکور پاکیزہ صفات جو اس جناب روح الامین علیہ الرحمہ کے موافق ہیں۔ مجھ جیسے بے بضاعت کیلئے کیونکر ممکن ہے کہ آپ کی گرامی صفات ذات کی تعریف رقم کر سکے یا زبان پر لا سکے۔

حقیقتاً آپ کی دریا دلی ہے کہ اس دور میں آپ کے دست اقدس کے فیوض و برکات اور بخشش و عطا سے کوئی بھی محروم نہیں ہے آپ نے کسی سائل کے دست سوال کو رد نہیں کیا۔

آپ نے ظاہری علم بھی اس قدر حاصل کیا کہ اس وقت کوئی بھی آپ کے ہم پلہ نہیں ہے اور اکثر آیات کے معانی و مطالب میں وہ نکات جو آپ کی طبع عالی پر الہام ہوتے اور آپ بیان فرماتے ہیں اس مختصر میں طوالت کے عذر کی بنا پر رقم کرنا ممکن نہیں تاہم مذکورہ نکات اور اشارات آپ کے ایک خادم خاص جن کا نام احمد شاہ ہے۔ اور تدریس سے تعلق رکھتا ہے کے پاس مرقوم ہیں جو حصول خدمت کیلئے پوری جرأت و طاقت سے کمر ہمت باندھے ہوئے ہے۔

(اور یہ نکات و اشارات) عربی عبارت سے مرصّع اور چاشنی

قابلیت سے آراستہ و مضبوط ہیں۔

آپ جناب اکثر اوقات مراقبہ میں مصروف ہوتے ہیں اور معرفت سے علم و وسیلے میں اتنی طاقت کہاں ہے کہ ان تشابہات کو آپ کی ذات جسیم سے نسبت کروں۔ البتہ وہ اختصار اور ضمیر او جو آپ کے روشن و درخشاں مزاج میں ہے اور دیا احکام و ضوابط (جو آپ کی ذات اقدس میں موجود ہے) سوائے مشاہدہ فکر کے (کچھ) نہیں (اور آپ کی بلا شبہ فکر اور بلندی، تجلیات مشاہدہ کی عبادت ہے اور شاعری کے روایات جو اس سے قبل گزر چکے ہیں۔ حقیقی طور پر آپ جناب کی تعریف میں ہی ہیں۔

حضرت سید میر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی
مدح میں غزل

اے علم و بعلم و بخشش بحر
کوہ و دریا و معدن و گوہر

اے حضرت سید میر محمد جو علم اور وسیع بخشش کے اعتبار سے پہاڑ، دریا، معدن اور گوہر (کی طرح) ہیں۔

- اے بہ رنگ و بوئے و عارض و موئے
  لالہ و سنبل و گل و عنبر

اے وہ جو رنگ و خوشبو اور زلف و رخسار میں لالہ، سنبل، گلاب اور عنبر کی طرح ہیں۔

- لقا و خد و جبین و لب دنداں
  شب و ماہ و ست لعل و نجم و دُرر

(جن کے چہرے کے) نقوش، پیشانی، لب، دانت اور (تمام) خد و خال (انتہائی) رات کے چاند ستارے، لعل اور موتیوں کی طرح ہیں۔

- بہ حدیث و کلام و نطق و بیاں
  شہد شافی و طوطی و شکر

جو گفتگو، کلام اور نطق و بیان میں شفا دینے والے شہد، (منہ میں مٹھاس بھر دینے والی) شکر اور (خوش آواز پرندے) طوطی کی مانند ہیں۔

- اے بہ ہنگام جوشش و کوشش
  ملک لشکر و فلک یاور

اور جس وقت آپ جوش و خروش کے ساتھ سعی و کوشش میں ہوتے ہیں تو فرشتے آپ کا لشکر بن جاتے ہیں اور آسمان آپ کا مددگار ہو جاتا ہے۔

۱؎ لعل: [illegible]

۲ آپ ایسے عظیم مرتبے کے حامل ہیں کہ زمانے کے فصحاء کی زبان آپ کی صفاتِ عالیہ کی تعریف و بیان سے گونگی اور عاجز ہے۔ اور قلم حضرت مرشد کریم کے اوصاف تحریر کرنے سے قاصر ہے۔ آپ کے کشف و کرامات اور خوارق عادات کا شمار نہیں کیا جا سکتا جو روزانہ دیکھی جاتی ہیں لیکن ان کی تعداد کا حساب ممکن نہیں۔ مجھ میں ایسی طاقت کہاں کہ آپ کے فضل و کمال کا اندازہ لگا سکوں جس کی کوئی انتہا نہیں۔ لہٰذا اس اندیشۂ خام کی بنا پر رک جانے میں ہی سلامتی کی راہ پاتا ہوں۔

(چنانچہ) میں ضروری کلمات کے علاوہ کچھ نہیں کہوں گا۔

حضرت مرشد کریم کے اب تک چار فرزند ہیں جو آسمان جود و عطا کے ستارے، احسان و عطا کی چوٹی کے موتی، ان کا ادنیٰ خادم (بھی) روئے زمین کے بادشاہوں (سے افضل) اور پروردگار عالم کے مخزن اسرار و رموز کے خزانوں (میں سے ہے) زبان ان کے اوصاف بیان کرنے سے قاصر ہے اور ان کی قدر و منزلت وہم و خیال کی پہنچ اور ادراک سے برتر ہے اور ان کی سخاوت و عادت کا مجھ جیسا کوئی دعویٰ نہیں ہے، ہر امیر، وزیر اور محکوم ان کے فرمان قضا و قدر کا مطیع و تابع ہے۔ ان کے اسمائے گرامی شاہ صدر الدین، شاہ سعد الدین، شاہ سیف الدین اور شاہ طالب محی الدین ہیں۔ آپ کے (مذکورہ چاروں بیٹوں میں سے) پہلے اور آخری دونوں بیٹے (شاہ صدر الدین اور شاہ طالب محی الدین) تیس سال کی عمر میں درجہ شہادت کو پہنچ گئے جبکہ دوسرے بیٹے (شاہ سعد الدین) کی ترتیب کتاب کے اس سال میں بچپن میں ہی انتقال فرما گئے۔ دونوں بھائیوں کی قبریں اپنے جد امجد رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں پہلو بہ پہلو ہیں۔

باب دوم

قصیدہ در مدح

[illegible]

[illegible]

بہ ... و مولائے خاندان ولیکہ

غلام و چاکر

چہ بربری و چہ تاتاری و چہ بلغارے

کیا بربری کیا تاتاری اور کیا بلغاری سبھی آپ کے خاندان کے نوکر چاکر اور غلام ہیں۔

نہادہ شعر مرا حسن و خوبی و چنداں

کہ گشت قافیہ گردید تنگ و تکرارے

میرے اشعار کو حسن و خوبی ایسی رکھتے کہ قافیے میں تکرار اور تنگی واقع ہو گئی ہے۔

نہادہ قافیہ را طرح دیگر انداز

کہ ہست خالی و عاری ز طرز عیارے

اس لئے میں قافیے کی طرح خالی (انداز) میں رکھنا (یہ قافیہ) عیارانہ طرز سے عاری اور خالی نہیں ہے۔

نہے جمال منیر تو مطلع انوار

دو ابروان تو محراب قبلہ ء ابرار

وہ آپ کا روشن درخشاں جمال انوار و تجلیات کا کیا خوب مطلع ہے آپ

سپہر قدر بمیدان شان تنگ ست

کہ این مکان بود خانقاہ طرارے

فکر و خیال کا گھوڑا اس گھر کی شان اقدس کے میدان میں تھک (کر آپ کے فضائل و مراتب کے بیان سے قاصر) ہے کیونکہ یہ عام مکان نہیں بلکہ عظیم الشان خانقاہ ہے۔

یقین من بود آنست کہ رو عظیم

ملک ز راست کہ اینجا کند پرستارے

اور وہ عظیم میرا یقین کامل ہے کہ فرشتے بھی اگر اس جگہ خدمت و نوکری کریں تو ان کے لائق ہے

بدور چرخ بانگاہ وصف ایشاں ست

ابد گفتی بے جہت ہر نہ چہارے

آسمان کا کاتب ان کے اوصاف تحریر کرنے کیلئے ہے کاتب کو بے سبب اور بلاوجہ (دوسری باتیں) لکھنے کا خیال بھی نہیں رکھنا چاہیے۔

قلم چو نام نگیرد بعد سر خود پیش

بپا و فکر کی اینجا کہ بہرہ بردارے

قلم جب آپ کا نام تحریر کرتا ہے تو پہلے اپنا سر رکھ دیتا ہے (اور جھک جاتا ہے؟)

اور (اس پہلو پر) اس جگہ غور کر تا کہ بہرہ یاب ہو سکے۔

(کی آنکھوں) کے دونوں ابرو نیک لوگوں کے قبلہ و محراب ہیں۔

؎ از لبِ لطافت لطفِ جسم و جان شگفت
دل عاشق شیفتہ شد تازہ ازیں بہار

آپ کے کرم جسم اور جان کی لطافت سے عاشق کا دل اس بہار (عشق) میں تازہ ہو گیا ہے۔

؎ رواج یافتہ عنبر ز خاکِ درگہِ تو
غبار راہِ تو بشکست مشک را بازار

آپ کی درگاہ اقدس کی خاک سے عنبر نے رواج پایا ہے۔ اور آپ کے راستے کا غبار (اتنا خوشبودار ہے کہ اس) نے مشک کو عاجز کر کے شکست دے دی ہے۔

؎ ترا کجا کہ قواعد سخن بقدر تو گفت
کجا کسے کہ بداند ترا باصل و نجار

کہاں آپ جو اپنی کہی ہوئی بات کے مطابق گزرنے کی سکت رکھتے ہیں اور کہاں کوئی جو آپ کی اصل و نسل (کی عظمت و شوکت) کو جان سکے۔

؎ حکایتے کہ مطابق بود بوصف تو نیست
گہر ز قعر تو بیرون کہ آورد زنہار

ایسی کوئی حکایت نہیں ہے جو آپ کے وصف عالی کے مطابق ہو۔ (کیوں کہ آپ کا مرتبہ بیان سے باہر ہے) سمندروں سے باہر لایا جانے والا موتی آپ کی

قد و عزت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

؎ من آن کسم کہ روان نظامی و سعدی
کنند بہ ختم آفرین علیل و نہار

میں وہ شخص ہوں کہ نظامی و سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی روح بھی میری گفتگو پر شب و روز آفرین کہتی رہتی ہے۔

؎ دلم بعزت و تمکین ازاں بود مائل
کہ در حضرت لطفے مرا بود وقار

میرا دل عزت و تمکنت کے ساتھ ان کی طرف اس لیے مائل ہوا کہ مجھے ان میں بڑی عزت و وقار حاصل ہو گیا۔

؎ دہام بستہ و لبم از اشک لب بستہ است
چو آن صدف کہ در دست گوہرے شہوار

میں نے اپنے منہ کو بند رکھا اس لیے کہ جو اس صدف کے لب بند ہوتے ہیں جس میں عمدہ موتی موجود ہو۔

؎ تہی اگر ز درم دست خاطرم و ز زر
و در لباس تکلف مرا تہی است کنار

اس وقت اگر چہ درہم (و دینار) اور (مال و) زر سے میرے ہاتھ خالی ہیں اور اگر چہ تکلف پوشاکوں سے میرا دامن خالی ہے۔

کنوں ختم بدعائے کنم تمام انشا

ہمیشہ تا فلک است و ستارہ لیل و نہار

اب یہاں اس دعا کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ ہمیشہ جب تک آسمان، ستارے، رات اور دن ہیں۔۔۔

۔ جہاں زلمعہ نورت ہمیشہ باد منیر

زمانہ باد زفیض کف تو برخوردار

۔۔۔۔ جہاں آپ کے نور کی کرنوں سے ہمیشہ روشن و تاباں رہے اور زمانہ آپ کے دست اقدس کے فیض سے متمتع ہوتا رہے۔

☆ آپ کی اولاد کا ذکر دوسری قسم میں بیان کیا جائے گا نیز اسی گروہ سے متعلق حضرت مرشد کے سب سے بڑے فرزند ہیں۔ تیس سال سے زیادہ کی عمر میں ان کی زیارت سے مشرف ہوا۔

اور ان سب (اکابرین) میں سے سید احمد شاہ ولد شاہ محمد نور ہیں۔ چالیس سال سے زیادہ کی عمر میں (ان کی زیارت کا) اتفاق ہوا۔ ان کی اولاد کا ذکر بھی دوسری قسم میں آئے گا۔

اور اسی زمرہ سے شاہ محمد حسین ولد شاہ محمد نور رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہیں، جو نیک اخلاق فقیر ہیں۔۔۔ اور وہ سب آفتاب کی طرح روشن چہرے کے مالک، سوا کبری کی مانند خوبصورت ہیں اور (ان میں سے) ہر ایک فریدوں (شہنشاہ) کی

۔ چہ غم زانکہ خلاف کن نیکو

بہائے قیمت و خوبی تیغ جوہر دار

تو کیا غم کہ کسی نے بھی پرکھا اس نہیں پہچانا، تیغ جوہر دار (یعنی قلم) کی قدر و قیمت اور خوبی (مسلم اور قائم ہے)

۔ فغاں کہ قدر شناسی نماند در عالم

کہ لعل بر سر من ریختی و زر بہ نثار

ہائے افسوس کہ دنیا میں قدر شناسی نہیں رہی کہ (لوگ) میرے سر پر لعل نچھاور کرتے اور موتی نثار کرتے۔

۔ مگر زقدر شناسی، شاہ امیدم ہست

کہ زر بہ مقصد و گوہر مراد و صد قنطار

مگر مجھے اپنے شہنشاہ حضرت سید محمد قاسم کی قدر شناسی کی وجہ سے امید ہے کہ آپ سونا، گوہر مراد اور سینکڑوں خزانے عطا فرمائیں گے۔

۔ امیدوار چنانم زفیض ہمت شاہ

کہ جملہ کار کند بے حکایت و گفتار

میں شہنشاہ کی دسترس اور طاقت کے فیض کا امیدوار ہوں۔ کہ آپ کسی بیان، گفتگو (اور عرض معروض) کے بغیر ہی سب کام کر دیتے ہیں (اور کسی کی امید کو) ناکام نہیں کرتے)

طرح) کر وفر اور جاہ و جلال کا مالک اور جمشید (بادشاہ کی مانند) عظیم الرتبت
ہے ان کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں سید حیدر شاہ، سید شمس الدین اور سید ظفر علی۔
پہلے دو بزرگوں کی زیارت میسر نہیں ہوئی کیوں کہ وہ پہلے ہی رحلت فرما گئے ہیں
سید جیا شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سرہانے کی جانب تین قبریں واقع ہیں۔ شرقی
جانب سے پہلی قبر سید حیدر شاہ کا مدفن پاک ہے اور دوسری سید شمس الدین کی
ہے البتہ سید ظفر علی شاہ کی زیارت کا اتفاق چالیس سال کی عمر میں ہوا۔ سید
حیدر شاہ کی کوئی اولاد نہیں ہے جبکہ آخری دو بھائیوں کی اولاد کا تذکرہ دوسری
قسم میں آئے گا۔

دوسری قسم

اس زمرہ کے بڑے (افراد) کے ذکر میں ہے اور ان تمام میں سے سید
السادات عالم محمد غوث ولد سید محمد ہاشم ہیں اور انہی میں سے سید محمد قاسم کی اولاد
ہے۔ جو آسمان جاہ و عظمت کے قدسی نژاد اور فلک رفعت کے پاکیزہ فطرت ہیں
جن کی خاک پا اہل بصیرت کیلئے کحل الجواہر اور جن کے ہر فرد کے قدموں کی مٹی
اہل نظر کیلئے سرمہ۔ دو افراد ہے اور وہ کل سات ذوات عالیہ ہیں جن میں سے یہ
پانچ مذکر ہیں سید روشن الدین، سید ولی محمد، سید غلام محی الدین، سید غلام مصطفیٰ اور
سید ابوالظفر اور باقی دو مستورات ہیں۔

مرد حضرات میں سے سب سے بڑے اور سب سے چھوٹے اور عورتیں

میں سے پہلی خاتون انتقال فرما گئی ہیں۔ اور ان سے اولاد نہیں ہے حضرت شاہ
زندہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار سے پچھلی قبر سید روشن الدین کا مدفن ہے جبکہ سید ابو
ظفر کی قبر سید ولی محمد کے قدموں کی جانب ہے۔ بلکہ مرتب خانقاہ کے عقب میں
شرقی سمت جو قبرستان ہے اس میں تمام خواتین مدفون ہیں اور کسی کو بھی وہاں
داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ لہذا کسی خاتون کے مقام (تدفین) کے متعلق
قبر کا تعین ممکن نہیں۔

اور فی الحال سید ولی محمد کا ایک فرزند ہے جو کہ اسی سال ہی متولد ہوا ہے
اور ان کا نام ولی احمد ہے۔ چنانچہ یہ قطعہ اس عاجز اور کی تہنیت و مبارکبادی میں
بطور تحفہ کہا ہے جو اسی با برکت بیٹا زادہ کی تاریخ ولادت (میں) ہے۔

تاریخ

میر سالم تہنیت ہائے کہ ہست
خوب و خوشتر از مبارک باد عید

میں پیش ہے شاہ جو یہ ہائے تہنیت اور مبارک باد پیش کرتا ہوں جو عید کی مبارک
باد سے بھی کہیں زیادہ خوش کن اور خوب ہیں۔

اہل عالم را گل شادی شگفت
در جہاں تا باد تو روئے وزید

اہلِ دنیا کیلئے خوشی و مسرت کا پھول کھل پڑا ہے اور دنیا میں نور و سرور کی ہوا چل پڑی ہے (جس نے بہار کی آمد کی خبر دے دی ہے)

تمام عیش و طرب روزِ ازل
سوئے ما از پئے مہر و لطف دید

اسے روزِ ازل سے عیش و عشرت اور مسرت و انبساط تقسیم فرمانے والے ہماری طرف (بھی) مہربانی و کرم کی نظر کیجئے

شد ز بوئش ہر دل تازہ و دماغ
کیں گل از بستانِ محی الدین دمید

اس کی خوشبو سے ہر دل تازہ و دماغ (اور ہشاش بشاش) ہو گیا ہے کیونکہ حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے گلشن کا پھول کھل اٹھا ہے۔

قاف تا قاف جہاں بگرفت نور
کز فلکِ مہرِ ولایت شد پدید

تمام اطراف و اکنافِ عالم کو روشنی و نور نے گھیر لیا ہے کیونکہ آسمان سے ولایت کا آفتاب ظاہر ہو گیا ہے۔

☆ اور ان تمام (چنے افراد) میں سے سید محمد شاہ کی اولاد بھی ہے۔ جو بوستانِ شباب کے نونہال اور مرتضوی سعادت کا مطلع ہیں۔ فی الحال ان سے ایک

فرزند ہیں جن کا نام محمد نعیم ہے۔

اور ان تمام میں سے سید احمد شاہ کی اولاد ہے اور وہ چار نفوس ہیں جن میں سے ہر ایک حاملِ حرمت پادشاہ ہے اور ہر ایک بلندی کمال کا ماہتاب ہے۔ ان کے نام سید محمد نعیم، سید کمال الدین، سید معز الدین اور سید عظیم الدین ہیں۔ سید جلال سید محمد نعیم درجہ شہادت کو پہنچے اور ان کی قبر سید شمس الدین کی قبر کے دائیں طرف ہے جو پہلے ذکر کردہ تین افراد میں سے تیسرے ہیں۔

اور ان تمام افراد میں سے سید شمس الدین شاہ بن سید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہے اور یہ پانچ ذواتِ قدسیہ ہیں ان میں سے ایک خاتون ہے۔

ان میں سے پہلے مرد جو کہ منبعِ علم و حیا، اللہ تعالیٰ کی مہربانی و عنایت و ہدایت کی پیاری کے حقیقی موتی سید شرف الدین ہیں اور فی الحال ان سے ایک ہی بیٹا ہے جن کا نام محمد عمر الدین ہے۔

اور دوسرے مرد آسمان کے ماہتاب، تسلیم و رضا کے آفتاب، برجِ ولایت کے چمکتے دمکتے ستارے، لطف و عنایت کے صندوقچے کے موتی، صدق و یقین کے باغ کے سرو سید جلال الدین ہیں۔

ان میں سے تیسرے جو بوستانِ خوبی کے نو شگفتہ[1] گلستانِ خوبی کے پھول گلشنِ [illegible] سید [illegible] حسنِ خلق

1 [illegible]

میں حسب نظیر و بے مثال ہیں اور حقیقتاً رو حرمت سے موسوم ہیں (یعنی) سید عالم
اور چوتھے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے شرفاء میں سب سے شریف، شیخ صدرالدین
سید قلندر شاہ ہیں۔

☆ اور ان تمام (اکابرین) میں سے سید ظفر علی شاہ بن سید شاہ ولی محمد
(رحمۃ اللہ علیہ) کی اولاد ہے جو دو افراد ہیں (ان کے نام) سید عطا اللہ اور
عصمت اللہ ہیں۔

☆ اور ان تمام میں سے سید محمد مشتاق ولد سید محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد
ہے اور وہ پانچ نفوس ہیں جو دیوان قضا کی مخمس (پانچ ضلعوں والی عمارت) ہیں
اور جود و سخا کی عمارت کے بانی ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی سید نظام الدین،
سید نصیر الدین، سید کمال شاہ، سید فضل حق اور سید عبدالحق ہیں۔

☆ اور ان تمام میں سے سید صدرالدین ولد مرشدی حضرت میر محمد رحمۃ اللہ
علیہ کے چار فرزند ہیں ان میں سے ایک بیٹی ہے (تین بیٹے ہیں) جن میں ایک
سید قطب الدین ہیں جبکہ دوسرے دو سید شجاعت اور سید میر علی ہیں اور یہ
(دونوں) اسی سال متولد ہوئے ہیں اور یہ دو قطعات جو اس درویش کی طبع کا
نتیجہ ہیں اور ہر دو فرزندان کی تاریخ ولادت (سے متعلق) ہیں پہلے ایک کی تاریخ
(کا قطعہ) ہے (پھر) دوسرا قطعہ دوسرے سے متعلق ہے)

قطعہ اولیٰ

میرسانم تہنیت با صد زبان
آنکہ تو بدرے و ما چون انجم ایم

میں زبان سے بے شمار مبارک باد پیش کرتا ہوں کیونکہ آپ چودھویں شب کا
چاند ہیں اور ہم ستاروں کی مانند ہیں۔

گوہرے زادے کہ از عز و کمال
در بیان عز و قدرش ابکم ایم

آپ ایسے گراں بہا اور باکمال گوہر ہیں کہ ہم آپ کی قدر و قیمت بیان کرنے
سے گونگے اور عاجز ہیں۔

مخلصش در دودۂ شاہ عظیم
کیستی گفتا کہ قطب اعظم ایم

میں نے ان سے پوچھا کہ حضرت شاہ محمد عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادے میں
آپ کی کیا حیثیت و مرتبہ ہے؟ تو جواب دیا کہ ہم قطب اعظم ہیں۔

یگان از جد و از آبائے خویش
بارگاہ کبریائے را محرم ایم

بلا شبہ تم اپنے آبا و اجداد (کے مراتب علیا کے اعتبار) سے بارگاہ وقار کے
(اسرار و رموز کے) محرم ہیں۔

قطعہ ثانیہ

(دوسرے کے متعلق)

زہے فرخندہ مقامے و سعد ہنگامے
کہ از عنایت و الطاف رب کریم

اے جائے مبارک مقام اور سعادت کے کیا خوب لمحات تھے کہ رب کریم کی عنایت
اور مہربانیوں سے۔۔۔۔

رسید مژدۂ تہنیت مرا در گوش
پگاہ دم کہ وزیدن گرفت باد نسیم

۔۔۔۔صبح سویرے جب باد نسیم چلی تو میرے کانوں میں مبارک خوشخبری پہنچی

خجستہ باد بشارت ولادت فرزند
بآں کہ غلام درت قریش و تمیم

اے شہنشاہ کہ قریش اور تمیم قبیلوں کے لوگ آپ کے در کے
غلام ہوا کرتے ہیں اس فرزند سعید کی ولادت مبارک ہو۔

زہے جود و سائل ہمیشہ حاتم طے
قبول تہنیت از ما بکن بلطف عمیم

اے حاتم طائی جیسی سخاوت والے آپ کے سید سے سخاوت کا سوال رہتا ہے اپنے لطف عمیم کے
ساتھ ہماری طرف سے مبارک باد قبول فرمائیے۔

مرا بگوش رسید از ولادتش تاریخ
سراج آمد روشن ز دودمان عظیم

آپ کی تاریخ ولادت میرے کانوں میں پہنچی "سراج آمد روشن ز دودمان عظیم
(۱۱۸۲ھ)" کہ خاندان عظیم میں روشن چراغ آ گیا۔

☆ اور ان جملہ (الفاظ و معانی) سے بارگاہ الہیہ کے منتخب سید محبوب شاہ
اور سید جہاں شاہ ہیں آپ کے بیٹے کا تذکرہ باب اول میں بیان ہو چکا ہے۔

الحمد للہ

مثنوی

مجے میر محمد تاج عشاق
تخلیش محبت اللہ سید مشتاق

حضرت شاہ میر محمد عاشقوں (کے سر) کا تاج ہیں اور سید محمد مشتاق کے ساتھ ان کی کوئی مثال (اور ثانی) نہیں

دل و جانم بلرزد زین سخن نیز
کہ با یکتا دوئی را نیست انگیز

میری جان اور دل اس بات سے خوف کھاتے اور لرزتے ہیں کہ یکتائی کے ساتھ دوئی کا کوئی لگاؤ نہیں ہے۔

وسے شمع و چراغ آن دو انور
ضیائے ہر دو یک باشد نہ دیگر

اور جیسے شمع اور چراغ دو ایسے نور ہیں کہ (اگر ان دونوں کو روشن کر دیا جائے تو) دونوں کی روشنی ایک ہوگی دو ہوگی (نہ ہی الگ الگ ہو سکیں گی)

کہ گوید عاشق و معشوق را دو
کہ آن وحدت کہ این ست ہم او

عاشق اور معشوق کو دو کون کہتا ہے؟ کبھی وہ یہ ہے اور کبھی یہ وہ ہوتا ہے
(یعنی یک جان دو قالب کا مصداق ہوتے ہیں)

اگر نورے عیان گردد ز مشتاق
بود آن لعل ہم از کان رزاق

اگر (سید محمد) مشتاق سے ظاہر ہو جائے (تو وہ بھی تو) میر محمد سید عبدالرزاق کی کان کا لعل ہی ہیں۔

اگر عزت و عبدالقادر لقا
دو و سہ چار گشتن بہ کہ یکتا

اگر سید عزت اور سید عبدالقادر (بھی) ہوں (تو ان سب کو) دو، تین اور چار کہنا بہتر ہے یا ایک (کہنا بہتر ہے؟) یقیناً یہ سب ایک ہی ہیں یا یہ سب ایک ہی معدن کے لعل ہیں)

بصورت گر بود ہر چار گوہر
بمعنی یک نگر از بحث بگذر

اگر یہ چاروں گوہر (موجود) ہوں تو اس صورت میں درحقیقت انہیں ایک ہی دیکھ (ان میں فرق روا نہ رکھ) اور بحث سے گزر جا۔

ز امرے شد جدا ہر چار را نام
جدا صورت جدا قالب جدا نام

بحکم خدا وہ چاروں کے قدم چار اللہ ہیں (ان) اسی طرح ہر ایک کی اصلی
صورت بھی جدا ہے جسم بھی جدا ہیں اور نام بھی علیحدہ علیحدہ ہیں۔

وگر زہ چار را چوں درہم آمیخت
یکے سیرت یکے معنی در ریخت

یعنی اگر چاروں کے مراتب کو آپس میں ملا دیا جائے تو اس سے ایک ہی حقیقت
اور ایک ہی سیرت متشکل ہوگی۔

دل و جان عقل و عشق آمد گہر چار
زیک درج آمد ایں دُرّان شہوار

دل اور جان، عقل اور عشق چار گوہر ہیں (یعنی یہ گویا) شہوار موتی ایک ہی
صندوقچے کے ہیں۔

ہمہ را یک ثنا مدح ہر چار
یکے آدم بود نامش دو بسیار

ایک کی تعریف میں چاروں کی تعریف آجاتی ہے آدمی ایک ہی ہوتا ہے اس کے نام
بہت سے ہوتے ہیں۔

چہاں آں چار را نورے ز لولاک
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ان چاروں کو لولاک کے نور کا تصور کرو اس لیے کہ خاک کو عالم پاک سے
نسبت ہو سکتی ہے؟

چو آں ہر چار را سرّے جدا نیست
یکے دیدن یکے گفتن خطا نیست

جب ان چاروں کے اسرار وجود جدا نہیں ہیں تو ان کو ایک ہی دیکھنا ایک ہی
کہنا بھی غلط نہیں ہے۔

ز بے مہرے چو میر المومنین ست
محمد وار رحمت عالمین ست

بلا حضرت میر محمد کی طرح ہیں آپ امیر المومنین کی طرح (صاحب فضیلت و
مرتبت) ہیں اور آپ حضرت محمد ﷺ کی مانند عالمین کیلئے رحمت ہیں)

درو اوصاف آبا ہست و اجداد
ازاں میر محمد نام بنہاد

آپ میں اپنے آباؤ اجداد کے اوصاف موجود ہیں اس لئے آپ
کا نام میر محمد رکھا گیا

[illegible]

زہے نام مبارک خلعت ایشاں
بجو دادہ چوں دیدہ شایاں

آپ کا نام مبارک (کی برکت) اسے جس کے لائق بھی خلعت عطا ہو اسے ویسی ہی عطا فرما رہے ہیں۔

زہے اعلیٰ صفت اعلیٰ جناب ست
ز اعلیٰ اش ادا اعلیٰ خطاب ست

واہ آپ جناب عالی کی کیسی اعلیٰ صفات ہیں اور آپ (کی ذات اقدس ان) (صفات سے بھی) اعلیٰ ہے اسی طرح آپ کا خطاب بھی اعلیٰ ہے۔

شود از نور او خورشید تاباں
چو ذرہ بے سر و پائے شتاباں

آپ کے نور مبارک سے ہی آفتاب چمکتا ہے (اور ستارے وغیرہ) بے سروپا تیز تیز (گھومنے والے) ذرے کی طرح ہیں۔

زمین و آسمانش زیر سایہ
بپائے همتش عرش ست پایہ

زمین و آسمان آپ کے زیر سایہ ہیں۔ اور آپ کے قدموں کی ہمت و قوت کی وجہ سے عرش آپ کا تخت ہے۔

بہشت و دوزخ و لوح و قلم ہم
نظر گاہ ست و آں زیر قدم ہم

جنت و دوزخ اور لوح و قلم بھی آپ کی نظروں کے سامنے اور زیر قدم ہیں۔

چو موسیٰ چوں لوائے ہمت افراشت
بجز ارنی ہمہ را پاک انداخت

جب آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہمت و جرأت کا علم بلند فرمایا ارنی[1] کے سوا سب کو بے باق کر دیا (یعنی موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی طرح آپ کی کرامات ہیں)

مگر در دیدہ پوشش کحل ما زاغ
کہ شد بالا نشیں زیں شاخ و زاں باغ

مگر آپ کی آنکھوں میں ما زاغ کا سرمہ ہے۔ آپ اس شاخ اور اس باغ (کے بلند و بالا درختوں) سے بھی بلند مقام پر جلوہ افروز ہیں۔

بجز جانانش آمد در نظر ہیچ
بہر محبوب راہے ہیچ در ہیچ

سوائے اس محبوب کے نظر میں کوئی نہیں سماتا۔ آپ پر پیچ راستے سے دلدار کے ساتھ لے جانے والے ہیں۔

---

[1] ارنی: [illegible]

بدید آں را کہ او نایذ بگفتن
شنید آں را کہ سے شاید شنفتن

اسے دیکھو (کس الفاظ میں جس کی زیارت کو) بیان نہیں کیا جاسکتا
اسے سن جسے واقعی سننا چاہیے۔

وے راز دروں در دل نہاں داشت
کہ موئے نہ با کس درمیاں داشت

جس باطنی راز کو دل میں چھپائے رکھا اور کسی کو بال برابر بھی درمیان میں نہ رکھا
(راز کی کسی کو ہوا بھی نہ لگنے دے)

کجا بیند کسے آنچہ او بدید ست
شنیدن کے تواں آنچہ او شنید ست

وہ شخص جو کچھ دیکھ سکتا ہے کہاں دیکھے؟ جو سن سکتا ہے اس کیلئے سننا کب ممکن ہے؟
(آپ کی زیارت اور آپ کی گفتگو کا حوصلہ و ہمت کسی میں نہیں)

رسیدن کے تواں از غیر با او
رسیدن کے تواں از سیر با او

کسی غیر کو آپ کے ساتھ لے جانا کیسے ممکن ہے؟ آپ کے ساتھ سیر کے لیے
کیسے پہنچا جاسکتا ہے؟ (آپ تو رفعت و بلندی کی آخری حدود پر متمکن ہیں)

کہ عرش برتر از افلاک باشد
پائش صد چو زہرہ خاک باشد

آپ کا مرتبہ تو آسمانوں سے بھی برتر اور اونچا ہے زہرہ جیسے سینکڑوں ستارے
آپ کے قدموں کی خاک میں چھپے ہیں۔

اگر موسیٰ بگویم بے عصا نیست
اگر عیسیٰ بخوانم بے خطا نیست

اگر آپ کو موسیٰ کہا جائے (تو غلط نہیں ہوگا کیونکہ آپ) عصا کے بغیر نہیں ہیں۔
اور اگر آپ کو عیسیٰ کہہ دیا جائے تو یہ بھی غلط نہیں ہے۔

عصائش سحرہا را کرد بے نور
عصائے ایں شرور نفسہا دور

موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے جادو کو بے اثر کر دیا (لیکن) آپ کے عصا نے
نفوس کے شر دور کر دیے

عصائے او اگر فرعون را زد
عصائے ایں دو چنداں دوں را زد

ان کے عصا نے اگر فرعون کو مار ڈالا تھا (تو) آپ کے عصا نے اس سے دوگنا
کمینے لوگوں کو ختم کر دیا۔

عصائے او اگرچہ ہیمہ و رشد
عصائے ایں ہیمہ پر ثمر شد

ان کا عصا اگرچہ سوکھی لکڑی اور چاہت و رعنائی سے اٹا تھا (تو) ان کا عصا مبارکہ ثمر اور پھلوں سے لدا رہتا ہے۔

کسے کو از عصائے ایں خورد بر
ضعیفے را کند بالغ تنومند

جس ضعیف شخص نے بھی اس عصائے مبارک سے پھل کھا لیا وہ بالغ اور صحیح طور پر طاقتور اور توانا ہو گیا۔

اگرچہ داد عیسیٰ مردہ را جاں
دمادم ایں صد دل مردہ حیواں

اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام نے مُردوں کو زندگی عطا فرمائی لیکن آپ نے سینکڑوں مردہ دلوں کو حیات جاوداں سے ہمکنار کر دیا۔

کسے کز دم عیسیٰ زندہ می شد
مرے بار دگر پائندہ می شد

(اگر) کوئی شخص عیسیٰ علیہ السلام کے پھونک سے زندہ ہو جاتا تھا (تو) آپ کا کمال یہ ہے کہ اسی مردے کے ساتھ ہمیشہ کیلئے زندگی پاتا۔

کسے کش داد جانے سید اجل
بماند زندہ جاوید اجل

وہ شخص جسے حضرت سید عالی مرتبت نے زندگی عطا فرمائی وہ اجل سے (بچ کر) زندہ جاوید ہو گیا۔

عصے را غالب و قادر تواں گفت
بملک عاشقی نادر تواں گفت

عصائے مبارک کو غالب و قادر کہا جا سکتا ہے۔ مملکت عاشقی کی نادر (ہستی) کہا جا سکتا ہے۔

عصائے او اگر شد اژدہائے
عصائے ایں خورد چندیں بلائے

اگر موسیٰ علیہ السلام کا عصا اژدہا (بن کر سانپوں کو کھا) جاتا تھا تو ان کا عصا بھی ویسے ہی مصیبتوں کو کھا جاتا ہے۔

کمر بستہ بخدمت ہم رقیباں
بود ہمتائے خضرش چوں نقیباں

آپ کی خدمت پر کربستہ رقیب بھی حضرت خضر علیہ السلام کی طرح نقیب قرار پاتے ہیں۔

- سکندر محتاج آبِ حیاتش
کہ قربہ داری خور صفاتش

سکندر (بھی آپ کی بارگاہ سے) آبِ حیات کا پیاسا (اور طلبگار) ہے جو آپ کی صفاتِ عالیہ کے آفتاب (سے خیرات کے حصول کے لیے) مرا اوڑھے ہوئے ہے۔

- ز خوانِ حکمتش یک لقمہ لقمان
بعد منت گرفت و گشت خوشخوان

آپ کی حکمت و دانائی کے دسترخوان سے سینکڑوں منت سماجت کے ساتھ حضرت لقمان نے ایک لقمہ پایا اور آپ کے خوانِ حکمت کو عمدہ اور بہترین قرار دیا

- ز شیخ مہ بجمال ماہ تابے
غلط گفتم ماہ از عکس حبابے

وہ بہت خوب انداز سے شیخ اور مرشد تو دنیا میں ماہتاب کی طرح ہیں۔۔۔
۔۔۔(نہیں نہیں بلکہ) میں نے غلط کہہ دیا۔۔۔ چاند تو آپ (کی نورانیت) کے سمندر کا ایک بلبلہ ہے۔

- چہ نسبت ماہ را با ایں جمالے
کہ گاہے بدر گردد گہ ہلالے

چاند کو آپ کے حسن و جمال کے ساتھ کیا نسبت ہو سکتی ہے وہ تو کبھی بدر ہو جاتا

چاند بھی ہلال بن جاتا ہے۔ (لیکن وہ تو ہمیشہ ایک سا نہیں رہتا کبھی تو وہ دنیا کو روشنی سے معمور کرتا ہے اور کبھی وہ دنیا کی ظلمت کو ختم نہیں کر پاتا)

- پس از وے بعد زے الله محاق
تو گنبد مست کامل سید رزاق

(پھر) وہ نقص کے احساس کی آب و تاب ماند پڑ جاتی ہے (لیکن) سید عبدالرزاق تو ہمیں میں (ایسے ماہتاب ہیں جو ہمیشہ بدر اور مکمل رہتے ہیں۔

- کجا یارا کہ در مدحش زند دم
ولا احصی ثناء الله اعلم

کے مجال ہے کہ آپ کی مدح و تعریف میں دم مار سکے میں آپ کی ثنا اور اوصاف کو شمار نہیں کر سکتا اللہ بہتر جانتا ہے۔

- مناجاتی بگویم ہر چہ دانم
کہ در نعتش سخن گفتن ندانم

مجھے جس قدر علم ہے مناجات ہی کرتا ہوں، کیونکہ میں آپ کی تعریف میں بات کرنا نہیں جانتا۔

- خدا عزت دہا عصیان گدازا
غلامان پروردہ بندہ نوازا

اے عزت دینے والے اور گناہوں کو مٹانے والے شہنشاہ و قسموں

کو پالنے والے بندہ نواز آقا!

— کریما مہا بخشی طرازا
شفیعا شافعا ہر کار سازا

اے کریم والے انعام ہو اکرام عطا فرمانے والے بخشش و عنایت سے نوازنے والے شفیع و شافع اور ہر کام سنوارنے والے!

— ترا کارے ست دائم رحمت و جود
کہ اصلت رحمۃ للعالمین بود

آپ کا کام ہمیشہ رحمت و مہربانی اور بخشش و سخاوت کرنا ہے۔ کیونکہ آپ کی اصل رحمۃ للعالمین ہیں۔

— باصلش کل شیء یرجع آمد
ہمہ اوصاف ایشاں جمع آمد

اور ہر شے اپنی اصل کی طرف ہی لوٹتی ہے (اسی لیے) ان کے اوصاف آپ میں جمع ہو گئے ہیں۔

— سزد ہر چند بے وردی کرم را
دلی بخشی پریشاں خاطرم را

آپ جس قدر بھی لطف و کرم فرمادیں مناسب ہے میرے پریشان دل کو تسکین و تسلی عطا فرمائیے۔

— عجب مشکل مرا افتاد کارے
کہ قفس را محکم استوارے

مجھے عجب مشکل سے واسطہ پڑ گیا ہے میں قفس کے جال کا شکار ہو کر رہ گیا ہوں

— زدم ہر چند دست و پا بکام
شود محکم بہر اقدام آں دام

اور جتنی میں نے ہاتھ پاؤں مارے مگر ناکامی سے دوچار ہوا اور وہ دام (جس قدر میں رہائی کی کوشش زیادہ کرتا اسی قدر میرے جسم پر مضبوط و محکم ہوتا چلا گیا۔

— فتادم در قفس چوں مرغ گستاخ
زدم منقار در ہر تنگ سوراخ

اب میں گستاخ پرندے کی طرح قفس میں پڑا ہوا ہوں۔ میں نے ہر تنگ سوراخ میں اپنی چونچ ماری (تاکہ رہائی مل سکے)

— ولے بیروں شدن را رہ نیافتم
سرم شکستہ اگر بالا پریدم

لیکن باہر نکلنے کا کوئی راستہ مجھے نہ ملا (اس کوشش میں) اگر اوپر کو اڑا تو (چھت سے ٹکرا کر) میرا سر پھوٹ گیا۔

— سرم خستہ و دلم بشکستہ بے نور
عجب زار و نزارم ماندہ رنجور

میرا سر زخمی ہو گیا اور دل ٹوٹ کر بے نور ہو گیا، دکھ اور تکلیف کی وجہ سے میں ضعیف
ناتواں ہو کر رہ گیا۔

نہ میرے آنکہ تن اندر دم من
نہ پائے آنکہ بیرون سے جم من

(اب حالت) تو ایسا ہو گیا ہے کہ اپنے جسم کو (قفس کے) اندر رکھ سکوں اور نہ اپنے
پاؤں میسر ہیں کہ باہر کو دوڑ سکوں۔

نہ رائے ماندن و روئے رہائی
نہ چشم وصل و نے تاب جدائی

نہ تو رہنے کی کوئی تدبیر ہے اور نہ رہائی کی صورت نظر آرہی ہے، نہ وصل کی کوئی امید
اور نہ جدائی و فراق کی ہمت موجود ہے۔

بجائے تنگ شد پرواز من ہم
خوشا رفتار ناز انداز من ہم

میرے (تخیلات) کی پرواز تنگی کی جگہ پر مقید ہو کر رہ گئی ہے اور میرے
بہک رفتار ناز و انداز اور فخر و مباہات بھی قید ہو گئے ہیں

نہ ہر گز غیر افسوس و نیازی
بجز امید رحمت نیست سازی

افسوس اور مایوسی، التجا اور عاجزی کے سوا کچھ سامان باقی نہیں رہا اور رحمت و کرم

کی امید کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا۔

بچشم ہر طرف کردم نظر وے
بیاید بہ سر چوں شیر مردے

میں نے ہر طرف دیکھا (اچانک) راستے سے ایک شخص شیر مرد کی طرح میرے
سر پر آ گیا۔

زراہ مردی و لطف و اکرام
خلاصم کرد زیں قید و زیں دام

اور اس نے از راہ لطف و کرم بہادری کے ساتھ اس قید و بند سے مجھے رہائی دلائی۔

تو اعلیٰ ذاتی و اعلیٰ خطابت
کنوں سائل شدم اندر جنابت

آپ اعلیٰ ذات اور عالی خطاب کے حامل ہیں، اب میں آپ کی جناب اور آپ
کی بارگاہ کا سائل ہوں۔

توئی ہر خستہ را چوں مومیائی
رہائی یا ولی اللہ رہائی

آپ ہی ہر زخمی کیلئے مرہم اور دوا ہیں مجھے رہائی عطا فرما دیں اے ولی اللہ مجھے
بھی رہائی عطا فرما دیں۔

خطا کار و بدکار و بدنام
ولیکن خوشم بس نکو نام

میں جو بے وفا اور خطا کار و بدکار ہوں اور اپنے جرم و ستم کی بدولت رسوا ہو گیا ہوں۔

پُر ندامت فتادہ عذر خواہم
پناہم دہ کہ بے زور و پناہم

اب میں حضرت خواجہ ہو کر آپ کی درگاہ اقدس پر پڑا ہوں اے شہنشاہ والا جاہ مجھے پناہ عنایت فرما دیجئے کہ میں بے زور ہوں میری پناہ گاہ کوئی نہیں۔

ز شرم جرم خود افتادہ ام دم
ترحم کن ولی اللہ ترحم

اپنے جرم و عصیاں سے شرمسار ہوں میرے لئے دم مارنے کی بھی ہمت نہیں۔ مجھ پر رحم فرما دیجئے اے ولی اللہ رحم فرما دیجئے

چہ کم گردد اگر چوں تو ماہے
کہ بنمائے بمن گمراہ راہے

اگر آپ کرم فرمائیں اور بھٹک جانے والے مسافر کو راستہ دکھا دیں تو آپ جیسے ماہتاب کے نور میں کیا کمی واقع ہو گی؟

ز نقصان ست از رخت تو چیزے
ز از گنج کرامت یک پشیزے

نہ تو آپ کے اس احسان میں سے کوئی چیز کم ہو گی اور نہ آپ کے عظیم خزانے میں سے ایک پیسہ بھی کم ہوگا۔

نہ از خورشید نورت ذرہ کم
ز از بحر صفاتت یک نم

نہ آپ کے انوار و تجلیات کے آفتاب سے ایک ذرہ کم ہوگا اور نہ آپ کی صفات عالیہ کے سمندر سے ایک قطرہ بھی کم ہوگا۔

ز یک خوشہ ز خرمنہائے انبار
ز یک برگ از گلستانہائے پربار

نہ آپ کے کھلیان کے ڈھیر سے ایک خوشے کی کمی واقع ہو گی اور نہ پھلوں اور پھولوں سے بھرے ہوئے آپ کے گلشن سے ایک پتی کم ہوگا۔

کہ ایں مفلس از آں رحمت و زاں گنج
بیک ذرہ برد از غم و رنج

اگر اس مفلس و قلاش کو آپ کے اس رحمت اور خزانے سے ایک کوڑی میسر ہو جائے تو رنج و غم سے نجات مل جائے گی۔

ز خورشیدت یک تابے سوز

ز ذرات ہم یک قطرہ تر آز

آپ کے روشن آفتاب کی ایک کرن اور آپ کے ... کا ایک قطرہ

یک توشہ زاد رہائے امرہ

کہ توشہ سجا بہر اسفار

اور آپ کے امرا اور ... کے خزانے کا ایک توشہ مسافروں کے لیے

توشہ مہیا کرتا ہے

بوے یک گل زاں باغ بہشت

شود دیوانہ و شیدا و مست

(آپ کے) اس باغ (معرفت و روحانی) کے پھول کی خوشبو سے

(طالب حقیقت) دیوانہ شیدائی اور مست و بے خود ہو جاتا ہے

دو آنکہ خوش بہ شہنشاہِ عشاق

طفیلی شاہ خوباں سید رزاق

باجمال لوگوں کے شہنشاہ حضرت سید عبدالرزاق کے طفیل عاشقوں کے شہنشاہ کو

اور (پاکیزہ و قیام گاہ) پر خوش خوش آ۔

کہ بہ آں شاں مرے شاہی

تحیت ہم دعا ہم سلامی

عمر دعا تحیت اور سلام بھیج

(اور) آپ کی اولاد اطہار پر تمام

شہا مطلوبی و محبوبم تویی

زہے و طالع و مقصودم تویی

اے شہنشاہ! میری مطلوب ہستی اور محبوب آپ ہی ہیں میری خوش نصیبی سے

اور میری قسمت پر نظر کیجئے۔

کرم تا جمل نزدیک تر شد

حوائم از کرم عمل بتر شد

کہ (اگرچہ) عمر چالیس سال کے قریب ہو گئی ہے۔ (لیکن) میرا مزاج ابھی

تک بچپن (کی عادات) سے معمور ہے۔

پُر از حسن اللہ حبیب در حبیب

زشکل ہم تہی دامان تہی جیب

مسلسل عیبوں اور گناہوں کے سوا مجھ سے کوئی نیکی نہ ہو سکی میں نیکیوں سے تہی

دامن اور خالی جیب ہوں۔

کرم تا کنون ہر عمل و اتجاد

خطا اند خطا اتجاد اتجاد

میں اب تک غلطیوں پر غلطیاں کرتے ہوئے روز و شب

ان کے امیر کے چاہتا ہوں

بکشتم تخم نیکی کو دہد بر

نہ ورد طاعت الہام بر زمیں بر

میں نے نیکی کا وہ بیج کاشت نہیں کیا جو پھل دیتا ہے نہ ہی میں نے
اطاعت الٰہیہ میں سر کو زمین پر رکھا۔

ز روئے عجز و زاری کو سزا بود

نیامد از من بدبخت اکنوں

مجھ بدبخت سے ایسے کچھ بھی نہ ہو سکے جو عجز و انکساری اور آہ و زاری کے لحاظ
سے مناسب (اور قابل قبول) ہوتے۔

نہ گشتم ساعتے با حق مشغول

بباطل ضائع کردم وقت مقبول

میں ایک لمحے کیلئے بھی حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول نہ ہوا۔ (اور عبادت کرنے کی
بجائے) میں نے اپنے قیمتی اور مقبول وقت کو باطل (اور غلط مصروفیات میں)
ضائع کر دیا۔

چناں دام گناہاں دادہ ام من

کہ در چاہ ضلال افتادہ ام من

چنانچہ میں گناہوں کی دلدل میں پھنسا ہوا اور (نیکیوں کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے)
ضلالت و گمراہی کے کنویں میں پڑا ہوا۔

زمن بے مایہ تر فردے نیابد

بعقل و بجز نامردے نیابد

مجھ سے زیادہ بے مایہ اور عقل و شعور سے کورا کوئی شخص نہیں ملا اور مجھ سے
نامرد کوئی بھی نہیں ہے۔

زمن لب خشک تر در بحر کس نیست

اگر چوں من فریاد رس نیست

اگر آپ جیسا شہنشاہ بھی میری فریاد کو پہنچنے والا نہیں تو سمندر میں (ہونے کے
باوجود) مجھ جیسا خشک لب اور پیاسا کوئی شخص نہیں ہے۔

اگرچہ جرمہائم تو بحد ست

ولے امید رحمت تو بحد ست

اگرچہ میرے جرم و گناہ حد درجہ اور بے شمار ہیں۔ لیکن رحمت و کرم کی امید بھی
تو لاتعداد اور بے حد و حساب ہے۔

اگر خود را بعصیاں قید دارم

ولے حسن الحسنیٰ امید دارم

اگرچہ میں نے خود کو گناہوں کی قید میں رکھا ہوا ہے۔ لیکن میں آپ کے حکم و سیلے
کا بھی امید وار ہوں۔

دعوی ام میلاد او ... دل
تا بہ این رشتہ امید متصل

میرے محبوب وصیاں کا وجود جو دل پہ آ پڑا ہے (ان کی وجہ سے) امید کا یہ رشتہ ختم ہو رہا ہے۔

تو اگر رشتے من گسستی تار
نا شد از ما الا نیک و بد عار

آپ رحمت و کرم کا ہاتھ ان پر رکھیں تاکہ سلسلہ جاری رہے (ایسا نہ ہو) کہ اس سیاہ دل سے کوئی نیک و بد محروم رہ جائے (جو میرے آقا وصیاں پہ رحمت و کرم کا وعدہ رہتا ہے)

چو در بارش در آید پارہ یخ
شد الا پاک و پلیدش در یخ

جب بارش برس رہی ہوتی ہے یا بادل کا کوئی ٹکڑا آ جاتا ہے تو وہ پاک و پلید سے دریغ نہیں کرتا (وہ سب پر برستا ہے)

اگر مفلس نبودے در جہاں کس
کرم ہائے کریماں را شدے بس

اگر جہاں میں کوئی مفلس نہ ہوتا تو سخیوں کی سخاوت بھی نہ ہوتی۔

نبودے در جہاں گر تیرہ بختاں
چہ ساں ظاہر شدے حکم حکیماں

حکیموں کی حکمت کیسے ظاہر ہوتی۔
اگر دنیا میں بیماروں کی بیماریاں نہ ہوتیں تو

اگر گمرہ نبودے ہیچ طفلے
بعالم کے نبودی رسم طفلے

اگر کوئی گمراہ نہ ہوتا تو دنیا میں (منزل پر پہنچنے کے لیے) رہبر اور رہبری کی رسم کب ہوتی۔

کسے آمد زراہے بے گناہے
کجا شد لائق چون شاہے

اگر کوئی گناہوں سے معصوم ہوتا تو آپ جیسے کریم شہنشاہ کی نظر کرم (کسی گنہگار کو) کیسے تلاش کرتی۔

نبودی گر فتادہ خستہ ماندہ
چو من بے ہمت و محروم و راندہ

اگر مجھ جیسا گرا ہوا خستہ حال، بے ہمت، محروم القسمت اور

راندہ درگاہ ہوا نہ ہوتا......

نہ بخشیدی ز الطاف بے اقوام
بعالم دستگیرے را کے نام

......تو لوگوں کے منہ سے دنیا میں کسی دستگیر کا نام تک نہیں سنائی دیتا۔

تنہا بے یار و بے چارہ ام من
ز وطن خویش آوارہ ام من

تنہا میں بے چارہ اور بے یار و مددگار ہوں اور اپنے وطن سے آوارہ اور بے یار و مددگار بے سہارا ہوں۔

بحق شاہ محبوب سبحانی
چارہ گر چارہ بیچارہ کانی

غوث الاعظم محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے نام پہ بے چاروں اور بے سہاروں کی چارہ جوئی کیجئے۔

بحق لعل کان پاک حیدر
بہاول شیر غازی قلندر

حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے معدن پاک کے لعل حضرت بہاول شیر غازی قلندر رحمۃ اللہ کے نام پہ۔۔۔

بحق رشید جہاں نور محمد
قطب جہان جاں نور محمد

سے قطب جہاں اور جان جہاں حضرت نور محمد علیہ الرحمۃ کی نورانیت کے طفیل۔۔

بحق کبریائی ماہ جلالی
بحق ابوالمعالی تحفہ عالی

[illegible] حضرت [illegible] کی کتاب [illegible] پر جن کی حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے۔۔۔

کمال و اکبر شاہی مقیمی
بحق سیف رحمان القدیمی

۔۔۔حضرت سید محمد [illegible] نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی [illegible] اور حضرت سیف الرحمن کی ازلی اور قدیمی تلوار کے طفیل۔۔۔

بحق سید عبداللہ اتائے
بمیری و امیری یکتائے

اور امام سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر اور حضرت سید محمد امیر بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ کی سرداری و یکتائی کے طفیل۔۔۔

بحق آن شہنشاہ محمد
بوہب شاہ حسین از ابر برتر

۔۔حضرت شاہ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کے تخت مقدس کے صدقے۔۔۔ جن کا رتبہ اقدس بادلوں سے بھی برتر اور بلند ہے اور جو عظیم دبدبے اور رعب و داب والے شہنشاہ ہیں۔۔۔

بحق پاک حضرت سید ہاشم
محق این بعد اعلیٰ مراسم

------- حضرت سید محمد ہاشم علیہ الرحمۃ کے نام پاک ۔ (دنیا کے اور دین میں عظیم مراتب) اور اعلیٰ مراتب رکھنے والے ان تمام اولیاء کے طفیل -------

بحق غوثی و قطبی و فردے

کہ دست خود از من وا نگیرے

میرے غوث، قطب اور مرشد کے صدقے ------- سخاوت کا ہاتھ مجھ سے مت اٹھائیے -------

بجہ دستے کہ تا استادہ باشم

بروز حشر با استادہ باشم

(ان سب بزرگوں کے طفیل) ------ مجھے اپنا دستِ مبارک پکڑا دیجئے تاکہ کھڑا ہو سکوں اور روزِ حشر میں پاؤں رکھ سکوں۔

بیا مرزان خطا از بندہ خاصے

بپذیر از من مناجات و سلامے

مجھ خاص بندے کی خطاؤں سے درگزر کیجئے اور میری مناجات اور سلام قبول فرمائیے۔

السلام والصلوٰۃ و مرحبا

ہم تحیت آفریں و ثنا

حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ پر صلوٰۃ و سلام تحیات و مرحبا ہوں

بر محمد اولاد و آل مصطفیٰ

خوشنمائے نور حسین خیر الوریٰ

حضور نبی کریم ﷺ کی تمام آل و اولاد پر بھی صلوٰۃ و سلام ہو۔ جو کہ خیر الوریٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی پاکیزہ نسل پاک ہے۔

خاصہ ایشان کو محی الدین احمد

بر محمد بادا سلام واکرام

حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ؓ کے خاندان عالی قدر کے تمام افراد پر ہمیشہ ہمیشہ خصوصی سلام ہو۔

بر محمد طفل و صبی بر نا و پیر

الصلوٰۃ والسلام و ہم دعا

تمام بچوں، بڑوں، جوانوں اور بوڑھوں پر صلوٰۃ و سلام اور دعوات ہوں

السلام از قطرہ باران فزوں

ہم فزوں از دانہائے ریگ ہا

بارش کے قطروں اور ریت کے ذرات سے بھی زیادہ صلوٰۃ و سلام ہوں

السلام از انجم گردوں زیاد

ہم زیاد از قطرہ ہائے جملہ ہا

آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ سلام ہوں بلکہ تمام (سمندروں اور دریاؤں اور

عددی ناموں کے اقترانات سے بھی زیادہ درود صلوٰۃ وسلام ہو

- السلام از جملہ ذرات جہاں
  وز حروف جملہ مکتوبات ہا

تمام ذرات اور مکتوبات و عبارات کے حروف سے بھی زیادہ درود سلام ہو

- السلام از طاعت پاکان زیاد
  وز ہمہ اوراق طوبیٰ باصفا

پاکباز اور اطاعت شعار بندوں کی اطاعت و فرمانبرداری سے زیادہ اور جنتی درخت طوبیٰ کے تمام پتوں سے بھی زیادہ سلام ہوں۔

- السلام افزوں ز ذکر قدسیاں
  ہر کہ ہست از عرش تا تحت الثرا

عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک موجود ملائکہ قدسی کے ذکر سے بھی زیادہ درود صلوٰۃ وسلام ہو

- السلام والصلوٰۃ تا قیام
  بر نبی و آل و اصحابش تمام

حضور نبی کریم ﷺ آپ کی آل پاک اور آپ کے تمام صحابہ کرام پر قیامت تک صلوٰۃ وسلام ہو

- خاصہ بر اولاد او دستگیر
  شاہ بہاول شیر مردے ذوالکرام

خاص طور پر سلام ہو اولاد دستگیر حضرت غوث الاعظم ؒ کی اولاد و جناب شاہ بہاول شیر قلندر پر جو فضل و کرم والے انسان ہیں۔

- خاصہ بر اولاد میراں شاہ مقیم
  ہر کہ را بر لوح محفوظ ست نام

بالخصوص سلام ہو حضرت میراں شاہ محمد مقیم کی اولاد پر جن کے اسمائے مبارک لوح محفوظ پر رقم ہیں۔

- بر ہمہ یاران رحمت ہم درود
  باد از یزداں ہمیشہ بر دوام

ان تمام اصحاب پر رحمت و درود ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابدی زندگی والے ہو گئے ہیں۔

- بعد ازیں گوید بصد عجز و نیاز
  بندگی و خاک بوسی ایں غلام

اس (درود و صلوٰۃ وسلام) کے بعد یہ غلام بندگی اور خاک بوسی کرتے ہوئے بصد عجز و نیاز عرض گزار ہے۔۔۔۔

ور جناب شاہ بے پرواہ ما

آنکہ در وصفش نہ یارائے کلام

..... اپنے بے نیاز شہنشاہ کی جناب میں جن کے اوصاف بیان کرنے کی

ہمت کلام میں نہیں

گر تمام خلائق ار سازد بیان

طیر و وحشی جن و انس و خاص و عام

تمام پرندے، جنگلی جانور، جن و انسان اور سبھی خاص و عام (مخلوقات) اگر آپ کے

اخلاق عالیہ بیان کریں تو پھر بھی کم ہے۔

کے تواند تا بحشر کردن ادا

مختصر بشنو کہ مہدی امام

(بلکہ اگر یہ سب مخلوقات آپ کے اوصاف) حشر تک بیان کریں تو پھر بھی

(کما حقہ ان کی) ادائیگی اور بیان کب ممکن ہے؟ مختصر طور پر سن لو

کہ آپ ایسے امام اور مہدی ہیں.....

مظہر اسمائے نام پاک او

ہم علی و دوے وہم خیر الانام

.....کہ جن کا نام پاک (دیگر تمام) اسماء مبارک کا مظہر ہے۔

اس میں حضرت علی کا نام بھی ہے اور خیر الانام ﷺ کا نام بھی ہے (یعنی آپ کا نام

ان تمام اسماء مبارک سے مرکب ہے)

گر بہ یا و شین خوانی ہین کہ کیست

گر بہ میم و دال و دالست کہ کدام

اگر "یا" اور "شین" کو ملا کر پڑھے تو دیکھ کہ کیا (حرف) ہے اور "میم و دال" اور

(م) "دال" کو ملائے تو پھر کون سا ہے۔ (یعنی یہ تمام حروف ملائیں تو "محمد

یٰسین" جناب میر سید ولی شاہ المعروف حضرت محمد یٰسین رحمۃ اللہ علیہ)

ہر سہ خلق آمد یوسف و صورتش

ہر سہ شمع دین و دنیا عقل و فہم

آپ کے اوصاف عالیہ اور صورت یوسف سے مزین آپ کے تینوں خلفاء ہیں جو تینوں عقل

کی مانند اور دین و دنیا کی شمع ہیں

اولیں یٰسین ست یار رحمت علی

دومیں نیز از سعادت شیر کام

جن میں سے پہلے واقعی رحمت علی ہیں (مراد سید رحمت علی شاہ رحمۃ اللہ)

جبکہ دوسرے سعادت سے لبریز (یعنی سید سعادت علی رحمۃ اللہ علیہ) ہیں

سومیں در شیر مرداں شد امیر

شیر را مرکب نماید بے لگام

اور تیسرے جو کہ بہادروں کے امیر قرار پائے (یعنی سید امیر علی شاہ رحمۃ اللہ

علی) جنہوں نے بغیر لگام کے شیر کو سواری بنایا۔

- زیں چمن بدمید با فضل حسین
تو گلِ خنداں و سروِ خوشخرام

خوبصورت سرو اور سے کھلنے والے پھول حضرت سید فضل حسین کے ساتھ یہ
چمن مہک اٹھا۔

- شد کشادہ جملہ در ہائے بہشت
شد فضائے حجرہ خوشبو زاں مقام

بہشت کے تمام دروازے کھل گئے اور تمام حجرہ مبارک
اس کی وجہ سے مقام خوشبو بن گیا۔

- ہر گل و ہر میوہ شد از خوشی
رونق افزا چو محبوب از حمام

ہر پھول اور پھل خوشی سے یوں رونق افزا ہو گیا جس طرح محبوب حمام سے
(آراستہ ہو کر نکلا ہو)

- تہنیت گو آمدہ بر در ملک
حور پاکوبان شدہ ہر صبح و شام

ملائکہ آپ کے در اقدس پر تہنیت و مبارک کہنے آئے اور حوریں بھی ہر صبح و شام
(زیارت کیلئے) حاضری دیتی۔

رنج و غم بر بست رخت از عالمے

- طبل شادی کوفتہ در ہر مقام

رنج و غم نے دنیا سے رخت سفر باندھ لیا اور ہر جگہ خوشی و مسرت کے
شادیانے بجنے لگے۔

- فرحت و عیش و جشن نو روز و عید
پنج نوبت میزدند اندر ایام

جشن نو روز اور عید کی طرح روزانہ پانچ مرتبہ خوشی و فرحت اور عیش و مسرت کے
شادیانے بجنے لگے۔

- ہم محمد تہنیت گو آمدہ
بہر مجرہ نیاز از قبر تمام

محمد بھی اپنی قبر تمام سے عاجزی اور نیاز مندی کے ساتھ مبارکبادی اور
تہنیت گوئی کے لئے آ گیا

- لائق بارت نیاید یک سخن
کن قبول از لطف و رحمت السلام

آپکی بارگاہ کے لائق اور حسب حال (مجھے) ایک بات بھی نہیں آتی اپنے لطف
و مہربانی سے میرا اسلام قبول فرمائیے۔

خوش گوہرے ز درجِ سعادت برآمدہ

آن خادمِ حسین کہ دارد جمال

سعادت کے صندوقچے کے خوبصورت اور حسن و جمال والے گوہر یعنی خادم حسین کی تعریف سنئے۔

بدرِ جہاں ز رشکِ رخش در محاق شد

در مہدِ ناز دید چو رخشاں ہلال

چودھویں رات کا چاند جس کے رخِ انور پر رشک کرتے ہوئے غروب ہو گیا اسے ناز کے گہوارے میں دیکھو جو ہلال کی طرح درخشندہ و روشن ہے۔

یارب بہار تازہ و سرسبز دارہا

ایں باغ و باغباں مبارک نہال

اے پروردگار اس باغ کو، باغبان کو اور اس کے بابرکت پودے کو ہمیشہ تازہ اور سرسبز رکھ۔

سعد اختر ست طالع میموں فال

ہمراہ باد ہمیشہ بجاہ و جلال

طلوع ہونے والا یہ مبارک، نیک فال سعد ستارہ ہے یہ ہمیشہ عزت و جاہ و جلال کے ساتھ (چمکتا دمکتا) بابرکت اور مظفر و منصور رہے۔

خوش خوش مقام جلوہ فرخ خصال

بلبل بحیرت آمد کہ عدیم مثال

یہ پھول خوبصورت اور اعلیٰ مقام پر جلوہ گر ہے اس کی تمام خصلتیں بابرکت اور قابلِ تعریف ہیں (حتیٰ کہ) بلبل بھی حیران و ششدر ہے کہ اس نے اس کی مثال نہیں دیکھی۔

تاریخ زاد دانش چوں خواستم و گفت

من خوش گل گلشن یس و آل

عقل سے جب آپ کی تاریخ ولادت (کے متعلق معلوم کرنا) چاہا تو کہا کہ میں (حضرت علی) حسین اور آپ کی آل پاک کے گلشن کا خوبصورت پھول ہوں (حروفِ ابجد کے اعتبار سے "من خوش گل گلشن یس و آل" کے عدد ۱۳۶۷ بنتے ہیں گویا ۱۳۶۷ھ آپ کی تاریخ ولادت ہے۔)

ایں تحیت زبندہ ناقص قبول کن

شاہا بہ کرم ورزی و فضل کمال

اے عالی قدر شہنشاہ اپنے کرم عمیم اور فضل و کمال سے اس ناقص بندے کی جانب سے یہ تحیت و مبارکباد قبول فرمائیے۔

تمت بالخیر

تذکرہ مکمل بروز منگل بوقت ظہر ۱۵ / جمادی الاول ۱۳۴۳ھ

۲۳ ساون ۱۹۸۲ بکرمی بمقام سوال مکمل ہوا۔

باب سوم

کتاب کے اس حصے کو ہم نے تو باب سوم سے تعبیر کیا ہے۔ پہلے دو ابواب
میں خاندان مجددیہ کے عالی قدر اسلاف کا تذکرہ تھا اور اس تیسرے باب میں
حضرت شاہ ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے گرامی قدر اخلاف کا بیان ہے۔

مترجم ______ محمد محمود فاروقی

تذکرہ
حضرت پیرا شاہ غازی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

ڈا پیرا اوہو دھڑی والا ڈا شاہ قلندر

ہر مشکل وچ مدد کردا اوہاں جہاناں اندر

آپ کی سرکار، شاہ شاہاں سیور ڈھاں دستگیر درماندگاں رہنمائے گمراہاں مشکل کشائے ہر دو جہاں جناب قطب الاقطاب فرد الاحباب ڈھاں و الطالب مست الست ساز یار شاہ بے نیاز شیر ربانی اولیاء اوج کبریائی کے شہباز انجمادت پناہ حضرت غازی دھیری ڈا شاہ صاحب قادری قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز عالم ربانی وارث فرزند کے ڈھاں دستگیر حضرت سید شاہ محمد امیر بالا پیر کے مرید تھے اور وہ (حضرت سید محمد امیر بالا پیر) حکیم زمان تارک دنیا واصل [illegible] صاحب مجرہ حضرت سید شاہ محمد قائم الدین کے فرزند ارجمند مرید و سجادہ نشین تھے اور وہ (حضرت شاہ قائم) حضرت سید السادات کی سید [illegible] اللہ حیات المیر زندہ پیر صاحب کے مرید تھے اور وہ (حضرت زندہ پیر) حضرت جناب قطب الاقطاب، مالک رقاب، آسمان محبوبیت کے آفتاب، طریقت کی [illegible] کے موتی سید السادات پاکیزہ ذات صفات سے متصف غوث صمدانی حضرت میراں محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید رشید ہیں۔

☆ کتاب تذکرہ غوثی میں فقیر سے جس قدر مختصر ہوا مجرہ منورہ کے صاحبان طریقت کا مختصر حالات (اور محمد داعواز) میں تذکرہ تحریر کیا اور یہ چند

اسمائے مبارک کو حصولِ برکت کے لیے اس مختصر میں تحریر کر دیے ہیں تاکہ اس سے تمام
خاص و عام کو معلوم و مفہوم ہو جائے کہ ہمارے حضرت مرشد کریم کا سلسلہ نسب سے
حضرت غوث محی الدین (شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) تک پہنچتا ہے جو کہ
بادشاہِ خاندانِ قادریہ ہیں اور حضرت شاہ مقیم کے گروہ سے (تعلق رکھتے ہیں)
فقراء کہتے ہیں کہ آپ (حضرت غازی قلندر) حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے
(بھی) ملے ہیں اور) آپ کے متعلق (اس کتاب کے) بعد میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگا۔

☆ اس کتاب میں بعض بزرگوں کا سنِ عمر اور قومیت بیان نہیں کر رہے
کیونکہ میں نے اپنے پیر و مرشد سے سنا جو اپنے پیر کی زبانی حکایت بیان کرتے
تھے کہ ایک دن یا رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے پوچھ
رہا ہے کہ تمہارے مرشد کی کیا عمر ہے۔ بوڑھے ہیں یا جوان۔ میں نے اسے جواب
دیا کہ میرے مرشد بوڑھے ہیں اسی اثنا میں ایک خوبصورت نوجوان بیس پچیس
سال کا معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آ بیٹھا اور گرم لہجے میں فرمانے لگا کہ "تجھے
بوڑھا کہتا ہے اور (مجھ سے) کمزوری و ضعف کی نسبت کرتا ہے میں ہی وہ
تیرا مرشد ہوں غور سے دیکھ کہ میں بوڑھا ہوں یا جوان" یہ کہا اور بجلی کی
کی طرح تیزی سے آسمان کی جانب چلا گیا یہ حکایت سننے کے بعد کون
کسی کی (عمر) کر سکتا ہے؟ (کہ ان کی عمر کا تعین کرتا پھرے)

میرے پیر کی پیدائش جن کا اسم مبارک پیرا شاہ صاحب ہے واقعہ
گھرانے میں ہوئی اور ان کا لقب آپ جناب (حضرت پیرا شاہ غازی) کی
طرف سے شیر خان ملا ہے۔ میں قومیت کی بات ختم کرتا ہوں پھر زبدۃ الاولیاء
حضرت پیرا شاہ غازی کی خرق عادت کی کرامات کا ذکر کرتا ہوں۔

زبدۃ الاولیاء حضرت پیرا شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات اور خرق عادت واقعات

میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ ابتدائی دور میں پیشہ تجارت سے وابستہ
تھے اور بہت مالدار تھے آپ کی دو ازواج مطہرات تھیں ایک سے دو بیٹے تھے
دوسری سے کوئی (اولاد) نہ تھی اور پہلی اہلیہ محترمہ اس قدر جمال و کمالات
کی مالک تھیں کہ ان کی زبان اور بیان کا علم اس کے بیان سے گنگ اور عاجز ہے
اور طبیعت کو بھی اجمال تھیں (کہ ان کے اوصاف بیان کر سکے) آنحضرت پیرا شاہ
کو اہلیہ سے کمال کی محبت تھی ان کی فرقت و جدائی کے وقت بے حد ملال
(کی وجہ) کوئی ... جب سفر پر ہوتے تو منزل بمنزل ان کی یاد میں غمگین رہتے
اور کئی لوگوں کو ان کے حالات سے مطلع ہونے کے لئے بھیجتے رہتے۔

ایک دفعہ ایک آدمی کو ان کی طرف بھیجا اور خود دریا کے کنارے قرآن
شریف سامنے رکھ کر پڑھنے میں مشغول ہو گئے اچانک اس آدمی نے آ کر کہا کہ
آپ کی اہلیہ محترمہ عفیفہ کو کسی شریک نے زہر دے دیا ہے جس سے وہ ہلاک ہو گئی
ہیں حضرت پر غم نے ایسا اثر کیا کہ اس خبر کے سنتے ہی ہوش و حواس سے بیگانہ ہو کر
دریا میں کود گئے اور قرآن شریف بھی اپنے ساتھ پانی میں لے گئے اور پانی کی

تہہ میں ایسے غوطہ زن ہوئے کہ آپ کا کوئی اثر کنارے اور پانی کی سطح پر ظاہر نہ ہوا ہر چند کہ لوگوں نے پانی میں آپ کو تلاش کیا لیکن مقصود حاصل نہ ہوا آخر ہر کوئی گھر کی طرف لوٹ گیا کہتے ہیں کہ آپ بارہ سال تک قرآن شریف سمیت اسی پانی میں رہے اور اس کے بعد مع قرآن پاک باہر تشریف لائے اور وہ مصحف شریف کھلا ہوا تھا۔ جب کہ (پانی میں رہنے کے باوجود) اس کا کوئی حرف یا حرکت گم نہ ہوئی اور نہ ہی جسم مبارک اور جامہ مبارک پر کسی قسم کا نقصان یا اثر ظاہر ہوا کہا جاتا ہے کہ آپ یہ بارہ سال حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام کی صحبت میں رہے اور انہی سے تمام فیوض و برکات حاصل کئے اسی وجہ سے بعض نے آپ کی خلافت کی نسبت حضرت خضر علیہ السلام سے کی ہے۔ پانی سے باہر آنے کے بعد آپ پر مستی (وجد) کی حالت طاری ہوگی شہروں اور بیابانوں میں بہت کم سکونت اختیار فرماتے۔ شب و روز مجنوں کی طرح کوہ و بیابان میں گشت کرتے رہتے اور چوپائے اور درندے آپ کی طرف راغب و مائل رہتے۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے سر اقدس کے بال مبارک دراز اور لمبے تھے جب اللہ تعالیٰ جل شانہ کا نام زبان پر لاتے۔ سر و جملہ اعضاء کے بال سیدھے ہو کر آسمان کی جانب ایستادہ ہو جاتے ظاہراً عوام کی نگاہ میں ننگے سر اور برہنہ پا رہتے اور میں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ

فی الامر ہر چند بیعت بہر تاج دارد چار ترک
ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مولیٰ ترک ترک

حضرت ملا شاہ قادری قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اپنے سر اقدس پر چار ترک کا تاج رکھے ہوئے ہیں (اور وہ چار ترک یہ ہیں) ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مراد اور ترک کلاہ شاہی۔

یہ شعر آپ حضرت کے احوال و آثار کے موافق ہے۔

☆ کہا جاتا ہے کہ ایک سانپ آپ کے پاؤں مبارک سے لپٹ گیا اور اسی طرح آپ کے پاؤں کے خلاف یعنی پانی میں ایسا پھنس گیا کہ باہر نہ نکل سکا سانپ نے کاٹا لیکن آپ بے پرواہ ہو کر برابر چلتے رہے جس کی وجہ سے سانپ پارہ پارہ ہو گیا اس کے آثار جو باقی تھے لوگوں نے دیکھا اور ان کو نکال باہر پھینکا۔

☆ کہتے ہیں کہ ایک دن کہیں جا رہے تھے شدید بارش کے نزول کا آغاز ہو چکا تھا آپ نے ایک خاتون کے گھر میں جانے کا ارادہ کیا (تاکہ بارش سے بچ سکیں) اس خاتون نے شور و غوغا شروع کر دیا اور گھر کے اندر داخلے کے لیے اجازت نہ دیا اور کہا کہ میں نے تم جیسے بہت دیکھے لیکن مقصود دل حاصل نہ کر سکی آپ نے پوچھا تیرا مقصد و مراد کیا ہے؟ بیان کر۔ اس نے کہا میری مراد کی تکمیل اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے تجھ سے بیان کرنے کا فائدہ؟ آپ نے فرمایا بہت فائدہ ہے تو بیان کر۔ اس عورت نے کہا میری مراد و مقصود حصول

اولاد ہے جو کسی کی خدمت سے حاصل نہ ہو سکی ہو، کسی نے چند ماہ دو سال اولاد
قرار دیا لیکن میری حالت ویسی ہی رہی (اور مراد بر نہ آئی) آنحضرت نے اس کے
احوال سماعت فرمائے تو اسی وقت جوش میں آ کر فرمایا۔

ہیں چلیا کم نوں اکوں پیا غم
نویں میچے خدا اپنے راضی ہم

چنانچہ سنا ہے اس عورت کو اسی شب فرزند متولد ہوا

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ کسی سفر میں ایک آدمی آپ کے ہمراہ تھا
جب چلتے چلتے آگے سامنے دریا حائل ہوا وہاں کشتی نہ تھی تو آپ اللہ اللہ کہتے ہوئے
دریا میں چل دیے اور اس آدمی کو کہا کہ تم (میرا نام) یا داتا کہتے ہوئے میرے
پیچھے چلے آؤ۔ جب دریا میں پہنچے تو پانی دونوں کی پنڈلیوں تک تھا جب کنارے
کے نزدیک آئے تو اس آدمی نے بھی (یہ خیال کرتے ہوئے کہ خود تو اللہ کا نام لیتا
ہے اور مجھے اپنا نام لانے پر لگا دیا ہے) اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے نام کا ورد شروع
کر دیا چنانچہ اسی وقت دریا کا پانی اس کی گردن تک جا پہنچا اور غرق آب ہونے کا
خوف پیدا ہوا تو الامداد الامداد کہہ کر فریاد کی آپ نے اس کی فریاد سن کر دست
مبارک اس کی جانب کیا اور فرمایا۔

مثنوی

نام من محقق نمی دانی ہنوز
نام ایزد را بپائی درد و سوز

ابھی تو میرا نام لینا نہیں جانتا (اللہ تعالیٰ کا نام اعظم کیسے لے سکتا
ہے) اللہ تعالیٰ کا نام گرامی زبان پر لانے کے لئے (جس) درد و سوز کی
ضرورت ہے (ابھی تو اس سے محروم ہے)

نام من محقق عراقی اے جوان
پاں چہ رانی نام ایزد بر زبان

اے جوان! میرا نام لینا تو جانتا نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کا نام نامی اسم گرامی
کیسے زبان پر لا سکتا ہے؟

آں زبان و حلق کو اے مرد راہ
کہ بداں یاد آوری نام الٰہ

اے مسافر! وہ زبان اور حلق کون سا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نام کا تذکرہ
کر پاتا ہو (یعنی کہ تو اس کے اسم جلالت کی ادائیگی مشکل ہے)

نام او محقق نہ کارے چو تو است
من بگم نام او ایں لاف نیست

اس خلاق کائنات کا نام لینا تجھ جیسے کا کام نہیں ہے میں اس کا نام لاتا ہوں

ہم ز توحید ثبت واقف نام من

نام یزداں را گرفتہ شد کام من

یعنی توحید کے ساتھ میرا نام موافق ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا نام لینے کے لیے

میرا مقصد مطلب ہے۔

دست محمد طالب دہد در دست شیخ

دست حق در دست او شد دستگیر

طالب اپنا ہاتھ مرشد کے ہاتھ میں دیتا ہے (کیونکہ) حق تعالیٰ کا دست

قدرت ہی کے ہاتھ میں سے اس کے ہاتھ کو تھام لیتا ہے۔

از ید اللہ فوق ایدیہم بیاں

کیست در دستش نہاں چوں جسم و جاں

﴿ید اللہ فوق ایدیہم﴾ (۱) (یعنی اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں

پر ہے) سے یہ معلوم ہوا کہ اس کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ یوں پوشیدہ ہے جس

طرح جسم میں جان۔

(۱) یہ آیت بیعت رضوان کے حوالے سے نازل ہوئی جب صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

ہوں۔ کوئی لاف زنی یا شیخی نہیں بگھار رہا ہوں۔

ہر کہ تحقیق نام شد انعام یافت

پیش تر از نام بہ معشوق تاختت

جو شخص اس کے نام میں محو ہو گیا انعام پا گیا اس کے نام کے پرتو روشن

سے اس کا نام بھی چمک گیا۔

نام من از عکس باطن نور شد

طور تجلی از عکس او مسرور شد

میرا نام اس کے نام کے عکس سے منور ہو گیا طور پہاڑ بھی اس کے عکس

سے مسرور شادماں اور روشن و تاباں ہوا۔

عکس نام اوست در نام بے یقین

آفتاب بحر از روشن شد در زمین

غور سے دیکھو میرے نام میں اس کے نام کا عکس (جلوہ نمایاں) ہے

جیسے سمندر کا پانی اس کی وجہ سے زمین میں سما گیا

ایں معیت دست نے شرکت دوئی

ہاں مگو ہم کہ سالم بیروی

یہ معیت و رفاقت ہے کسی غیر کی شراکت نہیں پس میرا نام پکارو

تا کہ سلامت رہو گے

یافت ہام قوت از پروردگار
ہیں ہمہ ہام کر آئی بر کنار

مطلب یہ کہ ہام نے پروردگار سے ہی قوت پائی ہے جس سے ہام سے لوگ کنارے پر آ سکے

(چنانچہ) جب اس جوان نے آپ کا نام زبان پر لانا شروع کیا پانی نیچے چلا گیا اور وہ سلامتی کے ساتھ کنارے پر پہنچ گیا۔

☆ کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت غوث الاعظم ؓ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے ان کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے فقیر ہماری طرف سے تا قیام قیامت ایک لاکھ وظیفہ روزانہ مقرر کیا جاتا ہے جو مخلوق دنیا تمہارے واسطے نذر و نیاز مان کر پیش کیا کرے گی آپ نے جواباً عرض کیا اے غریب نواز! یہ مال دنیا اس فقیر کے کسی کام کا نہیں بلکہ اس سے تو میرے طلباء عیش پسند اور دنیا کی طرف راغب ہو جائیں گے اور یاد حق سے غافل ہو جائیں گے اے کم ترکھتے دوبارہ فرمان ہوا سوا لاکھ روپے میں سے سوا لاکھ دمڑی ہر روز آپ کی نذر ہوگی اور یہ ضرورت سے زائد بھی نہیں اور نذر دینے والے کے لئے حصول رزق کا باعث۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ہر روز شہروں اور دیہاتوں، آبادی و ویرانی میں رہنے والے لوگ سوا لاکھ روپے غوث الاغواث محبوب سبحانی ؓ کے نام پر نذر مانتے ہیں اور ان میں سے سوا لاکھ دمڑی حضرت بابا شاہ غازی قدس سرہ کے نام کی

نذر ہوتی ہیں اور شہروں اور دیہاتوں میں خیرات کی جاتی ہیں۔ اور یہ بندہ ادب ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کا نام مبارک زبان پر نہیں لاتا بلکہ دمڑی والا کے لقب سے یاد کرتا ہے اور جاننا چاہیے کہ جہاں بھی دمڑی والی سرکار کہا جائیگا اس سے مراد آپ ہی کی ذات گرامی ہوگی۔

☆ لوگ بیان کرتے ہیں کہ فتح محمد خان جو ایک آدمی چک فتا کرہ میں باشندہ پیر فقیروں کے کمال کا نیک نیت اور صاحب اہلیت تھے ایک روز حضرت درویشوں کی جماعت کے ساتھ اس گاؤں میں تشریف لائے اور اس سے اشارہ کیا کہ ہمارے درویشوں کے لیے کھانا لاؤ اس نے آپ کا حکم بجا لانے کے لیے سر تسلیم خم کیا اور اپنے گھر میں آ کر درویشوں کے لیے کچھ تلاش کرنا شروع کیا چونکہ قحط کا سال تھا کوئی چیز ہاتھ نہ آئی ناچار شرمسار ہو کر ایک برتن میں جا لاؤ کچھ دانیاں پاتھا گیہوں ہی لا کر درویشوں کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ ان دیہات میں عزت و جاہ کا مالک ایک دولت مند تھا شہنشاہ کر کے نام سے مشہور تھا جو بہتر حاضر تھا اس نے درویشوں کی خاطر مدارت کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ حضرت نے اس کے کمال و رنج خلقی کو پسند نہ فرمایا جبکہ فتح محمد خان کے قول و خدمت گزاری کو آپ نے نظر تحسین سے دیکھا اور ٹھوکر مار کر ایک جگہ سے اٹھ کر دوسری جگہ جا کر بیٹھ گئے اس روز سے آج تک رزق، عزت اور سرداری فتح محمد خان کے گھرانے میں ہے جبکہ شہنشاہ کا گھرانہ بے نام و نشان ہو چکا ہے۔

والله اعلم بالصواب

☆ بیان کرتے ہیں کہ موضع ... تھا کہ جس کی حد میں ...
ہے اس گاؤں کا ... اور گھوڑی پر سوار ہو کر کسی کام سے ... آ رہا تھا
ایک خوفناک ندی تھی۔ جس کا نام ... ہے جب اس ندی کو عبور کرنے لگا
اچانک پہاڑی سلسلے سے بہت زیادہ پانی (سیلاب) آ گیا ...
نے بڑی جدوجہد کی (تاکہ) سیلاب سے نکل سکے لیکن خوفناک سیلاب نے اس
پر غلبہ پا لیا اور وہ سوار اور گھوڑی بے بس ہو کر سیلابی ریلے میں ڈوبنے لگے
اچانک اس کی زبان سے "حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی" کا نام جاری ہوا آپ اسی
وقت ... حالت میں اس کی طرف توجہ فرمائی اس نے گھوڑی کو ... نکالی
اور ایک ہی جست میں پانی کے گرداب سے نکل کر کنارے پر آ پہنچی۔
سوار آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ... خدمت کے ساتھ ...
... اور کہا کہ مجھ پر یہ حالت گزری اور آپ نے مدد کی اور دستگیری فرمائی
آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ "ہم ہی تھے ... تمہیں ...
گھوڑی ہم اپنے کندھوں پر اٹھا کر پانی سے باہر لے آئے اور وہ ... جو ہم نے
... اس کا نشان ہمارے جسم پر ظاہر ہے آؤ اور دیکھو۔" اس نے قریب آ کر دیکھا
... ہو کر زمین کو بوسہ دیا اور تعریف کرتے ہوئے واپس گیا۔

☆ ایک شخص جو بادشاہ کا غلام تھا ایک دفعہ پانچ سو روپے کمر میں باندھے
ہتھیار اور قیمتی لباس پہن کر رخصت لے کر گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے گھر کو چلا

راہ میں ایک رات راستہ میں ڈاکوؤں نے گھیر لیا اور لباس، ہتھیار، گھوڑا اور رقم
... لے لیا اور اس کو ... سے محتاج کر دیا یہ شخص لاچار ... ہو کر ... بادشاہ کی
طرف گیا اور ... کی جانب ... قطب زماں حضور پیر ... غوث الاعظم ... کی
بارگاہ میں چلا آیا اور آپ کی خدمت اقدس میں پہنچ کر زمین کو بوسہ دیا اور عرض کیا
کہ مجھے ... اپنے فقراء میں شامل فرما لیجیے کیونکہ
اب میرے لیے کوئی دوسری جگہ نہیں ہے اور اس نے گزرے ہوئے حالات کا
... کیا آپ نے اس کے بیان کے بعد ہی اس کی حالت معلوم کر لی اور
... آرام کرو اور کچھ پریشان نہ ہو جب کچھ دیر ہوئی تو ایک آدمی آیا اس نے
آنحضرت کے سامنے سر زمین پر رکھا اور زمین کو بوسہ دیا اور پانچ سو روپے،
ہتھیار اور ایک گھوڑا آپ کی نذر کیا اور کہا کہ مجھے ایک مشکل درپیش تھی اس وقت
میں نے ان تمام چیزوں کی نذر مانی تھی الحمدللہ اب میری وہ مشکل آسان ہو گئی
ہے چنانچہ اب آپ کی خدمت میں نذر کرتا ہوں آپ نے اس سائل مرد کو بلا کر
(فرمایا) یہ ہتھیار اور لباس پہن کر گھوڑے پر سوار ہو اور آزما کہ یہ تیرے گھوڑے جیسا
ہے یا نہیں اور یہ پانچ سو روپے بھی کمر سے باندھ لے اس نے ویسا ہی کیا
گھوڑے کو اپنے گھوڑے جیسا پا کر پسند کیا آپ نے فرمایا جاؤ یہ سب چیزیں
تمہاری ہیں وہ شخص سلام کر کے رخصت ہوا اور سب چیزیں ساتھ لے گیا۔

بیعت

نسبت بود او شاہی با ست کز جود
زروخاشاک یکساں دید و بخشود

واہ ہمارے شہنشاہ کتنے بڑی سخی ہیں جو اپنی سخاوت کی بنا پر سونے اور کوڑے کو یکساں دیکھتے ہیں اور بخش دینے والے ہیں (ان کی نظر عنایت و جود میں زر و جواہرات کی کوئی حیثیت نہیں)۔

☆ میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ موضع پیلہ منار میں ایک درخت کے ساتھ تھے جنگل میں سروقت کہتے ہیں ایک ہی جگہ سات سال تک کھڑے رہے اس کے بعد وہ تھرو کی جانب روانہ ہوئے اس وقت حضرت پیر محمد چھپار نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ حضرت حاجی نوشاہ گنج بخش کے خلیفہ راشد تھے) بقید حیات تھے انہوں نے بذریعہ کشف معلوم کیا کہ ایک کامل ہستی ملاقات کے ارادے سے تشریف لا رہی ہے تو وہ بھی اپنے حجرہ مبارک سے نکلے اور استقبال کے لیے باہر تشریف لائے اور شرف زیارت حاصل کیا۔ سنا ہے کہ اس وقت ان کے دل میں خیال آیا کہ یہ مست شخص بھی شاید دوسروں کی طرح کسی مقصد و کمائی کے لیے

میرے پاس آیا ہو یہ بات حضرت پیر محمد چھپار نے دل میں کہی اور ادھر سے مجذوب شاہ حضرت نے (ان کے خیال باطنی سے مطلع ہو کر) ظاہری طور پر (آواز دے کر) فرمایا کہ ہرگز اس خیال کو دل میں مت لاؤ میں تو صرف ہمسائگی کی شرم کو نبھاتے ہوئے تمہاری ملاقات کو چلا آیا ورنہ مجھے تم سے کوئی حاجت و غرض نہیں ہے بلکہ روز قیامت دیکھ لینا یہ سر و پا برہنہ تم سے تین انگشت بلند و بالا ہو گا یہ سن کر حضرت پیر محمد چھپار نے استغفار کی (اور معذرت طلب کی) اور ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔

☆ ایک دفعہ حضرت جناب سید محمود امام جو حضرت میراں بادشاہ قلندر قدس اللہ سرہ العزیز کی اولاد اور حضرت میراں محمد مقیم محکم الدین کے اقرباء سے اور حضرت سید شاہ محمد امیر بالا پیر کے مریدوں میں سے تھے بزرگ زادہ اور خود بھی پہنچے ہوئے بزرگ تھے جب سیر کرتے ہوئے اس طرف وارد ہوئے تو علاقے کے لوگوں سے پوچھا کہ تمہارے علاقے میں کوئی کامل مرد ہے؟ لوگوں نے کہا ولی کامل ہے اور انہوں نے جناب دمڑی والا کی طرف اشارہ کیا۔ شاہ صاحب نے ایک با اعتماد خادم کو آں حضرت کے پاس بھیجا کہ ان سے پوچھو کہ تمہارا پیر و مرشد کون شخص ہے؟ خادم گیا لیکن آپ کی ہیبت کی بنا پر نزدیک جانے کی جرات نہ ہوئی خادم پوچھ ہی نہ سکا بلکہ گرمی وحدت کی وجہ سے نزدیک ہی نہ جا سکا آپ سر برہنہ ہو کر مراقبہ میں تھے آپ نے سر نہ اٹھایا اور اپنی حالت چھپائی

بیعت

خنجر خاموشی و شمشیر جوع
نیزۂ تنہائی و ترک ہجوع

خاموشی کا خنجر بھوک کی تلوار تنہائی کا نیزہ اور ترک آرام و سکون

بیعت

ہست رہبر رہبران خوشخرام
کہ شاہان عالم بہ پیشش غلام

آپ محبوب اور خوشخرام رہنماؤں کے لیے رہنما ہیں کہ شاہان عالم بھی آپکے سامنے غلاموں کی طرح ہیں۔

☆ جب ایران کے بادشاہ نادر شاہ نے دہلی کو فتح کر لیا تو ایام سے محمد رنگیلا محمد شاہ دہلوی (شہنشاہ ہند) کے سر پر آ پہنچا اور اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا اس دن حضرت دمڑی والا صاحب طوت کے ایک پہاڑ پر تشریف رکھتے تھے (آپ نے بذریعہ کشف نادر شاہ کو ملاحظہ فرمایا تو) اچانک اٹھ کھڑے ہوئے اور

"ہرگز اس آدمی کو مت مارو کہ یہ خلیفہ عظیم ہے"

یہ بات نادر شاہ سے فرمایا پھر دوبارہ اپنی مسند پر بیٹھ گئے حاضرین مجلس نے اس وقت اور تاریخ کو لکھ لیا بعد ازاں معلوم ہوا کہ عین اس وقت نادر شاہ اور محمد شاہ نے اس حالت میں آپکی صورت مبارک کو آنکھوں سے دیکھا اور آپکی رعب و دبدبے سے مغلوب و مرعوب ہوگئے جب محمد شاہ نے اس شورش سے امان پالی تو اس نے اس علاقے کے لوگوں سے پوچھا کہ اس شکل اور اس لباس و زبان کا ایک آدمی میرے لیے اس مشکل وقت میں پناہ جان بنا تھا گویا اس نے مجھے از سر نو زندگی بخشی (اس کا تحسین کوئی پتہ ہے) چونکہ اس علاقے کے بہت سے لوگ اس وقت وہاں (حضرت دمڑی والا صاحب کے پاس) موجود تھے اور ہر ایک نے اپنے پاس اس واقعے کا دن اور تاریخ لکھ کر محفوظ کر لیے تھے چنانچہ بہت تجسس تحقیق اور تفتیش کے بعد پتہ چلا کہ آپ سرکار حضرت دمڑی والا ہی اس کے مددگار رہے تھے۔

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ میرپور کا ہاشمی ایک درزی آنحضرت کا ایسا محب تھا کہ ہر سال عید پر خصوصی طور پر نیا لباس تیار کر کے آنحضرت کو پہنانا اتفاقاً ایک سال عید کے موقع پر مزدوری یا کسی ضروری کام کے لیے گھر سے دور دہلی چلا گیا اور آنحضرت کی قبا تیار کر کے اپنے گھر میرپور میں رکھ آیا تھا اس کی اہلیہ نے جب دیکھا کہ آنحضرت نماز عید کی ادائیگی کے بعد مسجد میں تشریف رکھتے ہیں اس نے جلدی جلدی وہ قبا گھر سے لی اور قطب زمانہ آنحضرت کی

خدمت میں پیش کر دی اور نذر پیش کرائی۔

اُدھر وہ دوری نماز عید کی ادائیگی کے لیے جب دہلی کی عیدگاہ میں پہنچا اس نے دیکھا کہ (نماز عید کی ادائیگی کے دوران) آنحضرت بھی اس کے کندھے سے کندھا ملائے نماز ادا فرما رہے ہیں نماز ادا کرنے کے بعد اس نے سلام کیا اس کے بعد اس نے آپ کو وہاں نہ دیکھا ہر چند آپ کی تلاش کی لیکن آپ کو (دوبارہ) نہ پا سکا جب (دہلی سے واپس) اپنے گھر پہنچا تو اپنی بیوی سے وہ قبا مبارک طلب کی تاکہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرے اور قبا آپ کی نذر کرے بیوی متعجب ہوئی کہ اس کی بیوی نے کہا میں نے تمہارے معمول کے مطابق بروز عید وہ قبا آنحضرت کی نذر کر دی تھی اس آدمی نے کہا کہ میں نے اس دن آپ کو دہلی میں دیکھا تھا عجب کہ تجھ سے یہ سن رہا ہوں شاید تو نے کسی دوسرے کو دے دی ہو اس عورت نے لاحول پڑھتے ہوئے کہا کہ میری کیا مجال ہے کہ وہ قبا مبارک آں حضرت کے لیے بھیجے اور میں کسی دوسرے کو دے دوں ابھی وہ عاجز اس پر تکرار ہی کر رہے تھے کہ آنحضرت ان کے گھر میں تشریف لے آئے اور اس خاتون کی گواہی دی کہ اس کی طرف سے کوئی خیانت نہیں ہوئی ہے اس نے قبا ہمیں پہنچا دی تھی تو بھی سچ کہہ رہا ہے اور یہ عورت بھی درست کہتی ہے ایسی قسم کے کام ہماری طاقت سے باہر اور مشکل نہیں ہیں۔

☆ ایک دن دریائے گنگا کے کنارے پر تشریف فرما تھے اور ایک حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا اچانک آپ اس کے ہاتھوں اور نگاہوں سے غائب ہو گئے حجام نے اپنا کام مکمل نہ کیا تھا وہ حیران و ششدر رہ گیا کچھ دیر بعد آپ اس کے سامنے آ کر (پہلے کی طرح) بیٹھ گئے اور آپ کا جامہ مبارک اور جسم اطہر پانی سے تر تھا حجام نے حجامت مکمل کرنے کے بعد آپ کے غائب ہو جانے کا احوال پوچھا تو فرمایا کہ ایک تاجر کا بہت سا سامان جہاز میں لدا ہوا تھا اور وہ جہاز گرداب میں پھنس گیا اس تاجر نے کچھ نذریں میری نیاز مانیں اور مجھے یاد کیا چنانچہ میں اس کی مدد کے لیے گیا اور اس کے جہاز کو گرداب سے باہر نکال کر ساحل پر پہنچا دیا آپ پر صورت حال ظاہر کر کے پھر اس سے پوشیدہ ہو گئے ہر چند اس نے تلاش و جستجو کی لیکن آپ کو نہ پایا اس صادق الیقین (حجام) نے آپ کے بال اور ناخن مبارک دفن کر دیے اور وہاں ایک خانقاہ بنا دی کہا جاتا ہے کہ لوگ قطار در قطار اس خانقاہ کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔

☆ موسم سرما میں ایک دن ایک شخص کو فرمایا کہ جاؤ اور میٹھا خربوزہ لے آؤ اس نے عرض کیا جناب عالی اس موسم میں خربوزہ کہاں پیدا ہوتا ہے فرمایا جاؤ اور کسی جگہ دیکھو وہ آپ کے فرمان کے مطابق گیا اور دیکھا کہ ایک جگہ زمین میں زرد اور خوشبودار خربوزہ پڑا ہوا ہے اس نے اٹھایا اور لا کر آنحضرت کو پیش کر دیا لوگ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر قائل ہو گئے۔

☆ ایک روز ایک ٹیلے پر تشریف فرما تھے ایک عقیدت مند جو آپ کے روبرو بیٹھا ہوا تھا اس نے سوال کیا کہ اولیاء اللہ کن کو کہتے ہیں اور ان کے کیا اوصاف ہوتے ہیں اور وہ ٹیلا جس پر آپ تشریف رکھتے تھے اور اس کے ٹیلے کے گرد درخت یا دیگر نشانات تھے آپ نے اپنا دست مبارک اس ٹیلے کی طرف کیا اور فرمایا کہ ان اولیاء کرام کو یہ قدرت وطاقت ہوتی ہے کہ جب اس ٹیلے کو کہیں روانہ ہو تو وہ روانہ ہو جاتا ہے اس عقیدت مند نے جب ٹیلے کی طرف توجہ کی تو کیا دیکھتا ہے کہ ٹیلا درمیانی رفتار کے ساتھ بغیر کسی ذریعے اور سبب کے چلا جا رہا ہے اور درخت وعلامات ونشانات دور ہو گئے ہیں (اس عقیدت مند نے آپ کو مخاطب کر کے عرض کیا یا حضرت یہ ٹیلا چل پڑا ہے اور وہ درخت پیچھے رہ گیا آپ نے ٹیلے کی طرف دیکھا اور اس پر دست مبارک رکھ دیا اور فرمایا میں نے مثال سمجھانے کے لیے ایسا کیا تھا کہ تجھے یہ کہا کہ روانہ ہو جا ٹھہر اور اسی جگہ کھڑا ہو جا۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ ملوٹ گاؤں میں مرزا نامی ایک شخص جو کسی راجے کا بیٹا تھا بقضائے الٰہی وہ بے حد غریب ومفلس ہو گیا حتیٰ کہ اس نے گداگری اختیار کر لی جب آپ نے اس کی تنگدستی کو دیکھا تو آپ کو رحم آ گیا اور اسے فرمایا کہ آؤ میں تجھے تیرے گھوڑے باندھنے کی جگہ بتاتا ہوں وہ شخص آپ کے پیچھے چل دیا اور وہ (ایک ایک کر کے) آپ اسے فرماتے جاتے کہ اس جگہ گھوڑے کے واجد ہوں

ہوگا یہ حرم خانہ کی حد ہوگی اور یہ بیرونی عمارات کی ہے اور اس جگہ دیوان خانہ ہوگا اس ایوان میں گھوڑے اور گائے بھینس باندھنے کی جگہ بتادی (یوں) آپ باری باری فرودگاہ کی تمام جگہوں کے متعلق ارشاد فرماتے رہے مرزا اسے مذاق سمجھتا رہا اور اس کو دل بیزار ہوتا اس نے دل میں کہا کہ مجھ جیسا گدا اور نادار کس طرح اتنے کام سرانجام دے سکتا ہے کیونکہ میں تو محتاج وفقیر ہوں۔ جب چند روز ہوئے بادشاہ وقت نے مرزا کو نوکری دے کر معزز عہدہ پر فائز کر دیا اور اس کے ہاتھ میں بہت مال دے دیا گویا کہ مرزا مالدار ہو گیا اس نے بے شمار روپیہ اپنے گھر بھیج دیا اور تعمیر شروع ہو گئی اور جس جس جگہ کے متعلق آپ نے جو فرمایا تھا وہ ویسے ہی تیار ہوا۔

عرصے بعد جب مرزا جاہ وجلال کے ساتھ اپنے گھر آیا اسکے پیر و مرشد حضرت دیوان صاحب حاجی عبداللہ قدس سرہ العزیز کی اولاد میں سے تھے (وہ دیوان حاجی عبداللہ (جن کا لقب صاحب ہے اور ان کی اولاد کو بھی صاحب کہا جاتا ہے چنانچہ اس کے مرشد گھرانے سے ایک بلند و ارجمند پیر صاحب اپنے بہت سے خدام اور پیادہ مریدوں کے ساتھ مرزا کے گھر آئے مرزا ان کی خدمت میں مشغول تھا اچانک آنحضرت حضرت دیوان صاحب قدس سرہ پیر سے تشریف لائے اور اپنی نشست گاہ پر بیٹھ گئے اور ایک آدمی کو بھیجا کہ مرزا کو بلا لائے جب وہ آدمی مرزا کے پاس گیا اور اسے حضرت کا فرمان عالی بیان کیا مرزا نے بڑے ادب

سے دست بستہ جواب دیا کہ آنحضرت کے پاس جا کر میری طرف سے عرض کر
کر کھانا تیار ہے صاحب جہان کو کھلا کرتا ہوں جب وہ آدمی واپس آیا آپ نے اس
سے حال پوچھا کہ کیا کہتا ہے اس جوان نے مرزا کی زبان سے جو سنا تھا عرض کر
دیا آپ یہ سن کر جلال میں آ گئے اور فرمایا کہ "کھانا یہیں لا کر کھائیں گے مرزا اور صاحب
یہ کیسے کھا سکتے ہیں واپس لیا جائے گا" آپ کے کہنا ہی تھے کہ اسی کی دولت
حشمت اور مال و جاہ زائل ہو گیا اور صوبہ داری حسب سابق گدائی کو پہنچ گیا۔

☆ یہ موضع سوال جہاں اب صاحبزادگان سکونت پذیر ہیں یہاں ایک شہر
آباد تھا جس کے نشانات، پختہ مساجد اور پختہ کنویں (اب تک موجود) ہیں اس
شہر میں چھچھ قوم کا ایک راجہ حکمران تھا جس کا نام سرخرو خان بن کمال خان تھا جو
جاہ و جلال اور حشمت و مال میں اس وقت بے مثال تھا۔ عادل، خوش اخلاق اور
سخی تھا اور اپنے پیر کے ساتھ عقیدت و محبت اور بہت زیادہ صدق و یقین رکھتا تھا
اس راجہ نے حج کا ارادہ کیا اور اپنے پیر حافظ برخوردار صاحب پانچ والا کے
پاس گیا اور ان سے حج پر جانے کی اجازت چاہی انہوں نے جواب میں فرمایا کہ
تیرا قائم مقام اور اب کوئی نہیں ہے تم کس طرح جا سکتے ہو؟ (کیونکہ تمہاری عدم
موجودگی میں رعایا کا خیال کون کرے گا) میں تمہیں اسی جگہ حج بیت اللہ
کروا دوں گا اس نے عرض کیا کہ میں منع پیر سے بحری جہاز حج کرنا چاہتا ہوں انہوں
نے فرمایا آؤ اور جس پتھر پر بیٹھ کر میں نے وضو کیا ہے اسے اٹھا کر اس کے پیچھے

دیکھ جب اس نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہ حاجیوں کے دوش بدوش حج ادا کر رہا ہے
اس کے بعد جہاز پر بیٹھ کر سمندر کی سیر کرتا پھرتا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ جو
تیری آرزو تھی پوری ہو گئی اور حاجیوں کی گفتگو بھی سن لی اس نے کہا ہاں فرمایا
کہ "اب اس پتھر کو اسی جگہ زمین پر رکھ دو" جب اس نے نیچے رکھا تو خود کو اسی
مقام پر دیکھا سلام اور شکر بجا لایا اور اس کرامت کی وجہ سے جس کا انکار کرنا
ممکن نہیں تھا اس کا یقین مزید پختہ ہو گیا۔

اس راجہ کو کوئی فرزند نہ تھا اس مراد کے حصول کے لیے اس نے پیر کامل
کی خدمت میں درخواست پیش کی (جس میں بیٹے کی) بار بار ... سے بھی استدعا کی
والا صاحب کی خدمت میں بھی کمال لاچاری و عاجزی سے سوال کیا آپ نے
اس کے جواب میں فرمایا کہ میرا خادم بن جا تیری مراد پوری ہو جائے گی آ میں
تمہیں اولاد دکھاؤں پس کہا اور اسے پانی کے کنارے پر لا کر فرمایا کہ یہ بہت سے
بچے ہیں دیکھو ان میں سے جو تو پسند کرے ہم تمہیں دے دیں گے جب اس نے
(پانی میں) نگاہ کی تو دیکھا کہ بہت سے بچے کھیل کود میں مشغول ہیں جن میں
سے ایک بچہ نہایت خوب صورت ہیں اس نے انہیں پسند کیا آپ نے فرمایا کہ
اگر میرا خادم بن جائے تو وہی بچہ تمہیں ملے گا جو تو پسند کرے گا اس راجہ نے
تھوڑا توقف کیا یہ سوچ کر کہ یہ بچہ میری قسمت میں ہی تھی تو مجھے نظر آئے
ہیں اگر میں ان کا خادم نہ ہوں شاید یہ پھر بھی مجھے مل جائیں گے چنانچہ اس نے

آپ کے فرمان مبارک کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ اگر میرے مقدر میں لکھا ہوا ہے تو مل جائے گی ورنہ مجھے آپ سے بھی حاصل نہ ہوگی (اس مقصد میں اپنے دوست سے روگردانی کر کے مجھے کیا فائدہ حاصل ہوگا) جب آپ نے اس کا یہ جواب سماعت فرمایا تو جلال میں آگئے اور جوش سے فرمایا۔ "اگر تیری قسمت میں لکھا ہے تو میں اسے محو کر سکتا ہوں اور اگر نہیں لکھا تو میں لکھ سکتا ہوں کیونکہ قلم میرے ہاتھ میں ہے میں جو چاہوں اسی وقت لکھ سکتا ہوں اور جو کچھ اس وقت قسمتوں میں لکھا ہوا تھا اب بھی ویسا ہی ہے" اس کلام میں جو رموز ہیں ان کی رو سے اہل معنی اور اہل حقیقت کے دماغ معطر ہیں جب کہ اہل ظاہر کو ان سے انکار ہے چنانچہ مولانا جلال الدین رومی معنوی نے مثنوی میں فرمایا۔

بیت

شعر:

چوں قلم در دست غدارے بود

لاجرم منصور بر دارے بود

جب قلم کسی غدار کے ہاتھ میں ہوتا ہے (تو) منصور تختہ دار پر ہی ہوتا ہے

شاید کہ اس وقت آنحضرت پر بھی وہی حالت (جذب و مستی) طاری تھی جس میں پہنچ کر ان سے بھی ایسی ہی باتیں زبان پر لائی تھیں جن کی حقیقت سے عام لوگ محروم تھے جیسے بایزید اور منصور کی باتیں صرف خاصان بارگاہ الٰہی ہی سمجھ سکتے ہیں۔

مثنوی محمدی

شعر:

از لب منصور انا الحق شد بیاں

من خدایم گفت عطار آں زماں

شیخ منصور حلاج کی زبان سے نکلے ہوئے انا الحق کو حق خیال کر کے اس زمانے کے عطار (منصور) نے کہا کہ "میں خدا ہوں"

شعر:

بشنوید از بایزید ایں خوش سخن

کہ منم سبحان و اعظم شان من

بایزید بسطامی سے یہ اچھی بات سنو کہ میں سبحان ہوں اور میری شان بہت بلند ہے۔

شعر:

قم باذنی گفت شاہ شمس دیں

شیخ سرمد نیز زد ہم ہمچنیں

شاہ شمس الدین نے قم باذنی (میرے حکم سے کھڑا ہو جا) کہا اور شیخ سرمد

بھی اسی (راستے) پر چلے۔

قد ما را بود جائے بجوں شاں
ایں چنیں گفتن ازیشاں حق بداں

ہمارے پیر کی حالت بھی انہیں کی طرح تھی ان کی طرف سے بھی ایسے ہی کہنے کو حق خیال کر۔

اس کے بعد فرمایا "پالن والے جاسیں جل جل بالن ہوسیں" آپ نے پالن والہ کو پالن والا فرمایا جہاں سرفرو خان کے پیر حافظ برخوردار صاحب رہتے تھے اور یہ گاؤں ضلع گجرات میں ہے نیز آپ نے دو کنکر ہاتھ میں لے کر ایک کو دائیں طرف پھینک دیا اور دوسرے کو بائیں طرف اور فرمایا کہ ایک مدت تک کے لیے سوال کی بیخ اکھاڑ دی گئی ہے کہا جاتا ہے کہ سوال میں آگ لگ گئی اور اس رعیہ کے جسم میں ایسی حدت اور سوزش پیدا ہو گئی کہ آرام و سکون سے محروم ہو گیا چنانچہ منزلوں پہ منزلیں مارتا اپنے پیر صاحب کی خدمت میں پہنچ کر حال بیان کیا چونکہ حافظ صاحب اس پر بڑے مشفق و مہربان تھے اس کا حال دیکھ کر مراقبے میں گئے اور باطنی طور پر حضرت شاہ دولہ دریائی رحمۃ اللہ علیہ "جن کی زیارت گاہ گجرات شہر میں ہے" کی ہمراہی میں حضور سرورِ کائنات علیہ وعلی آلہ افضل التحیات کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور التجا کی کہ سرفرو خان "جو کہ دین دار رعیہ ہے" کو فرزند عنایت فرمائیں۔ وہاں سے جواب ملا کہ اولاد کے

[illegible] پڑا ہوا ہے اور اس وقت اس کی چابی سرور پاک حضرت شاہ کے ہاتھ میں ہے اگر وہ دے دیں تو ٹھیک ورنہ میں ان سے چھین لوں گا کیونکہ وہ تم سے زیادہ مقبول و مقتدر ہیں اگر وہ دروازہ کھول دیں تو کھل جائے گا۔ کہتے ہیں کہ ہر چند اس نے کوشش کی لیکن اس خزانہ سے کچھ بھی نہ ملا۔ چنانچہ واپس آ کر زار و قطار رو کر حضرت پیر صاحب کی خدمت میں جا۔ تا کہ قہر و غضب سے اس کا دل پگھلے اور اس سوزش بدن کے ساتھ "جو شمع کی مانند قطرہ قطرہ کر کے پگھلا رہی تھی" آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور بڑی عاجزی و زاری سے عرض کیا کہ اولاد کے معاملے میں میری بس ہو گئی میرے لیے اب اتنا ہی کافی ہے کہ سوزش بدن سے امان پاؤں اور تندرستی و اقبال مندی کے ساتھ شہر سوال میں اسی طرح کچھ عرصہ جاہ و جلال کے ساتھ رہ سکوں۔ اس کی توبہ و زاری کی وجہ سے آپ کی ناراضگی قدرے کم ہوئی تو فرمایا "تجھ سے اور تیرے شہر سے میں نے سوزش دور کر دی (تجھے اور تیرے شہر کو امان دی نیز فرمایا) سوال سرفرو خان" اس کے بعد اس شہر کی اینٹ سے اینٹ جدا ہو جائے گی اور تیری قبر بھی سوال میں نہ ہوگی (چنانچہ) جب وہ فوت ہوا تو اس کی قبر اور اس کی اہلیہ کی قبر موضع ورگا میں مسجد کے قریب جنوب مشرقی سمت یا جنوب کی طرف تھی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی وفات کے بعد سوال میں ہر سال آگ لگ جاتی جس سے حالات خراب ہو جاتے اور کافی نقصان ہوتا۔ جب کافی عرصہ

اسی طرح گزر گیا تو سوالیان قوم سے ایک بیدار بخت، نیک کردار، دل و جان سے فقراء سے محبت کرنے والا راجہ بندو خاں مسند حکومت پر بیٹھا وہ آپ کے گھر گوہر بار کی بہت زیادہ خدمت کرتا اور وہ آپ کے خاندان کے فدایان و معتقدین میں سے تھا ہر موسم میں درگاہ عالیہ پر حاضر ہوتا عرس مناتا اور چادر و نقارہ مبارک جو درگاہ معلٰی پر ہر ہفتے جمعرات کو بجایا جاتا ہے اسی کا رکھا ہوا ہے علاوہ ازیں وہ آپ کے خلفاء کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھتا، خدمت سرانجام دیتا اور ان سے دعا کا خواہش مند ہوتا اور کہتا کہ موضع سوال میرے آباؤ اجداد کا مسکن ہے میں چاہتا ہوں کہ آباد ہو جائے اس کی یہ آرزو قبول ہوئی اس کا سبب یوں ظہور پذیر ہوا کہ باعمل عالم، صاحب کمال فاضل، رہبر کامل کو کامیاب کر دینے والے، فخر الاسلام کے مقتدی و مطیع، اہل تقویٰ کے مقتداء و پیشوا، فطرت سلیم کے حامل، وجدان اور مرد کامل حضرت حافظ محمد حسن قدس سرہ اپنے وطن مالوف سے ہجرت کر کے موضع غازی کو چرہ میں تشریف لائے اہل وعیال بھی ہمراہ تھے راجہ بندو خاں نے آپ کی خدمت میں التماس کیا کہ موضع سوال کو اپنے برکت قدموں سے رونق بخشیں آپ نے اس کی درخواست کو قبول فرمایا اور اس سمت تشریف فرما ہونے کے لیے چل پڑے جب قریب پہنچے تو علاقے کے لوگوں سے سنا کہ موضع سوال پر اہل کمال کی غیرت ہے (اور حضرت غازی قلندر کے غضب کا اثر ہے) شاید کہ یہ آپ کے قدموں کی برکت سے آباد ہو جائے

جب آپ نے یہ خبر سنی تو بغیر اجازت وہاں جانے میں مصلحت نہ دیکھی (بلکہ اپنی) وہیں سے الگ تھلگ ہو کر حضرت دھمری والا کی بارگاہ اقدس پر پہنچے اور مزار پر انوار کے قریب خلوت گزیں ہو گئے (اور مراقبے کی حالت میں آپ نے سوال میں جا کر آباد ہونے کی اجازت طلب کی) کچھ دیر بعد اجازت مل گئی کہ موضع سوال میں آباد ہو جاؤ لیکن شرط یہ ہے کہ دوسروں کو وہاں سکونت اختیار کرنے کی اجازت نہ ہو گی حافظ صاحب نے دوبارہ عرض کیا کہ اے غریب نواز میں اپنی اولاد، عیال اور گھاس پھوس وغیرہ لانے سے معذور ہوں اگر مجھے جگہ عطا ہوئی ہے تو دوسروں کو بھی عطا فرما دیں تاکہ وہ میرے کام کر سکیں اس وقت دشت سے کرم موج میں آ گئے اور فرمایا کہ میں نے تمہیں اجازت بخشی اور دوسروں کو بھی جس کو چاہو آباد کرو مگر سرفرو خاں کی قوم کو اگر آباد کرو گے تو کوئی فائدہ نہ ہو گا (آپ نے خواب میں) اس وقت کے سجادہ نشین اور خلیفہ کو حکم دیا کہ صاحبزادہ حافظ صاحب مہمان ہیں ہر ہفتہ مستورات کے لیے بچھا چھ اور گھی وغیرہ بھیج دیا کریں اس زمانے میں سجادہ نشین صاحب کا یہ معمول تھا کہ ہر ہفتہ وہ گھی وغیرہ بھیج دیا کرتے تھے بعد ازاں صاحبزادگان کے گھر میں بانام سامان وافر مقدار میں دستیاب ہو گیا جس سے ان کی حاجت پوری ہو جاتی (چنانچہ یہ دستور ختم ہو گیا)

والله اعلم بالصواب

☆ ایک روز ایک چرواہا بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ صحرا میں جا رہا تھا اچانک حضرت دمڑی والا صاحب نے اس کی طرف نظر کی اور اسے فرمایا کہ دودھ دوہ کر لاؤ تو چرواہا ناواقف تھا اور دودھ والی بکریاں دور کر ان کا دودھ گھر میں رکھ آیا تھا یہ جانتے ہوئے کہ ابھی (دودھ دوہے ہوئے) اتفاقاً وقت کم ہے اس میں تو دودھ بکریوں کے پستانوں میں نہیں آتا چنانچہ اس نے آپ کے فرمان کے خلاف کیا اور آپ کے ارشاد عالی کی بجا آوری میں تنگی بہت اور فوقی کا مظاہرہ کیا جس کی وجہ سے آپ کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا اور قدرت الٰہی سے وہ اسی وقت چرواہا ریوڑ سمیت گم ہو گیا اس کے جملہ رشتہ داروں نے اسے بہت تلاش کیا کئی کئی میل تک پہاڑوں اور صحراؤں میں ہر جگہ ڈھونڈا لیکن چرواہے اور ریوڑ کا کوئی نام و نشان نہ پایا بڑی تلاش و جستجو کے باوجود اس کے لواحقین (کنبہ و خویش) دست و ماتم تک نہ پہنچے ناچار ہو کر مشائخ کی خدمت میں گئے اور دعائے خیر چاہی لیکن ان کا کام سرانجام نہ پا سکا جب چھ ماہ گزر گئے یا ملول دل گرفتہ ہو کر روتے ہوئے ایک شیخ کی خدمت میں گئے اور حال بیان کیا گے معلوم نہیں کہ وہ شیخ، شیخ موسیٰ ولی تھے یا کوئی دوسرے شیخ قدس سرہ تھے جب شیخ کو ان کے حال پر ملال و وبال پر رحم آیا تو مراقبہ میں جا کر نگاہ دوڑائی لیکن وہ ریوڑ ان کی نظر میں نہ آیا تو ان کو ہمراہ لے کر حضرت پیر دمڑی والا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور شیخ مذکور نے آداب بجا لاتے ہوئے سائلوں کی طرح در

سے بہت گڑگڑاتے ہوئے آپ کی جناب میں درخواست پیش کی آپ نے ان کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "میں نے اس نوجوان سے دودھ طلب کیا لیکن اس نے انکار کر دیا یہ اسی کی سزا ہے اب اگر (یہ) اس کے رشتہ دار لوگ توبہ کریں اور آپ اس کی سفارش کریں تو اس کو مع ریوڑ ان کے گھر پہنچا دوں گا" (چنانچہ) ان سب نے عجز و انکسار کے ساتھ توبہ و استغفار کی تو سرکار حضرت دمڑی والا صاحب نے انہیں بشارت دی کہ آج رات مغرب تک وہ پہنچ جائے گا (آپ کے فرمان عالی کے مطابق) جب مغرب کا وقت ہوا تو چرواہا اپنے ریوڑ سمیت گھر کے قریب پہنچ گیا اس کے اہل خانہ نے دیکھا تو دوڑتے ہوئے آئے اس کے سر و چہرے کو چومتے اور اس کے احوال پوچھے کہ یہ چھ مہینے کیسے اور کہاں گزارے ہیں، ہم نے تجھے اس ملک میں بہت تلاش کیا لیکن تیرا اور تیرے ریوڑ کا کوئی نشان نہ پایا ان کی یہ باتیں سن کر وہ حیران ہو گیا اور پوچھتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ یہ کیا کہہ رہے ہیں میں بھی ابھی آپ سے جدا ہوا ہوں اور حسب معمول چار پہروں کے بعد آپ کے پاس پہنچا ہوں چھ مہینے وصال کب ہوئے ہیں؟ اور ریوڑ اور کتا بھی اسی چراگاہ میں میرے ہمراہ ہے جہاں ہر روز میں انہیں چراتا ہوں آپ لوگوں کو یہ کیا مرض لاحق ہو گیا ہے کہ تمہاری زبانوں سے عجیب گفتگو نکل رہی ہے کہاں چھ ماہ اور کہاں صرف ایک دن؟ بلکہ میرے قیاس میں تو آج کا دن دیگر دنوں سے چھوٹا ہے

یاس وقت مقررہ سے جلد گھر پہنچ آیا ہوں غرض یہ کہ دونوں طرف کے افراد ایک دوسرے کی اس گفت و شنید سے حیران رہ گئے پھر انھوں نے کہا کہ شرم سے اپنی اور حجامت کے بال بھی بہت دراز ہو گئے ہیں جو ہماری اس بات کے گواہ ہیں جب اس نے اپنے ناخنوں اور حجامت کو دیکھا تو ان کی بات کو درست خیال کرتے ہوئے کہا کہ اب مجھے یاد آیا ہے کہ فلاں جگہ پر ایک فقیر نے مجھ سے بکری کا دودھ طلب کیا جو میں نے نہ دیا اس فقیر کے علاوہ میرے پاس کوئی بھی نہیں آیا جو میں تمام دن اسی چراگاہ میں رہا ہوں اور اب آپ سب کے پاس موجود ہوں پھر (حقیقت حال کھل جانے کے بعد) وہ نوجوان اپنے قبیلے کے ایک بزرگ کو ہمراہ جا کر اپنے ہمراہ لے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر زمین بوس ہوا اور سال اپنے ریوڑ میں سے ایک بکرا آنحضرت کی نذر کرنا معین کیا۔

یہ کرامت بھی ایسی ہے (جیسے حضرت غوث صمدانی والی کرامت کہ حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے ایک بادشاہ نے فوج و ملک و شہر اور اس کے جملہ مال و اسباب کو پیالے کے نیچے پوشیدہ کر دیا پھر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پر جب پیالہ اٹھایا تو سب چیزیں اسی طرح صحیح و سلامت اس کے نیچے سے برآمد ہوئیں۔

قطعہ

ای وجہ گمانے ز مرداں سہل داں
دریافت تو اگرچہ مشکل ست

اس طرح کے کام کو اہل حق سے وقوع پذیر ہونا آسان خیال کر اگرچہ تیرے لیے اس وہم و گمان میں لانا ہی مشکل ہے

در شب معراج حضرت ول دید
آنکہ اہل دیدہ واہل دل ست

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کہ اہل دل اور صاحب نظر ہستی ہیں نے شب معراج کو کرشمہ کمال دکھایا اور رہنمائی فرمائی۔

ہیچ مرد عقل رائی یابد سراے
ہر کہ زیں رو پوشیدا خود غافل ست

اس کا پھر بھی اس جیسی ہی لیاقت پاتا ہے جو اس سے چہرہ چھپائے (یا اس حقیقت کا انکار کرے) وہ خود غافل ہے۔

☆ کہتے ہیں کہ ایک دن آپ (مذکور) اوزدی "جس کی اولاد اب تک مزار میں سکونت پذیر ہے" کے مکان کی چھت پر تشریف فرما تھے کافی لوگ

آپ کی زیارت کے لیے آتے رہے جب انبوہ کثیر ہوا تو چھت سے کچھ مٹی گر پڑی اس وردی کی بیوی نے آہستہ سے کہا شاید آج مکان گر پڑے گا آپ اس کی آہستہ بات پر بھی مطلع ہو گئے اور بلند آواز سے فرمایا کہ اس طرح کا دل میں شائبہ نہ لاؤ کہ یہ گھر نہیں گرے گا اور تادیر باقی رہے گا آنحضرت کے فرمان عالی کے مطابق وہ مکان اب تک قائم اور موجود ہے حالانکہ اسے گزرے تقریباً ایک سو چالیس سال ہو چکے ہیں سنا ہے کہ اب اس دور میں اسے چونے کے ساتھ پختہ کر دیا گیا ہے اور آنحضرت کے موئے مبارک کی زیارت گاہ بھی وردی ہی کے اس گھر میں موجود ہے اور شاید یہ وردی بھی اسی بزرگوار وردی کی اولاد میں سے ہیں جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔

یہ زیارت مبارک تین قسم کی ہے؟

(1) تاج مبارک

(2) اونی کا دھاگہ مبارک جو فقیر لوگ گلے میں آویزاں کیے رہتے ہیں

(3) موئے مبارک

علاوہ ازیں آنحضرت کا لکھا ہوا ذات پاک (اللہ تعالیٰ) کا نام گرامی بھی ہے

باقی تبرکات سجادہ نشین حضرات کے گھر میں تھے اور اب ان کے احوال معلوم نہیں ہیں ایک تاج مبارک دوم اونی کا دھاگہ مبارک پائے جاتے ہیں جھنڈیوں میں سے تیسرا مبارک جسے وردی میں ساتگ کہتے ہیں۔

پایا جو آپ کا اس قریب کے جنگلوں میں تھا "یعنی حضرت بابا دین محمد صاحب" کا ایک عصا ایک جامہ مبارک نیز عصا اور جامے کا بھی اب کوئی پتہ نہیں ہے۔

﴿واللہ اعلم بالصواب﴾

☆ ایک دفعہ ابر آلود موسم اور رات کی سخت تاریکی میں دریا کے کنارے سے گزرتے تھے کہ کنارے پر کھیالی قوم کے ایک ملاح کو آواز دی کہ "کشتی لاؤ" اس ملاح نے جب آپ کی آواز کو پہچانا تو جلدی سے اکیلا ہی کشتی لے کر آپ کی طرف چلا دریا اور تاریک رات خوفناک بادلوں کا کوئی ڈر اس ملاح کے دل میں نہ آیا جذبہ شوق سے سرمست ہو کر ہمت باندھے دریا کی پشت پر سوار ہو کر اس جگہ پہنچا جہاں سے آواز مبارک آئی تھی کشتی سے نیچے اتر کر ادھر ادھر گھوم کر تلاش کیا لیکن اس صاحب آواز کو نہ پایا اتنے میں دوسرے کنارے سے آواز مبارک آئی دوبارہ کشتی کھیتا ہوا تیز ہی دریا عبور کر کے واپس آواز کی جگہ پر آیا لیکن وہاں بھی آپ کو نہ دیکھا حتیٰ کہ پہلے کنارے پر اسی جگہ سے پھر آواز آئی چونکہ پہلے کی طرح ہی اس سمت چل دیا (اور دوبارہ دریا عبور کر کے وہاں جا پہنچا) اور تیسری دفعہ آں حضرت کو دیکھ کر تعظیم و تسلیم بجا لایا اور کشتی حاضر کی آپ اس کی امانت و محبت پر راضی ہوئے اور ارشاد فرمایا "اس کھیالی قوم کی کوئی کشتی غرق نہ ہوگی لیکن تو اور تیری اولاد اس دعا مبارک کو یاد رکھے اور اس نعمت کے شکرانے کے طور پر خدمت بجا لائے" اس ملاح نے آپ کے اس ارشاد عالی کو غنیمت شمار کرتے ہوئے یہ رسم اور معمول بنا لیا کہ ہر سال کشتی کی

زمام مجی پیدا رہا چھوڑ کر کے بڑے اشتیاق سے آنحضرت کے پاس آئے اور
کوئی سنگ کے لیے توفیق کرتے ہوئے اور دوسری کہ آپ کیا اختیار کی کہ صحبت کی گھٹی چھوڑ کر
میں اس مقام مبارک پر [illegible] بار اقدس کو [illegible] کر کے اس حضرت کے میں [illegible]
[illegible] کرتے اور پہلے اس گھٹی پر [illegible] کر کے چلاتے ہیں یہ
دونوں [illegible] کو اس [illegible] نے بھی دیکھا ہے کہ اس [illegible] کی اور [illegible]
اہتمام سے [illegible] کرتی ہے اور اس دربار اقدس کے ساتھ محبت کرنے
والے کا علم [illegible] ہے تمام حال [illegible] کی گھٹی کے لیے کوئی
وہاں [illegible] نہیں ہوئی۔

﴿واللہ اعلم بالصواب﴾

تذکرہ
نشست گاہ آنحضرت قدس سرہ

آپ کی نشست گاہ [illegible] میں پہاڑ کے دامن میں ہے اس کا نام [illegible]
[illegible] ہے کہتے ہیں کہ آپ اس [illegible] جگہ پر کافی مدت تک رہے [illegible] طالبان
حقیقت کو [illegible] ہدایت سے منور کرتے رہے آنحضرت کی [illegible] اس پاکیزہ
جگہ پر [illegible] آپ کا فرمان ہے کہ [illegible] پر جا کر [illegible]

کر کے وہاں [illegible] (اور اس کی عبادت [illegible] کرتا ہوں) اسی وجہ
سے اس میں اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی کہ بہت سے بزرگوں کی خانقاہیں اس
میں [illegible] (اللہ [illegible]) اور زیارت گاہ خاص و عام ہے

(واللہ اعلم بالصواب)

☆ [illegible] گولڑہ شریف سے شمال کی طرف ایک کوس (چار ہزار
گز) کے فاصلے پر [illegible] میں واقع پہاڑ کی چوٹی پر ایک کھلا میدان (فراخ)
تھا [illegible] کہتے ہیں اس پہاڑ پر ایک بڑا پتھر پڑا ہوا تھا جس کا سر
[illegible] آپ کی نگاہ مبارک اس [illegible] پتھر پر پڑی تو
[illegible] "کھڑا ہو جا کہ میں تجھ سے ٹیک لگاؤں" کہتے ہیں کہ وہ سنگ
مبارک [illegible] کھڑا ہو گیا [illegible] زمین سے پیوست تھا اور
[illegible] آنحضرت اس سے ٹیک
لگا کر کافی مدت تک اس زمین نے آپ کی قدم بوسی کی دولت پائی اور
اس وقت تک وہ پتھر اسی صورت میں ایستادہ ہے اور وہ جگہ کہ جہاں آپ نے
نشست مبارک لگائی تھی وہاں (ٹیک لگانے کے) نشانات بھی ظاہر ہیں اور آپ
کے [illegible] (وہی جگہ) کے ارد گرد [illegible] مبارک ہے اکثر اوقات کثیر تعداد میں
مخلوق اس جگہ کی زیارت کے لیے نذر و نیاز کے ساتھ حاضر ہوتی ہے جس کی وجہ
سے اس میدان میں بڑی رونق رہتی ہے وہاں درخت بھی ہیں جنہیں [illegible]

زبان میں "پاہی" کہتے ہیں۔

☆ علاوہ ازیں آنحضرت کی ایک نشست گاہ حرم اپنے دور کی شرقی سمت مکان شریف کے نواح میں شیشم کے درخت کے نیچے تھی آپ وہاں تشریف رکھتے تھے، شیشم کے اس درخت کے گرد اونچی جگہ (چبوترہ وغیرہ) تعمیر کروایا شیشم ہمارے زمانے میں خشک ہو گیا تو سجادہ نشین صاحب نے اسے مسجد کے کام پر لگوایا اور اس بلند جگہ کو آپ کے قدموں کے نشان کے طور پر چھوڑ دیا۔

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ جتاس کے ضلع میں ملہ پیر محال نام کا ایک گاؤں ہے اس کے قریب بھی آنحضرت کی نشست گاہ ہے وہاں چراغ روشن ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک دن اس دیہات کی رہائشی ایک عورت آنحضرت کے پاس دودھ لائی (وہ گھر کی دیواروں کو لیپ کر رہی تھی اس لیے جلدی میں تھی) اس نے آتے ہی کہا کہ اسے نوش فرمالیں جب آپ نے کچھ پیا تو دودھ گرم تھا جس کے باعث آپ نے یہ فرمان خاص ارشاد فرمایا "ملہ سے کبھی نہ ٹھیری لے ڈھیاں رہن کواریاں مرن مسوہیں" (دیواروں کے لیپ گر جایا کریں گے بچیاں کواریاں رہیں گی نوجوان فوت ہو جایا کریں گے) چنانچہ آپ کے اس فرمان کے بعد دیہات کی دیواروں کو جس قدر بھی گارے سے لیپ کرتے وہ گر جاتا اور دیواریں جلد بوسیدہ ہو جاتیں۔ نیز وہاں جوان مرگ بھی بہت ہوتیں۔

☆☆☆

ایک دن کشمیر کی سیر سے واپس آ رہے تھے جب میرپور کے قریب ایک میل دو کوہ پٹی کی مسافت پر پہنچے۔ صحرا میں ایک درخت کے نیچے آرام فرمایا اس دوران موضع جیوت کا رہائشی ایک شخص آنحضرت کی خدمت میں پہنچ کر زمین و قدم بوس ہوا اور چاہا کہ کوئی خدمت ارشاد فرمائیں بجالاؤں آپ نے ازراہ کرم اس کی درخواست پر ارشاد فرمایا کہ "جاؤ باجرے کی روٹی اور ساگ لے آؤ" وہ آدمی انتہائی غریب تھا اس خدمت کے حصول پر فخر و ناز کرتے ہوئے خوشی خوشی اپنے گھر پہنچا اور جو کھانا آپ نے فرمایا تھا تیار کر کے آپ کی جانب چل دیا کہتے ہیں کہ اس کے گاؤں میں اس کا ایک شریک اور ہم قوم تھا جو نہایت دولت مند اور بادشاہ وقت کا ملازم تھا صاحب جاہ و جلال دولت و اقبال اور غلاموں لونڈیوں والا تھا اسے خبر ہوئی کہ فلاں جگہ پر ایک کامل ولی بیٹھا ہوا ہے اور یہ میرا شریک ان کے لیے کھانا لے جا رہا ہے شاید کہ اس درویش کی زبان سے مہربانی ظاہر ہو جائے اور کھانا کھانے کے بعد دعا دے دیں جس کی وجہ سے (وہ) خوشحال ہو کر میرا ہمسر اور مد مقابل بن جائے یہ سوچ کر وہ دوسرا شخص بھی لذیذ کھانا مثلاً پلاؤ، قلیہ وغیرہ تیار کر کے اس آدمی کے پیچھے پیچھے آپ کی خدمت عظمت میں حاضر ہو گیا دستر خوان سامنے رکھا گیا آنحضرت نے باجرے کی روٹی اور ساگ تناول فرمایا جب کہ اس پلاؤ گوشت وغیرہ کی طرف نہ دیکھا اور نہ ہاتھ لگایا پُر تکلف کھانا لانے والے آدمی نے حیران ہو کر عرض کیا کہ سرکار کے

تناول فرمانے کے لائق میرا کھانا ہے جو آپ کے سامنے موجود ہے آپ تناول فرمائیں آنحضرت نے اس کی جانب دیکھ کر ایک ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا ساگ اور دوسرے دست اقدس میں اس پلاؤ وغیرہ کو پکڑا اور دونوں کو نچوڑا تو اس باجرے ساگ سے دودھ جب کہ پلاؤ وغیرہ سے خون جاری ہو گیا آپ نے فرمایا کہ یہ مخلوق کا خون ہے ہم نہیں کھائیں گے جب کہ دودھ حلال اور اپنے ہاتھ کی محنت سے کمایا ہوا رزق ہے ہمیں اس نان اور ساگ کا کھانا دیگر کھانوں سے بہتر ہے جیسا کہ بزرگوں نے کہا ہے

فرد خوردہ از دست رنج خویش تو

بہ ز حلوا و نان و مرغ و دہ

آدمی کا اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا ہوا ساگ یا ترکاری (اس) حلوہ نان اور مرغ وغیرہ کے گوشت سے بہتر ہے (جو دوسروں کا حق غصب کر کے حاصل ہو)

اس دولت مند پر عتاب نازل ہوا جب کہ اس مسکین نے آداب و خدمت کی وجہ سے بے حساب انعام و ثواب پایا اسی سبب سے اب تک اس مسکین کی اولاد مال و دولت اور اقبال و عزت کے اعتبار سے ترقی و عروج پر ہے جب کہ وہ دوسرا (متکبر دولت مند) گمنام ہو چکا ہے (اور اس کا نام و نشان باقی نہیں رہا) اور وہ گاؤں بھی اس مسکین کی اولاد کے تصرف میں ہے اور تادم حال حسب استطاعت سچے خادم ہیں۔ ﴿واللہ اعلم بالصواب﴾

تذکرہ
مریدین (وظفاء)

اس حصے میں جو حضرات آنحضرت کی خدمت میں رہے ان کو مرید کے طور پر ذکر ہوگا اس دوران جو بھی خرق عادات و کرامات آئیں گی ان کو بھی احاطہ تحریر کیا جائے گا ان میں سے نو افراد ہیں کہ بندہ نے جن کا لقب یا نام سنا ہے باقی دوسروں کے متعلق مجھے کچھ شنید نہیں

مرید اوّل
بابا دین محمد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بابا دین محمد (رحمۃ اللہ علیہ) ابھی شیر خوار تھے کہ آنحضرت (ذری والا رحمۃ اللہ علیہ) نے بچپن میں ہی ان کے والدین سے (بغرض تربیت و پرورش) لے لیا آپ انہیں اپنے دوش مبارک پر اٹھا لیتے اور ان کے حق میں بے حد زیادہ لطف و شفقت اور مہربانی و حرمت کا مظاہرہ فرماتے اور انہیں اپنا فرزند قرار دیتے بلکہ اپنے فرزندوں سے بھی زیادہ عزیز رکھتے۔

تذکرہ اولاد حضور غازی قلندر

رحمۃ اللہ علیہ

بزرگوں سے سنا ہے کہ آنحضرت غازی قلندر رحمۃ اللہ کے دو فرزند تھے
ایک دفعہ ان میں سے ایک آنحضرت کی خدمت میں آئے تو آنحضرت نے فرمایا
کہ تم جاؤ اور مسجد سرایاں میں قیام پذیر ہو اور مسجد کی روٹیاں کھاؤ اور جان لو کہ میرا
بڑا بیٹا اور جو یہاں کا وارث دین محمد ہے میری دولت سے تمہارے لئے کوئی
حصہ نہیں ہے اس حضرت کے اس فرزند نے ایسا ہی کیا سنا ہے کہ اس صاحبزادہ
صاحب کا نام حضرت میاں ساون شاہ تھا۔ میرپور شہر میں مسجد سرایاں میں سکونت
پذیر ہوئے اور ایک خاتون کے ساتھ نکاح کیا جس سے فرزند ہوا اس حقیقہ کا (پہلے خاوند
سے) ایک فرزند تھا جس کا نام میاں گوجر صاحب تھا ان کے مکان پر رہے اور اسی
جگہ فوت ہوئے ان کی اور گوجر کی والدہ کی قبر اسی مکان شریف میں ہے اور وہ تمام جگہ
اور دربار مبارک اس آستانہ مبارک کے سجادہ نشین یعنی اس بندہ (میاں محمد بخش) کے
والد حضرت میاں شمس الدین کی ملکیت ہوئی ہے اور اس مکان کی آبادی انہیں سے ہے
آپ کے بھائی میاں دین محمد حضوری نے اپنے دست مبارک سے اسے تعمیر و آباد کیا ان
سے پہلے میاں گوجر صاحب تھے وہ بھی میاں شمس الدین سجادہ نشین کے طالب تھے

کہا جاتا ہے کہ ایک دن آپ ان کو بچپن میں لے کر گئے جہاں کہ لوگ
اوپلے جلا رہے تھے ایک جگہ تنور گرم اور جلتا ہوا دیکھا تو آپ نے انہیں اس میں ڈال دیا
یہ صورت حال دیکھ کر جب کسی نے کہا "ہائے بچہ جل گیا" آپ نے [illegible]
"حضرت میر محمد صبر الزکان لال" کہتے ہیں کہ جنگل سے خشک گھاس جمع کر کے اس
پر ڈالتے یا پانی کو روک کر اوپلوں کا ڈھیر لگاتے اور پھر اس کو آگ لگا دیتے جب
اوپلے وغیرہ جل کر خاکستر ہو جاتے تو اس بچے کو صحیح سلامت باہر نکال لیتے جب کسی
نے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو فرمایا کہ آگ تو واقعی طور پر آگ ہی ہے۔ بچہ اس (بچے)
کو اس خود آگ سے بچا رہا ہوں اور اپنی خدمت کے لائق کر رہا ہوں اس لئے کہ میرے وجود
میں ایسی آگ ہے جس کی حرارت دوسروں کو میرے نزدیک نہیں آنے دیتی اور اس
بچے کے جسم کو میں پختہ کر رہا ہوں یہ میرے نزدیک آ سکے گا انشاء اللہ تعالیٰ یہ میری
خدمت کے قابل ہو جائے گا میرا خادم اور پھر میری جگہ پر مخلوق کا مخدوم ہوگا کہتے ہیں
کہ اس مرید رشید کے سوا آنحضرت کے نزدیک جانے کی کسی کو مجال نہ تھی آپ کے
سامنے تمام خدمات مثلاً حقہ پانی کھانا وغیرہ لا کر رکھنے اور آپ کی خدمت میں درخواست
پیش کرنے اور معروضات بیان کرنے کی تمام ذمہ داری انہیں کی تھی اور دوسرا اور کوئی اپنی
طاقت کے مطابق آپ کے سامنے جاتا (آپ کے پردہ ہو جانے کے بعد اس تمام
دنوں میں جن میں کہ آں حضرت اس دنیا میں تشریف فرما رہے آپ ہی خدمت پر
کمربستہ رہے۔ بعد آخر میں آپ ہی ان کے سجادہ نشین قرار پائے۔

مرید دوئم

حضرت میاں جھلا صاحب قدس سرہ

ان کی وجہ تسمیہ یوں ہے کہ یہ جاہ و حشم اور ناز و نعم والے ایک امیر زادے تھے ایک دن اپنے گھر کی چھت پر عیش و عشرت کی محفل (سجا کر) اس میں بیٹھے تھے اور قوال ان کے سامنے صف بنا کر نغمہ سرا تھے اور اپنا جوہر دکھا رہے تھے اتفاقاً آنحضرت (غازی قلندر) بازار یا کوچے سے (چلتے ہوئے) اس سمت آ نکلے اور ان (قوالوں کی) آواز سنی تو اس مکان کے نیچے کھڑے ہو گئے اچانک وہ قوال خاموش ہو گئے آنحضرت ان کے نغمے کا انتظار کرتے رہے پھر فرمایا "کہ قوال ہماری آمد پر خاموشی اختیار کر لی اسی طرح نغمے کی حالت میں آؤ" جب انہوں نے یہ آواز سنی دوسرے خاموش رہے اور کوئی حرف زبان پر نہ لائے جب کہ یہ مغرور نوجوان امیر آپ کے سامنے آ کر بدزبانی کرنے لگا اور کہا کہ تم گپ شپ اور صلاح مشورہ کر رہے ہیں اور تو جھلا (دیوانہ) لوگ ہے کہ نغمے کا حکم دے رہا ہے آپ نے اس کا یہ گستاخانہ کلمہ سنا تو فرمایا کہ میں جھلا نہیں ہوں بلکہ تو جھلا ہے یہ کہا اور وہاں سے چل دیے اسی اثنا میں یہ امیر بے قابو ہو گیا اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے سر میں مٹی ڈال کر، اپنے عزیزوں دوستوں سے کٹ کر اور خدمت

گاروں سے بھاگ کر آنحضرت کے پیچھے دوڑ کر پہنچا اور فریاد و آہ و زاری اور اپنی نادانی کا اظہار کر کے معذرت چاہی اور بعد ازاں آنحضرت کا خدمت گار بن گیا کہتے ہیں کہ جب آپ (حضرت دمڑی والا سرکار) چل پڑتے تو یہ بھی ان کے پیچھے چل پڑتے اور جب وہ بیٹھ جاتے تو یہ آپ کے سامنے دست بستہ باادب انکساری سے کھڑے ہو جاتے اور آنحضرت کو بے حد مہربانی و شفقت ظاہر ہوتے اور ارشاد فرماتے "جھلیا جیوں بھی جھلیا" آپ یہ کلمہ سن کر خوش ہوتے اور آنحضرت کے سامنے بیٹھ جاتے (یوں یہ امیر آدمی میاں جھلا کے نام سے مشہور ہوئے آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو کر خواص اور خلفاء میں سے ہو گئے)۔

بیان کرتے ہیں کہ یہ اسی مذکورہ صورت میں روز و شب گریاں و نالاں رہے اور خستہ حال ہو گئے آخر کار آنحضرت سرکار دمڑی والا کی خدمت کرتے سے آپ کا کام مکمل ہو گیا (اور آپ کامل و اکمل ہو گئے)

مرید سوئم

حضرت میاں بھلا صاحب

آنحضرت کے تیسرے مرید (خلیفہ) حضرت بھلا ہیں جو اپنے وقت میں برگزیدہ فقراء و زبدۃ اولیاء و پیشوائے صلحاء تھے اکثر اوقات مستی (و حالت

سکی میں رہتے ایک دفعہ کسی علاقہ کی سیر کیلئے تشریف لے گئے اور گھوم پھرتے رہے ایک دن آپ پر بھوک غالب آگئی (یعنی بھوک لگی اور کھانے کو کوئی چارہ نہ تھا) آواز لگائی اور کہا کہ "جو کوئی مجھے روٹی دے گا اور عزت سے میری مجھے روٹی کھلائے گا اگر بے اولاد ہوا یا اولاد ہو گا ہم اسے فرزند سے نوازیں گے چنانچہ بہت سے لوگوں نے آپ کی فرمائش (کا سامان) حاضر کر دیا جب حضرت میاں بھلا صاحب اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں پہنچے اور (اس واقعہ کو) عرض گزار کی حضرت پیر صاحب نے انہیں اس سمت جانے کا حکم دیا جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے (تو پوچھا) تم (دوبارہ ادھر) کیوں نہ گئے اس کا سبب کیا ہے؟ اس مرید رشید نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے قبلہ و جان! میں اگر اس علاقے کی طرف جاؤں تو مجھے شرم آتی ہے (حضرت پیر صاحب نے فرمایا کیوں؟ تو آپ نے گذشتہ واقعہ کو بیان کر دیا اور کہا کہ مجھے فکر یہ ہے کہ وہاں فرزند پیدا ہوئے ہیں یا نہیں؟ تو آنحضرت نے ان کو تسلی دی کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت جو تم نے کہا (اس کے مطابق) سب کو فرزند ہوں گے تو آپ نے اپنی خدمت کو بہت پایا اور فرمان حضرت کے مطابق رخصت ہوئے اور اس علاقے جا پہنچے وہاں سب کو اپنی مراد کے پا لینے پر شاداں (فرحاں اور خوش و خرم) دیکھا اور جب (آپ سے کی) اتفاق کا ایسا [illegible] ہوا تو آپ واپس آگئے اور اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رحلت پائی۔ ﴿واللہ اعلم بالصواب﴾

مرید چہارم
صاحب مزار دھرہ گاؤں

پیارا [illegible] صاحب ارشاد تھے میاں گھوڑا ان کا لقب ہے آنحضرت کی خدمت میں گرم ہوا آپ کے آفتاب حرارتی سے موم کی مانند نرم تھے کہتے ہیں کہ ان کے اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ حضرت دھرتی والا صاحب [illegible] بچہ ہے [illegible] اور کہتے اور اس مرید رشید کے کندھے پر رکھتے اور یہ آنحضرت [illegible] کودتے اور نعرے لگاتے ہوئے چل پڑتے کہتے ہیں کہ آپ کی طرف دیکھتی [illegible] جو ایک پہاڑ کے پیچھے کا نام ہے یہ وہاں پر نقارہ بجاتے اور جنگل کی طرف تمام بازاروں میں اس کی آواز سنائی دیتی چنانچہ نقارہ [illegible] سے ان کو اس لقب سے ملقب کر دیا گیا کہ آپ پوری ہمت و طاقت سے (اپنا کام کرتے) یہ قوت و طاقت میں با کمال تھے موضع طوت کے نزدیک اٹک کی طرف دہرہ نام کا ایک گاؤں ہے اس کے نزدیک [illegible] نام کا ایک درخت ہے اس درخت کے قریب مغرب کی جانب ایک بابرکت مزار ہے کہتے ہیں کہ اس درخت کے نیچے آنحضرت کی نشست گاہ ہے اس مزار کے مدفون نے آنحضرت علیہ الرحمۃ کے عہد مبارک میں وفات پائی اور اسے آنحضرت نے خود اپنا [illegible] کہا ہے کہ یہی قبر حضرت میاں گھوڑا صاحب کی ہو یا کسی دوسرے کی۔

مرید پنجم

حضرت میاں پیرا

یہ باکمال مرد اور باکمال فرد تھے کئی اوقات سکر اور مستی میں رہتے ان کا یہی کام تھا کہ ایک ساز سے [illegible] کہتے ہیں بجاتے رہتے ایک مرتبہ حضرت بابی (آنحضرت رحمۃ اللہ) نے ان کو فرمایا کہ [illegible] ایسی حالت میں تھے جس میں [illegible] آپ [illegible] آنحضرت کے جواب میں فرمایا کہ میں بجاؤں گا لیکن جس وقت خود چاہوں گا اس وقت بجاؤں گا آنحضرت نے فرمایا کہ وہ ہاتھ جس سے بجاتا ہے وہ دور ہو جائے ابھی اس واقعہ کو زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ایک پولیس افسر آیا اس نے کوئی کام کہا تو آپ نے انکار کر دیا اس پولیس افسر نے تلوار نیام سے باہر نکال کر آپ پر حملہ کر دیا اس مرد خدا نے (بچاؤ) کرنے کے لیے ہاتھ لمبا کیا تو تلوار کلائی پر لگی اور ہاتھ کلائی سے کٹ گیا آپ کی قبر مبارک [illegible] کے علاقے میں [illegible] میں ہے۔

مرید ششم

حضرت حاجی شاہ صاحب

یہ آنحضرت کے چھٹے مرید (خلیفہ) ہیں ان کا لقب مبارک حضرت

حاجی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز ہے یہ فنافی اللہ اور باقی باللہ تھے بہادر مرد اور صاحب کشف [illegible] اسرار اور واقف [illegible] کرامت تھے۔

مثنوی

رہبراں رہبری را ہادی

قبلہ صد جان و دل را حاجی

آپ ہادی اور رہبری کرنے والوں کے ہادی اور رہنما ہیں سینکڑوں جانوں اور دلوں کے قبلہ کے حاجی و زائر ہیں۔

مرد میدان وفا میدان ورائے

نا امیداں را امید اندرے روا

وفا کے میدان کے بھی مرد ہیں اور اس کے علاوہ بھی (بے شمار) امیدواروں کے مرد ہیں نا امید لوگوں کو ان سے امید رکھنا روا اور جائز ہے۔

☆ آپ کی قبر مبارک [illegible] شہر میں مشرقی دروازے کے اندر [illegible] کے ساتھ ہے۔ مزار اور [illegible] بازار [illegible] ہے۔

☆ باقی مریدوں یعنی میاں [illegible] صاحب [illegible] شاہ صاحب اور دوسروں کا ذکر آنحضرت کی رحلت (وصال) کے بعد [illegible] آئے گا۔

تذکرہ مرید ہفتم

حضرت میاں حاجی صاحب بگا شیر

بزرگوں سے سنا ہے کہ ان حضرت کا نام مرید خان تھا اور یہ بادشاہ شاہ کے ملازم تھے امیر کبیر شیر باتدبیر اور چار ہزار سواروں کے سردار تھے کہتے ہیں کہ ان دنوں ایک کامل و اکمل (ولی مرد) دارالسلطنت دہلی میں ظاہر ہوئے اور بہت سے لوگ اس کامل کی خدمت کا شرف پا کر کامیاب ہوئے ان حضرت (یعنی حضرت حاجی بگا شیر صاحب) کو بھی ان سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا آتش شوق ان کے دل میں جل اٹھی اور سامان صبر جل گیا حتیٰ کہ ان کی قدم بوسی کے لیے تیار ہو گئے اور اپنے دوستوں سے صلاح مشورہ کر لیا کہ علی الصباح ان کی قدم بوسی کروں گا جب (رات کو) سوئے تو ان کو خواب میں آواز سنائی دی کہ اے مرید میاں مرید تیری کا فیض اور اس سعادت کی بہرہ وری جو تیرے لیے مقدر ہے میرے پاس ہے دوسرے بزرگ اگرچہ کامل (ولی) ہیں لیکن (ان کا فیض) اوروں کے شامل حال ہے تمہارے لیے فیض فقط میرے پاس ہے آپ نے دل و جان سے آواز سن تو لی لیکن یہی آواز دینے والے کو نہ دیکھ سکے اور نہ ہی ان کا کوئی نام و نشان پوچھا نیند سے بیدار ہوئے زار زار رونے لگے اور جگر (سوزش عشق سے) جلنے لگا یوں حیران و پریشان تھے جیسے طالب محبوب ہو زبان خاموش اور سینے میں جوش ہو۔

مثنوی

یارب ایں حرماں چہ بود از بہر من
کہ ندیدم روئے آں اہل سخن

اے پروردگار میرے لیے یہ کیسی محرومی کی بات ہے کہ میں نے اس صاحب سخن کے چہرہ انور کی زیارت نہیں کی۔

نے بداں سوئی قدم را پائے ماند
نے دریں جا مقام را جائے ماند

نہ تو مجھے اپنے جانے کے لیے قدم میسر ہیں اور نہ ہی اس جگہ اپنے رہنے کی جگہ پاتا ہوں

من زلیخا وار حیراں ماندہ
نے بمغرب نے بکنعاں ماندہ

میں زلیخا کی مانند حیران و پریشان ہوں نہ تو مغرب میں رہ سکتا ہوں نہ کنعان میں ٹھہر سکتا ہوں

نے مکان و نام خود آگاہ کرد
دست من از دیگراں کوتاہ کرد

(خواب میں ملنے والے نے) نہ تو اپنے نام اور نہ ہی مقام سے آگاہ کیا ہے

(جب کہ میرے پاس تو دو مرد (کہ شیخ) سے کوئی کوہ کر جا اور سے کے جانے

اے صدائے خوان یا قول کس سمت

رہبر است این خواب یا خود رہزن است

یہ واقعی کوئی (سچا) پکارنے والا ہے یا کوئی دیو جن (یا محض) ایسا ہے

اور خواب میں آنے والا کوئی رہبر و رہنما ہے یا کوئی راہزن اور دھوکہ ہے

(غرض یہ کہ) تمام شب وہ اسی صورت میں (پریشان) رہے جب
دوسری شب ہوئی تو وہی پہلا ارادہ کیا (کہ شیخ کے پاس جا کر مرید ہو جاؤں گا) مگر پھر سے
وہی آواز دوبارہ سنائی دی حیرانی و پریشانی دوگنا ہو گئی اسی حالت میں
(تیسری) شب اور دن گزر گیا (وہم و یقین میں غلطاں و پیچاں رہے) تیسری شب
ہوئی تو تمام رات پہلے سے بہت زیادہ گریہ وزاری کی مناجات کے لیے ہاتھ اٹھا کر
اس آواز دینے والے کو اللہ کی طرح سوال کیا کہ مجھے اپنے نام و نشان اور وہ
سے آگاہ کریں ورنہ میں اسے خواب، خیال یا وسوسہ سمجھ کر اس شیخ کے سامنے
جا کر اس کا مرید ہو جاؤں گا (یوں) بہت ہی زیادہ عجز و انکسار کا اظہار کرتے
ہوئے سو گئے تو دل و دماغ کی آنکھوں کے ساتھ نیند کی چادر اوڑھی تو کیا دیکھتے
ہیں کہ وہ کل جہاں کے جمال، قلب و روح کے دلوں کے وصال (اس حسین
صورت اور باعث راحت و فرحت عاشق) نے آئینہ دل سے اپنے رخ انور کی
زیارت کرائی حاجی صاحب قدموں میں گر پڑے بے اختیار اپنے (قدم) آپ کے

رکھ دیا اور عرض گزار ہوئے کہ آپ کا نام و نشان پاؤں تو خوش بخت
ہوں تو خواب میں اپنے دہن مبارک سے موتی بکھیرتے ہوئے (اس ہستی
نے اس کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ میرا نام عماد شاہ قادری ہے میرا
مسکن فلاں پہاڑ پر ہے وہاں چھپا ہوں۔

مثنوی

گر مرا خواہی بیا بیرون جبال

کہ بیابی ہم تو قرب و وصال

اگر تو مجھے چاہتا ہے تو اس پہاڑ پر چلا آ تاکہ وہاں میں تجھے

قرب و وصال عطا کروں

غیر ما را قوت این کار کو

یا چنین من صاحب اسرار کو

ہمارے علاوہ کون ہے جسے اس کام کی قوت حاصل ہے ہم جیسا صاحب

اسرار دوسرا کون ہے؟

چوں مرا باشی ترا باشیم ما

چوں فنا باشی ہمہ باشی

میرے ساتھ وابستہ ہو جائے گی۔

ایں ہما نے تو ترا لائق ست
آں ہما زیں صد ہما ہم فائق ست

تیری یہ ہما اس تاج (تاج فقر الشیخ) کے لائق ہے اور یہ ہما دوسری سینکڑوں ہماؤں سے فائق و اولیٰ ہے

گر ہما خواہی بہ خواہی ہما
بال و پاس کامل مشیں چشم ہما

اگر تو ہما چاہتا ہے اور حقیقی ہما کا طلبگار ہے تو خبردار ہو کر کامل مست ہو (جلد از جلد) میرے پاس چلا آ۔

جب آپ اس خواب سے بیدار ہوئے تو دنیا سے بیزار ہو کر ان سے ملنے کے لیے تیار ہو گئے محبت کی صاف و شفاف شراب نوش کر کے پشم کا موٹا لباس عاف سے لاوتنگ پہن کر ارادت باندھ کر زنجیر غفلت کو توڑ کر ہمہ تن ہمت پہ سوار ہو کر، شہروں اور ماسوا سے جدا ہو کر میری تمام ہاتھ سے چھوڑ کر ملتان کی طرف قدم بڑھا دیا (اور سفر پر روانہ ہو گئے) ظاہر میں ننگے پاؤں اور پیدل تھے شب و روز سفر کرتے ہوئے اس محبوب کو ڈھونڈنے کے لیے نکل کھڑے ہوئے کہتے ہیں کہ جس وقت امیر تھے بڑے لطیف بدن تھے وہ آدمی جو روئی کا لباس پہنتا ہو تو اس کا بدن کیا سلامت رہتا ہے یہی حالت آپ کی بھی تھی

جب آپ حالت فقر میں آئے اسی بدن لطیف پر ٹاٹ کا لباس پہن لیا اور ننگے پاؤں چل پڑے جب ایک جگہ پہنچے تو وہاں ایک شخص نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ جب بتایا کہ میں فقیر ہوں اس نے کہا کہ تمہارا پیر و مرشد کون ہے؟ آپ نے اپنے مرشد کا نام مبارک بتایا تو اس شخص نے نام مبارک سن کر دو پیسے یعنی آدھ آنہ آپ کی نذر کیے کہ تمہارے پیر کی نیاز ہے۔ یہ پیسے لے کر آپ نے ساتھ رکھ لیے اور روانہ ہوئے جب میر پور کے علاقے میں پہنچے تو حضرت شیخ کے راستے کا پوچھ کر (ان کی جانب) چل دیے کہتے ہیں کہ آنحضرت نے اسی لمحہ کہا کہ جب خادم کا سردار اور خلیفہ کبیر اس دن آنحضرت کے سامنے کھانا لے آیا تو آپ نے (کھانا) واپس کر دیا اور فرمایا کہ ابھی رک جاؤ ہمارے آنے والا ایک مہمان پہنچنے والا ہے جب وہ آئے گا تو ہم (اکٹھے) کھائیں گے جب ظاہر ہوا تو فرمایا کہ وہ ایک گھڑی تک ہے اور جب آپ آنحضرت کی خدمت میں پہنچے اور تحفہ (نیاز) بیعت کی بارگاہ کے آداب اور تعظیم و تسلیم بجا لائے زمین بوسی کی سعادت حاصل کر لی تو آنحضرت نے اٹھا کر انہیں سینے سے لگایا اور فرمایا کہ اے نصیب والا آ گیا آنحضرت نے مرید خان کی بجائے نصیب خان فرمایا تو آپ اہل نصیب میں سے ہو گئے پھر فرمایا کہ دنیا کے بادشاہ کی خدمت والا دست میں تم چار ہزار سواروں کے سردار تھے اور میرے کہنے پر اس عہدے سے الگ ہو گئے اور اس منصب کو ترک کر کے میرے پاس چلے آئے اب فقیر سے جو چاہتے ہو مانگو آپ نے عرض کیا۔

مثنوی

ہر چہ ہست احسان شست لے دلربا
وانچہ اکنون آید از تو ہم بجا

اے دلربا! آپ اس وقت جو ارشاد فرما رہے ہیں ٹھیک ہے (جس میں جو کچھ بھی ہوں یا میرے پاس) جو کچھ بھی ہے آپ ہی کا احسان ہے۔

من چہ دانم خواستن یا خواستن
بہر شاہ آمد غلام آراستن

میں کیا جانوں کہ (کیا) مانگنا ہے (اور کیا) نہیں مانگنا، غلام کو (بن مانگے) آراستہ کرنا شہنشاہ کا کام ہے۔

تو کریمی تو کریمی تو کریم
مستحق جودت آمد این یتیم

آپ صاحب کرم ہیں سخاوت و مہربانی والے ہیں یہ یتیم بے آسرا تو آپ کی سخاوت (و عنایت) کا مستحق ہے۔

اس کلام موزوں سے حضور کرم موج میں آ گئے اور فرمایا کہ میں نے چار ہزار اہل حضور (اصحاب ولایت) کو تمہارا ماتحت کر دیا اور ان میں سے کوئی بھی تمہاری اجازت کے بغیر حضوری میں نہ جا سکے گا۔

آپ نے عرض کیا یہ سب آپ سرکار کا اکرام و عزت افزائی ہے آنحضرت نے ارشاد فرمایا اس کرہ میں بارہ ہزار اولیاء پر افسر ہوں میری ہمسری کا دعویٰ اور چاہو اس پر قناعت کرو اور دیکھ کہ جناب محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی کی بارگاہ میں مجھے حاضر کر کے دربانی اور چوبداری کا عہدہ پر مقرر فرمایا اور چار ہزار افسر (ولایت) کا سردار بھی بنا دیا اور تمہارا نام حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز کے دفتر میں درج کر دیا گیا ہے (چنانچہ) جب آپ نے قلم مبارک اٹھائی اور تمہارا نام اس عہدے کے ساتھ (حضور محبوب سبحانی کے دفتر میں) لکھا تو عرض کیا کہ اے آقا! میرا نام تو دفتر میں درج ہو گیا لیکن مجھے اس نام پر مہر مبارک لگی ہوئی نظر نہیں آئی نام و نامہ اور پروانہ شاہی یوں ہوتا ہے کہ جب کسی شخص کے منصب پر بادشاہی مہر ثبت کی جاتی ہے ایک انکا سرخ اس مہر کے لگانے کو دیتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت نے بموجب رسم کا جو ارشاد فرمایا کہ کیا اگر چاہتا ہے تو مہر دار لگا مجھ سے تو آپ نے حضرت دھڑی والا کے نام کا دینار جو اپنے پاس رکھتے تھے۔ آنحضرت کے خادم یعنی بابا دین محمد صاحب یا آنحضرت کی خدمت میں پیش کر دیا جب یہ تمام رسم پوری ہو گئی آنحضرت خود اٹھے اور اپنا دست مبارک جلدی کے ساتھ اوپر اٹھا کر فرمایا "اے نصیب خان! اب دیکھ کر تیرے تمام عہدہ اور منصب پر مہر بھی لگا دی گئی ہے آپ بھی اپنی نظر مبارک کو آنحضرت کے دست مبارک کے ساتھ ہی اوپر کی طرف لے گئے تو

آپ کی آنکھوں سے تمام حجاب دور ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ حضور محبوب سبحانی شیر یزدانی، غوث صمدانی قدس سرہ کی بارگاہ میں حاضر ہیں اور حضرت مخدوم بو علی شاہ شرف قلندر کے ہاتھ میں ہے اور اس پر نام احمد اور ان کا منصب لکھا گیا بعد مہر مبارک بھی لگا دی گئی ہے اور نام مبارک ان القاب کے ساتھ تحریر ہے کہ غلام یا شیر قدس سرہ۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ کے والد صاحب نے تو آپ کا نام محمد جان رکھا تھا جب کہ قسمت کی یاوری کی وجہ سے آنحضرت کی زبان مبارک سے نصیب خان غلام نصیب والے ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت آپ کی داڑھی مبارک رنگ دار تھی (سفید تھی) جب کہ آپ کے سر اقدس کے بال مبارک رات کی طرح (سیاہ) تھے اسی وجہ سے یا شیر اور غلام نام پڑ گیا تھا یعنی بڑھاپے میں غلام خاص کو پیچھے اور (ایسے) سفید شیر ہیں کہ جو شیروں پر غالب ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد کافی مدت تک آنحضرت کی خدمت میں دو دو روز بعد فیض پہ فیض حاصل کرتے رہے کچھ عرصہ بعد آنحضرت نے انھیں چلہ کشی کا حکم فرمایا اور ایک پہاڑ کی طرف اشارہ کیا اور زبان مبارک سے جگہ بھی بتا دی۔ آپ پیر و مرشد کے اشارہ مبارک پر سجدہ شکر بجالاتے ہوئے کوہستان کی جانب چل دیے اور چالیس دن مراقبہ کرنے کا دل میں پختہ ارادہ کر لیا (وہاں آپ) کسی دل پسند جگہ کو تلاش کرتے رہے جہاں بھی بیٹھنے کا ارادہ کرتے آرام و سکون نہ پاتے اور دوسری جگہ چلے جاتے وہاں بھی (تسلی و تسکین اور) دلجمعی نہ

ہوئی (شاید) کسی اور جگہ بیٹھنے کا حکم ہے (آخرکار) جب ایک اور جگہ پہنچے۔ وہاں دل میں تسکین و قرار پایا تو اسی مقام پر بیٹھ گئے اور ذکر و استغراق کی ایسی حالت میں اور مستغرق ہوئے کہ ایک سر مو کی مقدار بھی جنبش و حرکت نہ تھی۔ کہتے ہیں کہ اپنی ٹھوڑی مبارک زانو مبارک پر رکھ کر بیٹھے ہوئے تھے اور چشم مبارک سے جو آنسو گرتے زانو (گھٹنے) پر گرتے اور اسی جگہ پر ٹھہر جاتے چنانچہ آنکھ مبارک کے گوشہ اقدس سے لے کر زانو کی چوٹی تک (آنسوؤں کے) اس پانی سے ستون سا بن گیا اور جسم مبارک سے اس قدر بھی حرکت ظاہر نہ ہوئی کہ وہ خراب یا ٹوٹ جاتا۔

تذکرہ وفات

حضور غازی قلندر علیہ الرحمہ

اب میں آنحضرت کی رحلت کے بیان کی طرف لوٹتا ہوں۔ اور آنحضرت کے مرید معظم جناب مستان شاہ صاحب کا ذکر بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے مقام پر کیا جائے گا۔

کہتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا تھا کہ میں نے دستری اور سجادہ دین محمد کو اور فقر نصیب خان کو بخشا۔ باقی وہاں روٹی کھائیں گے اور اپنی موت مریں گے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بابا دین محمد سجادہ نشین ہیں دستریوں کے مالک اور

سجادہ کی زینت ہوں گے جبکہ قہر کا ظہور نصیب خاں سے ہوگا اور یہ اس زمانے تک ہی ہیں ان کے خلفاء نہ ہوں گے بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت فرمان ہے کہ دریائے چکوڑی محمد اور بادشیر کی سرحد ہے ان میں ہر ایک اپنی اپنی حدود کو تصرف میں لاتا ہے بجز ان میں سے جب کوئی دروازہ سے گزر جاتا اپنی حدود میں ہی رہتا ہے۔

اس غریب مسکین (میاں محمد بخش) کو ہر دو جانب سے ملا ہوا (فیض) حاصل ہے کیونکہ یہ کٹڑی دین محمد کے خاندان سے ہے اور ان کے سجادہ نشین حضرت جناب شمس الدین کا بیٹا ہے۔ اور مرید و خرقہ پوش دامن بکوش جناب مقدس نصیب خاں کا ہے جن کا لقب مبارک بادشیر ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت غلبہ حال کے وقت زنجیری کو ہاتھ میں لے کر گردش کرتے اور گفتگو فرماتے ایک دفعہ رہتاس کے نواح میں موجود ایک صحرا جو جنگل اور موضع ملہ کے قریب ہے اسی حالت (غلبۂ حال) میں تھے مگر یہ بھی سنا ہے کہ ایک جگہ جسے گھان کہتے ہیں جہاں پانی بہتا ہے اس جگہ کے کنارے پر بہت زیادہ گھاس اور درخت ہیں وہاں یہ صورت حال درپیش ہوئی (یعنی) زیادہ تنگ یہ ہے کہ آپ ایک رات اسی (مذکورہ بالا) صحرا میں سیر کر رہے تھے اٹھتے اور بیٹھتے تھے اور گاہے بگاہے اسی حالت میں یہ کلام مبارک زبان اقدس پر لاتے کہ "مارو مارو اور جانے نہ دو" اس دوران آپ کے بدن پر کاری زخم لگ گیا۔ چنانچہ خواجہ حافظ لکھتے ہیں۔

غزل

سرّی ست از حقوق محبت برائے ما
عشاق از دو دیدہ کند اقتضائے ما

ہمارے لیے محبت کے حقوق سے ایک راز ہے اہل عشق و محبت اپنی دونوں آنکھوں سے ہماری ابتلاء و آزمائش ملاحظہ کرتے ہیں۔

ما آدم از بہشت بریں زاں کشیدہ ایم
تا قدرتم ہمی نگرد در سزائے ما

ہم نے آدم کو بہشت بریں سے اس وجہ سے نکالا ہے تاکہ ہماری قدرت ہمارے بدلوں میں ہی غور کرتی رہ جائے۔

گہ ازدہا بفرق زکریا نہادہ ایم
ایوب صابر آمدہ بر قہر ہائے ما

کبھی ہم نے زکریا کے سر پر آرا رکھ دیا ہمارے ہی قہر و غضب (مصائب و تکلیفوں) پر ایوب نے صبر کیا۔

دندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم زدی اے دوست
یوسف بچاہ زندان دارد بلائے ما

اے دوست حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دانتوں کو ہم نے شکستہ کر دیا اور ہماری آزمائش نے ہی یوسف کو قید و بند کے کنویں میں ڈال دیا۔

گر زہر را نصیب حلق حسن کنیم
گر تیغ بر حسین کشد کبریائی ما

کبھی ہم نے امام حسن کے حلق میں زہر ڈالا اور کبھی ہماری کبریائی نے امام حسین پر تلوار سونت لی۔

☆ صبح سویرے جس کسی نے دیکھا تو کہا کہ شاید انہوں نے ان چوروں کا نعرہ سنا تھا جنہوں نے آنحضرت پر حملہ کیا ہے۔

اور کہتے ہیں کہ آنحضرت اللہ تعالیٰ جل شانہ سے شربت شہادت کے طلبگار تھے جب لوگ آپ کے زخموں کو دوا لگاتے تو آنحضرت حرکت و جنبش کرتے جس سے وہ دوا گر جاتی اور سلائی باقی نہ رہتی (اور بے خودی کے عالم میں زخم دوبارہ کھل جاتے)

قصہ مختصر حضرت بابا صاحب یعنی ہمارے جد کلاں بابا دین محمد کو جو آنحضرت کے فرزندوں کی بجائے آپ کے خلیفہ و خادم خاص تھے "اس چک تھا کرہ" "جہاں آنحضرت کا مکان موجود بھی ہے" کے باشندوں نے "جو حضرت بابا دین محمد صاحب سے محبت رکھتے تھے" بڑے کمال و اصرار کے ساتھ درخواست کی کہ بہر صورت آنحضرت کو اس مکان میں لائیں اور آنحضرت کا مزار مبارک اسی جگہ ہونا چاہیے۔ ان کی درخواست و التماس اور انکی عقیدت و محبت کی بنا پر شفقت فرماتے ہوئے آنحضرت نے اس جگہ کا ارادہ کر لیا اور جب آپ کو اٹھا کر (اس

جگہ لے جانے کے لیے) اٹھانے لگے اس وقت آنحضرت ہوش و حواس میں تھے لاچار تھیں تھا کہ آپ اور جنگل میں رہنے کے بہت زیادہ خواہشمند تھے جبکہ موضع تھا کرہ میں جانے کے زیادہ آرزو مند نہ تھے لیکن حضرت بابا دین محمد صاحب کی مرضی ہوئی تو آپ نے رضامندی ظاہر فرمادی اور فرمایا جہاں چاہتے ہو مجھے لے چلو ورنہ مدینہ اور وہ مقام جو تمہاری رضا میری رضا ہے لیکن اگر تم مجھے موضع بوڑہ جنگل میں رہنے دو گے اور تم اور تمہاری اولاد "جو میرے آستانے کے مجاور بھی رہو گے" ابھی اسی جگہ رہو گے تو چاول تلی کھاؤ گے زری بابا اولاد چھوڑ گے بڑہ اولاد کے پاؤں چومیں گے اور دہلی و کابل کے بادشاہ سلام کرنے آئیں گے اور اگر تھا کرہ لے جاؤ گے وہاں روٹی کھاؤ گے اور کبھی مہمان کو پیٹ بھر کر کھلاؤ گے اور کبھی بھوکا رکھو گے۔ اور وہ دونوں کناروں سے بہت زیادہ مستفید ہوں گے کنارے میں اور امام اس جگہ کبھی ہوں گے اور کبھی نہیں ہوں گے۔

ان دو کناروں سے مراد دریا کا کنارہ اور پہاڑ کا کنارہ ہے یا دریا کے دونوں کنارے مراد ہیں کہ یہاں اہل ادب اہل باطن کم ہیں اور مطلب کی خاطر ایک دوسرے کے سامنے بہت زیادہ چاپلوسی کرتے ہیں اور اپنے باطل عقیدے کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

آپ کے اس فرمودہ خاص کے الفاظ یہ ہیں۔

"اگر بوڑہ جنگل رکھو گے، چاول تلی کھاؤ گے زری بابا اولاد چھوڑ گے جھوہ ماز

اور اولاد کے پاکی نصیب ہو گے ولی کامل اسے بادشاہ سلام کر کے چل گئے
فکر نہ کرو دو ے چلک سے چلو گے دال روٹی کھاؤ گے کوئی مہمان رہ جاؤ گے کوئی
نہ جاؤ گے اسے اور دو پیرا معافقان ہے پیرا (قدس سرہ) کھڑی اٹھے پر
کھڑی ہاں " چلوں کر بابا صاحب دین محمد کو دنیا کے اسباب کی پرواہ تھی اور
ہی دولت و حشمت کی خواہش ہو دنیا آپ کی نگاہ میں گھاس کے ایک تنکے کے برابر بھی
قدر و قیمت نہ رکھتی تھی اور آپ ان لذات دنیا کے ترک کو روا رکھتے تھے اسی لیے
آنحضرت کو کندھوں پر اٹھا کر اس جگہ لے آئے کہتے ہیں کہ ان دنوں اس زمین
میں " کہ جہاں اب مکان ہو ، اور روضہ مطہرہ ہے" ایک باغ تھا اور اس حجرہ کے
بھی دربار شریف کے سامنے اس باغ کے نشانات جن میں انار کے درخت ،
سیب ، بیر اور املی وغیرہ شامل ہیں بچشم خود دیکھے ہیں ، املی اب بھی موجود ہے۔
اور موسم بہار میں خوب کھل کر خوشبو دیتا ہے۔ اور ایک کنواں جو اب بھی جاری
ہے اور عوام کی طرح انسانوں اور حیوانوں کے لیے نفع رساں ہے۔

اور اس باغ میں ایک بلند سرا (مکان) بھی تھی جو اس مکان شریف
کے دو کمروں کے درمیان تھی وہاں آ کر رکھا گیا اور چند دن یا کچھ گھڑیاں اسی گھر
میں آپ زندہ رہے اور بیعت سے لوگوں کو نعمت ظاہری و باطنی سے بہرہ ور فرمایا
اور حضرت چند کلاں بابا دین محمد صاحب کو دستار سجادگی عطا فرمائی اور ذوق وصال
کا شربت پیکر کر شہادت کبریٰ کا جام نوش فرما کر محبوب حقیقی کی محفل میں کامیاب

ہوا آپ نے خاکی چہرہ مبارک پر چادروں سے پردہ اوڑھ لیا اور اس تمنا کے
ساتھ (حقیقی) دنیا سے سامان (آخرت) باندھ کر لامکاں کی منزل پر جا پہنچے اور
ہمیشہ کے لیے آرام فرما ہو گئے۔

پھر بھی آنحضرت کا فرمان ہے کہ

جیوں جیوں دور قیامت تیری
رہتی میری ہوگ اوتیری

تاریخ رحلت
آنحضرت (پیر اشاہ غازی) قدس سرہ

یگانہ باقطاب عالم پناہ
سر سر شناسان و سر باز راہ

آپ تمام اقطاب میں بے مثل و بے مثال اور عالم پناہ ہیں واقفان
رموز حقیقت کے سردار اور راہ طریقت کے جانباز ہیں

ازو کہاں یاب زد جان و تن
مکین و مکان و زمین و زمن

آپ ایسے امین ہیں کہ جن سے جان و جسم ، مکین و مکان اور زمین و زمانے نے

انہوں نے سکون حاصل کیا۔

[illegible] جام الست
کردہ آمد مست [illegible] مست

آپ جام الست کے مستوں کی [illegible] میں ہیں [illegible]
مست پر مستی طاری ہوتی ہے۔

[illegible] از جام او [illegible]
ہر کس [illegible] عالم جان تاب

جو شخص آپ کے جام سے ایک گھونٹ حاصل کر لے تو وہ
دنیا میں جہان [illegible] آفتاب کی طرح چمکنے والا ہو جاتا ہے۔

ہر کس بر آستان [illegible] حضور شد
[illegible] علم [illegible] منصور شد

جو شخص آپ کی درگاہ میں [illegible] ہو گیا، وہ [illegible] علم اٹھانے
والا اور کامیاب و کامران ہو گیا۔

جمالے [illegible] او را [illegible]
کمالے [illegible] او را [illegible]

آپ کے حسن و جمال کی کوئی مثال نہیں۔ آپ ایسے صاحب کمال ہیں
جن کو زوال نہیں۔

[illegible] چوں گرفت [illegible]
[illegible] انتقالے [illegible]

جب آپ اس عالم فانی (دنیا) سے [illegible] ہو گئے (یعنی)
ہمیشگی کی زندگی [illegible] ہو گئے۔

از ان سال [illegible]
[illegible]

اس [illegible] سال [illegible] سے [illegible] رہی۔

ہمی گفت الہام [illegible]
[illegible] مردان حق [illegible] شاہ

مجھے الہام کرنے والے نے کہا کہ آواز [illegible] کے ساتھ کہہ "[illegible]
وہ مردان حق [illegible] شاہ" (1155ھ) یعنی حضرت [illegible] شاہ قلندر مردان حق
[illegible] ہیں۔

بزرگوں کا معمول ہے کہ آنحضرت کے (نام پر) شب قدر کو چراغ
جلاتے ہیں کیونکہ آنحضرت کی رحلت بھی اسی شب کو ہوئی۔ رحلت کے
بعد بھی آپ سے کرامات و حکایات کا اس قدر ظہور ہوا کہ تحریر [illegible] میں (اس کے
بیان کی) گنجائش نہیں۔ (البتہ) جہاں بھی آپ کے خدام و متعلقین کا ذکر آئے گا
آنحضرت کی کرامت کا ذکر ہوگا۔ اہل بیت میں سے ہر کسی نے ان سے

حصہ پایا اور محبت کو پروان چڑھایا۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت آنحضرت کی سجادگی مبارک حضرت بابا دین محمد صاحب کے لیے قرار پائی تو ان کی خدمت اقدس سے طالبین (ہدایت) کو رشد و ہدایت اور نامرادوں کو مراد حاصل ہوئی۔ آپ (بابا دین محمد صاحب) ایسے سخی تھے کہ آپ کے نزدیک دنیا کی حیثیت مٹی پتھر کے برابر بھی نہ تھی (اس لیے آپ مال دنیا) ہر غلام و آزاد کو بخش دیتے اور ایسے کریم تھے کہ یتیم کو باعث نعمت خیال کرتے ایسے مہربان تھے کہ بڑے بڑے مہربانوں پر آپ کی مہربانی و شفقت حاوی ہوتی ایسے شیخ طریقت تھے کہ بڑے بڑے اہل کرامات اور بلند درجات و مقامات والے (اہل اللہ) بھی آپ کی رہبری و رہنمائی کے محتاج رہے اور ایسے شاہباز تھے کہ اہل زمانہ آپ کے پنجے میں تیتر کی مانند تھے جیسا کہ بیان کرتے ہیں کہ موضع بدوحی کے باشندے حضرت دھڑی والا صاحب کے خدام اور مریدوں میں سے تھے حضرت بابا صاحب کے عہد میں بے پرواہ ہو کر آپ سے غافل ہو گئے اور ایک دوسرے بزرگ، جو حضرت جناب قطب الدین پٹڑی والے کی اولاد میں سے تھے، کے پاس جا کر انہیں اپنا پیشوا بنایا وہ لوگ اس بزرگ کی خدمت میں سرگرم تھے کہ اسی دوران حضرت بابا دین محمد بھی اس گاؤں میں تشریف لائے اور آتے ہی اس بزرگ کے سامنے جا کر فرمایا کہ "اس گاؤں کے لوگ ہمارے غلام ہیں چونکہ تم ان سے خدمت لیتے ہو اور یہ تمہیں بہت کامل خیال

کرنے کے قابل ہو گئے ہیں اس کام (پیری مریدی) میں شراکت نہیں ہوتی اب مختصر یہ کہ میں ان تمام لوگوں، گاؤں، بھینسوں اور بھیڑ بکریوں کو پتھر و جمادات بنا دیتا ہوں اور تم انہیں دوبارہ صورت اصلی میں لا کر اپنا خادم بنا لو ورنہ تم انہیں پتھر بنا دو اور میں ان سب کو ان کی اصلی صورت میں واپس لا کر دوں گا تو اپنا خادم بنا لیتا ہوں اور اگر یہ پیروں کا کام تم سے عمل نہیں تو پھر اپنی قبر کی راہ لو اور واپس چلے جاؤ اور گوشۂ شیر کی طرح شیر کے پنجے کا شکار مت ہو" چونکہ یہ کام اس بزرگ کے بس میں نہ تھا اس لیے انہوں نے معذرت کی اور رخصت لے کر وہاں سے روانہ ہو گئے اور اس گاؤں کے باشندوں نے بھی ہزار بار توبہ و استغفار کی اور اپنے پیر حضرت بابا دین محمد صاحب کے سامنے عہد کیا کہ آج کے بعد (ہم اور) ہماری پشت میں سے ہونے والی ہماری نسلیں ہرگز ہرگز انگشت نمائی نہ کریں گی اور آپ کے غضب و غیرت اور جلالی سے امان پانے کے لیے (یہ بھی عہد کرتے ہیں کہ) آپ کے خاندان عالی کی اولاد کے علاوہ کسی کے خادم، مرید اور طالب نہ ہوں گے جب انہوں نے از حد عجز و انکساری کا مظاہرہ کیا اور عہد و پیمان کو (نئے سرے سے) استوار کیا تو آپ نے ان کو معاف فرمایا اور ان کے حق میں دعا بھی فرما دی اس دعائے مبارک کا اثر اب بھی ان کی اولاد پر ظاہر ہے (اور وہ بدستور خادمان دربار اقدس ہیں اور اسی خاندان عالیہ سے وابستہ ہیں)

بیان کرتے ہیں کہ صیداروں کی ایک سادہ سی عورت تھی جو اکیلی رہتی

تھی اس کے سر میں بہت زیادہ جوئیں پڑی رہتی تھیں جنہیں کوئی نہ نکالتا (اور وہ بہت)
پریشان رہتی اور) اس کی یہی آرزو تھی کہ میں جب تک زندہ ہوں ان جوؤں سے
جان چھوٹ جائے۔ اس نے یہی درخواست آنحضرت بابا دین محمد صاحب سے
بھی کی تو آپ نے فرمایا اب جوئیں نکالنے کے لیے کسی کی حاجت نہ ہوگی (اور
کسی کی منت سماجت نہ کرنی پڑے گی) وہ بڑھیا کئی سال تک حالت ضعیفی میں بھی
ان سے محفوظ رہی اور اسے دوبارہ جوئیں نہ پڑیں اور وہ تمام مسجد آپ کے سامنے
اپنی حاجات پیش کرتے جو پوری ہوتیں چنانچہ وہ لوگ آپ کے معتقد بن گئے۔

تذکرہ

حضرت میاں ڈھیرو صاحب

بیان کرتے ہیں کہ یہ حضرت بابا دین محمد صاحب کے بھائی تھے جنہیں
آپ نے حضرت سرکار دھری والا کی رحلت کے بعد خدمت اقدس سے مشرف
کیا آپ نے انہیں مزار مبارک کے نزدیک بٹھا کر طالب اور مرید بنایا اسی وجہ
سے ان کا نام ڈھیرو صاحب ہے یا ایک مدت تک پابند چلتے رہے اور ریاضت
کرتے رہے، کہتے ہیں کہ جب ان کی ظاہری آنکھوں کی روشنی (یعنی بینائی) کم
ہوگئی تو جوتی پہن کر چلتے ہوئے ایک کنویں تک پہنچے تو اس میں جا گرے خیال کیا
کہ میں نے (مرشد کی) اجازت کے بغیر جوتے پہنے ہیں اسی لیے کنویں میں جا

گرا ہوں تو یا استغفار کی تو سلامتی کے ساتھ وہاں سے (خود بخود) باہر نکل آئے
ایک مدت تک حضرت سجادگی ان کے سر پر رہی یہاں تک کہ حضرت بابا
صاحب کے گزر جانے کے بعد وہ بھی گزر گئے ان کی قبر مبارک چار دیواری کے اندر جنوبی دیوار
کے ساتھ ہے اور اس کے پہلو میں پانی کے گزرنے کا راستہ بھی ہے چار دیواری
کے اندر ایک اور قبر برادرم میاں صوبی کی ہے جو اس کے مشرقی جانب واقع
ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

تذکرہ

حضرت بابا جیون صاحب قدس سرہ

سجادہ نشین حضرت بابا دین محمد صاحب

بچپن اور خورد سالی سے ہی آپ پر یہ حالت وارد ہو چکی تھی کہ کبھی ہوش
میں آ کر چوکنا ہو جاتے اور کبھی مستی و سکر کی حالت میں ریاضت میں محو ہو جاتے
تھے آپ اس زمانے کے صاحبزادگان کی طرح مدہوش (اور کھوئے ہوئے) نہ
تھے (بلکہ ہر وقت یاد الٰہی میں مستغرق رہتے) جب ہل چلانے کے لیے جاتے تو
ایک بیل کا رخ ایک طرف اور دوسرے بیل کا رخ دوسری طرف کر کے ان کی رسی
گردن پر ڈال لیتے جب کوئی شخص دیکھ لیتا تو درست کر دیتا آپ چادر کے نیچے
سے ان بیلوں کو ہانکتے ہوئے لے کر چلتے (ہل چلاتے ہوئے) زمین کے ایک

گوشے کا مسلسل دو بار طواف کرتے ہوئے چلتے اور دوسرے گوشے تک پہنچ جاتے اسی طرح چاروں اطراف اور کونوں میں ہل چلاتے۔

بیان کرتے ہیں کہ آپ کی سخاوت اس قدر تھی کہ ایک دن ہل چلانے کے دوران ایک سائل (غریب زمیندار) آپ کے پاس آیا اور سوال کیا کہ مجھے ہل چلانے کے لیے [illegible] "جسے اس علاقے میں پھال اور پھالہ کہتے ہیں" عطا فرمائیں کیونکہ میں تنگ دست ہوں اور مجھ میں خریدنے کی طاقت نہیں سائل نے جو طلب کیا تھا آپ نے دے کر رخصت کر دیا پھر خیال آیا کہ یہ باقی سامان کہاں سے لائے گا (یہ سوچ کر) لکڑی کے تمام آلات ایک ہی لمحہ میں اسے عطا فرما دیے تیسری بار اسے پھر واپس بلا کر دونوں بیل بھی دے دیے بیج (؟) کے لیے غلہ بھی دے کر رخصت کیا تاکہ کسی کا محتاج نہ رہے کیونکہ (یا امید) کسی اور سے پاس آیا تھا۔ علی ہذا القیاس آپ کی سخاوت ایسی تھی۔

ایک اہلیہ سے تین فرزند تھے جب کہ دوسری بیوی سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی آخری بیٹے جو کہ بہت خوبصورت اور تھوڑی عمر کے تھے لیکن اپنے احوال حقیقت کے اعتبار سے بزرگ تھے ابھی اڑھائی سال کے تھے کہ والد صاحب (حضرت بابا جیون) انتقال فرما گئے اور حضرت دمڑی والا صاحب کے قدم مبارک میں آرام فرما ہو گئے ان کی قبر مبارک چند دیوار کے اندر آنحضرت کے قدموں سے نزدیک ہی واقع ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

تذکرہ

فرزندان حضرت بابا جیون صاحب

(جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ آپ کے چار فرزند تھے) ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت میاں قادر بخش، میاں کرم بخش المشہور میاں کرم، میاں الٰہی بخش اور میاں شمس الدین۔

حضرت بابا کرم بخش مست مجذوب اور مستجاب الدعوات تھے جس کے حق میں جو کہہ دیتے ویسے ہی ہو جاتا۔ تمباکو (حقہ) بہت زیادہ پیتے تھے جب کوئی شخص آپ کی خدمت میں کڑوا تمباکو پیش کرتا تو اس پر خوش ہو جاتے اور جو کچھ چاہتا آپ کہہ دیتے اور ویسا ہی ہو جاتا چنانچہ کہتے ہیں کہ ایک روز راجہ عمر خان آپ کے پاس آ کر دعا کا خواستگار ہوا کہ قلعہ منگل جو دوسروں کے قبضے میں چلا گیا ہے تصرف میں آ جائے آپ نے جواب میں فرمایا کہ کڑوا تمباکو لاؤ جب کڑوا تمباکو منگوا کر آپ کے سامنے رکھا گیا تو فرمایا جاؤ میں نے (قلعہ) منگل تجھے دے دیا اور قیامت تک کے لیے تمہارا قبیلہ (حکمران) اس قلعہ پر رہے گا (چنانچہ) تھوڑی مدت میں ہی وہ قلعہ اس کے تصرف میں آ گیا اور طویل مدت تک اس کے اقتدار میں رہا اس راجہ کی قبر بھی اس قلعہ میں ہے۔

بیان کرتے ہیں اس (واقعے) کے بعد ایک روز راجہ اکبر علی خان نے

بھی آپ سے دعا چاہی کہ دشمنوں کی فوج نزدیک آگئی ہے اور میں اس پر حملہ کرنا چاہتا ہوں میری آرزو ہے کہ میرا لشکر فتح یاب و کامران ہو آپ نے فرمایا جاؤ تم قتل ہو جاؤ گے جب کہ تمہارے لشکر کو فتح و ظفر ملے گی حسب فرمان ایسا ہی ہوا اچانک وہ دوران جنگ بندوق کے زخم سے ہلاک ہو گیا جب کہ اس کے لشکر کو فتح ملی اور اس کے تمام دشمن شکست دہ اور دور ہو گئے۔

بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس کسی کو کوئی مشکل درپیش ہو وہ شیرینی یا میٹھی روٹی کہتے ہیں پکا کر میری نیاز پیش کرے انشاء اللہ تعالیٰ آسان ہو گی۔

آپ کی قبر مبارک پختہ دیوار کے باہر جنوب میں اس کے ساتھ متصل ہے قبر مبارک بھی پکی اور چونے وغیرہ کے ساتھ پختہ کی ہوئی اور دروازے سے شمال کی طرف قریب ہی پختہ فرش پر ہے۔

آپ کی کوئی اولاد نہیں ہے کیونکہ آپ نے شادی نہیں کی۔

میرے جد محترم حضرت میاں چیون صاحب کے بعد سجادہ نشینی میں توقف رہا کیونکہ سجادہ نشینی کے لیے میرے والد گرامی حضرت میاں شمس الدین صاحب کے متعلق حکم دیا گیا تھا جب کہ (حضرت میاں چیون صاحب کی رحلت کے وقت) آپ کی عمر ڈھائی سال تھی یوں آپ اس عمر میں یتیم ہو گئے چنانچہ آپ کے بالغ ہونے تک منصب سجادگی کسی ایک فرد کیلئے متعین نہ ہو سکا (البتہ

مختلف اوقات میں مختلف بزرگ چند روز تک دربار اقدس اور آپ کی والدہ بزرگوار کی خدمت کرتے اور نذر و نیاز حاصل کرتے رہے جن میں آپ کی والدہ صاحبہ کے عم بزرگوار دربار کے جملہ امور عم محترم میاں کرم بخش المشہور میاں کلا صاحب جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے سرانجام دیتے رہے۔

تذکرہ
والد گرامی سجادہ نشین حضرت
میاں شمس الدین صاحب

اس خاکسار (میاں محمد بخش) کے والد گرامی حضرت شمس الدین قدس سرہ عبادت شعار تھے آپ نے اپنے شجرہ مبارک میں خود کو اپنے والد گرامی حضرت میاں چیون صاحب کے ساتھ ظاہر کیا اور انہی کو اپنا مرشد قرار دیا ہے آپ بہت سے بزرگوں سے بہرہ یاب ہوئے ہیں چنانچہ زمانہ طفولیت میں یتیمی کی حالت میں تھے کہ ایک شخص نے کسی وجہ سے آپ کو طمانچہ مارا تو یہ مظلوم روتے روتے اپنی والدہ کے پاس آئے اور احوال بیان کیا والدہ محترمہ نے دکھ محسوس کرتے ہوئے آپ کو کہا کہ "میں بیچاری بیوہ اور پردہ دار ہوں کسی سے انتقام نہیں لے سکتی میرے سامنے رونے کا تمہیں کوئی فائدہ نہیں اپنے جد و مرشد یعنی حضرت دمڑی والا صاحب کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر فریاد کرو کہ وہ تمہاری دادرسی کریں"۔

آپ والدہ محترمہ کے فرمان کے مطابق فوراً حضرت دمڑی والا صاحب کے
مزار پر پہنچے اور قدموں سے گر کر آہ و زاری کرنے اور اشک بہانے لگے۔ رو
روتے روتے سو گئے۔ بظاہر آپ پر غنودگی طاری تھی لیکن دل جاگ رہا تھا۔ عالمِ خواب
میں دیکھا کہ ایک ایسا دلاور مرد کہ "دنیا میں اس کی مثل بہادر نایاب و معدوم
ہیں" بندوق کندھے پر رکھے اور ہاتھ رکھے اور عالی کا رخ سیدھا کیے ہوئے آیا اور
کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دلاسہ دیا اور کہا "اے بیٹے چپ ہو جاؤ (کیونکہ)
تمہاری گریہ و زاری حضرت دمڑی والا کی بارگاہ میں مقبول ہو گئی ہے اور مجھ
شیر برق انداز کو آپ سرکار نے تمہاری مدد کے لیے بھیجا ہے مجھے قتیل ... کچھ
ہیں میں بالکل ... خبر نہیں کہ اس بندوق کا منہ جس طرف چاہتا ہے کر دوں اور دیکھ
کہ اس بندوق میں دو تیر (یعنی گولیاں) ہیں جو کچھ لوگوں کے لیے کافی ہیں بھی
دشمنوں کے ہاتھ سے روٹی نہ کھاؤ اور ان پر راضی رہو"

جب آپ نیند سے بیدار ہوئے گریہ و زاری کی بلند آوازیں اپنے
کانوں سے سنیں معلوم کیا (تو پتہ چلا) کہ یہ آوازیں اسی شخص کے گھر سے آ رہی
ہیں۔ کچھ دیر بعد اس گاؤں کے کچھ لوگ آپ کے پاس آ کر عرض گزار ہوئے اور
بڑی منت سماجت کے ساتھ اسی شخص کے گھر میں لے گئے بڑی عزت و احترام کے
ساتھ کھانا کھلایا کھانے تک اس شخص کا جوان بیٹا مر چکا تھا وہ خود بھی جاں
بلب تھا جب آپ راضی ہو گئے اور دم کیا تو وہ صحت یاب ہو گیا یوں آپ قدس سرہ

آپ سے پہلے حضرت جناب عالی سرکار دمڑی والا کی جانب سے خیر و شفقت
بحال ہوئی۔

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ بچپن میں درویشانہ طور پر گھر سے نکل پڑے اور شہر
گجرات میں حصولِ علم کے لیے قیام پذیر ہو گئے ایک دن آپ کے دل میں یہ
خیال پیدا ہوا کہ ان دنوں ہمارے ملک کے خاندان میں علمِ باطن کے معلمین
صرف دو چار آدمی رہ گئے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ رحلت کر جائیں اور میں علمِ ظاہر
ہی میں مشغول رہ جاؤں مجھے چاہیے کہ ابھی ان میں سے کسی کی خدمت میں چلا
جاؤں اور علمِ باطن بھی حاصل کروں (چنانچہ) یہ ارادہ کر کے اس شہر سے وطن
جانے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ باہر آ کر ابھی اس شہر کے تالاب تک ہی پہنچے
تھے کہ دیکھتے ہیں کہ حضرت میاں بدوح شاہ صاحب (بابا بدوح ابدال) سیر کر
رہے ہیں آپ نے انہیں دیکھ کر سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دے کر فرمایا
"تم تو جو صاحبِ علمِ الٰہی ہو اے بیٹے ہم شب و روز تمہارے قریب
ہیں اس اندیشے کو دور کرو اور چند روز صبر کے ساتھ گزارو" وہ یہ تسلی دے کر
رخصت ہو گئے اور حضرت والد گرامی پھر حصولِ علم میں مشغول ہو گئے۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کی محترمہ نے کوکنار (پوست) کا نشہ شروع کیا
والدہ صاحبہ کو خبر نہ تھی جب (آگہی) والدہ صاحبہ کو پتہ چلا تنگ دل ہو کر انہوں
نے گریہ و زاری شروع کر دی، بہت زیادہ ناراض ہو گئیں اور زجر و توبیخ کی آپ

نے والدہ کی (امانت) لپیٹ سے محروم ان پہچان ہو کر (روحانی) نے
ہوں (ا کے قدموں سے لپٹ کر رونا شروع کر دیا اور ہر کر آواز دی کے
ہوئے اسی جگہ سو گئے تو آنحضرت کے عالم میں آ کر کہا آواز دی کے
زیارت آنحضرت سے عالم کے علاوہ آ کر کہا ہے اس سے صحابی بلایا
جب آنحضرت سے عرض کی والسلام کہتے ہیں سے بہرہ ور جائے) آنحضرت نے بھی
بہت زیادہ وفاداری اور انکساری کرتے ہوئے فرمایا "اے بیٹے آپ کے سامنے
میں اللہ ... کر پہلے تو افضل الدین (اے میرے بیٹے) آپ کے سامنے
تم سے دونوں بازو ... ہے ہاتھ میں ہیں)

ہم دونوں بازوؤں سے مراد اس دنیا کا بازو اور آخرت کا بازو ہے جو آپ سے
مراد ان (حضرت شمس الدین) کا بازو اور میرا (میاں محمد بخش) کا بازو ہے
کیونکہ میں ان کا فرزند ہوں اور یہ حقیقت آپ پر ہر کسی کی جانب سے ہے۔

☆ ایک مرتبہ آپ میرپور کی طرف جا رہے تھے اور آپ کے خادم نے کھانا
روٹی پکا کر دیا۔ آپ نے پیر جوان شاہ صاحب قدس سرہ کی خدمت میں گئے
ان دونوں حیات دنیا میں تھے اور آپ روزانہ روٹی (کھانے کا تیل) ان کی نذر
کے سلام و آداب بجا لاتے کہتے ہیں کہ اتفاقاً اس روز پیر صاحب کے گھر میں
روٹی نہ تھی کھانے میں جب وہ روٹی پیش ہوا تو خوش ہو کر فرمایا کہ اے بیٹے آج
ہمارے گھر میں روٹی نہ تھا تو نے لایا (اس خوشی میں) میں نے تمہیں بھی روٹی کر
دیا یعنی تمہارے باطن کی تنگی دور کر کے فقر کی تری تمہیں دی۔ پھر آپ نے سہ

صاحب سے قبول کی گئیں۔

☆ آپ حضرت میاں فیض بخش صاحب قدس سرہ کی خدمت وصحبت میں
بہت دنوں سے بھی بہرہ ور حاصل کیا۔

بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ان سے رخصت ہونے کے لئے تعظیم
و آداب و تسلیم بجا لائے اور روانگی کا ارادہ ظاہر کیا آنحضرت آپ کے آداب
و عاجزی بجا آوری سے راضی و خوش ہوئے اور شفقت فرماتے ہوئے والد محترم
کے دونوں بازو پکڑ کر بغداد کی طرف کئے اور بلند آواز سے آنجناب کی خدمت
روحانی میں عرض کیا کہ اسے ... اس فقیر کے بازو تھام لیجئے۔

جب یہ عرض بھی آواز دی تو آنجناب (حضرت غوث صمدانی قدس سرہ)
کی بارگاہ میں قبول ہوئے۔ (حضرت میاں فیض بخش صاحب نے) آپ کو
بازو دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "میں نے تمہارے دونوں بازو حضرت
غوث صمدانی قدس سرہ کے ہاتھ میں دیے اور تمہیں آنجناب عالی قدر کے سپرد کیا
اب ظاہری جو باطنی (کاروباری) کرے گا اور ترک ادب کرے گا سرنگوں ہو
جائے گا اور تمہارا نام تیرے روا ... تک جائے گا اور ... میں پر رائی ہوگا" چنانچہ دوام
حال فیضان ظاہری ایسا ہی ہے جب آپ بالغ ہو گئے اور ظاہری و باطنی علوم
میں کمال حاصل کر لیا تو سجادہ نشینی آپ کے حوالے کر دی گئی۔

☆ ایک روز میرپور کی طرف جا رہے تھے راستے میں ایک خادم کا گھر تھا

خدمت میں سرگرم ہو گئے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

۵۵ موضع مہار کا رہائشی خان محمد خان نام کا ایک شخص حاکم تھا اور وہ ان دنوں سرکاری (اور لوٹ مار) کا پیشہ اختیار کیے ہوئے تھا ایک روز مال مویشی لوٹ کر اپنے چارپائیوں کو ... اور چرواہوں کے ساتھ نا انصافی ... چرواہوں میں سے سواری کے ایک چرواہے نے والد صاحب کی خدمت میں پہنچ کر فریاد کی اور آہ و زاری کرتے ہوئے اپنے احوال بیان کیے اور اس بے چارے نے خود کو آپ کے قدموں میں ڈال دیا۔ آنحضرت (والد گرامی میاں شمس الدین) رحم کرتے اور ترس کھانے والوں میں سے تھے۔ اس کے حال پر رحم کرتے ہوئے ہمراہ لے اور موضع مہار میں خان مذکور کے پاس پہنچ کر اسے فرمایا کہ "سواری کے مویشی واپس کر دو" ہر چند آپ نے فرمایا لیکن خان مذکور انکار کرتے ہوئے آپ کے فرمان کو ... تسلیم نہ کیا ... اور صاف جواب دیتے ہوئے کہنے لگا کہ "آپ سواری کی حمایت (اور سفارش) کیلئے آتے ہیں اگر ایسا ہی دور (...) رکھتے ہیں تو میرا یہ بازو توڑ دو" جب آپ نے اس کا یہ گستاخانہ کلام سنا تو غضبناک ہو گئے اور فرمایا کہ "ہم تو سواری کی حمایت کے لیے ہی آتے ہیں لیکن تیرا انصاف کوئی نہ ہو گا" (پھر فرمایا کہ) "لاٹھی وہ بازو زمین پر مارتی" اور فرمایا کہ "مجھ جیسے کا سر کاٹنا چاہتے ہو" پھر فرمایا کہ اسی طرح غصے میں وہاں

وہاں جا کر قیام فرمایا وہ خادم اپنے گھر کی تعمیر میں مشغول تھا اور اس دن مکان کے دوسرے لوگ بھی چھت ڈالنے کے لیے وہاں جمع تھے جب چھت ڈالی گئی وہ خادم مہمانوں کی خدمت میں مصروف ہو گیا اور ان کو کھانا کھلانے لگا جب کہ والد گرامی (حضرت میاں شمس الدین) کو بالکل نہ پوچھا اور ان کی خدمت میں بھی حاضر نہ ہوا وہ خلیفہ جو والد صاحب کے ہمراہ تھا اس خادم کے رویے سے تنگ دل ہوا کسی نے اس خادم کو کہا کہ میاں صاحب کی خدمت بھی بجا لاؤ اور کھانا پیش کرو اس نے جواب میں کہا کہ میاں صاحب کو بھی دوں گا لیکن وہ تو فارغ بیٹھے ہیں جب کہ یہ لوگ سارا دن کام کرتے رہے ہیں اور اس نے آپ کو حقارت کی نظر سے دیکھا اچانک آپ (اس کے حقیر سمجھنے کے) رویے سے اجلال میں آ گئے اور فرمایا کہ "ان کا کام تو دیکھ چکا ہے جواب ادا کا ہم بھی" اور خلیفہ اور دو فرمایا کہ "حضرت سرکار (پیر شاہ غازی قلندر) بیٹھے ہیں اور انہوں نے اس نئی چھت کے اوپر لات مبارک ماری ہے" (آپ نے ابھی یہ فرمایا ہی تھا کہ) اچانک وہ چھت نیچے گر پڑی اور لوگوں کی ہلاکت کا خوف پیدا ہو گیا (کیونکہ تمام لوگ اس چھت کے نیچے دب گئے تھے) چنانچہ (یہ) سب لوگ آ کر آپ کے قدموں میں گر پڑے اور مدد و استعانت و دعائے خیر چاہی (ان کی معذرت و استغفار پر آپ نے معاف فرما دیا اور) آپ کی دعا سے سب لوگوں نے سلامتی کے ساتھ اس مصیبت سے چھٹکارا پایا اور اس آزمائش کے بعد عاجزی و شرمندگی کے ساتھ سر زمین پر رکھ دیا

سے چلے آئے اور اپنی مسند پر جا پہنچے۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں ولی داد خان نامی
موضع بوجھن کا کوتوال تھا۔ اتفاقاً کسی نے اسے کہہ دیا کہ خدا بخش خان تمہیں آج
اور قتل کرنا چاہتا ہے، یہ خبر سن کر وہ آپے سے باہر ہو گیا اور اپنے مسلح آدمی لے
کر سہ پہر شب خون مارا اور خدا بخش خان کو اس کے بیٹے سمیت قید کر کے
قلعے میں لے آیا اور قتل کر کے (بلندی سے) نیچے پھینک دیا۔

☆ موضع برکت میں موجود ایک کنویں کا پانی مدت سے خشک ہو گیا تھا حتیٰ
کہ تری بھی باقی نہ رہی اس گاؤں کے لوگوں نے مٹی وغیرہ نکال کر پانی نکالنے کی
کوشش کی لیکن وہ جس قدر بھی کھودتے تھے پانی نہ پاتے۔ ایک روز کسی وجہ سے حضرت
والد صاحب اس کنویں پر سے گزرے لوگوں نے آپ کو دیکھا تو ہجوم بڑھ گیا اور
آپ کی خدمت میں درخواست پیش کی اور کہا اے کامل مرد! آپ کا وجود باعث
چشمہ فیض ہے جب کہ ہم تشنہ لب (اور پیاسے) ہیں کسی قسم کے چارے اور
حیلے سے نا امید ہو کر ہم نے آپ کے دامن کو تھاما ہے آپ ہمیں اس کنویں
سے پانی عطا فرمائیں۔ جب آپ نے ان کی عجز و زاری کو دیکھا تو جوش میں
آ گئے سانس باہر کھینچا اور فرمایا کہ "سب کنویں سے باہر آ جاؤ کدالیں اور
پھاوڑے چھوڑ دو اور اپنے گھروں کو چلے جاؤ اور کل صبح آ کر دیکھو ان شاء اللہ
کنویں سے پانی پاؤ گے۔"

انہوں نے ایسا ہی کیا (اور) صبح آ کر دیکھا تو ویسا ہی پایا کہ پانی ایک گز اوپر آ گیا تھا۔

☆ ایک روز آپ نے ایک نوجوان (جولاہے) سے کسی سائل کے لیے
ایک کرتا طلب کیا اس نے انکار کر دیا اور بے پروا ہو کر چلا گیا جب رات ہوئی وہ
اپنے گھر آیا اور دروازہ بند کر کے سو رہا۔ ایک شیر اس کے گھر کی چھت
اکھاڑ کر اندر گھس آیا اور سارے ریوڑ کو چیر پھاڑ کر کھا گیا اور باقی ماندہ کو
زخمی کر کے دروازہ اور ان کا ڈھیر دروازے کے سامنے لگا دیا۔ دن چڑھے جب
صبح کو اٹھا اور اس نے دروازہ کھولنا چاہا تو وہ نہ کھلا بڑی مشکل سے کسی طرح
کھولا تو دیکھا شیر گھر سے نکل کر چلا گیا اور اس جولاہے نے ریوڑ کے بچے کھچے
اعضا کا ڈھیر دیکھا تو آپ کی خدمت میں پہنچ کر اس انکار پر معذرت چاہی۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ جناب سید محمد شاہ صاحب میر پور والے کی اہلیہ محترمہ
پاکدامن حصول اولاد کے لیے بڑی عقیدت کے ساتھ آپ کے پاس آئیں۔ ایک
دن وہ پاکدامن آپ کی خدمت میں بیٹھی تھیں کہ ایک آدمی پھولوں کا گلدستہ لے
کر آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے ان پھولوں سے تین پھول اٹھا کر اس
عصمت پناہ خاتون کی جانب پھینکتے ہوئے کہا "اے پاکدامن انہیں پکڑ لے اور
دامن میں بند کر دے" اس معصومہ نے راستے ہی میں وہ پھول اپنے دامن میں
پکڑ لیے اور زمین پر بند کر دیے۔ آپ نے فرمایا کہ "جاؤ اور مراد مند ہو جاؤ"
آپ کے اس کلام کی برکت سے ان کو تین فرزند ہوئے۔ سید حیات علی شاہ اور
ان کے بعد ایک معصومہ بیٹی یعنی بی بی حج بیگم صاحبہ اور تیسرے سید باقر علی شاہ

"جن کی شجاعت مسلم، جو سخاوت سے موصوف، خوبصورت اور خوب سیرت تھے
مردانگی کی مروّت اور بے مثال قوت و طاقت کے حامل تھے" پیدا ہوئے۔

☆ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ دریا میں طغیانی کی وجہ سے طوفان آگیا اور دریا کے کنارے پر موجود بہت پانی میں ڈوب گئے، جھلیں اور درخت جڑوں سے اکھڑ کر دریا میں بہتے چلے جارہے تھے اور دریا کی تہ دیار کی لکڑیوں سے بھری ہوئی تھی۔ ان دنوں دریا میں بہتی ہوئی لکڑیاں کسی حاکم (یا حکومت) کے تصرف میں نہ ہوتی تھیں جو چاہتا (نکال کر) اپنے مصرف میں لے آتا۔

(حسب معمول اس طوفان میں بھی) کثیر تعداد میں لوگ دریا کے کنارے پر چھوٹی بڑی لکڑیاں پکڑ رہے تھے۔ آنحضرت کو بھی دیار کی ایک بڑی لکڑی کی ضرورت تھی اس لیے آپ بھی دریا پر چلے آئے۔ اور لکڑی پسند کرنی شروع کر دی پالا تو چوہدری شمشیر خاں کی (لکڑیوں میں سے) ایک بڑی لکڑی پسند کرکے اس سے طلب کی کیونکہ وہ اس کے تصرف میں تھی اور وہ آپ سے دل و جان کے ساتھ محبت کرتا تھا۔ اس محب صادق نے خوش مزاجی اور خوش طبعی کے طور پر آپ کو کہا کہ " مجھ سے طلب کر رہے ہیں دریا سے کیوں نہیں مانگتے حالانکہ دریا میں بے شمار لکڑیاں ہیں جبکہ کنارے پر موجود لکڑیاں تو لوگوں کی پکڑی ہوئی (اور ان کی ملکیت) ہیں۔ اور اس نے اس لکڑی کی طرف اشارہ کیا جو کنارے سے بہت دور دریا میں بہتی چلی جارہی تھی اور آپ کو کہا کہ وہ لکڑی

طلب کرو وہ کنارے پر لاکر کام میں لاؤ (یہ کہہ کر) وہ اپنے گھر چلا گیا (آپ حضرت
کی طرف متوجہ ہوا۔

تو آپ نے (اس لکڑی کو) مخاطب کر کے فرمایا کہ " اے دریا کی لکڑی ادھر آ کر ہم تیری آمد کے منتظر ہیں " جب آپ نے اسے با آواز بلند پکارا تو باامر خداوندی وہ لکڑی دریا کے کنارے پر آ کر ٹھہر گئی۔

اس کرامت اور خرق عادت سے مخلوق حیران رہ گئی اور آپ اس لکڑی کو کام میں لائے۔

☆ ایک شخص فضل خان قوم مرویال کوہستان سے پھرتا پھراتا آیا اس کے پاس کافی بھینسیں تھیں جنہیں چرانے کیلئے اپنے اہل و عیال اور تمام مال و اسباب سمیت بیلہ نتھیاں میں دریا کے درمیان (خشک جگہ پر) سکونت پذیر ہو گیا ایک دن کسی کام کے لیے اس کنارے آیا ہوا تھا، اچانک شدید بارش کی وجہ سے عظیم طوفان اور پانی کا بہت بڑا ریلا آگیا، یوں معلوم ہوتا تھا کہ طوفان نوح علیہ السلام کا نمونہ ہے مچھلیاں، سانپ، شیر اس کا شکار ہو کر رہ گئے جڑ اور درخت غرق آب ہو گئے۔ ریچھ، چیتے، اژدہے، مگرمچھ اور دیگر رنگارنگ جانور زندگی و موت (کی کشمکش) میں (بہے چلے) جارہے تھے اور دریا کا پانی درختوں کی چوٹیوں سے گزر رہا تھا، فضل خان نے جب خوفناک طغیانی کو دیکھا بیوی، بچوں کی ہلاکت اور مال کی بربادی کے خوف سے غمناک ہو کر پرنم آنکھوں سے آپ

کر آپ واپس آ گئے۔ جب رات ہوئی بے شمار سپاہی اس کے ارد گرد کھڑے
اس کے لیے پکڑے ہوئے تھے کہ (قیدی) فضل نے خواب میں دیکھا کہ آپ اس
کے سر پر کھڑے فرما رہے ہیں کہ "اٹھو اور بھاگ جاؤ میں نے تیری زنجیر کھول دی
ہے" وہ بیدار ہوا ہاتھ زنجیر کو لگایا تو دیکھا کہ وہ کھلی ہے ڈر گیا اور کرامت نہ
مانی اور پھر سو گیا۔ دوسری بار پھر خواب میں اسے بشارت دی کہ اٹھو وہ اٹھا اور
بھاگ گیا (پاسبانوں کو بعد میں پتہ چلا کہ قیدی بھاگ گیا تو) ہر چند کہ سپاہی اس
کے پیچھے پکڑنے کے لیے دوڑے لیکن وہ ہاتھ میں نہ آیا۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ دھتو نام کا ایک ہندو لڑکا بے حد مفلس اور غریب
تھا (لوگوں کی) بکریاں چراتا اور روٹی (حاصل کر کے) کھاتا تھا (بس یہی اس کا
ذریعہ معاش تھا) وہ اللہ گری کو سلام کرنے کے لیے آیا کرتا تھا ایک روز آپ کو اس
کی حالت پر رحم آیا اور اسے اپنے ہاتھ وہاں کاٹنے کی چھری دے کر فرمایا کہ
"دھتو رائے جاؤ فقیر کی چھری پکڑو اور ملک پر حکومت کرو" اس دن کے بعد
دلاور گلاب خاں کے پاس اس کی نوکری منظور ہو گئی (اور وہ امیر دربار) قرار دیا
گیا اور دھتو رائے کے خطاب سے مشہور ہو گیا چنانچہ اب تک اس کے
فرزندان منصور (کالپی)، تحصیلدار وغیرہ ہیں۔ اس نے تمام عمر بڑے کروفر، دولت و جاہ
اور (دنیا کی) مصاحبت میں گزاری۔

☆ ایک شخص تپ چہارم میں مبتلا تھا اس مرض سے تنگ آ کر ایک روز پیلہ

کی خدمت میں آیا اور آپ کے حضور روتے چلاتے عرض حال کیا اس کی گریہ زاری
سے آپ کے دل میں رحم آیا اور فرمایا کہ "اے فضل خان فضل کا مرض خون کھاتا ہے
اور ہم نے اپنا ہاتھ سامنے رکھا ہوا ہے۔ اسی سمت جو فقیر تمہاری مدد کو پہنچا ہے
اب کوئی دوسرا دل میں نہ لا ان شاء اللہ تعالیٰ تمہارے مال و اسباب اور دولت کو
کوئی نقصان نہ پہنچے گا سب سلامتی پائیں گے۔ (چنانچہ) ایسا ہی ہوا یعنی اس کا
تمام مال و عیال سلامت رہا فضل خان اس کرامت سے غلام اور معتقد ہو گیا۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ فضل داد خان نام کا ایک راجہ تھا جو آپ سے صدق دل سے محبت رکھتا
تھا آپ بھی اس پر کمال نظر شفقت رکھتے تھے ایک روز اس نے فضل داد ایک زمیندار
قید کر لیا اور بڑی مضبوط زنجیر (اس کے پاؤں میں) ڈال دی اور محافظ پاسبان اس کے
سر پر کھڑے کر دیے۔ اس (معتقد زمیندار) کا کوئی آدمی آپ کی خدمت میں آیا اور
روتے ہوئے (صورت حال) عرض کی۔ آپ اس کے حامی و مددگار ہو کر اس راجہ
کے پاس جا پہنچے اور فرمایا اے فضل داد خان! فضل کو اپنے فضل کے ساتھ کھل
دے اور اسے اس قید سے رہا کر دے ہم اس کی سفارش کے لیے آئے ہیں۔ اس
نے کہا یا حضرت! پانچ صد روپیہ لوں گا اس کے بغیر اس کا چھٹکارا مشکل دکھائی
دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ "ٹھیک ہے۔ اپنی فوج اور ان محافظوں کو جو اس (کی
نگرانی) کے لیے اس کے پاس موجود ہیں کہہ دے اور خبردار کر دے کہ فقیر آج شب فضل
کو رہا کر دے گا پہلے ہی انہیں کہہ دے تا کہ پھر تمہیں کوئی افسوس نہ ہو۔" یہ

میں گیا اور سا گیں لدھا شاہ ولی صاحب کے مزار پر ٹھہرا اور سو گیا خواب میں دیکھا کہ حضرت سرکار دھری والا صاحب اسے فرما رہے ہیں کہ فلاں گاؤں اور میرے پوتے (میاں شمس الدین) کے سامنے آگ جلا کر وہ گرمی حاصل کر اور تجھے تپ سے نجات مل جائے جب یہ آدمی بیدار ہوا اس نے ایسا ہی کیا تو بخار سے نجات مل گئی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اولیاء اللہ کی بارگاہ میں آپ کی کیسی عزت ہے۔

☆ ایک دفعہ لوگوں کی بھیڑ بکریوں میں ایک وبا پھیلی کہ اس سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہ رہی تھی آپ (اس وقت) موضع نعت میں تھے ایک شخص نے آپ سے درخواست کی کہ بکریوں کی وبا جس کا نام پیروسی ہے اور کر پھیل گئی ہے آپ میرے ریوڑ پر نظر فرمائیں آپ نے اس کے ریوڑ کی جانب نظر کرتے ہوئے ایک چھوٹا پتھر ہاتھ میں اٹھا کر اس ریوڑ کے بارے میں پھینک دیا اور فرمایا پیروسی اس ریوڑ سے دور ہو جا اور پھر نہ آنا کہتے ہیں کہ اس وقت سے تاحال اس کے ریوڑ پر یہ آفت کبھی نہیں آئی۔

☆ ایک دن رہتاس کے علاقے میں کسی کام کے لئے جا رہے تھے آپ کے ہمراہ کافی سارے لوگ بھی تھے ان میں سے ایک سید رکن عالم شاہ بھی ہم رکاب تھے ایک گاؤں میں گئے تو دیکھا (ایک جگہ) بہت سے لوگ جمع ہیں اور گھر سے روتے ہوئے (کچھ لوگ) باہر آ (جا) رہے ہیں آپ نے ان لوگوں سے کہا کہ ہمارے قیام کے لئے چارپائیاں اور گھوڑے باندھنے کیلئے سامان

مہیا کریں، دیہات کے لوگوں نے جواب میں کہا کہ ہمیں ایک مشکل درپیش ہے اگر آسان ہو تو ہم خدمت بجا لائیں گے ورنہ نہیں آپ نے پوچھا کہ وہ کیا مشکل ہے انہوں نے عرض کیا کہ ایک عورت چند دن سے درد زہ سے دوچار ہے اور لاعلاج ہے اور اب وہ جاں بلب (اور قریب المرگ) ہے آپ نے یہ بات سن کر سید رکن عالم شاہ سے فرمایا کہ آپ سید ہیں اس عورت کے شکم پر اپنا ہاتھ پھیریں اور بچہ باہر لائیں ورنہ یہ کوئی باہر لاتا ہے۔ شاہ صاحب نے (کہا کہ) میں آپ کی قوت (روحانی) کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی آپ کی ہمسری (برابری) کا دعویٰ رکھتا ہوں آپ اس بات سے ان سب لوگوں پر مہربان ہوئے اور دعا فرمائی تو اس عورت سے خیر و عافیت کے ساتھ فرزند متولد ہوا۔

☆ ایک روز ایک ساربان (اونٹوں کا رکھوالا) ایک درخت پر چڑھ گیا اور اس نے اس درخت کو کاٹنا شروع کر دیا۔ آپ نے تحمل کے ساتھ اسے منع کیا۔ اس ساربان نے آپ کے فرمان عالی پر عمل نہ کیا ہر چند روکنے کی کوشش کی لیکن وہ باز نہ آیا تو آپ غضب ناک ہو کر فرمایا کہ "خبردار رہنا" (آپ یہ فرما کر) اس طرف سے تشریف لے گئے جب آپ اس سے اوجھل ہو گئے تو وہاں ساربان درخت سے نیچے گر پڑا اور اس کی ایک ران ٹوٹ گئی اور وہ نالہ و فریاد اور آہ و فغاں کرنے لگا آپ اس کی فریاد سن کر فوراً اس کے سر پر پہنچ گئے اور اسے گھر پر ٹھہرا کر اس کی خدمت (اور علاج معالجہ) کراتے رہے کیونکہ اس کے ہمراہی اسے چھوڑ کر چلے گئے

تھی اس کے لیے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے سوا کوئی چارہ نہ تھی۔ واللہ اعلم بالصواب

☆ بیان کرتے ہیں کہ شمشیر خان چوہدری جو آپ کا مخالف اور اہل غرض سے تھا، ایک روز (اس کی گستاخانہ حرکت پر) بطور تنبیہ فرمایا وہ (گستاخانہ انداز میں بے پرواہ ہو کر) چل دیا جس کی بنا پر آپ نے ناخوش ہو کر اسے فرمایا "جا تو جذامی ہو جائے"۔ آپ کے اس فرمان کے تھوڑی ہی مدت بعد اس پر مرض جذام ظاہر ہو گیا اور وہ اس بیماری سے تنگ اور لاچار ہو گیا۔ آخر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر چہرے سے پردہ اٹھایا اور اپنے وجود کو دیکھتے ہوئے حیران و پریشان ہو کر توبہ و استغفار اور آہ و زاری کرتے ہوئے آپ کے قدمین مبارک پر گر پڑا۔ آخر آپ نے اس پر رحم کرتے ہوئے ہاتھ مبارک پھیر کر فرمایا "کہ (کسی بھی صورت میں) چاند کی پہلی اور جمعرات کو دربار اقدس (حضرت غازی قلندر علیہ الرحمہ) کی زیارت کیا کرنا انشاء اللہ اس مرض سے شفایاب ہو جاؤ گے۔ چنانچہ اس نے شفا پائی اور دوسرے لوگوں کے ساتھ کھانا پینا شروع کر دیا۔

☆ جب دولت رام چگان راجپوت لاہور کے نواح میں قتل ہوا وہ عید کا دن تھا زوال کے وقت اس کو زوال آیا آپ بھی بوقت ظہر لوگوں میں تشریف فرما تھے کہ اس کے قتل کی خبر اسی وقت لوگوں کو دی اور فرمایا کہ ابھی وہاں سے ایک آدمی نے آ کر یہ خبر ہمیں بیان کی ہے (حالانکہ آپ کے سوا وہ آدمی کسی کو نظر نہ

آیا) لوگوں نے وہ وقت اور دن یاد رکھا چند دن بعد لاہور شہر سے کچھ لوگ آئے اور مفصل بیان کیا کہ وہ رام قتل ہوا تو عید کا دن اور زوال کا وقت تھا۔ لوگوں کو اس کرامت سے پتہ چلا کہ آپ نور باطن سے ملاحظہ فرماتے اور بے شمار خبریں آپ سرکار سے ظاہر ہوئیں غرض شب و روز آپ سے وقوع پذیر ہونے والی کرامات کا شمار دشوار ہے۔

☆ آپ سے روایت ہے کہ حضرت سرکار دھڑی والا کا ارشاد ہے کہ ہمارا جو بھی (اہل طریقت سے وابستہ فرد) سرخ دستار یا بانی جوتا پہنے گا وہ زیادہ عرصہ (زندہ) نہ رہ سکے گا۔ اور یہ بات سچی ہے اور دیکھی بھی ہے کہ ہمارے خاندان کے تین افراد جنہوں نے سرخ دستار اور بانی نعلین پہنے تو جوانی میں ہی ان کی موت کا شکار ہو گئے اور وہ یہ ہیں۔

(۱) ہمارے والد گرامی کے بھائی بابا قادر بخش

(۲) آپ کا بھتیجا میاں مسو

(۳) ہمارے بھائی میاں علی بخش (علیہم الرحمۃ والرضوان)

نیز آپ سے مروی ہے کہ آنحضرت دھڑی والا صاحب قدس سرہ نے فرمایا جو بھی ہمارے خاندان یا میرے سجادہ نشینوں میں سے ہو اسے چاہیے کہ

نماز قضا نہ کرے

زنا نہ کرے

اور عمل میں ریاکاری نہ کرے۔

پھر وہ جو بھی کہے گا خطا نہ جائے گا۔ (یعنی منہ سے نکلی ہوئی ہر بات پوری ہوگی)

☆ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مبارک کنواں (جو احاطہ دربار میں ہے) جاری کرنے کا ارادہ کیا اور شیشم کا درخت کاٹا تو خواب میں حضرت سرکار والا صاحب کو دیکھا جو فرما رہے ہیں کہ ہمارے سر پر شور و غوغا کا آغاز کر دیا ہے۔ آپ کے فرمان کے ساتھ ہی شدید بارش نازل ہوئی اور وہ لکڑی اور شجر بھی غرق ہو گئے۔

واللہ اعلم بالصواب

☆ سواری نام کا ایک نمبردار جو آنحضرت کے خادموں میں سے تھا آپ نے اپنے خدمت گار تاجدار خاں کو اس کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ اس سے ایک بکری کا بچہ لے آؤ نیز اس مقصد کے لئے اس کے نام رقعہ بھی لکھ دیا جب تاجدار خاں سواری کے پاس پہنچا اور مقصد بیان کیا تو اس نے گستاخانہ انداز سے کہا کہ میں بکری کے کئی بچے دے چکا ہوں آج چلا جا ہر روز بکری کا بچہ دینا میرا کام نہیں ہے۔ تاجدار خاں نے اسے کہا کہ یہ رقعہ واپس کر دو کہ میں آپ کو (جا کر) اسے دوں اس کے دل میں کوئی خوف نہ آیا اور رقعہ واپس کر دیا اور کہا کہ میں نے کئی لوگ دیکھے ہیں جو یوں ہی ڈراوے دکھاتے ہیں۔ تاجدار خاں دل گرفتہ ہو کر واپس آیا اور تمام صورت احوال بیان کرنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے سن لیا ہے اس صورت حال پر تم فکر نہ کرو ہم فقیر لوگ ہیں صبر کرنا چاہیے۔ جب رات

ہوئی اور نمبردار سویا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ چارپائی سے نیچے گر پڑا ہے اور ایک گدڑی پوش مرد بصورت فقیر اس کے سینہ پر بیٹھ کر کہہ رہا ہے کہ تم نے کیا کہا کہ میں نے کئی بچے دیکھے ہیں اب ہمیں دیکھ۔" (نیز سواری کو) اس کو تلوار بھی نظر آیا جو اس فقیر کے ہاتھ میں ہے اور وہ اسے ڈرا رہا ہے اور چیرے پکار رہا ہے ہیں تو اس نے خواب میں استغفار کیا اور بزرگوں کی روح کو شفیع بنایا اور عہد کیا کہ علی الصباح آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ جب دن روشن ہوا تو اپنی بصورت نذرانہ بکری کے بچے سمیت فریاد اور آہ و زاری کرتے ہوئے روانہ ہو آپ کی خدمت اقدس میں پہنچا اور عرض گزار ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ اور ابھی کرو تو میں راضی ہوں گا۔ کل وہ گریہ زاری اور فریاد کرتا ہوا آیا تھا (چنانچہ) جب اس کے قدموں میں آیا تو وہ زار زار شکوہ و شکایت کرتے ہوئے راضی ہوا اور اس کی تقصیر کو معاف کر دیا۔

☆ ایک شب دربار شریف سے کاشانہ اقدس کی طرف اکیلے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک شیر آپ کے سامنے آ گیا آپ کے ہاتھ میں خالی برتن تھا وہی اسے دے مارا اور زبان مبارک سے آواز بھی نکالی شیر چلا گیا اور آپ بسلامت گھر تشریف لے گئے۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے بھتیجے میاں علم دین کا کچھ راتوں سے معمول تھا کہ آدھی رات کے قریب سرکار قلندر کے مزار عالیہ پر چلے جاتے آپ نے

فرمایا کہ سرکار کی بارگاہ میں طلوع صبح کے بعد مغرب تک جانا چاہیے۔ یہ اوقات
خاص انہی کے لیے تھا لیکن انہوں نے آپ کی اس ممانعت پر عمل نہ کیا اور اسی وقت
(رات کو) ہی جاتے رہے۔ ایک مرتبہ خانقاہ شریف میں حاضر ہو کر کھڑے تھے
ان کے کانوں میں ہیبت ناک آواز پہنچی دیکھا تو جنات گروہ در گروہ ان کے سامنے
سے ہیں ڈر کر بھاگے اور آپ کی خدمت میں پہنچ کر ایسے گرے کہ بڑی مشکل سے
کہا جا سکا لیکن (دہشت کی وجہ سے) اٹھ نہ سکتے اور کہتے کہ یہ ہمارے سامنے ہیں
ہم میں کیسے انہوں نے مجھے پکڑ لیں گے یا حضرت والد گرامی نے جب انہیں فرمایا کر
اٹھا ان میں سے کوئی بھی یہاں نہیں ہے۔ جب دیکھا تو کسی کو نہ پایا اور ان پایا۔

مثنوی

جن و انسان ست در فرمان شیخ
جان و جان جن و انساں جان شیخ

جن و انسان سب حضرت شیخ کے فرمان کے تابع ہیں۔ حضرت شیخ
کی جان تو جنوں و انسانوں کی جان کی بھی جان ہے۔

سنگ و آہن نیز در فرمان او
باد و باران ابر ہم گریان او

پتھر اور لوہا بھی آپ کے زیر فرمان ہے۔ چلنے والی ہوا اور برسنے والے
بادل بھی انہی کے فرمانبردار ہیں۔

آتش سوزندہ از وی سوز یاب
ہم شب مظلم ز ایشاں روز یاب

جلانے والی آگ نے انہی سے حرارت و تپش پائی ہے۔ رات کی
تاریکی دن کے جانے میں آپ ہی کی وجہ سے بدلتی ہے۔

ہر کہ او در سایہ ایشاں رسید
شد مطیعش طاعت و دشمن مرید

جو بھی آپ کے سایہ عاطفت میں پہنچ گیا اسے کتنا نیکیوں میں
تحصیل ہو گئے اور دشمن مطیع و فرمانبردار بن گئے۔

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز آپ تشریف فرما تھے کہ ایک سیاہ فام جوان
شخص جس کا نام احمد تھا آپ کے سامنے گریہ وزاری اور عاجزی والا چارہ ظاہر
کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میں دیوان ہری چند کا بازدار ہوں اور ایک شاہین
میرے ہاتھ سے غائب ہو گیا ہے۔ ہری چند کے خوف سے میں نے اسے بہت
تلاش کیا ہے۔ بہت اس کی جستجو کی ہے لیکن حصول مقصد میں کامیاب نہیں
ہوا۔ وہ حاکم بڑا جابر ہے مجھے اس سے جان کا خوف ہے۔ ظاہری چارہ و کار
بند ہو چکا ہوں لیکن دل ہنوز افسردہ و پریشان ہے اب آپ کے قدم میں
حلقہ میں بیٹھا ہوں یا وہ شاہین ہاتھ آئے تاکہ لے جاؤں ورنہ اسی جگہ پر ہی
اچھال دوں گا۔ حضرت والد محترم علیہ الرحمہ نے ہر چند اس کو دلاسا دیا لیکن وہ

رخصت نہ ہوا کیوں کہ حاکم کا خوف اس کے دل میں جاگزیں ہو چکا تھا اور
اس کی جانب جانے کی ہمت نہ پاتا تھا بلکہ آپ کے اقدام مبارک پر گر کر
آہ وزاری شروع کر دی آپ بڑے رحم دل تھے اس پر رحم آیا اور فرمایا کہ جا اس
جگہ پر بھیڑ بکریوں کے گوبر پر بیٹھا ہے۔ جب وہ اس جگہ پہنچا تو دیکھا کہ اس
کا شاہین اسی جگہ گوبر پر بیٹھا ہے۔ گویا امر خداوندی بند جا ہوا ہے اسے پکڑا اور
حضرت والد گرامی کے حضور حاضر ہو کر مرید ہوا اور ہمارے دوست بن گئے ہیں اور
غم دنیا سے آزاد ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور اب بھی ہم سے محبت رکھتا ہے۔

☆ موضع ٹرمادہ میں جہاں آنحضرت کے خادموں کی سکونت بھی ہے ایک
شخص اپنے بیٹے کی شادی کی تیاریوں میں مصروف تھا جب شادی کا دن آیا محمد
خان حاکم موضع چاپال سے اٹھا اور لشکر لے کر ان پر آ پہنچا اور باپ بیٹے کو گرفتار
کر کے لے گیا باقی لوگ والد محترم کے پاس فریاد لے کر حاضر ہوئے آپ اسی
وقت ان کے قریب (کسی دیہات میں) تھے ان کے ہمراہ ہو لیے اور محمد خان
کے پاس جا کر فرمایا کہ ان دونوں کو رہا کر دو اور ان سے جو چاہتے ہو اس کی
ضمانت ہم دیتے ہیں۔ اس نے قبول نہ کیا بالآخر غضبناک ہو کر فرمایا کہ خبردار
یہ دونوں اس فقیر کی مدد سے رہا ہو جائیں گے اور انشاءاللہ تیرے لیے بھی
ایسی ہی صورت درپیش ہونے والی ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ وہ دونوں گرفتار
(باپ بیٹا) موقع پا کر نکل گئے اور ان میں سے کوئی ان کے ہاتھ نہ آیا البتہ

اس پر عتاب یوں ظاہر ہوا کہ جب محمد جمعہ خاں کے بیٹے کی شادی کا دن
آیا تو اچانک حاکم نے آ کر اسے بیٹے سمیت گرفتار کر لیا اور (اس علاقے
کی) حکومت بھی اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔

اس محمد جمعہ نے بڑھاپے اور ضعیفی میں ایک جوان عورت سے نکاح
کیا اس عورت نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے اولاد عنایت
ہو۔ آپ نے اس پر مہربان ہو کر فرمایا کہ انشاءاللہ تعالیٰ تجھے اولاد ہوگی اس فرزند
کا نام فقیر بخش رکھنا۔ چنانچہ فرزند متولد ہوا اس کا نام فقیر بخش ہے اور وہ دیہات
کا چوہدری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆ کہتے ہیں کہ ایک دن آپ ماہ رمضان المبارک میں موضع چاپال میں
تشریف فرما تھے چھوٹے بڑے بے شمار لوگ آپ کی مجلس میں قدمین مبارک پر نظر
رکھے حاضر تھے اتفاقاً عوام و خواص کے حق پر روزے کا ذکر چل نکلا کہ فلاں روزہ
دار ہے اور فلاں بغیر روزے کے ہے۔ فرمایا کہ ایک ہاتھ والا بھی موجود تھا آپ
نے اچانک اسے فرمایا کہ تو روزہ کیوں نہیں رکھتا اس نے جواب میں کہا کہ میں
روزہ دار ہوں آنحضرت نے فرمایا تو روزہ نہیں رکھتا اگر چاہے تو ہم گواہی لے
لیتے ہیں اس نے کہا کہ یہ لوگ مجھ سے عداوت رکھتے ہیں آپ کے دعویٰ پر آپ
کے خوف سے گواہی دے دیں گے آنحضرت نے فرمایا کہ اگر کوئی غیر جانبدار
مہمان گواہی دے دے تو قبول کرے گا یا نہیں کیونکہ وہ تو ہمارے خوف اور

تمہاری عادات اور ریاکاری سے پاک ہے اس نے کبھی غیر حق کی گواہی
کیسے قبول نہ کروں گا تو آپ نے (ایک بکرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے)
فرمایا کہ میری گواہی پر گواہ ہو کر غریب یار وزہ دار شخص اور میرا دعویٰ درست ہے
اچانک ایک طرف سے بکرے نے اس انداز سے بلند آواز نکالی گویا کہ وہ بھی
کرتے ہوئے ہاں کہہ رہا ہے سب لوگ حیران رہ گئے اور اس کرامت کے قائل
ہو گئے اور وہ شخص بھی اس کرامت کی وجہ سے ندامت و شرمندگی کے ساتھ توبہ
پر گر گیا اور توبہ و استغفار کرنے لگ پڑا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆ ایک دن اس علاقے میں پانی کے کنارے پر تشریف فرما تھے بہت سے
لوگ آپ کے گرد حلقہ لگائے ہوئے تھے جیسے چاند کے گرد ہالہ ہوتا ہے اتنے
میں شاہ رفیع الدین جو صاحب کرامت تھے آپ کی ملاقات کو آ گئے آپ ان
کا استقبال بجا لائے اور اپنے پہلو میں بٹھایا محبت آمیز گفتگو فرماتے ہوئے
اچانک حضرت والدی کرم کی نگاہ قریب کے عظیم پہاڑ پر پڑی تو فرمایا کہ اس
بلند پہاڑ کی چوٹی سے ایک (بڑا) ٹکڑا الگ ہو کر نیچے آ پڑے اور اس (ٹکڑے)
سے چند ٹکڑے (مزید الگ ہو کر) اڑتے ہوئے نیچے آ گریں تو کیا تماشہ ہے
گا۔ (اس فرمان کے) ایک لمحے بعد ہی اس پہاڑ کی چوٹی سے ایک بڑا ٹکڑا
جدا ہو کر گرا اور اس سے بھی چند ٹکڑے الگ ہو کر اڑتے گرتے نیچے آئے اور ان
سے خوفناک آواز گونج اٹھی جب شاہ صاحب اور دیگر لوگوں نے اس خرق عادت
اور کرامت کو دیکھا تو آپ کے سامنے سر جھکا دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مثنوی

شیخ باشد حاکم کوہ و کوان
گر بخواہد جنبش او آید دوان

اگر کوئی بڑا عالم بھی آپ کے سامنے آ کر [illegible] تو وہ کوہ
ویران اور ریاستوں کا حکمران بن جائے۔

فہم گشتی میکند ہر ذرۂ
گاہ عیش و عیش و گاہ ذرۂ

آپ ہر ذرے کو سمجھداری کی باتیں کرنا سکھا دیتے ہیں۔ خواہ کوئی
جنس ہوں یا بکریاں اور بھیڑیں۔

سنگ و بیدم ہم درخت و کوہ ہا
زیر حکم اوست روز راہ ہا

پھر ریت کنکریاں اور درخت یکسر اس پہاڑ بھی آپ کے تابع فرمان ہیں اسی
طرح تمام راستے بھی آپ کے حکم کے تحت اور آپ کے تصرف میں ہیں۔

گر بگوید کوہ را در ہم شکن
ریش خود در قلب غیر افگند

اگر آپ پہاڑ کو حکم دے دیں تو وہ پھٹا کرتا ہے۔ اور شیر (جیسا خوفناک درندہ)

بھی اپنی دم ہلا کر آپ سے وفاداری کا اظہار کرتا ہے۔

شیر بکرو غنم او پلنگ

سنگھا گرد ہاہر او پلنگ

آپ کے حکم سے چیتا بھی تکبر اور اپنا جنون ترک کر کے بے بس ہو جاتا ہے۔ آپ کے فرمان پر پتھر بھی واپس پلٹ جاتے ہیں۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ سائیں سنتوں رام کا ایک فقیر جو صاحب برکت اور حضرت سائیں تجر یا نو صاحب چوکھال کا طالب تھا چاواں گاؤں میں چلہ کشی کے لیے بیٹھا تھا حضرت والد گرامی سیر کرتے ہوئے موضع جھلن میں تشریف لائے اور چوہدری غلام کے گھر میں رہے کہ ایک دن آپ کی مجلس میں اس فقیر کا ذکر ہوا اور اس کے اوصاف کے بیان میں مبالغہ آمیزی ہوئی آپ نے اس فقیر کو طلب کرنے کے لیے خادموں میں سے ایک آدمی کو بھیجا جب وہ اس کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ حضرت میاں صاحب چاواں جھلن دربار سرکار دھری والا موضع جھلن میں تشریف فرما ہیں اور آپ کو یاد فرماتے ہیں آپ اٹھیں اور جلد از جلد میرے ہمراہ ہو کر ان کے پاس چلیں جب اس فقیر نے یہ حکم سنا تو سرکشی اور تکبر سے جواب دے کر کہا "میں نہیں جانتا کہ میاں صاحب کون شخص ہے جاؤ چلے جاؤ" وہ خادم ناچار ہو کر واپس آیا اور اس فقیر کا گستاخانہ کلام بیان کیا آپ نے غضب ناک ہو کر چند آدمیوں کو دوبارہ بھیجا کہ جاؤ اور اسے پکڑ کر لے آؤ جب یہ خادموں نے وہ

ان سے کہا اس نے پھر انکار کیا اور گاؤں کے لوگوں کو خبر کر دی اور خود بھی ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر آ گیا اور ان قاصدوں کو زبردستی وہاں سے نکال دیا وہ آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور اپنی تمام مشکل بیان کر دی آپ نے غضب ناک ہو کر فرمایا کہ میں نے "چاواں کو ایسا شکست و ریخت سے دوچار کر دیا کہ قیامت تک آباد نہ ہو گا"۔

چنانچہ اس وقت تک وہی صورت درپیش ہے کہ مذکورہ گاؤں کے مالکان اور دیگر باشندے وہ گاؤں اور دوسروں کے تصرف میں ہے واللہ اعلم بالصواب

☆ ایک روز اس فقیر (مؤلف کتاب) کے جد (سائیں غلام محمد) کا اور والد گرامی اکٹھے تشریف فرما تھے اور مجلس میں کوئی غیر آدمی موجود نہیں تھا اچانک والد گرامی نے فرمایا کہ سائیں صاحب جناب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے سکھوں کی حکومت کو تین ماہ سے بدلا جا چکا ہے لیکن ابھی تک تبدیلی کا ظہور نہیں ہوا آخر ان کی حکومت کس وجہ سے قائم ہے؟ حضرت صاحب و شیخ سن سائیں صاحب نے فرمایا کہ آپ جیسے کسی مرد نے ان کی حکومت کو تھاما اور سنبھالا ہوا ہے سنا ہے کہ تین چار ماہ کے بعد سکھوں کی حکومت ختم ہو گی اور انگریزوں کی عملداری قائم ہو گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆ آپ کا رحم و کرم اور علم و بردباری اس قدر تھی کہ جب کسی کو بیمار دیکھتے تو آپ کو اس پر رحم آ جاتا ایک دفعہ برادر محترم جہاں گشت کے ہاتھ سے ایک گیدڑ

معتوب و مقروض ہو کر گر پڑا (اور پکڑا گیا) آپ نے اسے دواؤں کے پانی سے آزاد کروا دیا اور وہ معجون جو خود کھاتے تھے اسے بھی کھلاتے رہے یہاں تک کہ ہوشیار ہو کر چلا گیا۔

ایک دفعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ شکاریوں نے ایک جانور جسے ہندی زبان میں گھگھو کہتے ہیں "گھو معتوب کر کے پکڑ لیا آپ کو اس کے حال پر رحم آیا اسے اپنے پاس رکھ لیا اور اپنی معجون کھلاتے رہے اور ہر لحاظ سے دیکھ بھال کرتے رہے۔

یونہی اگر کوئی آدمی کسی مرغ کو ذبح کرنے کے لیے لاتا جب آپ کی نظر اس پر پڑتی اس مرغ کو رہائی دلوا دیتے۔ مختصر یہ کہ آپ کی سخاوت و رحم اور علم بے شماری احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

☆ جب آپ کی رحلت کا وقت آیا ایک روز حالت مستی میں فرمایا کہ مجھے ولایت و دانائی دونوں عنایت کی گئی ہیں اور میں نے دنیاوی امور میں دانائی سے کام لیا ہے ولایت سے نہیں۔

☆ ایک بار عاداً میاں علی بخش کو فرمایا کہ اے بیٹے تیرے اور اس کے درمیان تعلق ظاہر ہو گی جب واللہ گرامی ان کو دیکھتے تو ان کے حال پر رحم و کرم کا معاملہ فرماتے ایک مرتبہ میاں علی بخش صاحب کو فرمایا کہ بیر کا درخت میں تمہیں دیتا ہوں اور اس کنجری کو فرمایا کہ درخت پاس جس کے نیچے ہم بیٹھے ہیں تمہیں عطا

کرتا ہوں (آپ کے بعد) میاں کالو صاحب نے عرض کیا کہ بیر کا درخت تو پھل دار ہے آپ نے وہ میاں علی بخش صاحب کو عطا فرمایا جبکہ درخت پاس سے کیا حاصل ہو گا فرمایا کہ اس درخت پاس سے مہلقات اور تو ہم حاصل ہوں گی آپ کے وصال مبارک کے پانچ یا چھ سال بعد میاں علی بخش فوت ہو گئے اور اس درخت پر ثمان کی آخری دنوں میں آپکا فرمان حال درست ثابت ہوا اور اس کنجرین کو اس درخت پاس کے نیچے کھو مزور سکونت اختیار کرنے کا اتفاق ہوا بے شمار دولت و مہلقات آئی اور شہرت ہو گئی اس حوالے سے بھی آپکا فرمان درست ثابت ہوا۔

☆ ایک شب تشریف فرما تھے اور بے شمار مخلوق آپ کے ارد گرد بیٹھی ہوئی تھی ایک شخص وارد جھنڈا شاہی آپکا محب روتا چلا آتا ہوا آپ کی قدمگاہ میں گر پڑا (کیونکہ آپ سخت بیمار تھے اور اس کے دل میں آپ کی فرقت کا احساس جاگزیں ہو گیا تھا شاید) آپ نے اسے دلاسا دیتے ہوئے فرمایا کہ اے جھنڈا غم نہ کھا اگر میری اولاد کے حق میں بھی ایسے ہی صدق و یقین رکھو گے تو میرے آنکھوں بھی تیری مدد کریں گے ہر گز مجھے مردہ نہ سمجھنا۔

میں نے دیکھا اور سنا بھی ہے کہ ان دنوں (حالت علالت میں) حضرت شاہ چراغ (گیلانی) کا یہ شعر اکثر ورد زبان رکھتے۔

ورد کسی سنگ اوکڑی جھلاں نے کن
کھول نے خصماں ٹلیاں لگی ہوری دے مکھن

ممکن ہے (کہ اس شعر کے ساتھ) حضرت ... صاحب ... کی بارگاہ میں التجائیں کرتے ہوں کہ ہماری رحلت کا وقت قریب آ گیا ہے ہماری ... اور ... وقت ... (زندگی کی مہلت) ... شعر اسی غرض سے کہتے ہوں۔

آپ کی رحلت مبارک ماہ ... ۱۳۲۳ھ میں ہوئی اور آپ کے بعد خلفت ... محترم ... رونق افروز ہوئے اور جن کا ... دنیا میں کی مدد ... سے ترقی پائی ... ان ... سال کا قطعہ تاریخ کہا وہ درج ہے۔

قطعۂ تاریخ

آں خورد دنیا و دیں رفت چو ازیں دہر

اے ہم آں باغش آہ دہر ہر

جب دین و دنیا کا وہ آفتاب دنیا سے چلا گیا تو اس کے غم میں ہر ... ہر ... کا ماتم کرتے ہوئے میں آ رہا ہوں۔

سال وصالش ... بعد ... ہزار

... وحشت ... چو ... چارسو

اس دنیا سے آپ کی ہجرت و رحلت کے بعد جب میں نے وصال کے

سال کا شمار کیا تو وہ ۱۳۲۳ھ تھا۔

... ۳۲ ... کے ... ابجد کے حساب سے سال رحلت معلوم ... ہے۔

قطعۂ تاریخ

آں ... گفت ... خلوت گزیں

... زہ ... کے گفت کجا ... ہیں

جب ... گوشہ خلوت گزیں ہو ... کسی سے ...

... کہاں چلا گیا؟

سال وصالش ... گفت ...

رفت ... ۱۳۲۳ھ ... شمس الدین دنیا و دیں

اس کے وصال کا سال ... نے بیان کیا کہ دین و دنیا کے آفتاب ...

... کی طرف تشریف لے گئے۔

(... شمس الدین دنیا و دیں ... ۱۳۲۳ھ بنتے ہیں)

آپ کے فقراء و خلفاء کا تذکرہ

حضرت سائیں بارا رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے بعد آپ کے خلفاء و خدام بہت زیادہ تھے لیکن اختصار کے ساتھ آپ کے ایک یا دو خلفاء کا تذکرہ ہوگا کہ "مشت نمونہ از خروارے" (یعنی ذرا سے نمونے سے ہی کل چیز کی اصلیت معلوم ہو جاتی ہے)

آپ (حضرت سائیں بارا) بے ریا مرد اور صدق و صفا کے موتی تھے آپکا مولد علاقہ بار ہے جو قادر آباد اور حافظ آباد کے نزدیک ہے آپکا تعلق گھرالاں قوم سے تھا آپ کے گاؤں کا نام جالی گھرالاں ہے۔ وہاں سے آکر اس علاقے کے راجوں کے پاس پہنچ کر ملازمت کر لی اور سپہ گری کا پیشہ اختیار کیا۔ ایک روز اچانک والد گرامی کی نظر ان پر پڑی جس کی برکت سے دنیاوی تعلقات و معمولات سے بیزار ہو کر آپ کے دست اقدس پر توبہ کی اور آپ کی خدمت میں سرگرم ہوگئے اور قدیم زمانے کے عاشقین کی طرح آپ کے تعظیم و تکریم آداب بجا لانے پر کمربستہ ہوگئے روز و شب آپ کی خدمت کے لیے کمر ہمت باندھے رکھتے اور کماحقہ آپکی اطاعت و فرمانبرداری بجا لاتے۔ اور ہرگز ہرگز تغافل کو اپنے قریب پھٹکنے نہ دیتے۔ ایک روز آپ سے کوئی حرکت سرزد ہوئی یا کوئی ناپسندیدہ بات نکل گئی جس کی وجہ سے حضرت مرشد

ناراض ہوگئے اور ملال خاطر ہو کر فرمایا دور ہو جا میری نظروں سے دور ہو جا۔ جب والد صاحب نے اس پہلو پر مبالغہ فرماتے ہوئے انہیں اپنی نظروں کے سامنے سختی سے دھکیلا تو آپ نے خیال کیا کہ مرشد کے فرمان کو بجا نہ لانا ترک ادب ہے یہ سوچ کر اٹھے اور کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ میں کہاں جاؤں میں جس طرف بھی دیکھتا ہوں آپ کی سلطنت نظر آتی ہے آپ کی نگاہوں سے غائب ہونا میرے لیے ممکن نہیں کیونکہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں آپ کی نگاہ میں ہیں میں جہاں بھی جاؤں گا آپ کے ملک میں ہی ہوں گا آپ حل بیان فرمائیں کہ میں کس سمت چلا جاؤں۔

اس گفتگو سے بحر کرم موج میں آگئے اور انہیں معاف فرما کر اپنی خدمت میں ہی رکھا اور روز بروز ان کے حق میں آپ کی عنایات زیادہ سے زیادہ ہوتی چلی گئیں۔ حتی کہ یہ مستجاب الدعوات ہو گئے۔

☆ ایک روز ایک شخص کو جو کہ قمار بازی میں مشغول تھا آپ سائیں بارا شاہ نے اسے فرمایا کہ ہمارے لیے آگ لا دو تین بار کہنے کے باوجود وہ شخص نہ اٹھا اور اسی کھیل میں لگا رہا آخرکار آپ نے اسے فرمایا کہ تجھے تین کانے ہی آئیں گے اس کے بعد جب بھی وہ بازی کھیلنے کیلئے ہاتھ لاتا تین کانے ہی پڑتے اور اس کی علامت اس قدر عام ہوئی کہ لوگ ہر طرف ان الفاظ سے اس کا مذاق اڑاتے "اسے کانے تین کانے"

مختصر یہ کہ سائیں بارا صاحب صاحب مقامات تھے اور بے پناہ علوم کے مالک تھے۔ اگر کبھی غضبناک ہو جاتے تو ہم نے انہیں جبر اور غضب کرتے ہوئے کسی کے متعلق شکوہ و شکایت طرازی کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ عمر میں والد صاحب سے زیادہ معلوم ہوتے اور ان کے بعد ۱۲۶۹ھ میں رحلت فرما ہوئے۔ آپ کی قبر جہلم اور رہتاس کے علاقے میں موضع کوٹلہ میں دریا کے کنارے کے قریب ہے وہاں باغ اور بستان سرا بھی ہے۔ آپ کی قبر کے مجاور ان کی وہیں سکونت پذیر ہیں

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

حضرت سائیں حضوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مرزا ماشی نام کا ایک مسافر آپکی خدمت سے مشرف ہو کر صاحب نفس و برکت بن گیا اور یار اقدس کی خدمت کرتا رہا اور حضوری کے نام سے مشہور ہوا۔ سائیں حضوری نے اپنے مرشد کی زندگی میں ہی وفات پائی ان کی قبر چہ دیوار کے باہر دوسرے دروازے سے جنوب کی طرف موجود ہے۔

○○○

☆ اسی طرح صاحب نام کا ایک مسافر جو قوم مصلیاں سے تعلق رکھتا تھا آپکی خدمت سے مشرف ہوا اس کا نام (بھی) حضوری پڑ گیا۔ وہ دربار شریف کا مجاور اور جاروب کش بن کر برکت والا ہو گیا۔ ایک رات یہ فقیر مرشد کے

قریب سوئے ہوئے تھے انہوں نے خدمت کیلئے ان کو آواز دی یا ایک دو آوازوں پر بیدار ہوئے تو مرشد نے اپنا عصا اٹھا کر اس خادم کے سر پر مارا تو یہ اچانک اٹھے اور ہائے ہائے کرتے ہوئے سر سامنے کر دیا مرشد رک گئے اور ان کے حق میں خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ اس حضوری فقیر کی وفات ۱۲۹۶ھ میں ہوئی ان کی قبر اپنے مرشد عالی مرتبت کی چار دیواری کے دروازے کے قریب ہے

تذکرہ فرزند آنحضرت

(یعنی سجادہ نشین حضرت میاں بھاول بخش رحمۃ اللہ علیہ)

جب ان کے محترم بھاول بخش صاحب سجادہ نشین مقرر ہوئے اس وقت ایک خوبصورت عورت آپ پر فریفتہ ہو گئی۔ اپنے ایک خادم کے ہمراہ مکان سے روپوش ہو کر فرار ہو گئی۔ اس کے مالکان نے اسے تلاش کرنے کے لئے ہر طرف تلاش کی اور وہ بھی جہلم پر گرفتار کر کے مالکوں کو پہنچا دی گئی۔ اس سبب سے مالکوں نے سجادہ نشین سے پوچھ گچھ کی اس وقت معصوم خان نام کا ایک شخص وہاں موجود تھا سجادہ نشین نے اسے اپنی حمایت کیلئے کہا کیونکہ آپ بے قصور تھے۔ اس نے جواباً تیزی کرتے ہوئے کہا کہ اے فقیر تو لوگوں کی عورتیں لے جائے اور میں تیری حمایت کروں یہ کیسی عقلمندی ہے؟ سجادہ نشین نے اس کی

اس گفتگو سے ملول ہو کر کہا کہ انشاء اللہ تم آٹھ دن کے اندر اندر اسی حاکم کے
ہاتھوں گرفتار ہو گے اگر ایسا نہ ہوا تو مجھے فقیر نہ کہنا۔ ایسے ہی ہوا اور وہی معصوم
خان ذکر سے ... ہوا شکستہ حال اور ... پا کر آپ کے قدموں پر گر پڑا اور
وزاری و توبہ کرتے ہوئے دعائے خیر کا طلب گار ہوا اور خلاصی پائی۔

☆ موضع ... میں حیات نام کی ایک خاتون آپکی بہت خدمت کرتی تھی
لیکن تنگدستی کی وجہ سے سخت پریشان تھی۔ ایک رات آپ نے نیند سے بیدار ہو کر
اسے فرمایا کہ بی بی حیا تو اٹھ تیرے لیے بے شمار رزق آیا ہے۔ چند روز کے بعد اس
کے دروازے پر فراخی آ گئی اور پھر حیات کی زندگی میں اس پر کبھی رزق کی تنگی نہیں آئی۔

☆ ہمارے دور میں حضرت اللہ ... حاکم کی قید میں گرفتار ہو گیا۔ اس کے
قبیلے میں سے کسی نے آپکی خدمت میں آ کر روتے ہوئے صورت حال عرض کی۔
آپ نے فرمایا کہ چپ کر کے چلے جاؤ ایک دو روز میں رہائی پا لے گا بلکہ جو
دوسرے معتقدین کو بھی اپنے ہمراہ لے جائے گا چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

☆ مسجد کی تعمیر بھی انہی کے عہد میں ہوئی۔

اب ہم سابقہ بیان کی طرف لوٹتے ہیں جو اس سے پہلے جاری تھا
(یعنی حضرت دھڑی والا کے مریدوں کے تذکرے کی طرف رجوع کرتے ہیں)

❁❁❁❁❁

تذکرہ حضرت مستان شاہ ولی صاحب

اس علاقے میں ہی ایک گاؤں تھا ہے جس میں سیمونہ نام کی مست
الست والی ایک بیوہ خاتون تھی۔ جس کا ایک فرزند تھا۔ اس فرزند نے حضرت
دھڑی والا صاحب کی نظر کیمیا اثر میں آ کر بیعت کر لی اور فقیر بن گیا۔ حالت
کمال کو پہنچا اور جام الست کا مست ہو کر "مستان شاہ" نام پایا۔ یہ اپنی حالت
صحت اور ہوش کے اختیار سے فقیر تھے۔ جام نوش فرماتے اور چشم کا لباس
پہنتے۔ میاں سیدو نام کا ایک معتقد خادم ان کے پاس رہتا جب وہ کھانا لا کر
روٹی، حلوہ اور طرح طرح کے کھانے لاتا اور حضرت مستان شاہ صاحب کے
سامنے رکھتا تو آپ اپنی لکڑی جسے ہندی میں سونٹا کہتے ہیں اٹھا کر چند سخت
ضربیں اس کے سر پر مارتے اور وہ صادق الیقین بالکل سر نہ ہٹاتا۔ جو بھی
ایک بار ... سب کچھ برداشت کرتا لیکن باہر گرنے نہ جاتا اور خدمت میں
مصروف رہتا۔ حضرت مستان شاہ صاحب جو چاہتے تناول فرماتے اور اس
کھانے میں سے کچھ حصہ لنگر سے اس خادم کو عطا فرما دیتے اور روٹی حلوہ کو
آگ میں ڈال کر جلا دیتے۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آپکے قریب سے ایک زہریلا سانپ گزرا
آپ نے اسے پکڑ کر سر سے لے کر دم تک کھا لیا اور میاں سیدو کو فرمایا کہ "لے

میرا کام سے کبھی فتنہ یہ مکمل کمائی ہے جو اولیا ہی اور گھر بھی [illegible]
دست بستہ ہو کر عرض (غلام) کیا کہ ابھی کوئی ملی [illegible] آپ کا
عمری کیا حال ہے تو آپ نے فرمایا بیٹھو جا۔

☆ مچھر پور کے رہنے والوں میں سے ایک معتبر کی بیوی بڑی صاحب جمال و کمال تھی اور اس کا صورت [illegible] حسن تھا آپ گلی میں اس کے سامنے سے گزرے (تو تھا) آپ کی نظر اس پر پڑی۔ وہ عورت بے اولاد تھی آپ کی نظر کی برکت سے بیٹا ہوا جس کا نام منصور علی رکھا گیا جب [illegible] گزر گئی تو وہ [illegible] قریب المرگ ہو گیا اس کی ماں روتے روتے حضرت مستان شاہ صاحب کے پاس آئی استغاثہ کرتے ہوئے دعا کی طالب ہوئی آپ مراقبے میں تھے لیے کوئی جواب نہ دیا اور [illegible] تھی جس کی وجہ سے [illegible] مگر چلی گئی [illegible] جان معلوم ہوتا تھا اس کی نبض بھی گم ہو چکی تھی۔ وہ بے چاری بچے کے [illegible] کرتی ہوئی (دوبارہ) مستان شاہ صاحب کی خدمت میں آئی اور کہا میں [illegible] کی خدمت کرتی رہی ہوں اور تم بھی مجھ پر نظر کرم [illegible] آپ نے جواب [illegible] بچہ [illegible] ہمارے حق میں دعا بھی نہیں کرتے [illegible] آپ سے محبت [illegible] آپ کی [illegible] تھی کہ اس [illegible] میں [illegible]

[illegible] اٹھایا اور فرمایا کہ میں بغداد شریف میں تھا وہاں ایک بڑھیا [illegible] جوان بیٹا تھا جو سفر کے بہانے سے فوت ہو گیا اس عورت نے عجیب بے حالی کی [illegible] عرش کی جو قبول ہوئی اور اس فقیر کو حکم ہوا کہ اس کے بچے کو زندہ کرو میں اس کام میں مشغول تھا اور تیری فریاد سے غافل تھا [illegible] زندہ کر دیا اب تو چلی جا [illegible] تیرا فرزند بھی زندہ ہے اور [illegible] ہو گا۔ جب وہ واپس گھر پہنچی تو دیکھا کہ اس کا فرزند زندہ ہے اور [illegible] حضرت کی خدمت میں آ کر قدم بوس ہوئی اور جب تک زندہ رہی آپ کی خدمت بجا لاتی رہی۔

☆ حضرت مستان شاہ صاحب کی نشست گاہ میرپور شہر میں [illegible] محلہ کی [illegible] مسجد کے ساتھ ہے جنوب کی جانب سے اس کی ایک سمت بیرون مسجد ظاہر ہے نشست گاہ پتھر سے تعمیر شدہ ہے اور آپ کی آستانہ گاہ اس نشست گاہ کے مغربی جانب موجود ہے اس کو بھی پتھر کے ٹکڑوں سے آراستہ کیا گیا ہے۔

☆ آپ ہمراہ [illegible] دریا کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے ایک روز ایک جوان نے آ کر دیکھا سلام کیا بعد ازاں آپ کیلئے روٹی اور دودھ مقرر کر دیا اور جب تک [illegible] آپ کھانے میں لذت دیتی۔ ایک دن کسی ضروری کام کے لیے گھر میں رہ گیا اور اپنی چھوٹی بچی اور بچے کو دودھ اور روٹی دے کر اس جگہ [illegible] کر بھیج دیا تاکہ وہ آپ کے پاس پہنچا آئیں [illegible] دونوں جوان تھے

راستے میں ہی وہ دو روٹی کھا کر واپس آ گئے اور آپ کو بتایا کہ وہ فقیر کچھ کھا گئے
تھے۔ جب دوسرا دن ہوا پھر وہی صورت حال درپیش ہوئی۔ فقیر کو دن پھر
آیا اور وہ دونوں بھی نیچے اور بچی ہلاک ہو گئے اور ان کی ماں بھی فوت ہو گئی۔
جوان پھر آپ کے سامنے روٹی دو دے کر آیا اور عاجزی و زاری ظاہر کرتے
ہوئے احوال بیان کیا۔ آپ کو اس پر رحم آیا اور فرمایا کہ جو چاہتا ہے بیان کر۔ اس
وقت کوئی دوسرا آدمی شادی کر کے نئی دلہن لے کر آیا تو وہی سرخ پوشاک والی
خاتون اسے پسند آ گئی اس نے کہا کہ میں وہی دلہن چاہتا ہوں اور اس کے گھر
سے اولاد کا طلبگار ہوں۔ آپ نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا اسی طرح ہو جائے گا۔
(چنانچہ) وہ دلہن اس شوہر سے (طلاق لے کر) آزاد ہوئی اور بے اختیار اس
جوان کے گھر میں آ کر سکونت پذیر ہو گئی۔ اور اس جوان سے نکاح کر کے اس کی
بیوی بن گئی اور اسے فرزند پیدا ہوا جو بڑا ہو کر موضع ... میں سکونت پذیر
ہوا۔ وہ جوان اور اس کی اولاد حضرت مستان شاہ کی خادم ہے۔

☆ ایک روز حضرت میاں فیض بخش ساکن موضع کھیوں والی فقیر کے
خادم شد (سائیں غلام محمد) نے بتایا کہ مجھے چپ چارم نے ایسا پکڑا کہ کسی بھی
طریقے سے شفا نہ ہوئی بالآخر میں نے حضرت مستان شاہ صاحب کی خدمت
میں جانے کا ارادہ کیا تاکہ ان سے عرض کروں لیکن یہ خوف تھا کہ اگر میں گیا تو
کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے بھنگ کا پیالہ دے دیں اگر میں نے اسے پیا تو گنہگار ہوں

اور اگر انکار کروں گا تو حضرت ناراض ہو جائیں گے اس وجہ سے میں حیران و پریشان
ہو گیا۔ ایک روز آپ کی خدمت شریف میں جا کر بیٹھ گیا آپ بھی خاموش رہے
اور بھنگ کے سبز پتے رگڑتے رہے میں دل میں ڈرتا رہا مبادا مجھے بھی پینے
کا حکم دے دیں۔ جب رگڑ کر فارغ ہوئے تو چھان کر پی لیا اور مجھے
فرمایا کہ میں نے تمہارا چپ چارم رگڑ کر نوش کر لیا ہے اس روز کے بعد
مجھے چپ چارم کبھی نہ ہوا۔

واللہ اعلم بالصواب

تذکرہ رحلت

جب آپ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو آپ نے اپنے معتقد خادم میاں
... صاحب کو فرمایا کہ چند دن مجھ سے رخصت ہو کر سلطان پور میں سکونت
اختیار کرو وہ خادم عاشق صادق اس حکم سے مجبور ہو کر زار زار روئے اور آہ
و فغاں کرنے لگ پڑا بہت التماس و درخواست پیش کی کہ میں آپ کی خدمت
میں رہنا چاہتا ہوں اس فرقت و جدائی کی تاب و طاقت مجھ میں نہیں صاحب کہ آپ
اس حالت سے دوچار ہیں کیسے جاتا ہو گا۔

مثنوی

جان جسم من توئی اے مہرباں
قلب بے جان رفتن چوں تواں

اے مہرباں و کریم! آپ تو میرے جسم کی جان و روح ہیں (آپ کے بغیر) اس بے جان قالب کے لیے چارہ کیسے ممکن ہے۔

ہائے ہائے زیں بے نیازی ہائے ہا
عاشقے چوں من ندید ایں ماجرا

ہائے افسوس اس بے نیازی پر ہائے مجھ جیسے عاشق نے ایسا ماجرا کبھی نہیں دیکھا

کاشکی ایں روز بر من نامدی
برق ہجراں بر سرِ من نامدی

کاش یہ دن مجھ پر نہ آتا اور ہجر و فراق کی بجلی میرے سر میں پڑ گرتی۔

عمر من در خدمت دلدار رفت
عاقبت از دست من آں کار رفت

میری عمر اس منصف و مہرباں کی خدمت میں گزر گئی۔ آخرکار میرے ہاتھ سے یہ کام (خدمت کا معاملہ) نکل گیا۔

ہر چند (میاں میدو نے) خدمت گزاری کیلئے عجز و انکساری اور التماس

زاری کی لیکن آپ نے قبول نہ فرمائی ناراضگی کی بجائے کمال شفقت کے ساتھ لے جانے کے لیے آمادہ کیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ عاشق صادق ہے۔ جب حضور نے گھوڑا منگوایا، دیکھئے کہ اس خادم میں تاب وصال نہ تھی تو اسے رخصت کرتے ہوئے فرمایا کہ میری قبر پر آنا جب غم فراق غلبہ کرے گا تو ہم تمہیں دیدار کروا دیں گے۔ چنانچہ یہ معتقد خادم "الامر فوق الادب" کے تحت موضع سلطان پور کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور آپ نے اسی شہر میں تقدس منزل کے پیچھے رحلت فرمائی آپ کی قبر مبارک اسی شہر میں دریا کے کنارے پر اس جگہ واقع ہے جہاں سے کشتی روانہ ہوتی ہے اور کسی قسم کی عمارت و چار دیواری کے بغیر ہے مزار کا دروازہ اس کے سرہانے کی جانب موجود ہے۔

☆ آپکا فرمان ہے کہ جسے کوئی مشکل پیش آئے حلوہ اور گھی شکر ہماری روح کو ایصال ثواب (کے لیے خیرات) کر کے سوال کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو جائے گی۔

☆ میاں میدو صاحب کو چونکہ مزار مبارک پر آنے کی اجازت نہ تھی اس لیے وہ دریا کے کنارے پر بیٹھ کر نالہ و فریاد اور آہ و زاری کرتے رہتے جب (اسی آہ و فغاں میں) حد سے گزر جاتے تو دور سے نورانی دیدار کے انوار دیکھتے۔

☆ چند روز کے بعد میاں میدو صاحب بھی رحلت فرما گئے ان کی قبر سلطان پور میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆ اس شہر کے باشندوں میں سے ایک بزرگ آدمی نے اس فقیر کو بتایا کہ حضرت مستان شاہ صاحب کی عجیب حالت تھی صبح کے وقت اس شہر میں پھرتے جبکہ ظہر و عصر کے وقت سلطان پور دریا کے کنارے سیر کرتے تھے اور ملاح تعجب سے قسم کے ساتھ کہتے کہ ہرگز آپ کبھی کشتی پر سوار نہ ہوتے۔

☆ آپ کی قبر مبارک کی پہلے دیوار تھی اب پختہ تراش کر بنادی گئی ہے۔

مثنوی

کشتی مردان بود دست خدا
مے برد ہر جاکہ خواہد برملا

مردان خدا کی کشتی اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہوتی ہے۔

جہاں چاہیں وہاں سے برملا لے جاتے ہیں۔

کشتی و ملاح و دریا و سوار
جملہ خود باشند اے جاں ہوشدار

اے جان! کشتی، ملاح، دریا اور کشتی کی سواریاں یہ سبھی چیزیں خود بخود ہی ہوشیار ہوجاتی ہیں (کیونکہ یہ مردان پاکباز کی زیر نگرانی ہوتی ہیں)۔

کوہ و دریا خاک و باد و نار و آب
جملہ در حکم او بود ای خوش جناب

پہاڑ، دریا، مٹی، ہوا، آگ اور پانی یہ سب خوش قسمت ان کے تابع فرمان ہیں

اے محمد وصف شاں را حد نیست
حد خود دریاب بس اینجا بایست

اے محمد بخش ان کے اوصاف حمیدہ کی کوئی حد نہیں ہے تجھے چاہیے کہ بس اسی جگہ اپنی حد پہ ٹھہر جا۔

تذکرہ مبارکہ
حضرت حاجی صاحب قدس سرہ

آپ حاجی بگا شیر صاحب جو کہ اتقیاء و اصفیاء کے برگزیدہ ہیں چلہ کشی کے لیے بیٹھے تھے کہ ہاتف نے آواز دی کہ تمہارے مرشد حضرت پیر [illegible] شاہ غازی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں اور تمہیں کوئی خبر ہی نہیں ہے یہ خبر سنتے ہی آپ غم و الم سے نڈھال ہوگئے اس جگہ سے اٹھے آہ و فغاں کرتے شمع کی مانند جلتے پگھلتے جلتی جگر کے ساتھ مزار مبارک کے قدموں کے آگے گر پڑے اور قدرت الٰہی سے نیند میں مدہوش ہوگئے۔ خواب میں اسی حال جہاں آرا مربی کو دیکھا اور ان سے یہ بات کہی کہ بے سر [illegible]

جا سکیں۔ جب بیدار ہوئے تو حیران تھے کہ لیے سفر سے کون سا سفر مراد ہے
آخر کار ایک مردِ کامل کے پاس گئے اور ان سے خواب کی تعبیر دریافت کی انہوں
نے فرمایا کہ مستوں کے اسرار کو تو وہی جانتے ہیں لیکن مصلحت یہ ہے کہ کعبہ کی
طرف حج کے ارادے سے روانہ ہو جاؤ اگر (لیے سفر سے مراد ابھی سفر ہے تو کچھ
ممانعت نہیں ہوگی اور سمجھا کہ اسی طرف اشارہ تھا۔ اسی مصلحت کے تحت پختہ
ارادہ کر کے گھر گئے اور اپنی اہلیہ اور اولاد سے سوال کیا کہ لیے سفر پر جانے کے
لیے بطور اخراجات کچھ دیں انہوں نے کچھ نہ دیا۔ چاہا کہ اپنی زرعی زمین کو
فروخت کر کے کوئی چیز ہاتھ لائیں تو گھر والے اس میں بھی مانع آگئے پس وہ
توکل علی اللہ کو توشہ بنا کر لکڑی کو اپنی سواری بنا کر اور شوقِ الٰہی کو ہمرکاب بنا کر حج
کی نیت سے روانہ ہو گئے۔ اور گھر والوں سے الگ ہو کر حاجیوں کے قافلے
جا ملے جب تھل کے نواح میں پہنچے باد مخالف چل پڑی اور ریت کا طوفان لوگوں
پر آپڑا ناچار ہو کر لوگوں نے حضرت پیر بہاء الحق ملتانی کے نام کا نعرہ مارنا شروع
کر دیا اور اپنی زبانوں سے فریاد و دہائی بلند کرنا شروع کر دی وہاں اس زمانے
میں یہ رسم تھی کہ جب زمین پر کوئی شورش برپا ہوتی (اور ریت کے ایسے طوفان
سے واسطہ پڑتا) تو وہ لوگ ریت سے رہائی اور بچاؤ کیلئے دہائی دیتے۔ اس
قافلے نے بھی دہائی دینا شروع کر دی آپ (چونکہ قافلے کے ہمراہ تھے اس لیے
قافلے والوں کے ساتھ مل کر) انہی کے رواج کے مطابق حضرت بہاء الحق کی

دہائی دینے لگ پڑے۔ یہ کہتے ہی دوسرے لوگ تو شورش سے نجات پا گئے لیکن
آپ سر سے پاؤں تک ریت میں دب گئے لیکن ریت نے حق تعالیٰ کے دستِ
قدرت سے آپ پر گنبد سا بنا دیا اور اس کا تودہ بلند ہو گیا جس سے باہر نکلنے کی کوئی
راہ نہ پائی اور آپ نے چاند سورج، صبح و شام کی کسی نشانی کا کوئی اثر محسوس نہ کیا
وہاں آپ سے یہ بھول تھی۔ اللہ تعالیٰ علیم و دانا ہے۔ چند روز و شب اسی طرح گزر
گئے اگرچہ آپ کو ریت کا کچھ ضرر تو نہ پہنچا لیکن اس کی وجہ سے آپ بے دلگیر
ہو گئے اور بے تحیر ہمت سے محروم ہو گئے اور جناب پیر کی بے ادبی کے غم و الم کی
وجہ سے اسی حال پر آہ و زاری کا اظہار کرتے جاتے تھے اور غم کا پیدا آگ جاری رہا۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

گر مرا زار بکشتن دہد آں یار عزیز
تا نگوئی کہ در آں دم غم جانم باشد

اگر یارِ عزیز مجھے زاری کر کے قتل کرے پھر بھی میں یہ نہیں کہوں گا کہ اس
وقت مجھے اپنی جان کا غم ہے۔

گفتم از بندۂ مسکین چہ گناہ صادر شد
کہ دل آزردہ شد از من غم آنم باشد

یہ کہوں گا کہ اس بندۂ مسکین سے کیا گناہ سرزد ہو گیا ہے اور اس بات کا غم ہوگا
کہ وہ مجھ سے دل آزردہ ہو گیا ہے۔

جب بہت زیادہ توبہ و استغفار کی اور عذر پیش کیا کہ مجھ سے کیا
غلطی سرزد ہوئی ہے جبکہ حضرت مرشد کی لطف و عنایت تو ویسے ہی ہے۔ اس لیے کہ
کیا دیکھتے ہیں کہ خود حضرت پیر شاہ مرزی والی سرکار ان کے سامنے کھڑے ہیں
اور کہہ رہے ہیں کہ باوجود اس بات کے کہ تیرا مرشد میں ہوں تو حضرت بہاء الحق
سے مدد مانگتا ہے اب انہی سے کہہ کہ تجھے اس مصیبت سے چھٹکارا دلائیں۔ یہ
عتاب و تنبیہ سن کر آپ سخت پریشانی کے عالم میں ان کے قدموں پر گر پڑے
اور معافی طلب کی تو آنحضرت نے معاف فرما دیا اور اس جگہ سے باہر نکال کر
قافلے تک پہنچا دیا حتیٰ کہ آپ (مکہ شریف) پہنچ کر حج و عمرہ کے تمام آداب
و مناسک بجا لائے پھر اس علاقے میں واپس آئے اور اپنے پیر کے مزار مبارک
کے قدموں کی جانب سو گئے دوبارہ پھر وہی ارشاد ہوا کہ لیے سفر پر چلا جا چنانچہ علی
الصباح اسی طرح کمر ہمت باندھ کر اس مقدس گھر کی طرف پا پیادہ روانہ ہو گئے
اور ضروری آداب بجا لائے (فراغت حج و عمرہ کے بعد) منزل بمنزل سفر کرتے
اپنے پیر کی بارگاہ مبارک میں آئے اور سلام سے بہرہ مند ہوئے جب سوئے تو وہی
حکم پھر سنا چنانچہ پھر سفر و راہ پر روانہ ہو گئے۔ اور بیت اللہ شریف پہنچ کر جملہ آداب
سر انجام دیئے۔ اور ثواب و انعام حاصل کر کے پھر پیر کے قدموں میں پہنچے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے مسلسل تین حج ادا فرمائے بعض کا قول
پانچ یا سات کا ہے اور بعض گیارہ حج کہتے ہیں لیکن روایت اول (یعنی تین

پا پیادہ ادا کی ہے۔ ان امور کی ادائیگی کے بعد جناب پیر روشن ضمیر کی بارگاہ
میں آ کر مشغول ہو گئے اور پیر کی درگاہ سے ہاتف نے آواز دی کہ یکے بعد
دیگرے (تین حج) بھیجنے میں حکمت تھی اور وہ یہ ہے کہ تمہارے خاندان میں بعض کو
حج کی قدرت ہوگی اور بعض کو نہیں جو بھی تمہاری قبر مبارک پر تین مرتبہ
آداب کے ساتھ ثواب کی نیت سے سلام کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حج
اور عمرہ کا ثواب پائے گا۔ بعد ازاں یہ فرمان پہنچا کہ اب تم کامل مرد ہو چکے۔ جاؤ
اور اوچ شہر میں سکونت اختیار کرو اور ایک حسین دلہن تمہارے لیے مقرر ہے اسے
نکاح میں لاؤ اور غنیمت شمار کرو کہ وہ حسن و برکت والی اور بارگاہ خداوندی میں
مقبول ہے۔ چونکہ راستے میں لدا شاہ نام کا ایک عالی مرتبت مرد کامل ہے
ان سے بھی ادب کے ساتھ ملاقات کرو اور ان سے بھی اپنا (فیض باطنی کا) حصہ
حاصل کرو۔ چنانچہ پیر و مرشد علیہ الرحمۃ کی اجازت سے اوچ شہر مبارک کی طرف
روانہ ہوئے راستے میں اس جوان مرد قلندر کی زیارت کی اور دست بستہ ان کی
خدمت میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ آنحضرت شاہ صاحب نے آپ کو دیکھا تو حکم
دیا کہ جاؤ اور کھانا لاؤ۔ آپ حکم بجا لاتے ہوئے کھانا لانے بازار چلے گئے لیکن
اپنے پاس پیسے نہ رکھتے تھے کہ جس سے روٹی خریدیں اور سوال کرتے ہوئے مانگنے
میں بھی شرم محسوس کرتے تھے حالت مسکینی میں خاموشی سے اللہ تعالیٰ کی رحمت
کا انتظار کرتے ہوئے شہر و بازار میں گھومنے لگے اچانک ایک شخص نے آپ کو نان

وکباب لا کر سامنے خوشی خوشی الحمد کہتے ہوئے حضرت اللہ پاشاہ صاحب کی خدمت
میں پیش کر کے مذکورہ کھانا نذر کر دیا اور خود دست بستہ کھڑے ہو گئے۔ آنحضرت
جب کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو اپنے بچے ہوئے کھانے سے ایک ہاتھ میں
اٹھا کر ان کی جانب دور سے ہی پھینک دیا اور فرمایا جلدی سے پکڑ لے اور کہا
زمین پر نہ گرے۔ آپ سپاہی مرد تھے چستی و چالاکی کے ساتھ اس ہاتھ بھر کو
زمین پر گرنے سے پہلے ہی اپنے دامن میں پکڑ لیا۔ اس چالاکی اور ادب کی وجہ
سے آپ پر شاہ صاحب کی کمال شفقت مبذول ہوئی اور آپ کو ظاہری و باطنی
نعمتوں کا حصہ وافر عطا فرمادیا اور فرمایا کہ جاؤ تم نے فقیری تو اپنے پیر و مرشد
سے حاصل کی اور فراوانی رزق مجھ سے۔ تمہیں چاہیے کہ ہمارے فرمان کو یاد رکھو
اور ہر شب جمعہ کو چاولوں کی میٹھی کھیر پکا کر (ہمارے ایصال ثواب کیلئے) تقسیم
کرنا۔ آپ نے ان کا یہ حکم قبول کیا اور ان سے رخصت لے کر شہر چتوڑ میں آگئے
جب تک ہی بے شمار کرامات و خرق عادات آپ سے ظاہر ہونا شروع ہوگئیں۔
خلقت گروہ در گروہ آپ کی زیارت اور مرید ہونے کی بیعت کے لیے آنے لگے جو بھی
آپ کی بیعت کرتا بہرہ یاب ہو جاتا۔

تذکرہ ءِ زوجہ مطہرہ

ایک شخص جو موضع شاہ پور کا باشندہ تھا آپ کی خدمت مبارک میں آیا
اور اپنی دختر معصومہ عفیفہ بی بی خیر یا آپ کو بخش دی آپ اس کو نکاح میں

ان دنوں آنحضرت کی تمام ریش مبارک سفید تھی جب کہ یہ خاتون کم عمر
تھیں۔ ساتھی عورتوں نے اپنی عادت اور سرشت کے مطابق بی بی صاحبہ سے
پوچھا کہ تمہارا شوہر بوڑھا ہے خلوت میں تمہارے ساتھ کیسا معاملہ پیش آتا ہے
اس خاتون نے جواب میں کہا کہ آپ دن کو تو بوڑھے نظر آتے ہیں لیکن رات کو
جوان اور اتنی قوت کے مالک ہوتے ہیں جس کا بیان ممکن نہیں تو وہ حیران رہ
گئیں کہ صاحب مرد کردگار کے انداز نے ہیں۔

ایک مرید کا تذکرہ

ایک شخص دور سے آیا اور وہ ایک خربوزہ آپ کی نذر کر کے قدم بوس
ہوا آپ نے اسے اپنے سینے سے لگایا تو اس پر شوق الٰہی ایسا غالب ہوا کہ اس
میں تڑپنے کی سکت نہ رہی۔ نزدیک ہی دریا کا پانی تھا اس نے اس میں چھلانگ
لگا دی لوگ اس کو نکالنے کے لیے آئے لیکن آپ نے اجازت نہ دی اور فرمایا کہ
ابھی اسے پانی سے باہر نہ نکالنا کہیں جل نہ جائے اس پانی میں اس کی حالت ایسی
تھی کہ اس کے اوپر پانی جوش کھا رہا تھا گویا کہ آگ سے لوہے کو باہر نکال کر اس
پر پانی ڈالا جا رہا ہو کچھ دیر بعد پانی کا جوش باقی نہ رہا تو باہر نکالا گیا اسے تسکین
دے کر رخصت کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کے بعد ہمارے سامنے نہ آنا کیونکہ
تجھے حصول مقصود ہو چکی ہے دوبارہ آنے کی اجازت و حکم نہیں ہے وہ شخص بظاہر

دوسری دفعہ آپ کی خدمت میں نہ پہنچا نہ ہی اسے پھر کسی نے دیکھا۔

ooo

☆ ایک روز مسجد مبارک میں کھڑے ہوئے تھے حضرت بابا جی صاحب نے کھانا کھانے کیلئے آواز دی لیکن آپ نے بالکل جواب نہ دیا اور بعد ظہر کے دامن مبارک کو پکڑ کر جسم اقدس کو ہلایا اچانک غیب سے ایک طمانچہ لگا پس وہ فوراً گھر جا کر بیمار ہو گئیں اور شدید سر درد ہو گیا۔ کسی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ اس کی وجہ کیا تھی۔ فرمایا کہ وہ جنات کے سلام کا وقت تھا ان سے یہ برداشت نہ ہوا تو ان میں سے کسی نے طمانچہ مار دیا پھر آپ نے اپنے دست اقدس سے دم کیا تو انہوں نے اس درد و بیماری سے شفا پائی۔ واللہ اعلم بالصواب

☆ بیان کرتے ہیں کہ حضرات کو ظہر کے وقت آپ کی ایسی حالت ہوتی جس کے اسرار کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ وقت حضوری کا وقت ہوتا ایک روز مقررہ وقت پر وضو کرنے میں دیر ہو گئی یعنی دیر کے بعد وضو میں مشغول ہوئے یعنی وضو کرنے کا وقت گزر گیا تھا تو آپ وضو کرتے ہوئے وہ (خاص) وقت آگیا (جو حضوری کا وقت تھا) خادم نے برتن سے آپ کے ہاتھ پر پانی ڈالا جو بازو تک نہ پہنچا (بلکہ اسی جگہ ہاتھ پر ہی خشک ہو گیا) اس نے پہلے کی نسبت زیادہ پانی ڈالا وہ بھی بازو تک نہ پہنچا اس نے برتن کے منہ سے پانی کا سارا کوزہ ہی انڈیل دیا بلکہ کئی کوزے ڈالے لیکن پانی کا ایک قطرہ بھی بازو سے نیچے نہ گرا خادم فوراً مٹکا پانی سے بھرا ہوا مٹکا لے آیا جو کہ آنحضرت پر

ڈالا اس نے سارا مٹکا بلکہ کئی مٹکوں کا پانی لا کر آپ کے سر مبارک پر ڈال دیا پھر ایک دم سے خادم نے ہاتھ ملا کر (چلو کی صورت میں) ریش مبارک کے نیچے لگا کر کھڑا ہو گیا تاکہ نیچے گرنے والا کوئی پانی کا قطرہ وصول کرے لیکن کئی مٹکوں کا پانی ڈالنے کے باوجود اس میں سے پانی کا ایک قطرہ بھی گردن سے نیچے نہ آیا وہ تمام پانی اسی جگہ ہی ڈالا گیا اسی جگہ جذب ہو گیا اور (اس دوران) آنحضرت اپنی زبان مبارک سے مستانہ انداز میں کلام فرماتے رہے اور پہلے اولیاء کرام کے نام لے لے کر بلاتے رہے یعنی فلاں ولی حاضر ہے اور فلاں بزرگ بھی حاضر ہے بعد ازاں اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئے اور مریدوں کو ہدایت و ارشاد فرماتے رہے دنیا کو اکثر اوقات اپنی تصنیف سے یہ شعر یاد کرتے رہتے اور وہ یہ ہے۔

بیت

ہو پر نفس و شیطان کے غالب ہوا
کہ جب ہی استاد ہی کا طالب ہوا

کبھی کبھی اپنے پیاروں اور مریدوں کو فرمایا کرتے کہ میرے پیر نے میرا ہاتھ پکڑ کر عشق کے سات سمندروں سے گزار دیا اور ان کی توجہات سے میں اس کنارے سے اس کنارے تک پہنچا ہوں یعنی میں عشق کی سات وادیاں طے کر کے فقر و فنا کو پہنچا ہوں اور اس اصلی زندگی سے فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے جو اللہ تک پہنچا ہوں۔ الحمد للہ رب العلمین

مثنوی

کہ کامل یافتم معظم مرید

از کرم بر من چناں خود نگرید

میں نے ہی کامل پایا اور اس کا مرید ہو گیا وہ مجھ پر اپنی مہربانی کرم کیا کرتے ہیں کہ اپنی نظروں میں رکھتے ہیں۔

ذرہ را خورشید معنی کرد حرف

قطرہ را ساخت چناں بحر ژرف

ایسے کامل ہیں کہ آپ نے ذرے کو آفتاب اور حرف کو معنی و حقیقت میں تبدیل کر دیا۔ آپ نے قطرے کو بہت گہرا سمندر بنا دیا۔

اکنوں از من قطرہ ، گر بے چکد

صد یم از وے بگذشت جاں رسد

اب مجھ سے اگر ایک قطرہ بھی ٹپک پڑے تو اس سے سینکڑوں دریا پھوٹ کر جان و روح کی کھیتی تک پہنچ جائیں۔

من کہ بے جسم و بے سر شدم

قابل مقبول رستم از عدم

میں جو کہ بے سر اور اعضا ہو گیا ہوں۔ عدم سے ہی قابل و مقبول قرار پایا ہوں۔

ساقیم جام ابد را ساقیم

باقیم من باقیم من باقیم

میں ساقی ہوں جام ابد کا ساقی ہوں۔ میں باقی ہوں،

میں باقی ہوں، میں باقی ہوں۔

☆ ایک روز حضوری کی اپنی حالت پر کھڑے کہہ رہے تھے اولیاء کی جماعت سے فلاں شخص حاضر ہیں اور فلاں آدمی بھی حاضر ہیں۔ اسی طرح چند اولیاء کرام کو شمار کیا اچانک اسی حالت میں کہا کہ اے سوار رہوار اسپ نقرہ وار کا اوپر آگے مت جا اور اونچی آواز سے فرمایا اگر بغیر اجازت آگے بڑھا تو میں گھوڑے کے پاؤں کاٹ ڈالوں گا۔ یہ کہتے ہی کپکپا گئے اور بدن مبارک کو بائیں طرف کے ساتھ جھکایا اور چہرہ رنگ مبارک بھی زرد ہو گیا پھر سیدھے ہوئے اور پہلے کی طرح پھر وہی عمل کیا۔ بعد ازاں ایک شخص جس کا نام میاں گھسیٹا تھا جو حضرت میاں صاحب عبدالحلیم کے خادم خاص تھے انہوں نے اپنے مرشد یعنی حضرت میاں عبدالحلیم صاحب قدس سرہ سے دریافت کیا کہ حضرت کے اس لرزنے اور رنگ کے زرد ہونے کا سبب کیا تھا انہوں نے فرمایا کہ وہ شاہ سوار رہوار نقرہ رنگ حضرت سید شاہ چراغ شاہ صاحب قدس سرہ تھے شاہ صاحب حضرت مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے سواروں میں سے ایک سوار ہیں اور آج وہ حضرت محبوب سبحانی کو سلام کرنے تشریف لائے تھے اور ہمارے پیر جو کہ

حضرت محبوب سبحانی کے قریب دو ربان ہیں کی اجازت کے بغیر انہوں نے آگے
جانے کا ارادہ کیا تو وہ شاہ صاحب کو نعرہ لگاتے ہوئے روکنے لگے تو شاہ صاحب
نے تیر کمان پکڑ کر ہمارے سوری کی جانب تیر پھینکا یا پھینکنے کا ارادہ کیا تو ہمارے جو
ان کے تیر کے وار کو خطا کرنے کیلئے ایک طرف جھک گئے حتی کہ جناب محبوب سبحانی
کی جانب سے حکم ہوا کہ "یہ شاہ صاحب ہمارے جد محترم (حضرت علیؓ) کے
سواروں میں سے ہیں اسی دلائی (واسطہ) کی بنا پر انہوں نے اجازت طلب
نہیں کی ان کو راستہ دے دو" پھر آپ نے راستہ دیا تو وہ آگے تشریف لے گئے
اور سلام و قیل کیا اور ہمارے سوری کے رنگ کے زرد (اور متغیر) ہونے کی وجہ یہ تھی
کہ انہیں یہ خوف لاحق ہوا کہ کہیں ناراض ہو کر جناب علی المرتضیٰ کی بارگاہ میں
میری شکایت نہ کریں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کا فرمان ہے کہ جو کوئی میری یا میرے فقیروں کی
اس قدر بھی خدمت کرے گا جس قدر (حقے میں) تمباکو پر آگ رکھی جاتی ہے
یا خدمت کرنا چاہے گا میں اس کے حق کو دنیا میں ہی ادا کر دوں گا آخرت کے
جہان پر باقی نہ رکھوں گا۔ میں فقیر سپاہی ہوں کسی کا حق اپنی گردن پر باقی
نہیں رکھتا۔ واللہ اعلم بالصواب

☆ بیان کرتے ہیں کہ سولہ آدمیوں نے آپ کی توجہ سے اللہ تعالیٰ کو پا لیا اور
میں نے انہیں سنا کہ آپ کے خدام و مریدین میں سے کوئی بھی بے بہرہ اور بے فیض

راہ ہو کر ایک ولی کی حیثیت اور علے کے مطابق نعمتیں عطا ہوئیں اور آپ کے
مریدوں میں سے ہر ایک مستجاب الدعوات ہوا۔

☆ میں نے سنا ہے کہ ایک شخص کو جب جذام تھا جو علاج سے زیادہ ہی
بڑھتا چلا گیا ایک روز ایک دیوار خانقاہ سے "جو گھوڑے پر سوار تھا اور آپ
دربار کے خادموں میں سے تھا اس مریض کو دیکھا تو تعویذ لکھ کر دیا اور چلا گیا جب
وہ کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ اسی راستے سے گزر رہا تھا تو وہ شخص اسی طرح بیمار زدہ تھا تو گھوڑے
سے اترا اور بے تحاشہ ہو کر کہا کہ تعویذ کھول کر دیکھو تب بیمار نہ ہے لوگوں نے کہا اس
سے پہلے تیر نے تعویذ سے بیمار نہ گیا اب کیسے چلا جائے گا کہا اب باقی نہ رہے گا اور
اس نے اس حضرت کا نام مبارک کاغذ پر لکھ کر اسے لپیٹا اور گلے یا بازو میں باندھ
دیا اس کے بعد بیمار دور ہوا۔ اس سے پوچھا گیا کہ اس میں کیا حکمت تھی جواب
دیا کہ پہلے میں نے کردگار (خدا تعالیٰ) کا نام تحریر کیا اور دوسری بار اپنے مرشد یعنی
حضرت میاں حاجی صاحب کا نام لکھا اور اسے صحت مل گئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حکایت

ایک دن حضرت قیس قدس سرہ جن کا لقب مجنوں ہے اپنی اور لیلیٰ کی تصویر
بنا کر دیکھ رہے تھے اور اس کاغذ کو چوم رہے تھے پھر اس میں سے لیلیٰ کی تصویر مٹا دی
اور اپنی تصویر کاغذ پر سلامت رہنے دی دوستوں میں سے ایک نے پوچھا کہ تم نے

محبوب کی تصویر مٹا دی اور اپنی تصویر کو نرم خیال کر کے باقی رکھا انہوں نے اپنے میں سے
درمیان سے دوئی (اور تفریق) و محبت کا کو ختم کر دیا اس نے دوسری بار سوال کیا کہ
اگر اپنی تصویر کو مٹا دیتے تو دوئی پھر بھی ختم ہو سکتی تھی۔ کہنے لگے یہ اداء محبوبی
جاننے کے لئے محبوب میں ہے وہ معنی کی طرح ہے اور میں محض حرف میں سے حرف
کو باقی رہنے دیا یعنی عوام کی نظر میں باقی رکھا اور معنی تو حرف سے
جدا نہیں ہوتا۔ (حرف موجود ہو گا تو معنی بھی اس میں مرموز ہو گا)

مصرع

رقم آیہ کر کے صورت یارم بود

کوئی دوسرا شخص میرے یار کی صورت دیکھتا مجھے رشک آتا ہے۔

☆ آپ کی پہلی زوجہ مبارکہ سے تین فرزند اور دوسری اہلیہ مبارکہ سے بھی دو بیٹے اور تین یا چار بیٹیاں تھیں۔

☆ ایک روز دوسری اہلیہ مطہرہ نے حضرت والی ولایت یعنی اپنے شوہر اور شیخ و مرشد کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے فرزند ابھی چھوٹے ہیں اور آپ کے وہ فرزند جو پہلی بیوی سے ہیں جوان ہیں وہ آپ کے بعد ان پر غالب آ جائیں گے اور ان مسکینوں کو نکال دیں گے چونکہ ان کی والدہ آپ کی قوم سے تعلق رکھتی ہے اور میری قوم دوسری ہے چنانچہ آپ کی قوم کے لوگ بھی آپ کی پہلی

اولاد کی طرف التفات و محبت مبذول کریں گے اور عدل و انصاف کا علم لپیٹ دیں گے لہٰذا اس فرق کو سامنے رکھ کر فیصلہ صادر فرما دیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ دراصل میں سے جو کچھ کاروبار دنیا کی صورت میں میری ملکیت ہے یعنی میری ملکیت اور واقع زمین اور گھر کا مال و دولت یہ سب میری پہلی اولاد کی ملکیت ہے اور جو کچھ اس موجودہ لباس یعنی حالت فقیری میں میرے ہاتھ آیا ہے خلافت و ارشاد تمام وظائف اور میری تمام زندگی کی زمین، میری سجادگی اور میرا گھر میری دوسری اولاد جو حضرت بی بی تحریم بانو صاحبہ سے ہے کو بخشا اور ان فرزندوں کو ان چیزوں میں عمل و دعویٰ کرنے کا حق نہیں ہے اور ان پہلے فرزندوں کو دنیاوی سے کوئی غرض نہ ہوگی اور اس فیصلے کو آپ نے کاغذ مبارک پر بھی لکھ دیا ان کو فقیری کی اس دولت و دیار سے تعلق کا کوئی دعویٰ نہیں ہوگا۔ اور یہ تحریر بجلوہ بھی حضرت میاں جہاں [illegible] کے پاس محفوظ ہے اس کی عبارت یہ ہے۔

"العبد میاں حاجی اقرار و اعتراف کرد شرعی مسمی [illegible] میاں حاجی فقیر میاں صاحب پیر استاد غازی ام قادری ام کہ چوں ہر چہ وراثت من در حالت دنیاداری بود فرزندان خود او یوسف خان و [illegible] خان و [illegible] خان [illegible] او بچہ وراثت کردم حالت فقیری من تمام بی بی تحریم بانو را کردم و حقیقی ست بود تو [illegible] از فرزندان [illegible] کے را بدو مداخلت نیست ایں چند کلمہ بطریق [illegible] نوشتہ و [illegible] باشد تحریر بتاریخ [illegible] ۱۱۹۵"۔

گواہ	گواہ	گواہ	گواہ
میاں عبدالحکیم	میاں فیض بخش	شمس خاں	خدا بخش خاں
گواہ	گواہ		دستخط
اللہ داد	محمد بدھو		میاں محمد ...
			چوہان والا

آنحضرت کے بے شمار مرید ہیں جن کے شمار کی اس بے مقدار میں گنجائش نہیں ہے۔ لیکن ان میں سے چند اشخاص کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ اگر فرصت نصیب ہوئی تو کیا جائے گا۔ کیونکہ اب سفر درپیش ہے۔

ذکر مرید اول

حضرت میاں فیض بخش صاحب رحمتہ اللہ علیہ

حضرت میاں حاجی صاحب کے (ایک) مرید حضرت میاں فیض بخش صاحب ہیں۔ یہ بچپن میں ہی والدین سے محروم ہو کر یتیم ہو گئے۔ اور بڑی بے بسی اور بے نوائی (کے عالم) میں موضع ڈڈیال میں کسی کے گھر میں نوکر ہو گئے۔ ایک رات گندم کی حفاظت کے لیے کھیت میں گئے۔ گندم کے ایک ڈھیر "جسے ہندی میں پنڈ کہتے ہیں" کے اوپر چڑھ کر سو گئے۔ صبح سویرے جب بیدار ہوئے تو خود کو

زمین پر اس ڈھیر سے دور پڑا ہوا پایا۔ کچھ پتہ نہ چلا کہ یہ کس طرح ہوا نیز عقل و ہوش و حواس بھی درست نہ تھے۔ لوگ اس معاملے پر حیران رہ گئے۔ انہوں نے گمان کیا کہ شاید اس پر جنات کا سایہ پڑ گیا ہے وہ آپ کو ہر بزرگ کے پاس لے گئے۔ اور ان کے لیے عرض کی لیکن صحت نہ ہوئی۔ ایک روز آنحضرت حاجی بگا شیر کی خدمت میں لے گئے اور عرض کر کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ آنحضرت نے فرمایا تو کون ہے؟ جن نے اپنی زبان سے آواز دی کہ میں فلاں جن ہوں فرمایا اس یتیم کے بدن سے نکل جا۔ اس نے کہا نکل جاؤں گا دوبارہ فرمایا نکل جا اس نے کہا نکل جاتا ہوں پھر فرمایا تو کہاں ہے نکل جا میرے سامنے اس قدر دیر والا تو کیوں ہے؟ جن نے گستاخانہ انداز سے کہا اتنی جلدی نہیں جاؤں گا۔ آپ نے اپنی کھونڈی (لاٹھی) پکڑی اور دو ضربیں لگائیں۔ دو روز یتیم حرکت میں آیا اور جن بھاگ گیا۔ حاضرین نے عرض کیا یا حضرت آپ نے اس یتیم پر غالب آنے والے جن کو تو بھگا دیا پھر اس یتیم کے جسم میں لرزہ کیوں پیدا ہوا۔ فرمایا وہ جن ضرب اول سے فرار ہو گیا اور دوسری ضرب سے اپنی توجہ اور فقر کی برکت اس یتیم میں داخل کر چھوڑ دی ہے۔ اب یہ قبر میں بھی اس سے نہ جائے گی یہ لرزہ وہ لرزہ جو اسے لاحق ہوا ہے آخری سانس تک باقی رہے گا۔

مثنوی

ہا و ہو از ہو و ہم از شوق شور
تو ہو خواہد شدن تا نفخ صور

یہ ہا و ہو اور عشق و جنون کا یہ شوق و وارفتگی صور پھونکے جانے
(اور قیام قیامت) تک برحق چلی جائے گی۔

آہ او بہ از ریاضات دگر
نعرہ اش بہ عبادات بشر

اس کی آہ و فغاں دوسروں کی ریاضتوں سے کہیں بہتر ہے۔ اور اس کا نعرہ
انسانوں کی عبادات سے افضل ہے۔

ذکر مرید دوم

شیخ کامل حضرت میاں بدوح شاہ صاحب

آپ کے مریدین میں سے دوسرے حضرت شیخ کامل مکرم حضرت میاں بدوح (بدوح) شاہ صاحب ہیں۔ جنہوں نے چھوٹی عمر میں ہی آپ کے مرید ہو کر آپ کی خدمت میں پرورش پائی اور مساجد کی خدمت میں مشغول ہو گئے آپ شب و روز

آنحضرت کی خدمت رضائے والدین اور خدمت مساجد میں مصروف رہتے۔

ایک رات آنحضرت (حاجی بہادر شیر رحمۃ اللہ علیہ) نماز عشاء ادا کرنے کے لیے مسجد میں گئے دیکھا کہ گھاس کا فرش "جو بعض مساجد میں ہوتا ہے اس بچھی ہوئی فرش تھا جسے ہندکی میں "تحر" کہتے ہیں" پرانا اور خراب ہو چکا ہے پھر فرمایا: جو "تحر" بہت پرانا ہو چکا ہے کیا بچھانا چاہیے۔ لوگ خاموش رہے حضرت جناب میاں بدوح صاحب نے یہ بات دل میں رکھ لی جب لوگ سو گئے۔ رات اندھیرے میں درانتی لی اور لوگوں سے بے خبر ہو کر خشکی اور اندھیری رات میں پہاڑ اور دریا کے کنارے موجود جنگل) سے گھاس جسے "تحر" کہتے ہیں۔ کاٹ لائے وہ راہ میں دریا سے گزرنا پڑا۔ بڑی محنت و مشقت سے لوگوں سے چھپ کر (تا کہ کسی کو اس نیکی کا علم نہ ہو) وہ گھاس لے آئے ایک دفعہ مسجد مبارک میں (وہ گھاس) بچھا دی اور دوسری دفعہ لا کر دیوار مبارک کے پیچھے سے رکھ دی اور گھر چلے گئے صبح سویرے جب آنحضرت مسجد میں گئے۔ تو دیکھا کہ ریشم کی طرح نیا نیا فرش بچھا ہوا ہے یہ مشقت بھری خدمت دیکھتے ہی بحر کرم جوش میں آ گئے اور لوگوں سے پوچھا کہ یہ کام کس نے کیا ہے تمام لوگ خاموش رہے تو آپ نے بار بار کشف دیکھا اور فرمایا کہ یہ کام "بدوح صاحب" کا ہے یہ الفاظ کہتے ہی انہیں خلافت جام الست پلا دیا۔ چنانچہ انہیں مرتبہ غوثیت عنایت ہوا۔

تذکرہ مرید سوم

حضرت صاحبزادہ عبدالحکیم صاحب

آنحضرت کے تیسرے مرید میدان حیا و سخاوت کے شہسوار میدان غزوات کے بہادر، دریائے ہدایت کے موتی، بے انتہا عنایت کی کان کے گوہر ہر بہار کے شیخ زمان، تکلم میں فصیح اللسان، ہر یتیم و بے کس کے لیے شیخ عنوان، توکل اور تسلیم و رضا کی زینت حضرت صاحبزادہ عبدالحکیم صاحب ہیں جو آباؤ اجداد سے نیک خاندان کے چشم و چراغ ہیں نیک سیرت، علم و زہد اور علم و سخاوت والے تھے۔ ان کے آباؤ اجداد عرب سے تعلق رکھتے تھے اور کیانی یا ایرانی سلاطین کی اولاد کے اساتذہ تھے۔ جو اس علاقے اور دور و نزدیک میں گلمو کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کے اجداد نے پکھوار میں نزول فرمایا کچھ عرصے بعد گردش زمانہ سے ناکام ہو گئے تو موضع عکشی جو شہر چول کے علاقے میں ہے وہاں آرام فرما ہوئے۔ جب کچھ عرصہ اس گاؤں میں رہتے ہوئے ہو گیا تو ہر خاص و عام کو اس عظیم خاندان کی عظمت و شرافت کی خبر پہنچی۔ ایک عالم زماں، متقی و صاحب چوکھ شہر میں بڑی عزت و شان رکھتے تھے۔ انہوں نے رشتہ داری جوڑنے کے لیے درخواست پیش کی۔ اور اللہ تعالیٰ کے لطف و عنایت سے شادی کر کے اس گھرانے عکشی کے داماد بن گئے اور حضرت صاحبزادہ عبدالحکیم

صاحب کی والدہ محترمہ صاحب کو بڑے عز و وقار، اسباب و سامان کے ساتھ چوکھ شہر میں بیاہ کر کے لے آئے۔ آپ یعنی صاحبزادہ عبدالحکیم صاحب بھی بچپن میں وہیں آرام و آسائش اور خوشحالی کے ساتھ چوکھ میں تشریف فرما ہوئے اور چند روز وہیں بڑی عزت و وقار کے ساتھ مسکن و قیام پذیر رہے۔

بیان کرتے ہیں کہ آپ کی جوانی بڑی باجمال تھی کہ بدر آسمانی آپ کی پیشانی کے سامنے ہلال نظر آتا اور دونوں رخساروں سے نور چھوٹتا معلوم ہوتا اور ایسی چمک نظر آتی کہ آفتاب آپ کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا تھا۔ آپ کے حسن و جمال کا عالم یوں معلوم ہوتا کہ زہرہ ستارے کی چمک بھی اس کے مقابلے میں بے توقیر ہے۔ اور غلمان بہشت بھی آپ کے خوش سرشت عنوان سے دامن دراز کرتے۔ جوان خوش خرام اس تاری زلف (جس پر پریاں بھی رشک کرتی ہیں) کی معطر مہکوں سے تاتاری خوشبو حاصل کرتیں۔

ابیات

چہ مکھم جوانی لے کر جانی
ز خیل داستاں داستانی

میں کیا کہوں کہ جوان ہیں یا اہل محبت کے تو عشق کی جان و روح ہیں

باوجہ نیکوی تابندہ ماہی

بوجہ دلیری فرخندہ شاہی

نیکی کے آسمان پر چمکتا ہوا چاند اور محبوبیت کے تخت پر جتنی جاہ و حشم
والے بادشاہ ہیں

بہ برج خوشنمائی مہر انور

بدرج خوش ادائی گوہر تر

خوبصورتی کے آسمان کے روشن آفتاب ہیں اور خوش ادائی کی
بلندی کے حسین موتی ہیں

بباغ خوشخرامی سرو آزاد

بموزونی کمال صنع استاد

بموزونی و جمال و کمال کے باغ کے آزاد سرو ہیں اور باکمال استاد کی شاہکار صنعت ہیں۔

(آپ کی ہمشیرہ صاحبہ کلاں مذکورہ جو چوکھے میں سکونت پذیر تھیں۔ آپ اکثر اوقات ان سے ملنے کے لئے تشریف لے جایا کرتے اسی دوران ایک دن حضرت حاجی صاحب کا کیمیا اثر نظر عنایت آپ پر پڑی آپ نے اپنے آفتاب کی شعاع اس ذرے پر ڈالی تو روز بروز ان کی تب و تاب میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ بالآخر صاحبزادہ صاحب آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے اور اپنا دل روشن ضمیر کے دست اقدس میں ایسا دیا کہ جان و روح سے ان کے شیدائی ہو گئے

کے لطف و برکات کی الفت کا شعر جلانے لگے۔
اور اپنا جان و مال سے ان کے

ابیات

اگر ہر موئے من گردد زبانے

وزو نامم بہر یک داستانے

اگر میرا بال بال زبان بن جائے اور ہر داستان اور تیری ہر بات بیان کرے (اور ہر وقت آپ کی مدح سرائی کرتا رہے)

نیارم گوہر شکر تو سفتن

یکے موئے ز احسان تو گفتن

زندگی میں تیرے شکریے کے موتی پرو نہیں سکوں گا اور میرے لئے تیرے احسان کو ہر موئی بیان کرنا ممکن نہ ہوگا۔

ازیں تو کہ بر خاکم رسیدہ

بود از ذرہ کمتر پدیدہ

تیرا وہ آفتاب جو میری خاک (وجود) پر پڑا ہے اس کی وجہ سے یہ کم ترین ذرہ نمایاں ہو گیا ہے۔

اگر عمرے بہ حکم خدمت گزارے

وگر در ہر نفس نعمت شمارے

اگر میں ساری عمر آپ کی خدمت میں بسر کروں اور ہر سانس میں آپ کے احسانات اور نعمتوں کا شکر کروں۔

نخوابد از عہدۂ شکرت تمام
کہ بودن آنم اے محبوب جام

تو اے میری جان والے میرے محبوب! پھر بھی میں آپ کا شکر ادا نہ کر سکوں گا۔

☆ بعد ازاں آپ حضرت پیر صاحب کی خدمت کو غنیمت شمار کرتے ہوئے جان و دل سے سخت مجاہدہ و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔

☆ ایک روز حضرت حاجی صاحب کی اجازت سے دریا کے کنارے پر ایک جگہ چن کر عبادت میں محو ہو گئے اور چلہ کشی کی غرض سے گوشہ تنہائی میں خلوت گزیں ہو گئے۔ اتفاقاً اس دوران شدید طوفان آیا ایک رات اور دن مسلسل بارش ہوتی رہی۔ دریا میں بھی بے شمار طغیانی آ گئی اور گرد کی آبادیوں کو شدید نقصان پہنچا۔ اور یہ جوان یگانہ روزگار راہبوں، بیگانوں سے دور اس کاشانہ جھونپڑی میں محبوب کے جام کے سرمست بنے بیٹھے ہیں اور رشتۂ دل ہر ما سوا سے کاٹ چکے ہیں۔ اور خلیفہ لطیف یعنی صاحبزادہ صاحب کی ہمشیرہ اس طوفانی موج سے پریشان ہو کر صبر کی لگام ہاتھ سے چھوڑ کر طوفان غم سے ہاتھ لبوں پر رکھے، بے سکونی اور پریشانی کے عالم میں آنکھوں سے بارش کی طرح آنسو بہاتے ہوئے گرتے پڑتے اس مجمع اسرار یعنی اس نور الابصار کے در و رشد

(حضرت حاجی پیر شیر صاحب) کے پاس حاضر ہو کر اس شدید حادثے اور سنے صدمے پر ان کی خدمت میں استغاثہ پیش کیا اور امداد چشم طلب کی۔ مالک کرامت و خرق عادت کے اس حاکم و بادشاہ (حاجی پیر شیر صاحب) نے ان کے کلمات اپنے فرد پر محمول (لاد) اور ان کے غم کو محسوس کرتے اور ان کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے اپنی زبان مبارک طیب ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ عبد الحکیم اس طوفان عظیم اور بارش کے خطرات و خوف سے بے نیاز ہو کر اس حاکم مطلق (خدا) کی امان میں ہے کہ اس کا جسم و جان بلکہ مکان کو بالکل نقصان نہیں پہنچا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کیونکہ یہ اس عظیم ذات کا حکم ہے میرا حکم نہیں۔ اس غمزدہ مستورہ نے جب اس رحم و کرم بھری آواز کو سنا تو ان کے دل میں امید پیدا ہوئی۔

جب اس شدید عظیم طوفان کا زور ختم گیا اور دریا کا پانی اصلی نشیب میں جا اترا گیا تو ہر شخص اس مرد یگانہ کے کاشانہ پر گیا اور دیکھا کہ تارک زمین کے اس گھر کی حفاظت و زمین پہلے کی طرح خشک ہے اور حجرے میں نمی کا بھی کوئی اثر نہیں ہے اور اس جگہ کی ہر چیز اس طوفان بلا خیز سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی امان میں ہے اور سلامتی و امن نمایاں ہے۔ جب اس گوشہ نشین یعنی اس صاحب اربعین (چلہ کشی کرنے والے صاحبزادہ صاحب) سے استفسار کیا اور اس کے سامنے طوفان اور بارش کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا مجھے کوئی خبر نہیں اور میرے اس کاشانہ میں بھی اس کا کوئی اثر موجود نہیں ہے۔ صاحبزادہ صاحب فیض و برکت کے ان

دنوں کے ختم ہونے (اور چلہ کشی تمام ہونے) کے بعد صبح و شام آپ کی خدمت اقدس میں رہتے اور وہیں قیام فرماتے۔

☆ ایک رات عشاء کی نماز اسی مقتدا و پیشوائے جماعت کی اقتداء میں ادا کی۔ فارغ ہونے کے بعد آنحضرت (حاجی صاحب) مسجد کے اندر تشریف لے جانے لگے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب بھی آپ کی پیروی میں قدم پر قدم رکھتے ان کے پیچھے چل دیے۔ جب آنحضرت اندر پہنچے اور دروازہ بند کرنے کا ارادہ کیا تو دروازے پر صاحبزادہ صاحب کو دیکھا تو ان کے داخل ہونے سے پہلے ہی دروازے کو بند کرتے ہوئے فرمایا عبدالحکیم باہر ٹھہرو یعنی اندر مت آؤ۔ ان کی مراد تو اسی قدر تھی کہ دو ایک منٹ لیکن صاحبزادہ صاحب واپس جانے کی بجائے اسی جگہ دست بستہ کھڑے ہو گئے اور یوں ساری رات کھڑے گزار دی جب صبح طلوع ہوئی اور سورج اپنے سنہری پرچم کو مشرق سے باہر لانے کی تیاری کرنے لگا (یعنی عام سحر ہوا) تو معرفت و توحید کے یہ آفتاب بھی مسجد کے گوشۂ تنہائی سے نماز کے لیے باہر تشریف لانے لگے جب دروازہ کھولا تو دیکھا کہ صاحبزادہ صاحب اپنی قدموں پہ ساری رات سے قیام پذیر ہیں اور نیند و آرام کے سرکش گھوڑے کو لگام دے کر قابو کیے رکھا ہے۔ حضرت شیخ کے فرمان عالی قدر کا پاس کرتے ہوئے اپنے قدموں کو تنکے کے برابر بھی آگے پیچھے نہیں کیا، نہ آرام کیا نہ غنودگی آئی۔ آنحضرت نے جب اس ارادت باسعادت اور ریاضت بالیقین کو ثابت قدم اور مضبوط و محکم دیکھا تو سمجھ گئے اور اس امتحان سے پاس تصور کر کے پوچھا

ساری رات اس جگہ پہ کیوں کھڑے رہے۔ جواب میں کہا "عبدالحکیم آپ اپنے کریم کا بندہ ہے "بچے نیاز والا ہے" سخت وحشت اور طویل شب کی سخت سردی برداشت کرنے کے بعد جب یہ جملہ کہا تو آنحضرت جو سخاوت و فیاضی کی موج تھے اسی جگہ بیٹھ گئے اور پھر فرمایا کہ کیوں اتنی مشقت اٹھائی اور یہاں کھڑے رہے۔ جواب دیا کہ میں نے کھڑے ہونے کا حکم سنا، جانے اور سونے کا نہیں۔ بیٹے نے فرمایا "عبدالحکیم تو مجھ جیسا ہو گیا" اس مبارک لمحے با حال صاحبزادہ کمال اعلیٰ حال میں سے ہو گئے۔ آپ نے صاحبزادہ صاحب کو پاس انفاس یعنی حبس دم (سانس روک کر ذکر دہرانے) کے لیے کلمہ طیبہ کے (مخصوص) ذکر کی تعلیم دی اور ارشاد فرمایا جیسا کہ بزرگوں کا معمول ہے تا کہ ان کا کام مکمل ہو (اور وہ مدارج ولایت طے کریں)

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ صاحبزادہ صاحب کے فرق (سر) میں تین یا پانچ بال تھے اور آپ اس میں موسم بھر کر ستار باندھا کرتے تھے۔ آپ یہ سر اسرار کسی کے آگے ظاہر نہ فرماتے اور سینے میں موجود عشق وحدت سے پاک اس خزانے کو راز و شب گل میں رکھتے اور یہ راز کسی کے سامنے بیان نہ کرتے۔ اس قدر عظیم خزانہ رکھتے ہوئے بھی اخفا و طلب پہ گامزن تھے۔

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ ادائیگی آداب اور حفظ القلب میں غایت درجہ کے محنت کے پابند تھے۔ حرکات و سکنات میں نہایت موزوں اور اعلیٰ و ارفع۔ بہت بڑے کے عالم فاضل کلام اور فصیح زبان تھے۔ اپنے اوپر عجز و انکسار کو غالب کیے رکھتے۔

☆ ایک روز حضرت شیخ کی معنی بیان زبان اور حقیقت ترجمان لسان سے اس خوش اعتقاد طالب حق اور بامراد مرید کو یوں ارشاد ہوا کہ (ولایت کے آبدار موتیوں اور جواہرات سے (مزید) تمہارا حصہ اہل اسرار میں سے بھی کے گنجینہ انوار سینوں میں محفوظ ہے اب تمہیں وہاں جا کر ان میں سے ہر ایک سے بہرہ مند اور فیضیاب ہونے کا حکم ہے۔ حسب ہدایت اس سفر سعادت پر روانہ ہو جاؤ۔ دوستوں سے الوداع ہو کر ان کی خدمت سے فائدہ اٹھاؤ۔ آپ نے خوشخبری سناتے ہوئے صاحبزادہ صاحب کو ان کے مقامات و رہائش سے آگاہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ فلاں شہر میں فلاں جگہ پر قوم خارکش کی ایک خاتون ہے جو دانے بھونتی ہے جو صورت میں تو عورت ہے لیکن معنی و حقیقت کے اعتبار سے مردانہ وجاہت کی حامل ہے اور اس دور میں یگانہ و نادر روزگار ہے۔ عزم ہمت اٹھا کر یہاں سے کوچ کر کے ان کی خدمت سے فیضیاب ہو۔ جو وہاں بھٹی لگا کر اس میں سوکھی لکڑیاں جلا رہی ہے۔

دوسری ہستی جو اسرار و رموز کی چادر کے موتی ہیں اور سید السادات، نامدار حضرت سید بدیع الدین شاہ مدار کے سلسلہ عالی سے نسبت رکھتے ہیں اور ان سے رشتہ محبت استوار کیے ہوئے ہیں، در رفعت و سربلندی کی خلعت سے آراستہ، منکسر مزاج ہو اور معمور نفس رکھے ہوئے اور ہر ما سوا کے تارک ہیں ان کی خدمت میں جا کر اپنے وجود اور جسم کو تیشۂ ریاضت سے تراش اور ان کی خدمت اقدس سے فیض مقصود حاصل کر۔ پھر فرمایا کہ ان دونوں ہستیوں سے اپنا حصہ

پانے کے بعد حضرت سرکار یعنی میرے مرشد سرکار دمڑی والا کے مزار مبارک کے پُر انوار چبوترہ پر دست بستہ عاجزی و انکساری کے ساتھ قیام پذیر ہو اور اہل دل کی اس قبلہ حاجات مقصودوں کے اس کعبہ کے پاس دل و جان سے مناجات کر اور التجا کر امید قوی ہے کہ آنجناب فیض مآب کی حمایت کا دروازہ تجھ پر عنقریب کھل جائے گا اور تجھے خیر و فلاح اور یُمن و برکت حاصل ہو گی۔

مثنوی

ہ تو مگو ما را بداں شہ بار نیست
با کریماں کارہا دشوار نیست

تو یہ مت کہہ اور یقین کر کہ (کوئی کام بھی) ہمارے بادشاہ کے لیے مشکل نہیں ہے۔ اہل فضل و کرم کے لیے کوئی کام بھی دشوار نہیں ہے۔

ہ در کرم شاہی است آنکہ دم بدم
پاس ما در حفظ اش نہد قدم

آپ ایسے شہنشاہ ہیں جو ہر دم کرم فرمانے والے ہیں اور ان کے حلقہ میں مایوسی کا داخلہ ممکن نہیں ہے۔

صاحبزادہ صاحب نے حضرت عاشق صاحب کی تلقین کو یقین کے کانوں سے سماعت فرمایا اور ہوش و حواس میں بطور امانت محفوظ کر لیا۔ اس حکم پر سر تسلیم خم

کرتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور سوئے سعادت کی طرف قدم ارادت اٹھا کر چل دیئے۔

ابیات

شدہ شاکر بہ رنج محنت و راہ
بہ مسکین نما سے رفت چوں ماہ

محنت و مشقت اور دکھ تکلیف کے راستے پر مسکین نما شہزادہ (صاحبزادہ عبدالحکیم) شکر ادا کرتے ہوئے ماہتاب کی طرح چل دیئے۔

بہ پیش از قطع منازل چوں مراحل
ہوئے گلشن دل شد مقابل

آپ نے یوں منزلیں طے کرنا شروع کر دیں جس طرح عندلیب گلشن دل کی خوشبو کے راستے (دلخوشی و طیب خاطر) آتا ہے۔

دمے جان نشاں چوں شد نشاں یاب
رسانید آتش دل تحد بہ آب

جب محبوب کے شہر کے نشانات پائے تو پیاسے دل کی آگ کو (حصول طلب و مقصد کے) پانی پر پہنچا دیا۔

چنانچہ جب نشان والی جگہ پر پہنچے اور خادموں (یعنی کمہاروں) کی بھٹی پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ گرم ہے اور اس میں رہنے والے مستانوں کی طرح اچھل کود رہے اور رقص کر رہے ہیں اور ایک خاتون (وہی عارفہ بی بی) بھی دانوں کو بھونے

کے لیے بھٹی میں ڈال رہی ہے۔ اور بھی جھانک رہی ہے لیکن وہ اپنا کام بڑی پھرتی سے کر رہی ہے صاحبزادہ صاحب نے جیسے نشانات سنے تھے۔ بعینہٖ پائے ان کے اوصاف حمیدہ کو دل و جیتی کے نور سے دیکھا اور اشارے سے بھٹی کے ساتھ سلام کہتے ہوئے آداب بجالائے اور لوگوں کے ہجوم سے دور ہو کر بڑے ادب کے ساتھ بیٹھ گئے اور حصول بخشش و عنایات کے لیے انتظار کرنے لگے۔ وہ عارفہ خاتون اپنے کام میں مشغول رہیں وہ رنگ پریشاں صورت کی حامل عارفہ بظاہر تو دانے بھون رہی تھیں۔ مگر در حقیقت آتش شوق کے اپنے تجلیات جاری تھیں۔ اور آئینے کی طرح اپنے دل سے اور گرد کے ماحول کو بڑی خاموشی سے جائزہ لے رہی اور دیکھ رہی تھیں اور تجلیات الٰہیہ سے مستفیض ہو رہی تھیں۔

مثنوی

بہ دانش با کساں اندر تکلم
دلش با طالب خود در تفہم

ان کی زبان تو لوگوں کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھی لیکن ان کا دل اپنے طالب کی تعلیم و تربیت میں مصروف تھا۔

بظاہر بے نیاز از وے شُدے
بباطن ماد ہا از وے کشودے

بظاہر تو وہ ان سے بے نیاز نظر آ رہی تھیں لیکن باطنی طور پر ان سے بے پناہ محبت اور ان کا پردہ اظہاری تھیں۔

نہ طالب را خبر زیں ماجرا بود
دلش حیران در خوف و رجا بود

(لیکن) اس سب کے باوجود طالب کو اس ماجرے کی خبر تک نہ تھی اس کا دل حیران اور خوف و رجا سے معمور تھا۔

بخوف اللہ ز بے پرواہی او
رجا ز وعدہ چوں نیکو

ان کی بے پرواہی (اور عدم توجہ) سے لرزاں تھا۔ کوئی اپنے شیخ و مرشد کی ملاطفت اور ان کے وعدے پر امید تھی۔

بہ تسکین دادن جان حزینش
شدی گاہے گاہے بر زمینش

وہ بھی اس خوف اور پریشان جان کو تسکین دینے کے لئے کبھی کبھی پیر کی اس جگہ پر (وقتی) (جہاں پر بیٹھے تھے)

بظاہر فرزند از حال مسکین
بہ سید و نہ کردش ہیچ تسکین

بظاہر انہوں نے اس مسکین (اور غریب الوطن صاحبزادہ) کا بالکل حال نہ پوچھا اور نہ ہی کسی قسم کی تسکین و تشفی کی۔

گرفتش روز در دکان بپایاں
چو شام آمد رواں شد سوئے خانہ

دکان کی مصروفیت میں دن تمام ہو گیا جب شام ہوئی تو وہ اپنے گھر کی طرف تشریف لے گئیں۔

کساں رفتند و جائے ماند خالی
بہ اسباب را برداشت حالی

سب لوگ چلے گئے اور جگہ خالی رہ گئی تمام مال و اسباب کو اسی وقت اٹھا لیا گیا۔

بہ اسپ بے نیازی شد سوارہ
ز طالب را چہ یاری و چارہ

وہ بے نیازی کے گھوڑے پر سوار ہو کر (اس طرح) چلی گئیں۔ گویا (کہ) طالب کو ان سے کوئی واسطہ و تعلق ہی نہیں ہے۔

وسے شیخ ز راہ ہائے چند
بسوئش بر فتاد از رائے چند

جن بچے ہوئے دانوں میں سے ان کی طرف مٹھی بھر دانے پھینک دیے۔

زباں خاموش لیکن ہر دو گوشش
بسوئش در بہ پیغام سروشش

زبان خاموش تھی لیکن دونوں کان ان کے علوی پیغام کی طرف متوجہ تھے۔

دریں حالت شد اندر خانۂ خویش
بدکان ماند طالب نیک اندیش

اسی حالت میں وہ اپنے گھر میں تشریف لے گئیں۔ اور دکان پر صرف نیک اندیش طالب رہ گیا۔

بجائے مسکنت افگند بستر
شب آنجا کرد تا خور زد بروں سر

ان کے بیٹھنے کی جگہ پر اپنا بستر ڈال دیا اور اسی جگہ پر رات بسر کر دی یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو گیا۔

برائے ہیزم آمد در بیاباں
بروز اندر شدی طالب شتاباں

جنگل میں سے خشک لکڑی لانے کے لیے یہ طالب صادق روزانہ جلد چلا جاتا۔

گہے دن تا زمیں ماہ دل افروز
گہے بار خاری بود ہر روز

اس طرح روزانہ نازنین جناب کی گردن (لکڑی لانے کی وجہ سے) بار روزانہ دو دفعہ تکلیف اٹھاتی۔

دہاں دہقان فرشین گرم کردی
بہ آتش دانہ چوں دل نرم کردی

وہ (عارفہ) کاملہ ہوتی شیریں دکان گرم کرتیں اور آگ پر دانوں کی طرح دل کو نرم کرتیں۔

دہاں خاموشی و آں شغل سازی
دہاں دو شیوہ رسم بے نیازی

(ان کا معمول وہی تھا) وہی خاموشی، وہی مصروفیت اور وہی حسب سابق رسم بے نیازی و بے پروائی

دہاں دانہ فشانی چوں وظیفہ
بخانہ رفتن حضرت عفیفہ

وظیفے کی مانند اسی طرح دانے بھونتیں جھاڑتیں اور حضرت عفیفہ مستورہ گھر کو چلی جاتیں۔

چہل روز اندریں بگذشت او را
غلام ہیزم آور گفت او را

ان کو اسی طرح چالیس روز گزر گئے لکڑیاں لانے والے غلام کا

گفت اسی طرح جاری رہا

؎ زہے خادم کہ صاحبزادہ بود
پئے ہیزم کشی آمادہ بود

واہ کیسا خادم ہے جو صاحبزادہ ہے مگر لکڑیاں لانے کے لیے آمادہ و کمربستہ ہے

؎ پس از چہل روز وقت کارسازی
رسید و یافت بندہ سرفرازی

کارسازی کے یہ چالیس روز گزر جانے کے بعد اس بندہ مخلص نے سرفرازی پائی

؎ گرفتہ زاں کرے بہرہ مندی
دلش آموخت زاں آتش سپندی

اس کرے سے انھوں نے بہرہ مندی حاصل کی (حصول فیض کے اس عمل کے دوران) ان کے دل نے رائی (کے دانے) بھوننے کے اس عمل سے (بہت کچھ) سیکھا

؎ بیک یک مشت دانہ در چہل روز
ازاں خرمن شدہ خروار اندوز

چالیس روز تک اسی خرمن سے انھوں نے ایک ایک مٹھی دانے حاصل کر کے (خود معرفت کا) ڈھیر لگا لیا۔

؎ ازاں ہیزم کشی و آتش فروزی
چو دانہ یافت یکسر سینہ سوزی

لکڑیاں لانے اور آگ جلانے کے اس عمل سے انھوں نے دانے کی طرح سینہ سوزی حاصل کر لی۔ (اور خود کو آتش عشق تو سینہ میں جلانا سیکھ لیا)

؎ ادا خود آنچناں ادب را
میان بربست ہم راہ طلب را

(خود) ادب کی ادائیگی و تکمیل کرنے کے بعد راہ طلب پر روانہ ہونے کے لیے کمر باندھ لی۔

؎ خبر پرساں ز مسند گاہ آں شاہ
کہ از پیر خود از وے بود آگاہ

جا کر (دوسرے) شہنشاہ کی مسند مبارک (اور اقامت گاہ) کی خبر پوچھیں جس کے متعلق اپنے شیخ محترم سے آگاہ ہوئے تھے۔

؎ زہے ہمت بلندی بلنداں
کہ تا سایہ تا دریافت چنداں

واہ ان عظیم و بلند لوگوں کی ہمت (و جرأت) کی بلندی کے کیا کہنے جو اس قدر حاصل اور دریافت ہونے کے باوجود بھی طالب تھے

٭ زمین ساکنہ پیمانہ گردوں
چہ جائے کوہ و دشت و زمیں سکوں

وہ زمین کو روندتے اور آسمان کو ماپتے چلے جاتے ہیں خواہ (راستے میں) پہاڑ ہوں یا جنگل اور (خواہ) ساری زمین (ہی کیوں نہ) طے کرنی پڑے۔

٭ چو چندیں رہ طلب طے کرد منزل
رسید اندر نواحِ حاکمِ دل

جب آپ نے طلب معرفت میں اس قدر منزل طے کر لی تو اپنے دل کے حاکم (اور حاکم) کے نواح (قرب و جوار) میں پہنچے

٭ پے تعظیم حرم بر بست احرام
مناسکہا بجا آورد تمام

اور حرم کی تعظیم کے لئے احرام باندھا کہ اس کے جملہ مناسک مکمل طور پر ادا کرے۔

٭ مقابل شد بآں خوش قبلہ دل
ولے قدرے مسافت بود حائل

اور اس حسین قبلہ دل کے سامنے آئے لیکن (ابھی) کچھ مسافت (درمیان میں) حائل تھی۔

٭ نیا سودہ ہنوزش دیدہ بادید
کہ آں برق جہاں چوں رعد غرید

ابھی آنکھ ان کے دیدار سے آسودہ بھی نہ ہوئی کہ وہ برق جہاں رعد کی طرح (کڑک اور) گرج پڑے۔

(مذکورہ بالا) اشعار میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس ضعیفہ خاتون سے اپنا فیض باطنی کا حصہ حاصل کرنے کے بعد دوسری بستی کی طرف چل دیے جب ان کے پاس پہنچے تو گرجتے ہوئے ان کی طرف بڑھے اور ہاتھ کو سمیٹنے والا آلہ" جسے ہندی میں پھاوڑا اور قلندروں کی اصطلاح میں "زعفران گل ستا" کہتے ہیں" اٹھایا اور اللہ اور (ہونے کے انداز میں) اس نازنین نیاز مند یعنی صاحبزادہ صاحب کے سر پر مارا اور بہت زیادہ جلال کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا "کتنی دیر سے تمہارا انتظار اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے ہوں جبکہ تو اتنی دیر لگا کر آیا ہے اور مجھے اس کی نگہبانی کرنا پڑی ہے"۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جو کچھ دینا تھا اسی ضرب میں عنایت فرما دیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ زخم ایسا کاری تھا کہ جو جلد میں سے گزر کر ہڈی تک جا پہنچا اور گوشت سمیت جلد سر کے ایک جانب سے الگ ہو کر کان پر آ لٹک گئی۔ لیکن اس طالب صادق نے آہ تک نہ نکالی اور ہوش و حواس کے ساتھ نفس پر غالب رہے اور جلدی سے زخم پر ہاتھ رکھ کر جلد کو اس کی اصل جگہ پر رکھ کر دستار مبارک سے باندھ لیا اور نیاز مندی کے ساتھ اجازت حاصل کی۔ ایک ثانی الحال "جو آپ کا ہم وطن تھا" نے آپ کو پہچانا تو بڑی عزت و تکریم سے گھر لے گیا اور خدمت و خاطر مدارت کی، یہاں تک کہ زخم مبارک درست ہو گیا۔ وہاں سے

پھول بھی دیے۔ مختصر یہ کہ پھر حضرت غازی قلندر علیہ الرحمہ کے آستانہ عالیہ کھڑی شریف پر حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ مرقد انور کے قدموں کی جانب بیٹھ باطنی وروحانیت کے لیے مراقبہ کیا جب حضرت غازی سرکار دمڑی والا کی بارگاہ اقدس سے حصہ وافر پایا تو شکرانہ بجالاتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئے اور چوکھ میں اپنے پیرو مرشد حضرت حاجی باغ شیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم بوسی کا شرف حاصل کر کے گزشتہ واقعات بیان کیے۔ انہوں نے مرید مخلص و صادق کو سینے سے لگایا اور سفر کی کامیابی پر مبارک دی۔

☆ بچپن میں ہی آپ کے والدین نے آپ کے چچا صاحب کی بیٹی سے آپکا رشتہ طے کر دیا تھا کچھ عرصہ بعد چچا نے انتقال فرمایا جب صاحبزادی صاحبہ حد بلوغت کو پہنچی تو لڑکی کے گھر والوں نے شادی کی خواہش کا اظہار کیا چونکہ صاحبزادہ صاحب بے توجہی سے سرشار آزادی پسند اور شادی سے متنفر تھے اس لیے بظاہر حیاء کی وجہ سے خاموش تھے لیکن اپنے ہمرازوں کے سامنے انکار کردیا اصرار کے باوجود بھی جب آپ شادی پر آمادہ نہ ہوئے تو آپکی چچی صاحبہ نے حضرت حاجی صاحب باغ شیری کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میری ایک یتیم بچی ہے اس کے باپ نے (اپنی زندگی میں) اس کو صاحبزادہ عبدالحکیم کی زوجیت کے لیے موجود کر دیا تھا۔ لیکن وہ آزاد امرد ہماری دامادی سے دور بھاگتا ہے اور اس سے انکار کرتا اور شرم محسوس کرتا ہے جبکہ میں اندیشہ اور پریشانی میں مبتلا ہوں آپ

چونکہ عبدالحکیم کے حاکم وہاں ہیں فقیر دوالوں کے غمخوار، بے چاروں کے چارہ گر اور کریم و مہربان ہیں میں قوی امید رکھتی ہوں کہ آپ میری مراد کو بر لائیں گے اور یہ مسئلہ حل کریں گے، ورنہ میں اسی آستانے پر پڑی رہوں گی۔ آنحضرت نے جب اس سے یہ بات سنی تو حضرت میاں فیض بخش صاحب کو طلب کر کے حکم دیا کہ عبدالحکیم جہاں بھی ہے تلاش کر کے بہر صورت لے آؤ میاں فیض بخش صاحب صاحبزادہ عبدالحکیم صاحب کے پیچھے ان کی تلاش میں آہستہ آہستہ چلتے گئے اور راستے میں کہیں قیام نہ کیا شبانہ روز سفر کے بعد وہاں جاپہنچے جہاں صاحبزادہ صاحب موجود تھے اور انہیں ماجرا بیان کیا صاحبزادہ صاحب اندیشوں کے گرداب میں پھنس گئے بالآخر ''الامر فوق الادب'' کے تحت طوعاً و کرہاً اپنی محترم بھتیجی حضرت میاں فیض بخش صاحب کے ہمراہ ہو لیے یوں جیسے پروانہ شمع کے گرد ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ دریا کے کنارے پہ جا پہنچے اور کشتی کے انتظار میں الگ جگہ پر بیٹھ گئے۔ کشتی دوسرے کنارے پر کھڑی تھی صاحبزادہ صاحب غم کے سمندر میں ڈوبے ''صمٌ بکمٌ'' بیٹھے تھے کہ اچانک اپنے سر کو اوپر کیا اور دریا کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسا عظیم طوفان پیدا کر کہ میاں فیض بخش صاحب عبدالحکیم کو لے کر دریا عبور نہ کر سکیں تاکہ وہ اس شادی کے غم (اور جھنجھٹ) سے بچ جائیں''

مثنوی

ابر و نم باد آمد مرداں سر تافت
بحر و کان از امر مرداں بر تافت

بادل و دریا مردان خدا کے حکم و آمد کے آگے سرکش نہیں پھر سے سمندر اور دریا بھی ان مردان با خدا کے حکم سے باہر نہیں ہیں۔

ماہ و خور را نور و تاب از مہر شان
سوز و سرعت برق را از قہر شان

مہتاب و آفتاب کو انہی کی وجہ سے نور و روشنی اور چمک و دمک میسر ہوئی ہے بجلی کی کڑک اور سوز و سرعت بھی انہی کے قہر و خشم سے ہے

لعل در غار از تاب مہر اوست
در صدف در ہم ز خوئے چہر اوست

ان کے آفتاب کی گرمی اور دھوپ سے کانوں میں لعل (یعنی پھول پیدا) ہوتا ہے۔ اور صدف میں موجود موتی انہی کے رخ انور کے پسینہ کا قطرہ ہے۔

ہر چہ ہست اندر جہاں دیدنے
در حساب ساکن و جنبیدنے

جو کچھ بھی کائنات میں موجود ہے حساب و شمار میں خواہ وہ

ساکن ہے یا متحرک۔۔۔

جملہ در حکم ولی کامل است
حکم حق در حکم ایشاں عامل است

سب کچھ ولی کامل کے حکم و تصرف میں ہے یہ جو بھی کہہ دیں اللہ تعالیٰ (ان کی مرادیں نہیں بلکہ وہ بھی ان کی خواہش کے مطابق ہی) اپنا حکم و فیصلہ نافذ فرما دیتا ہے (چنانچہ) مرد آزاد یعنی حضرت صاحبزادہ صاحب کے فتا پیہ فرماتے ندی دریا میں عظیم طوفان اٹھا جو حد سے بڑھ گیا اور کشتی کے لیے دریا عبور کرنا ناممکن ہو گیا۔ جب جناب میاں فیض بخش صاحب نے ان کی اس کرامت کو دیکھا تو غصے سے آگ بگولا ہو گئے۔ شیر نر کی طرح دھاڑنے لگے اور محو پرواز شہباز کی مانند متحرک ہو گئے اور پتھر اٹھا کر دریا کو مارنے لگے اور غصے کے ساتھ اس پانی کو فرمانے لگے، جلد از جلد اپنی اصلی پہلی جگہ پر چلا جا ورنہ تجھ پر ایسا سوز ناک قہر نازل ہو گا کہ تا قیام قیامت تو جاری نہ ہو سکے گا، نہ ہی تجھ میں نمی باقی رہے گی۔ چنانچہ دریا آپ کے عتاب کی تاب نہ لاتے ہوئے فوراً اپنی اصل جگہ پر واپس چلا گیا۔ حتی کہ ملاح (دوسرے کنارے سے) آپ کی خدمت میں کشتی لے آیا۔ قبیلہ والوں مردان پاکباز کشتی میں سوار ہوئے اور (دریا) عبور کیا اور محبت بھرے انداز میں اس وقت نشان آستانہ عالیہ کی طرف روانہ ہوئے تو (راستے میں) اچانک زوردار بارش شروع ہو گئی حضرت میاں فیض بخش صاحب آگے چل

رہے تھے جبکہ طریق ادب صاحبزادہ صاحب ان کے پیچھے تھے راستے میں ایک گھر (کا دروازہ) کھلا ہوا دیکھا تو ارادہ کیا کہ بارش سے بچنے کے لیے کچھ دیر یہاں ٹھہر جائیں اور اس تکلیف سے نجات پائیں۔ اس گھر کا دروازہ پست تھا اور اس گھر میں ایک بے وقوف قسم کی عورت تھی جب آپ نزدیک پہنچے تو اس نے جزع فزع کرنا شروع کر دی آپ کا خیال اس کی باتوں کی طرف چلا گیا اور دروازے کی لکڑی حضرت میاں صاحب کے سر مبارک سے ٹکرائی اسم قہاری کی تجلی اس عورت پر پڑی آپ کی زبان مبارک سے نکلا شور و غوغا کے ساتھ تو نے میرے سر کو توڑا (اب) تیرے اعضاء میں سے کوئی عضو ٹوٹ جائے۔ اتفاقاً وہ عورت مویشیوں کو کھول کر ان کی رسیاں پکڑ کر جلدی سے لانے گئی تو کیچڑ کی وجہ سے پھسل کر گر پڑی اور اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی اور اس نے آہ و فغاں سے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے برادر کلاں میاں فیض بخش صاحب کی شمشیر زبان کی تیزی کو دیکھا تو حیران رہ گئے کہ وہ امر جو کہ خارج واقع نہیں ہوئی۔ اور نگاہوں کے سامنے ویسا ہی ظہور پذیر ہو گیا۔

مختصر یہ کہ جب دونوں حضرات صاحب اسرار و برکت کی خدمت میں پہنچے وہاں مشرف ہوئے اور فرسودگی سے آسودہ ہوئے۔ حضرت روشن ضمیر نے پرخلوص انداز سے اس بیوہ خاتون کی طرف سے التماس کا اظہار فرمایا یعنی شادی کا حکم دیا۔ صاحبزادہ صاحب اس شادی کے مجمعیت سے منتظر تھے یار شادی کر

پاکیزگی کے ساتھ سر جھکا کر یوں بیٹھ گئے جیسے مدہوش ہوں باطنی اقتدار سے بات کے مقتضی جگہ ظاہر ہے جس وقت تھے کان اسرار و رموز کی طرف ملتفت اور آنکھیں اور تجلیات کے سرمے سے آراستہ لوح محفوظ کے حروف پر مصروف و متوجہ تھیں۔ جب اس حوالے سے مبالغہ سے گزر گیا تو توجہ خطاب کے ہدف یعنی صاحبزادہ صاحب نے آداب و اکرام کے ساتھ نظریں نیچی کیے متکلم کے لیے لب کھولے اور کہا کہ لوح محفوظ پر میری قسمت میں آٹھ لڑکیاں لکھی ہوئی ہیں اور کوئی فرزند نرینہ نہیں ہے۔ جناب سے بھی یہ بات حجاب میں نہیں ہے بلکہ آپ کے سامنے روشن ہے خود ملاحظہ فرما لیں پھر آپ جو چاہیں حکم دیں اور میرے پیچھے کی اولی کے سامنے بھی اس رشتہ کا عقدہ کھول لیں تاکہ وہ بھی صبر و تسکین پائے۔

جب آنحضرت نے اس معروض کو سنا تو باطنی آنکھوں سے لوح محفوظ پر نظر مبارک فرمائی تو وہاں واقعی وہی تھا جو عبدالحکیم نے کہا تھا اس سے کم نہ زیادہ۔ تو آپ نے سر کو مراقبے سے اٹھایا اور جگر سے آہ کھینچتے ہوئے فرمایا جو کچھ عبدالحکیم نے کہا وہ درست ہے اس کی بات میں کوئی کمی بیشی نہیں ہے اس علم افروز شادی سے ان کی غرض اسی لیے ہے پس آپ نے تازہ وضو کیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہو کر باآواز بلند پرسوز انداز اور نیازمندی کے ساتھ مناجات کرتے ہوئے عرض کیا اور چشم اشک سے آنسو رواں کیے ہوئے آپ کے دہن اقدس سے نکلتے ہوئے الفاظ نے شرف قبولیت پایا۔

مثنوی

از میاں محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف کتاب

بنگر در حال زار من بہ بیں
ہر دو چشم اشک بار من بہ بیں

اے ہمارے پروردگار میرے حال زار کی طرف نظر فرما اور میری اشک بار آنکھوں کو دیکھ۔

رحم کن بر عاجزی و مسکنم
کن کرم بر فقر خود بیچکم

میرے عاجز اور مسکینی پر رحم فرما اور میرے خود بھی فقر پر نظر کرم کر۔

خستہ خاطر بستہ حبل امید
سر نہادم بر زمیں بہر نوید

امید کی رسی سے بندھا آزردہ و پریشان دل کے ساتھ خوشخبری سننے کیلئے زمین پر سر رکھے ہوئے ہوں۔

بندہ را کس جز دل بیچارہ نیست
گر پذیری ور نہ رانی چارہ نیست

میری طرف سے تمہیں کچھ کہوں میں بہت (اور بے چارہ ہوں) پانے والے دل کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے اگر قبول کرلے یا رد کردے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے

بندہ را با خالق خود کی سخن
کی روا لیکن بگفتی تو کہ کن

بندے کو اپنے خالق و مالک کے سامنے کن کہنا (امر دینا) کیسے جائز ہے لیکن تو نے خود ارشاد فرمایا کہ۔۔۔۔

وادعونی را تو گستاخم
برامید آنکہ استجب لکم

۔۔۔۔"مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا" بس اسی پر امید رکھتے ہوئے درخواست کر رہا ہوں اور اس گستاخی کا مرتکب ہو رہا ہوں

ورنہ ما را طاقت گفتار نیست
خود تو داناۓ طلب اظہار چیست

ورنہ ہمیں تو طاقت گفتار نہیں ہے (یعنی ہماری کیا حیثیت ہے) تو خود ہی پوشیدہ اور خفیہ باتوں کو جانتا ہے منہ سے اظہار کرنے کی کیا ضرورت ہے

با کہ گویم حاجت خود اے حکیم
تو کریمی تو کریمی تو کریم

اے صاحب حکمت اپنی حاجت (تیرے سامنے) بیان کر رہا ہوں تو کریم

ہے صاحب کرم و فضل ہے تو کریم الرحمت ہے۔

؎ راز دان غیب من جز تو کہ ست
شرم دار شیب من جز تو کہ ست

میرے غیب کا راز دان تیرے سوا اور کون ہے؟ میرے بڑھاپے کی شرم و لاج رکھنے والا تیرے علاوہ کون ہے؟

؎ شرم شیبم دار و حاجت در پذیر
و اندرین افتادگی دستم بگیر

میرے بڑھاپے کی لاج رکھ اور میری حاجت پوری فرما اور اس عاجزی و مسکینی میں میرے ہاتھ کو پکڑ لے۔

؎ ہم ز فرزندان این عبد الحکیم
محو کن اے حاکم ملک قدیم

اے ملک قدیم کے حاکم عبد الحکیم کی لڑکیوں کے نام محو کر دے

؎ گر نہ بپذیری مرادم را بزود
مے دارم سر خود در سجود

اگر تو نے جلد میری مراد کو پورا نہ کیا تو اپنے سر کو مدت تک سجدوں میں ہی رکھوں گا

؎ از زمین بردارم اکنون روئے را
کہ رسانی مژدہ حاجت جوئے را

میں اس وقت زمین سے اپنے چہرے کو اٹھاؤں گا جب تو میری حاجت کے پورے ہونے کی خوشخبری دے گا

؎ پُر نہ شود چون دامن امید من
از خسوف آید برون خورشید من

جب میری امید کا دامن بھر جائے گا تو میرا سورج گرہن سے باہر آ جائے گا

؎ چون نمود این التجا آن نازنین
با نیاز و ناز و با نالہ حزین

جب ناز و نیاز اور آہ و زاری کے ساتھ اس نازنین نے یہ التجا کی

؎ ناگہان تیر دعا شد بر ہدف
این نوید داد ہاتف باشرف

(تو) دعا کا تیر اچانک ہدف پہ جا لگا اور ہاتف غیبی نے بڑے شرف کے ساتھ یہ نوید سنائی۔

؎ مژدہ بادت کز ازان ہر ہشت تن
چار را حق کرد محو بر دار سر

تمہیں خوشخبری ہو کہ ان آٹھ لڑکیوں میں سے چار کو حق تعالیٰ نے ہٹا دیا ہے اب اپنے سر کو اوپر اٹھا لو۔

سر بر آوردہ حق احمد کرد
سجدۂ شکرانہ دیگر بار کرد

آپ نے سر اوپر اٹھا کر اس بات کا اعلان کیا اور دوسری بار پھر خدا کا
سجدۂ شکر ادا کیا

پس بشارت داد با عبدالحکیم
کہ مباش اندوہگیں اے خوش سلیم

پھر آپ نے عبدالحکیم کو بشارت دی کہ اے خوش قسمت!
پریشان اور غمناک مت ہو

یعنی اے عبدالحکیم اب تمہاری چار بیٹیاں باقی رہ گئی ہیں اور باقی چار کو لوح محفوظ سے محو کر دیا گیا ہے۔ دیکھ لے اور اس شادی کے لیے مطمئن و مستعد ہو جاؤ اور مزید کوئی بہانہ ہے تو وہ بتا۔ صاحبزادہ صاحب نے بھی باطنی نگاہوں سے لوح محفوظ پر دیکھا تو واقعی اب ایسا ہی تھا۔ لیکن پھر نم آلود آنکھوں کے ساتھ آپ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جناب شیخ آپ کی خدمت میں گزارش کی کہ میرے آقا جو فرما رہے ہیں وہ درست ہے لیکن ابھی میرے دل میں اس رشتے کے حوالے سے کھٹکا ہے۔ شاید کہ آپ کے دست کرم سے یہ گرہ بھی کھل جائے اور میری مشکل حل ہو جائے۔ صاحب من! اگر گھر میں سے چار لڑکیاں ہیں تو وہ بھی تو میری گردن پر بار ہے جو روز دامادوں کی خدمت (ان کے ناز نخرے) اور

دولہن کے بغیر عالم پریشان اور پریشان رہوں گا اور بیٹیاں داماد کے بغیر بے نوا اور بیٹیاں رہیں گی یا بیٹیوں کے بغیر بیٹے بے سکون رہے گا۔ حضرت پیر و مرشد والا جاہ نے یہ عذر سن کر فرمایا کہ عبدالحکیم درست کہتا ہے چنانچہ اس وہاب کی جناب سے فرزند نرینہ کا فرمان حاصل کرنے کے لیے اس التجا کو فوراً مناجات کی صورت میں پیش کیا اور سجدہ ریز ہو کر عرض گزار ہوئے۔

قطعہ

اے کریمی کہ از خزانۂ غیب
گبر و ترسا وظیفہ خور داری

اے کریم! جو غیب کے خزانوں سے آتش پرستوں کو بھی رزق فراہم کرتا ہے

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

تو کہ دشمنوں پر بھی نظر فضل و رحمت کرتا ہے۔ دوستوں کو کیونکر محروم کرے گا

بخدا اوفتادہ را از پائے
دست دادہ باوج برداری

گویا اس نے محروم اور گرے پڑے آدمی کا ہاتھ تھام کر اسے بلندیوں پر پہنچا دیتا ہے

سر نہادم بآستان کرم

تا چہ حلقہ کی بدر داری

میں تیرے آستان کرم پر سر رکھے ہوئے ہوں (کہ) میں حلقہ بگوش ہو جاؤں اور حاضر ہو کر تیرے در دروازے پر پڑا ہوں

فی الحقیقت در در تو بود

کہ ازاں جملہ بہرہ ور داری

حقیقت میں تیرا دروازہ ہی اصل دروازہ ہے جس سے تمام لوگ بہرہ ور و فیضیاب ہوتے ہیں۔

من مسکین و خستہ بندۂ تو

بری از کبر و جاہ و سرداری

میں مسکین ہوں اور تیرے غلاموں کا خادم ہوں تکبر، مرتبہ اور سرداری سے بری ہوں

ہر دم تو جو حاجت

ہست شایان روا اگر داری

ہر دم میری تجھ سے التجا و حاجتیں تیرے ہی شایان شان ہیں اگر تو روا کرے۔

مشکلی اوفتادہ در کارم

کہ ازو خواست صبر داری

میرے کام میں مشکل آن پڑی ہے جس سے میں صبر و سکون کا طلب گار ہوں۔

غلام من کہ ہست ابو حکیم

زار زار است و ناپسر داری

میرا غلام جو ابو حکیم ہے اولاد نہ ہونے کی وجہ سے غمگین اور پریشان حال ہے

زن نزوج گشت زین حرمان

مادر دخت در خطر داری

اس کی بیوی اس محرومی کی وجہ سے دوسری شادی کے ترک کر دینے کی بات کرتا ہے جبکہ لڑکی کی ماں

مصیبت سے دوچار ہے۔

سائل بندۂ تو با امید

گوہر بخش زاں گہر داری

یہ سوالی بندہ تجھ سے درخواست و امید کرتا ہے کہ اسے (اولاد کے) جواہرات

میں سے (نرینہ اولاد کا) گوہر بخش دے۔

پسری نیک دہ ابو حکیم

کہ بود خوش محب قرار داری

ابو حکیم کو نیک بیٹا عطا فرما جو خوبصورت اور انسانیت کی زیب و زینت ہو۔

بر غلام سر نیاز زنخاک

تا بیام بری ظفر داری

تیرا غلام مٹی سے اپنا سر نیاز اس وقت تک نہیں اٹھاؤں گا جب تک کہ اس (مقصد)

میں کامیابی حاصل نہ کروں۔

شرم ضعفی و ہم فقیری من
مر ترا ہست ہر قدر داری

میرے بڑھاپے اور میری فقیری کی شرم ہو کہ ہر طرح کی قدر و منزلت تجھی کو زیبا ہے۔

جب آپ نے تکرار کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنا سر اس وقت اٹھاؤں گا جب نیک حضرت اور بلند اختر بیٹا پاؤں گا اور آپ بلند آواز سے یہ کہتے رہے کہ "خدایا میرے بڑھاپے اور فقیری کی شرم رکھ اور میری اس آرزو کو پورا فرما جب تو میری حاجت پوری فرمائے گا تو سر سجدے سے اٹھاؤں گا" چنانچہ ہاتف غیبی نے آپ کو یہ خوشخبری سنائی کہ "آپ جو کچھ چاہتے ہیں وہی ہوگا۔ اور تحویل مردہ چار بیٹیوں کی جگہ لوح محفوظ پر بیٹوں کے نام تحریر کر دیے گئے ہیں سر زمین سے اٹھاؤ اور خوشخبری سنادو" آپ نے اپنی (معراج) پیشانی کو زمین سے اٹھایا اور شکر ادا کرتے ہوئے اس پریشان حال بیوہ کو بشارت دی اور صاحبزادہ عبدالحکیم کو بھی نعمتوں سے معمور و یہ سنائی کہ تمہیں چار بیٹیوں کی جگہ پر دو بیٹے فرزند ارجمند عنایت ہوں گے لہذا اب تم شادی کر لو۔ ان بیٹوں میں سے ایک کا نام سید محمد اور دوسرے کا شیر محمد رکھنا۔ سید محمد کو ہم ایسا صاحب حسن و برکت دیکھتے ہیں کہ اگر وہ آسمان پر جانا چاہیں گے تو ملائکہ آسمانی ان کے سامنے جمع ہو جائیں گے اور

اس آبادی میں تشریف فرما ہوں گے تو ادنیٰ و اعلیٰ لوگ ان کی شمع جمال کے گرد پروانہ وار کھنچے ہوں گے اور اگر جنگلوں، پہاڑوں اور غاروں کی طرف چلیں گے تو جنات ان کے دوست و خدمتگار ہوں گے" تمام حاضرین نے جب یہ خوشخبری سنی تو سب کے چہرے آفتاب کی طرح دمک اٹھے دعائے خیر کی گئی اور صاحبزادہ صاحب نکاح و شادی کے لیے تیار ہو گئے اور وہ لوگ صاحبزادہ صاحب کو اپنے ہمراہ موضع مقصود لے گئے اور فرصت کو غنیمت شمار کرتے ہوئے اس نیک کام کو سر انجام دے کر آرام یاب ہوئے۔

کچھ عرصہ بعد جیسا کہ آنحضرت نے فرمایا تھا ویسے ہی بے کم و کاست ظہور پذیر ہوا اور ہر طرف سرور و مسرت سے فیض یاب ہوا۔

٭ بیان کیا جاتا ہے کہ جب آنحضرت بالا پیر کا وقت انتقال نزدیک آیا تو فرمایا "عبدالحکیم! (سید محمد کی ولادت کے) اس زمانے تک فرصت و مہلت نہیں ہے۔ اس فقیر کے پاس سید محمد کا کچھ تبرک و خیر بطور امانت ہے جو کہ میں اپنے ساتھ لیے جا رہا ہوں تم جب اسے اہل و لائق سمجھو تو میری قبر کے پاس لا کر چھوڑ دینا اور خود بیٹھ کر انتظار کرنا اور اس کی نگرانی کرنا تاکہ اسے کوئی ضرر و تکلیف نہ پہنچے" چنانچہ آنحضرت کے انتقال کے کچھ مدت بعد جب صاحبزادہ صاحب سن شعور کو پہنچے تو صاحبزادہ عبدالحکیم نے اپنے اس فرزند دلبند کو ہمراہ لیا اور قبر انور کے گنبد مبارک کی جانب لا کر چھوڑ دیا اور قوالوں کو قوالی کا حکم دیا جب سماں بندھ

گیا تو صاحبزادہ صاحب مست و بے خود ہو کر زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے آپ نے انہیں زمین سے اٹھایا اور قوالوں کو خاموشی کا حکم دیا صاحبزادہ صاحب کافی مدت تک بے ہوش رہنے کے بعد ہوش میں آئے۔

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک کسان صاحبزادہ (عبدالحکیم) صاحب کا ہمسایہ تھا جو بڑا بدباطن اور حریص تھا اور انہی کی تقلید میں ان کے ہی پیرو مرشد حضرت حاجی صاحب کا مرید ہو گیا۔ اور خدمت کرنے لگا اور گاہے بگاہے حضرت صاحبزادہ صاحب کی شکایت بھی کرتا۔ آنحضرت کی عادت تھی کہ جب دور سے کوئی مرید آتا تو اس کا حال احوال پوچھنے کے بعد (اس علاقے کے) دوسرے تمام مریدین کے متعلق بھی دریافت فرماتے جیسا کہ اہل محبت کی رسم ہے کہ دوست کے حال کی دریافت سے جان افزا حظ حاصل کرتے ہیں۔ ایک دفعہ وہ کسان حضرت پیر و مرشد حاجی صاحب کی خدمت میں آیا آنحضرت نے شفقت سے اس کا اور دیگر مریدین کا حال پوچھا اور اس کے ساتھ ہی صاحبزادہ صاحب کا حال بھی معلوم کیا کہ کیا خیریت سے ہیں اور ہر جانب عافیت ہے؟ (دوران گفتگو) رفتہ رفتہ صاحبزادہ صاحب کی (قیمتی) گھوڑیوں کا تذکرہ بھی درمیان میں آ گیا کہ کس قدر مال و اسباب اور گھوڑیاں رکھتے ہیں اور جب اس فقیر کے پاس آتے ہیں تو چھوٹی اور حقیر سی گھوڑی پر سوار ہو کر آتے ہیں (موقع پا کر اس حاسد) کسان نے جواب میں کہا کہ صاحبزادہ صاحب بے شمار بلند

قیمت وگراں قیمت گھوڑیاں رکھتے ہیں لیکن اس خوف کی وجہ سے انہیں آپ کے پاس آتے وقت ساتھ نہیں لاتے کہ کہیں آپ کو پسند نہ آ جائے اور بطور گھوڑی آپ مانگ نہ لیں اسی لیے وہ حقیر ترین اور کم قیمت گھوڑی لے کر آتے ہیں۔ آنحضرت کو اس بات سے سخت ملال ہوا اور آپ کی طبیعت مبارک مکدر ہو گئی فرمایا کہ "عبدالحکیم کی گھوڑیاں بلکہ جملہ نعمتیں میری عطا کردہ ہیں اسے ایسی بدگمانی ہو گئی ہے میں جس کو چاہوں اس سے بہتر بخش سکتا ہوں۔ اگر واپس کروں تو ایک ہی نگاہ سے واپس ہو جائے کیوں کہ وہ رعایا ہیں اور میں بادشاہ ہوں وہ مجھے غارت گر سمجھتا ہے حالانکہ میں اس کی پناہ گاہ ہوں" صاحبزادہ صاحب کے اس مخالف نے جب دیکھا کہ آنحضرت کی آتش غضب شعلہ بار ہے تو اس نے دوسری دفعہ پھر (گویا) اس پر تیل ڈالا اور کہا کہ میری سرکار! حضرت! آپ تو عبدالحکیم کی جملہ نعمتیں اپنی عطا خیال کرتے ہیں جبکہ صاحبزادہ صاحب انہیں اپنے آباؤ اجداد کی وراثت شمار کرتے ہیں اور کبھی کبھار یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں اپنے آباؤ اجداد سے ظاہری و باطنی اعتبار سے بزرگ زادہ ہوں نہ کہ (یہ سب کچھ مجھے) صرف میاں صاحب جی سے ملا ہے۔

یہ کلام سنتے ہی آپ غضب ناک ہو گئے اور باطنی اعتبار سے جانچ پڑتال کیے بغیر صرف قول ظاہر پر اعتماد کرتے ہوئے غصے سے فرمایا کہ "اگر تو اس کی نعمتیں ہماری عطا کردہ ہیں تو واپس آ جائیں گی لیکن اگر اس کے آباؤ اجداد کی

ودیعت کردہ ہیں تو باقی رہیں گی"۔ صرف یہ غضب آلود کلمہ کہتے ہی صاحبزادہ صاحب کی حالت کلی طور پر سلب ہوگئی۔ صاحبزادہ صاحب نے جب خود کو دیکھا کہ ایسی خاک اور مٹی کی طرح ہو گئے ہیں جیسے پہلے تھے تو نالہ وزاری کرتے ہوئے، نمناک آنکھوں، پھٹے لباس، داغ چہرہ اور کمال عجز و انکسار سے سر پر مٹی ڈالتے ہوئے رخت ولایت سے اتر کر ننگے پاؤں اور برہنہ سر آستانِ مبارک پر پہنچ کر آداب بجالائے اور حضرت پیر کی خدمت میں حاضر ہو کر سر کو زمین پر رکھ دیا اور زار زار رونے لگے چونکہ حضرت پیر صاحب کی آتشِ غضب ابھی تک شعلہ بار تھی اور ابھی تک اس میں تپش اور خشونت پیدا ہوئی تھی اس لیے رحم و شفقت کی کوئی تجلی اس میں نظر نہ آئی۔ حضرت پیر صاحب نے ایک شخص کو فرمایا کہ اسے باہر نکال دو صاحبزادہ صاحب نے جب دیکھا کہ میری آنکھوں کے پانی اور آنسوؤں سے آپ کے غضب کی آگ میں اضافہ ہو گیا ہے اور بغیر کسی وسیلے کے کوئی حیلہ کارگر ثابت نہ ہوگا تو اسی حالت میں کھیارا کی جانب چل پڑے اور بڑی لاچاری کی حالت میں حضور فیض گنجور حضرت میاں فیض بخش صاحب کی خدمتِ اقدس میں جا پہنچے، آنحضرت میاں فیض بخش صاحب کی اس برادرِ عزیز پیر بھائی سے کمال دوستی و اتحاد تھا ان کی تباہ حالت کو نظر بھر کر دیکھنے کی تاب نہ لا سکے اور ایک لمحے کی تاخیر کے بغیر صاحبزادہ صاحب کی پشت پناہی اور سفارش کے لیے ان کے ہمراہ ہو لیے اور پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عذر خواہی

کر کے صاحبزادہ صاحب کی سفارش کی لیکن انہوں نے صاحبزادہ صاحب پر ذرہ برابر مہربانی کا اظہار نہ فرمایا بلکہ بہت زیادہ عتاب و ناراضگی کا مظاہرہ فرمایا۔ چونکہ حضرت فیض بخش صاحب ناز نینی اور دائمی ہم نشینی کے اعزاز کے حامل تھے اور صاحب ان پر خصوصی شفقت فرماتے تھے اس لیے میاں فیض بخش صاحب اپنی استدعا اور سفارش و شفاعت کی عدم قبولیت پر بڑے ناز و نیاز کی حالت میں باہر آئے اور گریہ و نالہ کرتے ہوئے کلاہ مبارک سر سے اتار کر بازار میں چل دیے اور بلند آواز سے سر بازار لوگوں کو کہتے جاتے کہ "سنو لوگو! آج سے میں میاں صاحب کا فقیر نہیں رہا کیوں کہ وہ میری آرزو قبول نہیں فرماتے اور میری سفارش پر جو ابراہیم پر رحم و کرم نہیں فرماتے"۔ اس صادقانہ مقال اور عاشقانہ حال پر فضل و کرم کے سمندر موج میں آگئے۔ اور خدام کو حکم دیا کہ فیض بخش کو مع ابراہیم واپس لے آؤ کیوں کہ وہ ناز نین ہے اور میں اس کے ناز کو دل و جان سے پیارا جانتا ہوں۔ جب انہیں واپس لایا گیا تو آپ نے حضرت فیض بخش کو بغل میں لے کر انتہائی شفقت کا اظہار فرمایا اور ان کی شفاعت سے صاحبزادہ صاحب بھی مقبول بارگاہ ہو گئے اور پہلے سے بھی دوگنا فیض کے حامل بن گئے، پیر صاحب نے ان پر خصوصی شفقت فرمائی اور نعمت ظاہری و باطنی کا وافر حصہ عطا فرمایا۔ جب اس واقعے کو ایک مدت بیت گئی تو وہ باطن ہمسایہ مصیبت میں گرفتار ہو گیا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت پیر صاحب نے اپنی بھینس پرورش کے لیے

اس کسان کو دی جب وہ کسان آنحضرت کی خدمت میں آتا تو آپ اس سے اپنی بھینس کے متعلق پوچھتے ایک دفعہ جب آپ نے اس سے پوچھا تو زمیندار نے بھینس کے ہلاک ہونے کی خبر دی کچھ دن بعد جب صاحبزادہ صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت والا صاحب نے ضروری تحقیق کیلئے بھینس کا قصہ صاحبزادہ صاحب کو بیان کیا صاحبزادہ صاحب نے پتہ چلایا کہ اس کسان کے فریب سے آپ کو آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ اس زمیندار کی اپنی ملکیت میں کافی گائیں بھینسیں ہیں جو بھی سلامت ہیں کیا ملک الموت اس کی کافی ساری گائیں بھینسیں چھوڑ کر صرف اسی بھینس کی جان کا پیاسا تھا؟ یہ سب اس کی حیلہ سازی اور دغابازی ہے۔ آپ نے یہ سنا تو آپ کے قہر وغضب کی بجلی نے اس کسان پر اوپائی اور وہ مال مویشی اور تمام مال ومتاع سمیت تباہ و برباد ہو گیا۔

مثنوی

کسے را گر درین اشکال باشد | کہ نا خواندہ علم الحال باشد

اگر علم الحال (عشق و مستی اور وجد وحال کے علم) سے جاہل ہونے کی وجہ سے کسی شخص کو اس میں اشکال در پیش ہو

بگوید آنچہ عامہ باز گویند | کہ اہل کشف ہر یک راز جویند

تو وہی کہے جو عام لوگ کہتے ہیں کہ اہل کشف ہر ایک راز کو پالیتے ہیں

کسے کو چشم باطن در کشاد ست | چہ بر گفت غیرش اعتماد ست

جس شخص کی باطنی آنکھ کھلی ہوئی ہو تو اسے کیوں غیروں کی بات پر اعتماد ہو

ہمچناں عیب اشکال او را | بجا خیزد گر بغیرم قال او را

اگرچہ میں اس کی بات (اور اعتراض) کو سن کر خاطر میں نہیں لایا پھر بھی میں اس کے اشکال کا چند طرح سے جواب دوں گا

ولے با حاسد اش گفتگو چیست | بشورہ در تخم گو چیست

مگر اس (دشمنی کی حالت) سے بچنے والے حاسد لوگوں سے بات کا کیا فائدہ؟ شور اور کلر والی زمین میں بیج ڈالنے سے بھلا کیا حاصل؟

بگویم رمز کے با ہوشمنداں
کہ باشد اولیا را حال چنداں

میں تھوڑا سا یہ رمز کیسے بیان کروں کہ اولیاء کرام کے کئی احوال ہوتے ہیں

(کیونکہ ان سے یہ مخفی نہیں ہے)

ہم از کشف و کرامت چند قسم ست
کہ ہر یک را جدا رسم ست و اسم ست

کشف و کرامت کے حوالے سے ان اولیاء کی چند اقسام ہیں ہر ایک کا نام اور طور طریقہ الگ ہے

یکے باشد مکلف و ہم کرامت

یکے دارد یکے را در سلامت

کوئی کشف و کرامات کے ساتھ متصف ہوتا ہے (ایک اس شان کا حامل ہوتا ہے) تو دوسرا اس سے بچ کے رہتا ہے

یکے اہل رضا و دور زنجا

بوصل دائمی مجبور تنہا

ایک اہل رضا میں سے ہے جو اس (اظہار کرامت) سے دور ہے اور دائمی وصل و مطلوب سے عشرت اور اس سے مجبوراً تنہا ہے (یعنی کرامات و کشف سے بے نیاز ہے)

یکے مامور نبود در چنیں کار

یکے را باشد اندر کار ناچار

ایک اس کام میں مامور نہیں ہے ایک مجبوراً اس کام میں مصروف ہے (اور وہ مامور ہے)

یکے را خود دریں دستور نبود

یکے تابد ولے مامور نبود

ایک (اس راہ پہ چلنے کی) سکت رکھتا ہے لیکن مامور نہیں ہوتا کوئی خود ہی اس راہ پہ نہیں چلتا

یکے را بعض کشف و بعض را حل

یکے باشد شان ہم بے تامل

کسی کو بعض کشف حاصل ہوتا ہے اور کسی کو بعض، کوئی ایسے بھی ہیں کہ جنہیں کسی حال (سوچ بچار اور قصد و ارادہ) کے بغیر یہ حاصل ہوتا ہے

تامل گاہے شان باشد گہی نے

یکے نائی شود و گاہے خود نے

کوئی کبھی ایسا ہوتا ہے کبھی نہیں، کبھی بانسری بجانے والے ہوتے ہیں اور کبھی خود بانسری بن جاتے ہیں

اگر تیغ فلک زیں نیست پیدا

جواب نیزہ دار آرم بمیداں

اگر تجھے شک و شبہ اور اشکال ہی کرنا ہے اس تیغ (میرے کلام) سے نہیں کھلی تو مجھے قاطع جواب میدان میں لاتا ہوگا

یکے شنود ظاہر گفتگوئی

یکے از ظاہر تی بوئد بوئی

کبھی تو وہ کوئی سی بات بھی واضح طور پر سن لیتے ہیں اور کبھی وہ کسی کھلی اور واضح بات کی بو بھی نہیں سونگھ پاتے۔

گر از من غنچۂ فہم تو نشگفت

ببیں اندر گلستاں شیخ چوں گفت

اگر مجھ سے تیری فہم و فراست کا غنچہ نہیں کھلا (اور تیرا اشکال دور نہیں ہوا) تو دیکھ گلستان میں شیخ (سعدی رحمہ اللہ) نے فرمایا ہے

یکے پرسید ازاں گم کردہ فرزند

کہ اے روشن گہر پیر خردمند

کسی نے فرزند گم کیے ہوئے (یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام) سے پوچھا کہ اے عقلمند اور روشن دل

ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی

چرا در چاہ کنعانش ندیدی

تو نے مصر سے اس (فرزند) کے کرتے کی خوشبو سونگھ لی لیکن (اپنے ملک) کنعان کے کنویں میں اس کو کیوں نہ دیکھا

بگفت احوال ما برق جہاں ست

دمے پیدا و دیگر دم نہاں ست

جواب دیا ہمارے احوال کوندنے والی بجلی کی مانند ہیں جو ایک لمحہ کیلئے ظاہر ہوتی ہے دوسرے لمحے غائب ہو جاتی ہے

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم

گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

کبھی ہم سب سے اونچے بالاخانے پر بیٹھے ہوتے ہیں (اور جہاں بھر کو ملاحظہ کر لیتے ہیں) اور کبھی اپنے پاؤں کو بھی ہم نہیں دیکھ پاتے (طارم سے مراد قرب الٰہی ہے جہاں کشف ہوتا ہے)

اگر درویش بر حالے بماندی

سر دست از دو عالم برفشاندی

اگر درویش ایک حال پر رہے تو دونوں عالم کو ترک کر بیٹھے

☆ بیان کرتے ہیں کہ صاحبزادہ صاحب کا ایک نو عمر سید مرید جس کے حسن و جمال اور خوبی کو احاطہ تحریر و بیان میں لانا ممکن نہیں وہ ایسا دلربا تھا کہ اس کی ادا کو کوئی بھی دانش مند دانے کی پیمائش میں نہیں لا سکتا۔ ایک دفعہ سیر کیلئے پشاور گیا ایک جگہ پہنچا تو جیسا کہ افغانوں کی مشہور عادت ہے ایک افغان جوان اس کی خوبصورتی پر فریفتہ ہو گیا اور اس کے وصال و ملاقات کیلئے حیلہ جوئی کرنے لگا کچھ عرصہ بعد بے صبر ہو کر وہ فریب کے ساتھ اسے خلوت میں لے جا کر ہم بستر ہو گیا جب اس کی عصمت کو برباد کرنے کے لیے شہوت آلود ہاتھ دراز کیا تو چھوٹے چھوٹے دانے (کیل مہاسے) جنہیں پنجابی لوگ "چوکیا" کہتے ہیں اور وہ (دانے) چہرہ و بدن کی خوبصورتی کے دشمن ہوتے ہیں۔ اس (افغان)

کے ہاتھ کے نیچے آئے تو اس نے پوچھا یہ دانے کیسے ہیں وہ صاحبزادہ صاحب
سمجھ گیا کہ افغان کی نیت بدل گئی ہے فوراً اس نے دل ہی دل میں آہ و فغاں کرتے
ہوئے اپنے پیر (صاحبزادہ صاحب) کا خیال لاتے ہوئے زیر لب ان سے
امداد طلب کرنے کا علم بلند کیا۔ اسی وقت اس کی آہ و بکا کا تیر ہدف پر لگا اور اس
نامراد افغان کے پیٹ میں ایسا مروڑ اٹھا کہ اس نے چیخنا چلانا شروع کر دیا اسی
دوران بلندی سے اس کے سر پر ایسا غیبی طمانچہ پڑا کہ وہ بستر سے نیچے جا گرا اور
سر پکڑ کر بیٹھ گیا وہ شریف زادہ فرصت پا کر تیزی سے بھاگ کھڑا ہوا اور اس پیر
بے خبر سے توبہ کرتے ہوئے اپنے پیر صاحب کی خدمت میں آ پہنچا اور شرمندگی
کی وجہ سے کسی کو اس واقعے سے آگاہ نہ کیا۔ ایک مدت کے بعد جب وہ اس واقعہ کو
فراموش کر بیٹھا تھا اس نے حاضرین کے سامنے پیر صاحب سے عدم امداد کا شکوہ
کیا جب اس کا عدم انصاف اور لاف گزاف حد سے بڑھا تو مجبوراً صاحبزادہ
صاحب نے حقیقت سے پردہ اٹھایا اور اشارہ فرمایا اے شیخ زادہ ابھی تم عدم امداد
کا شکوہ کرتے ہو اور افغان کا وہ دانہ دانہ یاد نہیں رکھتے۔ یہ جواب سنتے ہی اس
مرید کی شوخی شرمساری سے خاک میں مل گئی اور اس نے عاجزی و انکساری کے
ساتھ ہاتھ باندھ دیئے اور استغفار کی جب شرم کے ساتھ اس کی آنکھوں سے
روتے روتے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی تو حضرت صاحبزادہ صاحب موج میں آ
گئے اور معاف فرما دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کا ایک حبشی تھا جو انہیں
بہت پیارا اور محبوب تھا جاں نثار، شیریں کلام اور خوش بیان تھا۔ حضرت میاں گھیبا
کے نام سے مشہور تھا بچپن سے ہی آپ کے دست اقدس سے پرورش پا کر بڑا ہوا
اور عمر بھر آپ کی خدمت میں مصروف رہا آپ کا ایسا ہمراز و مصاحب
تھا کہ صاحبزادہ صاحب نے اسے اپنا بیٹا بنا لیا آپ ہمیشہ اس کی طرف
اپنی شفقت کو مبذول رکھتے۔ ایک دفعہ میاں گھیبا سیر کرتے ہوئے کسی علاقے
میں جا پہنچا اور وہاں کے کچھ آدمیوں کو اپنا مرید بنا لیا اور ان سب مریدوں سے یہ
وعدہ کیا کہ جب تمہیں کوئی مشکل پیش آئے مجھ سے استمداد کرنا، میں پہنچ کر
تمہاری مشکل کو آسان کروں گا۔ انہوں نے یہ جرأت اپنے پیر و مرشد کی قوت
کمال اور شفقت بے مثال کی وجہ سے کی تھی (نہ) اپنی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے نہ
کی جب واپس آ کر پیر صاحب کی خدمت میں سکونت پذیر ہو گئے۔ تو ایک روز
آنحضرت احباب کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ اچانک درمیان سے اٹھ کر
دیوار یا پردے کے پیچھے چلے گئے اور کچھ دیر بعد مجلس میں آئے تو ان کے دونوں
ہاتھوں پاؤں اور ان میں کانٹے چبھے ہوئے تھے۔ اہل مجلس نے جب یہ دیکھا تو
استفسار کیا۔ آنحضرت نے اس صورت حال کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ
میاں گھیبا صاحب کی مروت و مہربانی ہے کہ فلاں علاقے میں جاہلوں دیہاتیوں
کو مرید کر کے وعدہ کر آئے تھے کہ تمہاری امداد کروں گا اب ایک نادان نے پہاڑوں

میں خار دار جھاڑیاں جمع کر لیں جنہیں اٹھا نہ سکا اور اسی دوران میں کسی اپنے
ہمسائے کو وزن دیکھ نہ پایا تو اپنے پیر (میاں گھسیٹا) کی طرف رخ کر کے کہنے لگا کہ
تو نے میرا دامن تھیر اور قوت والا ہے تو یہ جھاڑیاں میرے سر پر لاد دے
جنھیں فاصلہ ہو جائے گا میں نے اس کی فریاد سنی امداد ہونے کی صورت میں میاں
گھسیٹا کی کرامت ساری کو محسوس کیا تو اسی وقت اس کے پاس پہنچا اور اس کے
بوجھ کو اپنے ہاتھوں کے ساتھ اٹھا کر اس کے سر پر رکھ دیا جس کی وجہ سے ہاتھوں پر زخم
ہو گئے ہیں۔ میاں گھسیٹا سمیت سب لوگوں نے بہتا ہوا خون دیکھا اور پریشان کی
ماجرا تو معلوم ہوئے جنھیں اس کرامت پر خوش ہوئے

☆ ایک دن اچانک باہر سے کاشانہ اقدس میں تشریف لائے اور آپ
کے بیٹے صاحبزادہ حضرت سید محمد ابھی خورد سال تھے سامنے آئے یا ان کی والدہ
عفیفہ کندھے پر اٹھائے انہیں آپ کے سامنے لائیں تو آپ نے اس رخسار
پیارا صاحبزادہ کے رخسار پر ایک طمانچہ رسید کیا کہ اس پر نشان پڑ گیا اور وہ نیلگوں
ہو گیا یوں محسوس ہوا جیسے زمین کھل گیا ہو۔ صاحبزادہ صاحب رونے لگ پڑے
ان کی والدہ سخت خوفناک ہو گئیں اور عرض کیا کہ اس معصوم کو ایسا جا لگا طمانچہ کیوں
مارا ہے جس سے اس کے رخسار سیاہ ہو گئے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں
نے اس معصوم پر بہت زیادہ شفقت کی ہے اور یہ طمانچہ جو تمہاری نظر میں ظلم ہے اس
ایک ہی طمانچے سے میں نے اس کا سارا تکبر، کینہ اور غصہ نکال کر باہر پھینک دیا ہے

اور ان کے سینے سے میں تکبر و کینے کی جگہ پر تواضع، رحم اور حلم ڈال دیا ہے

قطعه

دیں چہ طپانچہ میں تو دلیل او
خشم را قمع از جنات او

اس طمانچے کو ذلت خیال نہ کر بلکہ میں نے ان کی جہالت و طبیعت سے غصے کو نکال دیا ہے

جوش را دور کردم پاک
طبع باشد ست خلق او

میں نے ان کے جوش کو دور غبار سے پاک کر دیا ہے اب دین وہ سب ہی اس کی طبعت ہو گئی ہے

دردی از بادہ اش بدر کردم
صاف گردید جام خلق او

اس کے جام سے میں نے تہمت اور گاد کو دور کر دیا ہے اور اس کی خلق و خصلت کے جام کو صاف کر دیا ہے

تم کرد دیں بجائے عدل افروز
کہ بعثت رسید خلق او

اس لعل افروز اور سلطانہ جفا تخت سے شگفتہ نہ ہو کیونکہ اس سے اس کی بیماری
ٹھیک ہو گئی ہے۔

زریں جفا رنگ و رحم بے پایاں
بہ خرو ولی خود قلب او

اس بے حساب رحم اور جفا کی طرح نظر آنے والے کرم سے اس کی
قلت و غم ماضی کو دور کر دیا ہے

چنانچہ آپ کے فرمان عالی کے مطابق ویسے ہی ظاہر ہوا اور
صاحبزادہ تمام عمر تحیر دیکھنے سے منتظر رہے۔

☆ ایک دفعہ حضرت قطب الاقطاب سید عالی جناب شاہ عبد اللطیف امام
ذی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر زیارت کے لیے تشریف لے گئے۔
آنحضرت کا میلہ لگا ہوا تھا اور لوگ گروہ در گروہ زیارت کے لیے چلے آتے تھے۔
آپ ساتھیوں کے ہمراہ ایک جگہ کونے میں درخت کے نیچے بیٹھ کر نظارہ کرنے
لگے ہمراہیوں میں سے کسی نے گزارش کی اے ہمارے آقا بے شمار لوگ حضرت
شاہ صاحب کی زیارت کے لیے آ رہے ہیں اور قدم بوس ہو کر بہرہ یاب ہو رہے
ہیں جبکہ ہم ایک کونے میں یوں بیٹھے ہیں گویا ہم نے پائے امت کو محرومی کی وجہ
سے باندھ رکھا ہے بہتر یہ ہے کہ ہم بھی اب اس جگہ سے اٹھ کر اپنا روئے نیاز
روضہ مطہرہ کی طرف کریں اور اس کی زیارت سے فیض یاب ہوں۔ آنحضرت

نے جواب میں فرمایا ٹھہرو ابھی جناب قبلہ گاہ حضرت شاہ صاحب پشاور میں
تشریف رکھتے ہیں ہم ان کی زیارت کے لیے آئے ہیں روضہ مبارک کی زیارت
کے لیے نہیں۔ کچھ دیر ہوئی کہ اس نے دوبارہ عرض کیا آپ نے ٹھہر جانے کا ارشاد
کیا پھر کچھ دیر بعد اس نے پھر عرض کیا کہ زیارت کے لیے مخلوق کا ہجوم ہے
ابھی شاہ صاحب نزول فرما چکے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا جلدی نہ کرو
ابھی شاہ صاحب تشریف لائیں گے ہر ذرے کو پتہ چل جائے گا ابھی یہ گفتگو
ہو ہی رہی تھی کہ چادر وغیرہ بھی درختوں کی شاخیں اور پتے جھوم اٹھے صاحبزادہ
صاحب نے دوستوں کو کہا کہ اب شاہ صاحب تشریف لا کر چادر درخت پر بیٹھے
گئے ہیں دیکھو کہ ہر پتہ و شاخیں کیسے جھوم رہی ہیں اور خوشی و مسرت سے محو رقص
ہیں کچھ دیر بعد اٹھ کر چل دیے اور فرمایا کہ اب جناب شاہ صاحب روضہ مطہرہ
میں جلوہ فرما ہو چکے ہیں اے دوستو آؤ تا کہ ان کی زیارت سے مستفیض ہوں۔
ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ کے فرمان کے مطابق ہم کافی دیر تک ٹھہرے
رہے تا کہ آپ کے طفیل ہمیں بھی اس سرکار کا دیدار ہو اب ہمیں بھی ان کے دیدار
سے مستفید فرمائیے ہم اس لیے آپ کے پیچھے پیچھے ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر وہ
میرے طفیل تمہیں بھی دیدار کروا دیں تو جب تمہیں لیکن تم سے ان کے انوار
برداشت نہ ہو سکیں گے جب صاحبزادہ صاحب روضہ مطہرہ کے اندر داخل
ہوئے تو اس نے بھی ان کے ہمراہ دروازہ مبارک سے اپنا قدم اندر رکھا (

صاحبزادہ صاحب نے) فرمایا کہ یہ شاہ صاحب تشریف فرما ہیں آپ کے فرمان کے مطابق جوں ہی اس نے شاہ صاحب کا نورانی دیدار کیا ایک لمحے کی تاب نہ لاسکا اور ہوش وحواس سے محروم ہو گیا کہ پیچھے دروازہ مبارک تک پہنچا اور گر پڑا آنحضرت سلام سے فارغ ہوئے شاہ صاحب سے رخصت ہوکر روضہ مبارک سے باہر تشریف لاکر اس مرید کے سرپر آن کھڑے ہوئے اسے بے ہوش دیکھا تو لوگوں کے کندھوں پر رکھوا کر اپنی نشست گاہ پر لے آئے کہتے ہیں کہ وہ شخص ایک مدت تک مدہوش رہا کافی عرصے بعد کسی قدر ہوش وحواس اور طاقت بحال ہوئی۔ اور وہ آپ کے دیدار پرانوار کے فراق کا داغ اٹھا پاتا رہا۔ تو یہ زندہ و واصل صفا۔ جو اہل محبت کا دل رکھنے کے لیے اپنے چہرہ نورانی کا دیدار عوام الناس کو روزانہ فرماتے ہیں اور اپنے رخ انور کے دائمی حسن کی جھلک دکھا دیتے ہیں۔

☆ ایک روز کسی جگہ تشریف فرما تھے۔ کھتری قوم کا ایک خوبصورت اور نازنین ہندو لڑکا سروپا برہنہ، پھٹے کپڑے پہنے گزر رہا تھا بیٹھے ہوئے (چنے وغیرہ کے) دانے بیچ رہا تھا۔ تنگ دستی سے پریشان حال تھا آپ کے پاس آکر سلام آداب بجا لایا۔ رحم وکرم کے آفتاب اس پر چمکے اور اس کے بخت ونصیب کے چہرے سے ظلمت و تیرگی کے پردے کو پھاڑ دیا یعنی آنحضرت اس بچے پر مہربان ہو گئے اور فرمایا کہ دانہ فروشی کا پیشہ چھوڑ دے اور ہر دروازے کو کھٹکھٹانا بند کردے

وتحصیلداری اور سرکاری ملازمت کا اہل ہے اور تیری صورت زیبا کو حکمرانی زیب دیتی ہے۔ اس محترم لڑکے نے فوراً دانوں کا وہ برتن کندھے سے اتار دیا اور ہوش وحواس کے ساتھ بخت و مقدر کی تبدیلی کا انتظار کرنے بیٹھ گیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کی کسی شخص سے ملاقات ہوئی اور اسے علاقہ بھیل کی سرکاری عملداری کا عہدہ مل گیا اور کامیاب حکمران بن گیا۔ اس حکمرانی کے دور میں اکثر وبیشتر آنحضرت صاحبزادہ عبدالحلیم صاحب کو سلام کرنے آیا کرتا اور آنحضرت بھی گاہے بگاہے بھیل بھیج "جو آپ کے حقیقی وظیفہ تھے" کو سواری پر اس کی ملاقات و خبر گیری کے لیے بھیج رہتے۔ جب وہ دور سے آپ کے اس خلیفہ کو دیکھتا تو بلا توقف اٹھ کھڑا ہوتا اور عاجزانہ آداب سے آراستہ ہو کر استقبال بجا لاتا اور ان کی سواری کی لگام اپنے ہاتھ سے پکڑ لیتا اور انہیں خوبصورت و آراستہ و پیراستہ چارپائی پر بٹھاتا اور خود زمین پر بیٹھ کر زانوئے ادب تہہ کرتا ان کے ہاتھ پاؤں کی مالش کرتا اور عقیدت و احترام کی نگاہ سے دیکھتا اور آپ کی خدمت میں کمال کی عاجزی اختیار کرتا۔ جب آنحضرت اپنے خلیفہ سے تمام حالات پوچھتے تو اس کی تواضع و عاجزی کی خبریں سن کر خوش ہوتے اور اسے دعاؤں میں یاد کرتے۔

آہستہ آہستہ دنیاوی لذات اور روز افزوں خواہشات کی وجہ سے اس نے ادب و آداب میں سستی کرنا شروع کر دی یہاں تک کہ جب خلیفہ صاحب اس کی چارپائی کے قریب پہنچے تو اٹھتا اور خلیفہ صاحب کے ساتھ دست بوسی اور

عمر کے ساتھ پیش آتا۔ ایک روز خلیفہ صاحب اس کے پاس گئے تو وہ چارپائی
سے نہ اٹھا اور نہ ہی ان کے بیٹھنے کے لیے جگہ مہیا کی بلکہ اسی چارپائی کے ایک
طرف تنگ سی جگہ پر بیٹھنے کو کہا۔ وہ اسی تنگ جگہ پر بیٹھ گئے (لیکن اچھی طرح بیٹھ
نہ سکے تو ناخوش ہو کر گھر لوٹ آئے اور حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچ کر تمام ماجرا
گزشتہ بیان کیا۔ یہ سن کر آپ جلال میں آ گئے اور فرمایا ایسے شخص کو اس کے
عمل کے مطابق سزا ملنی چاہیے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد حاکم اعلیٰ نے اس کے خراب
حالات کی بنا پر جلال کیلئے محتسب مقرر کر دیا تو وہ شخص شکنجے میں آ گیا اس کی بہت زیادہ مارپٹائی
خوب بدکاری کی گئی سخت مرض ہوئی جس کے صدمے سے ہلاک ہو گیا اور اسے بے پناہ
وحشت سامان دنیا سے گیا مردان خدا کے غضب و بدمزگی سے خدا کی پناہ۔

☆ ایک دن آپ پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے تشریف فرما تھے اس کے نیچے
بہت گہرا اور خوفناک پانی تھا جس کے دیکھنے سے آدمی سہم زدہ ہو جاتا۔ ایک اجنبی
مسافر آپ کی خدمت میں آیا اور عرض گزار ہوا کہ دور سے آپ کا نام سن کر حاضر
ہوا ہوں وصول الی اللہ کی طرف میری رہنمائی فرمائیں۔ آپ نے اس کو توجہ سے
دیکھا تو فرمایا میں تیرے دل میں حق کی طلب نہیں پاتا۔ اس نے دوبارہ عرض
کیا کہ میں طالب صادق ہوں اور میری طلب کمال کی ہے البتہ مرشد کے بغیر اس
مراد کا حصول مشکل ہے آپ میری رہنمائی فرمائیں۔ آپ نے پرجوش آواز سے
فرمایا اگر ایسا ہے تو فوراً اٹھو اور اس ہولناک پانی میں چھلانگ لگا دو۔ وہ جلدی سے

اٹھا اور دیوانہ وار دوڑتا ہوا کنارے تک پہنچا سہم کر رک گیا آپ نے دوبارہ سہ بارہ
زور سے فرمایا چھلانگ لگاؤ یہی کچھ حاصل کرنے کا وقت ہے وہ دو تین مرتبہ دوڑ کر آیا
لیکن چھلانگ لگانے کی جرأت نہ ہوئی حوصلہ ہار بیٹھا۔ آخر آنحضرت نے فرمایا
جو دعویٰ تو نے کیا تھا جھوٹا ثابت ہوا ہے کیا تو فقیری کا دعویٰ کرتا ہے میں تیرا
خون اپنی گردن پر لیتا اور اگر تو میرے حکم پر چھلانگ لگا دیتا تو تجھے صف
پانی سے اپنے ہاتھ پر اٹھاتا اور آرام سے پانی پر پہنچا دیتا۔ جب یوسف صدیق
علیہ السلام کو بھائیوں نے رسی سے باندھ کر کنویں میں ڈال دیا تو حضرت جبرائیل
علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے سدرۃ المنتہیٰ سے پلک جھپکنے میں ساتوں آسمانوں کی
مسافت طے کر کے پہنچے اور انہیں اپنے ہاتھ پر اٹھا کر کنویں کی تہہ میں ایک پتھر پر بٹھا دیا اور
انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ یوں ہی فقیر تجھ تک پہنچ جاتا اگرچہ ساتوں آسمانوں کی مسافت
ہوتی لیکن تو خدا کا طالب اور محبت سے آشنا نہ تھا جا اپنے کام میں مشغول ہو جا۔

جیسا کہ حضرت شیخ الشیوخ مولانا شیخ سعدی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

قطعہ

اے دل بے ہوس بہ سروکاری نرسی
تا غم نہ خوری بہ غمگساری نرسی

اے دل ہوس سے سروکار نہ رکھ جب تک (تو خود) غمگین نہ ہو گا
غمگساری نہیں کر سکتا

صورت سے آراستہ کر کے ننگے پاؤں استقبال کیلئے آگے بڑھے اور آنحضرت
سلطان محمد صاحب کے پاس پہنچ کر قدم بوسی کرنا چاہی ہر چند کوشش کرتے رہے
لیکن انہوں نے اجازت نہ دی۔ غرض جاتیں ایک دوسرے کے آداب
بجالائے اور ایک ساتھ بیٹھ گئے انہوں نے بطور شکوہ ان سے سوال کیا کہ اے
صاحبزادہ عبدالحکیم صاحب آپ بظاہر تو اس قدر خدمت و آداب بجالاتے ہیں
لیکن باطن میں میرے غم سے ناواقف ہیں میں ہر شخص کے پاس حسن ظن کے ساتھ
حصول فیض کے لئے گیا کئی لوگوں سے امید باندھی لیکن خالی ہاتھ واپس
آیا۔ آپ مجھے کسی اہل باطن ولی مرد کا پتہ نہیں بتاتے جن کی خدمت میں حاضر
ہو کر فیض روحانی سے بہرہ یاب ہو جاؤں۔ کئی لوگوں کے پاس گیا ہوں لیکن مقصد
حاصل نہ ہوا۔ آپ میری رہنمائی فرمائیں کہ کس اہل فیض کے پاس جاؤں اور
منزل مقصود پاؤں۔ صاحبزادہ عبدالحکیم صاحب نے ان کے التماس کو بغور سنا اور
باطنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے بھائی! آپ فرماتے ہیں کہ
اس ملک میں بے شمار اولیاء اللہ ہیں میں ہر ایک کے پاس گیا ہوں۔ جان لو کہ
بہت سے لوگ ہیں لیکن وہ جو اہل کمال اولیاء کہلاتے ہیں تین یا چار ہیں دوسروں
کو منزل مقصود پر پہنچانا صرف انہی کا کام ہے ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ ان
چار میں سے پہلے جن کے مقام کو کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت میاں [illegible]
صاحب (کلہر شریف) ہیں۔ جو میری وفات کے بعد تمہاری زندگی میں ہی اس

تا نشانہ صفت سر نہ کنی در رہ او
ہرگز بہر زلف چو داری نرسی

جب تک مبارک سر کنگھی کی طرح آرے کے نیچے دو حصوں میں نہ ہو (کٹ نہ جائے)
صاحب کی طرح لمبی زلفوں کو چھو نہیں سکتے

تا بگو حنا سودہ نگردی بتہ سنگ
ہرگز بکف پائے نگاری نرسی

جب تک مہندی پتھر کے نیچے نہ رگڑی جائے ہرگز پاؤں کے تلوے میں نقش و نگار
کے قابل نہیں ہوتی۔

صاحبزادہ سلطان محمد حویلی صاحبان کا ایک واقعہ

آپ کمال درجے کا کشف اور باطنی پاکیزگی رکھتے تھے اور اہل اللہ
کے حالات کی دریافت اور شناخت میں اپنے زمانے کے یکتا تھے جیسا کہ سلطان
محمد صاحب نام کے بزرگ جو موضع حویلی صاحباں میں سکونت رکھتے تھے ایک
روز ان کی ملاقات کے لئے آئے جب نزدیک پہنچے ایک شخص نے حضرت
صاحبزادہ عبدالحکیم صاحب کو آگاہ کیا کہ صاحبزادہ سلطان محمد صاحب آ رہے
ہیں۔ آپ (یہ سن کر) فوراً اٹھے چادر گلے میں ڈالے خود کو عاجزانہ لباس

علاقے میں ظاہر ہوں گے اب انہیں ظاہر ہونے کا حکم نہیں ہے۔ دوم حضرت میاں پیاون شاہ صاحب ہیر پوری ہیں سوم حضرت حافظ غلام محمود سیالوی ہیں چہارم حضرت حافظ غلام مصطفیٰ ہالے گڑھی ہیں تمہارا حصہ فیض انہی کے پاس ہے جبکہ باقی تینوں کی سکونت گاہ تمہارے راستے میں ہے ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ملاقات کرتے ہوئے اور ان کی زیارت سے فیضیاب ہوتے ہوئے ہالے گڑھ میں حاضر ہو جاؤ اور منزل مقصود پر پہنچ جاؤ انہوں نے ایسا ہی کیا اور بہرہ یاب ہو کر کامل ہو گئے۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے چودہ سال ایک چلہ گاہ میں گزار دیے اور اس دوران غیروں کی صحبت کا چہرہ تک نہ دیکھا آپ تجرید و تنہائی کی ایسی منزل پر پہنچے ہوئے تھے کہ ایک دن آپ کی اہلیہ محترمہ جب کہ آپ کی زیارت کیلئے آ گئیں اور وہ اپنے شیر خوار بچے کو اٹھائے ہوئے تھیں انہوں نے اس بچے کو آنحضرت کے سامنے رکھا اور کہا کہ اس بچے کو نظر میں رکھنا (یعنی دیکھ کر رہو) کسی باپردہ جگہ پر چلی گئیں اور کپڑے دھونے میں مشغول ہو گئیں۔ وہ بچہ ابھی پاؤں پر چلنا سیکھ رہا تھا وہ خود کو گھسیٹتے گھسیٹتے دریا کے پانی تک لے گیا اور چند غوطے کھا کر ڈوب گیا جبکہ یہ والد بزرگوار اسے دیکھتے رہے اور باہر نہ نکالا جب بچے کی ماں آئی اور بچے کے متعلق پوچھا تو فرمایا تو نے دیکھنے کے لیے حوالے کیا تھا۔ باہر نکالنے کیلئے نہیں میں بہر حال اسے دیکھنے سے غافل نہیں تھا اور باہر کھینچنے اور واپس لانے کی

کسی ایک کا ظاہر عجب نہیں ہوا۔

قطعہ

بہ نیم محنت عشاق جاناں
کہ از جان و جگر فارغ نشینند

وہ محبوب کے عاشقوں کی محنت و استغراق کے کیا کہنے جو جان و جگر سے بے پرواہ اور فارغ ہو کر بیٹھتے ہیں

بہ جاہ انما اموال و اولاد
بہ محنت گر بہ بینند نہ بینند

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان انما اموالکم و اولادکم فتنۃ (یعنی تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں) کو یاد رکھنے کی وجہ سے اگر (اپنی) اولاد و مال کو دیکھتے بھی ہیں تو نہ دیکھنے کی طرح ہوتا ہے۔

☆ مرید خاں نامی ایک صاحب حسن و جمال نوجوان بڑی ارادت کے ساتھ آنحضرت کا مرید ہوا۔ اور آپ کی حضوری سے آپ کے پاس ہی رہنے لگ پڑا کافی عرصہ بعد ایک روز کسی کام کے لیے آپ کی اجازت سے اپنے گھر واپس آیا۔ وہاں ایک عورت جو بڑی خوبصورت اور اس پر فریفتہ تھی ہر دم اس کے وصال و ملاقات کیلئے حیلہ بہانہ ڈھونڈتی رہتی اتنا تنہا موقع مل گیا تو خوف الٰہی سے دور ہو بیٹھے آنحضرت بظاہر ان سے دور تھے لیکن ان کے احوال سے غافل نہ

تھے۔ جب اس مرید کی جاہ کن حالت کو دیکھا تو تعجب ناک انداز سے عاجزی کا
اظہار اور دشنام طرازی کرتے ہوئے اس مرید کے گھر کو دوڑ پڑے اور اس کے
سینہ میں جو کچھ فیض و برکت رکھی تھی وہ سب غیب سے واپس کھینچ لی۔ اس مرید نے
جو اس عاجزانہ حالت کو دیکھا تو گرجتے ہوئے بادل کی طرح آہ و نالہ کرتا اور قلب
والا آنسو بہاتا ہوا گریہ وزاری کرتے اور بال بکھیرتے ہوئے سر و پا برہنہ بہتے
پانی کی طرح دوڑتا گرتا بلکہ بھاگتا ہوا اس قبلہ راستان کے آستانہ عالیہ کی طرف
چل دیا اور جانشین (حضور مرید) کا راستے میں ایک دوسرے سے آمنا سامنا ہو گیا
اس مرید نے جب روشن ضمیر کو دیکھا تو بڑی عاجزی و انکساری سے درد ناک آہ
دل سے نکالی اس کے بیمار نرگس نے بہاری بارش کو برستا دیکھا تو اپنے رنگین گل
چہرہ پر ان کے قدموں کی خاک ملنا شروع کر دی اور زبان جان و جانی زبان سے
عذر و توبہ کرنا شروع کر دی اور ندامت و استغفار کا ہدیہ اس شاہ و جبار کی خدمت
میں پیش کیا۔ اور فقر کا سر انکسار کے ساتھ ان کے آگے ڈال دیا۔ جب اس جواں مرد
اور شیر دل سید ان کرم نے اس کی شرمندگی کو دیکھا اور شفیق خم اور وجد و رحم میں
اس کو بلائے۔ شرم و حیا سے آب آب ہوتے۔ اور اس نگین ناز کو خاک پر لوٹتے
پوٹتے دیکھا تو وہ بحر کرم پورے جوش و کمال کے ساتھ موج میں آ گئے۔ اور اس
کی خجالت و شرمندگی سے معمور حالت کو پسند کرتے ہوئے اس قطرہ ناچیز کو جو تھی
موتی کی مانند کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا اور نظر کیا اثر سے اسے دم بھرے انداز

دی پیچھے لگے اور جو کچھ اس سے غارت ہو گیا تھا اس بلند اختر کو وہ سب واپس کیا
اور وہ اس آفتاب خورشید کے پرتو سے ماہتاب بن گیا کہتے ہیں کہ اسے اس
قدر کشف حاصل ہوا کہ اسے چار فرسنگ کے فاصلے سے بھی زمین پر پھینکی ہوئی
چھوٹی چھوٹی چیونٹی بھی نظر آ جاتی اور وہ اتنے فاصلے سے ہر چیز دیکھ لیتا۔

آنحضرت کے انتقال کے بعد ایک دن اس مرید خاں کی ملاقات
حضرت بابا (بڈھن شاہ) صاحب سے ہوئی اور دریا پی اس صفا کے باطن پر پڑے
تھے۔ کہ حضرت بابا صاحب نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ
اس شیخ کی توجہ اور فرمان سے یہ کشف جو تمہیں حاصل ہوا ہے اس پر متکبر نہ ہو اور
اور یہ خیال کر کہ اس قدر رتبہ و کشف کو فقراء نظر نہیں رکھتے۔

قطعہ

گرچہ پیش عام قدرت این قدر
نزد خاصان ست این ہم بازی

اگرچہ اس قدر (مرتبہ و صلاحیت) عام لوگوں کی نظر میں قدر ہے (لیکن) خاصان
حق کے نزدیک یہ بھی کھیل ہی ہے۔

با پیادہ خر سوارہ ہم سوار
اخترش چند سوار تازی

پیدل چلنے والا اگر گدھے پر سواری کرنے والے کے ساتھ سوار ہو جائے تو تازی

گھوڑے کا سودا اور فقیری ہی بہتر ہے

☆ صاحبزادہ صاحب اوائل حال میں سر و پا برہنہ رہتے جب اپنے کمال کو پہنچے تو محبوب رب العالمین کی جناب سے ایسی عزت و تمکین اور حاکمیت ملی کہ پھر نہایت فاخرانہ، قیمتی لباس زیب تن فرماتے اور سر پر اجالی شملہ دار رنگ کی دستار باندھتے جسے پنجابی لوگ پیچا کہتے ہیں۔ ریشم آمیز قیمتی شلوار پہنے اور سپاہیانہ ہتھیاروں سے خوب آراستہ و پیراستہ رہتے۔ آپ کا حال فقیرانہ اور تمکین لباس امیرانہ ہوتا اور کوئی شخص آپ کی مثل نہ تھا، اس قدر جاہ و جلال و مفاخرت کے باوجود تواضع و عاجزی میں بھی بے مثل نظر آتے اور ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ نرم مزاجی اور عجز و انکسار سے پیش آتے۔

☆ ایک دن آپ کی زوجہ مطہرہ اپنے فرزند دلبند یعنی صاحبزادہ سید محمد کو شیر خوارگی کی حالت میں ہمراہ لے کر کپڑے دھونے کے لیے بہتے پانی پر گئیں اور شیر خوار صاحبزادہ کو کپڑا بچھا کر اس پر سلا دیا (اور قریب ہی) با پردہ جگہ پر بیٹھ کر کپڑے دھونے میں مشغول ہو گئیں اچانک کیا دیکھتی ہیں کہ ایک باہیبت بوڑھا مرد غیب سے ظاہر ہوا اور اس نے بچے کو زمین سے اٹھا کر گود میں لیا اور چلا گیا اور اس عفیفہ کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اس پاک خاتون نے کمال خوف اور حیا کی وجہ سے سر باہر نہ نکالا نہ ہی آواز کو بلند کیا اور رب العالمین کی بارگاہ بے کس پناہ میں فرزند دلبند کی سلامتی کیلئے استغاثہ پیش کیا ابھی اسی غم و الم میں مبتلا تھیں کہ وہ

مرد بچے کو لے کر ظاہر ہوا اور اسے اسی بستر پر رکھ کر روپوش ہو گیا اس غمزدہ والدہ نے جب فرزند کو صحیح سلامت پایا تو تمام دھلے، ان دھلے خشک و تر کپڑے اٹھائے اور فرصت کو غنیمت شمار کرتے ہوئے جلدی سے گھر کی جانب چل دیں کہ مبادا وہ مرد وحشی بچے کو دوبارہ لے جائیں اور کہیں دور راستے میں چھوڑ دیں جب اپنے گھر پہنچیں تو اپنے خاوند عالی قدر کو مسکراتے دیکھا اور انہوں نے فرمایا کہ تم دھلے ان دھلے کپڑے اٹھا کر بیٹے سے شتاب اور کس لیے بھاگی دوڑی آئی ہو۔ عرض کیا کہ اچانک ایک آدمی نے آکر صاحبزادے کو اٹھایا اور میری نظروں سے اوجھل ہو گیا پھر کچھ دیر بعد لا کر بستر پر ڈال دیا اور خود چلا گیا تو میں موقع کو غنیمت شمار کرتے ہوئے اسے آپ کے سایۂ عاطفت میں لے آئی ہوں کہ کہیں وہ میرے بیٹے کو دوبارہ نہ لے جائے۔ آنحضرت نے یہ ماجرا سن کر بہت زیادہ پسندیدگی اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مسکرا کر فرمایا کہ وہ مرد اس بچے کے شیخ یعنی برادرم حضرت جناب بودلے شاہ صاحب تھے جو ملتان سے تشریف لائے تھے اور اس کو اپنی بیعت سے مشرف فرما کر خلعت باطنی کا تبرک اس کے سر پر ڈال کر اور اس کے دل کو فقیری کی محبت سے محظوظ فرما کر اسے بستر پر رکھ کر ملتان واپس تشریف لے گئے۔ اس عفیفہ خاتون نے یہ سن کر پوچھا کہ پھر انہوں نے آپ سے کس لیے ملاقات نہ کی اور کیوں آپ اپنے برادر عزیز کو دل سے بھلا کر واپس چلے گئے جبکہ تمہارے بیٹے پر احسانات کا دروازہ کھول گئے۔

آپ نے جو اشعار ارشاد فرمایا کہ ابھی انہیں اس علاقے میں ظاہر ہونے کا حکم نہیں
ہے البتہ باطنی نگاہوں سے نظر آتے ہیں یا اس شخص پر ظاہر ہوتے ہیں جو انہیں
ہر گز نہ پہچانتا ہو۔ جب وہ وقت آ گیا (اس معاملے سے) آگاہ ہو گئے تو آپ نے
اردو میں اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔

مثنوی

شکر حق را کز طفیل دادہ ... دیدہ ام روئی چنیں آزادہ

اللہ کا شکر ہے کہ (اپنے) رہنما ہونے کے طفیل میں نے اس آزاد مرد
(درویش) کے چہرے کی زیارت کی

گرچہ وحشت داغ خوش دیدہ بود ... لیک چشم را جگر [illegible]

اگرچہ حیرت اس خوبصورت (مرد درویش) کو دیکھنے سے مانع تھی لیکن
دل نے میری آنکھ کو اس طرف کھول دیا

گرچہ حیرت دیدہ ام را دور داشت ... حب فرزندم کجا مستور داشت

اگرچہ نظر آنے والی ہستی کی حیرت نے مجھے دور رکھا لیکن میرے فرزند کی
محبت (ان کو مجھ سے) کیسے چھپا سکتی تھی

دیدہ ام روئی شہ عالیجناب ... حمد للہ شد بدیدم فتح باب

میں نے عالی جناب شہنشاہ کا روئے اقدس دیکھا ہے الحمدللہ میں

آپ کی زیارت میں کامیاب رہی

کز طفیلش دیدہ ام نور خدا ... آنچہ فرزند بابا یافتیا

یعنی فرزند کی بدولت جس کے طفیل میں نے اللہ تعالیٰ کے نور کو دیکھا ہے

شد طفیل طفل بہم جنت دوام ... ورنہ بابا کی خبر این مقام

ورنہ مجھے یہ مقام کیسے میسر آ سکتا ہے میں تو اپنے نیک بچے کے
طفیل خوش بخت ہو گیا

از دم گوہر تاج شہی است ... ورد جام حمد و شکر الہیست

میرے دل کا موتی (میرا فرزند) شہنشاہ کے تاج کا گوہر ہے اللہ تعالیٰ
کی حمد اور شکر میری جان و روح کا ورد ہے

مرغ جاں از دست شاہ شہباز شد ... صد در رحمت بروئیم باز شد

میرا مرغ (فرزند) شہنشاہ (حضرت سید علیہ الرحمہ) کے دست اقدس کی
برکت سے شہباز بن گیا (اور) اس پر رحمت کے سینکڑوں دروازے کھل گئے۔

حمد للہ حمد للہ دیدہ ام ... آفتابے دیدہ ام در آب یم

میں نے اللہ تعالیٰ کی بے شمار تعریفیں ہوں میں نے دریا کے پانی
میں آفتاب کو دیکھا ہے

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کا فرمان ہے کہ جس مرید (اور محب) کو کوئی
مشکل درپیش ہو اگر وہ قریب (رہنے والا) ہو تو میری قبر پر آ کر راز اور مقصد

بیان کرے اور اگر دور ہو تو میری ذات کے ساتھ ارادت رکھتے ہوئے میری طرف چالیس قدم چلے اور فریاد کرے اور استمداد کے لیے مجھے پکارے تو ان شاء اللہ تعالیٰ مدد حاصل کر کے کامیاب ہوگا۔

نیز یہ بھی آپ ہی کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنی فریاد جلد مجھ تک پہنچانا چاہتا ہو اور مجھے اپنے نزدیک پانے کا طلبگار ہو وہ اسے چاہیے کہ (پکڑ والی شریف سے متصل) موضع منگلورہ کی مسجد میں جا کر باوضو کھڑا ہو جائے اور دل کی آنکھوں کے ساتھ انتظار کرتے ہوئے استغاثہ پیش کرے تو یقین رکھے کہ میں بھی اس کے قریب ہی ہوں گا اور اس کے دشمنوں پر مرہم پاشی کروں گا۔

☆ ہمیشہ سے آپ کی عادت باسعادت اور معمول یہ تھا کہ حضرت سوہری والی دستگیر درماندگاں وفاقہ کشاں حضرت پھیری والا کے مزار مبارک پر سلام کے لیے جاتے تو ننگے پاؤں چلتے اور دستار مبارک گردن میں ڈال کر مزار پر انوار پہ حاضر ہوتے۔ وہ سڑک آپ روڑے کس بنگیالاں کہتے ہیں وہاں سے سر و پا برہنہ ہو جاتے (یعنی سر سے دستار اور پاؤں سے جوتا اتار لیتے) اور جب واپس جاتے تو اس آپ رو کو عبور کرنے تک اسی حالت میں رہتے اور ہرگز اس مقام پر (دربار اقدس پر) رات بسر نہ فرماتے مبادا اس باعزت مقام کے قریب پیشاب یا تھوک آ جائے اور آداب سے توجہ ہٹ جائے (چنانچہ آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس علاقے سے دور جا کر رات گزارتے)۔

قطعہ

کردم از عقل سوالے کہ بگو ایمان چیست
عقل در گوش دلم گفت کہ ایمان ادب ست

میں نے عقل سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ تو عقل نے میرے دل کے کانوں میں کہا کہ ایمان ادب ہے۔

آدمی زادہ اگر بے ادب ست آدم نیست
فرق در جنس بنی آدم و حیوان ادب ست

آدمی زادہ اگر بے ادب ہے تو آدمی ہی نہیں ہے (کیونکہ) بنی آدم اور حیوان کی نسل و جنس میں ادب ہی فرق ہے۔

چند روزے تو دریں خانہ تن مہمانی
با ادب باش کہ خاصیت انسان ادب ست

تو چند دن اس مہمان خانے (یعنی دنیا) میں با ادب بن کر رہ کہ انسان کی خاصیت ادب ہے۔

بے ادب را بسماوات علا منزل نیست
بمقامات علا منزل پاکاں ادب ست

بے ادب کے لیے بلند آسمانوں میں کوئی جگہ نہیں ہے اور اونچی زندگی کے مقامات میں با ادب اور پاک لوگوں کا ٹھکانہ ہے۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے جوانی کی حسین عمر میں ہی انتقال فرمایا۔
آپ کی قبر مبارک موضع چکڑالی علاقہ بھل میں تیار ہوئی اور تقریباً پچاس سال
بعد حضرت صاحبزادہ سید محمد جی نے آپ کے اشارہ پر آپ کا صندوق مبارک
اس قبر سے صحیح و سلامت باہر نکالا اور موضع [illegible] میں لاکر دفن کر دیا اور [illegible]
دیا اور ایک نازک سا سوراخ قبر مبارک کے باہر تک رکھ دیا اور اس (سوراخ
کے) راز کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب
پلاہ کا ایک درخت آپ کے مزار اقدس کی جانب [illegible] مشرق موجود ہے۔
آپ کی ولادت کا سال، عمر مبارک اور سال انتقال مبارک پہلے لوگوں
نے تحریر نہیں کیا ہے اور نہ ہی بزرگوں سے سنا ہے اس لیے اندازہ کس طرح سے لگایا
جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

تذکرہ جناب صاحبزادہ سید محمد صاحب

حضرت صاحبزادہ سید محمد صاحب ولادت سے قبل ہی جد مبارک یعنی حضرت
جناب [illegible] شیر ولی سے بہرہ یاب ہوئے۔ اور جب کم و بیش ایک سال کے تھے تو
بزرگوار ولی محمد صاحب اسرار حضرت [illegible] شاہ صاحب سے فیض حاصل

کیا ہوا ہو رہے جب ایک روز ان کی والدہ ماجدہ کپڑے دھونے کیلئے تشریف
لے گئیں تو انہیں ہمراہ لے گئیں جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے۔ یوں آپ شیر خوارگی
میں ہی ذوق اور جناب سوز اور دل افروز ہو گئے اور بعد ازاں روز بروز روحانی
منازل طے کرتے ہوئے ترقی کرتے چلے گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اوائل حال
میں آپ زہد و ریاضت میں باکمال تھے، ابتداء میں بعض اوقات اپنے جسم نازنین کو
آگ میں ڈال دیا کرتے اور جلتی ہوئی خشک لکڑیوں کو پھونک مار کر اور تیز جلاتے
اور انہیں اپنے پاؤں، پنڈلیوں اور سرینوں پر رکھ کر جلاتے۔ بیان کرتے ہیں کہ
پانی سے لڑکر تک اپنے جسم کو داغ کر دیتے تھے ایک مدت تک اسی
شغل میں مصروف رہے۔ آپ اپنے عہد میں تصفیہ باطن میں یکتا اور ذکر و اذکار و
حسن اخلاص میں بے مثال تھے، تارک دنیا تھے، گوشہ نشین، چپ چاپ رہنے
والے، انتہائی منکسر المزاج، اور مثل حاتم سخی تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس
زمانے میں موجود تمام اہل مجاہدہ و محاسبہ خود کو ان کے درس تعلیم کے ابجد خواں
کہتے۔ اگر آپ کے [illegible] کا ذکر کریں تو آگ [illegible] ہے۔ اور اگر سخاوت کا
ذکر کریں تو تمام درختوں کے پتے اس کی تحریر سے منقش ہو جائیں اور اگر آپ
کے حسن و جمال کا معمولی سا جزو بھی نسیم بہار میں مل جائے تو صرصر اور خزاں کا نام
تک دنیا سے محو ہو جائے اور آپ کے رخسار پر انوار کی گرمی پر رشک کرتے
ہوئے بہار کا پھول بھی اپنا عرق آپ کے پسینہ پر نثار کر دے۔

مثنوی

گل عرق گشت ز آب و تاب خویش
سرو را پا بگل ز رشک قد خویش

آپ کے رخسار کی چمک دمک سے پھول عرق (پسینہ) میں گیا اور آپ کے قد
قامت پر رشک کرتے ہوئے سرو (جیسا بلند و بالا درخت بھی) مٹی میں دھنس گیا

سنبل تر ز کاکل مشکیں
اوفتادہ بپیچ و تاب حزیں

کندھوں پر لہراتی آپ کی زلفوں کے آگے تر و تازہ سنبل (ایک خوشبو دار گھاس
جسے سنبل الطیب کہتے ہیں) بھی پیچ و تاب کھانے لگا (اور اپنی حیثیت کھو بیٹھا)

از نگاہ دو چشم مخمورش
نرگس پر خواب رنجورش

آپ کی مخمور آنکھوں کی نگاہ سے تر و تازہ نرگس بھی پریشان ہو گیا

قوس ابرو و آفتاب جبیں
ماہ تو انداز از مہ و پروین

آپ کی پیشانی کے آفتاب اور ابرو کی قوس سے چاند ستاروں
نے روشنی حاصل کی ہے

از پی دیدش و دیدہ اش ویران
پر پریان پرش ز پر بیان

آپ کے مبارک رخ اور دیدار اقدس دیکھنے کی تاب نہ لاتے ہوئے اڑنے
والی پریاں کے پر بھی پرواز کرنا چھوڑ گئے

خط خط او زدہ صد خط
بہر خال خود نور نقط

آپ کے نقش و نگار کے خطوط نے نکتوں اور شعاعوں سے نور
حوروں کے خد و خال پر ڈالے ہیں

دیدہ رفتار کبک سود دوش
کبک کوہ سودہ سود نوش

آپ کی رفتار کو دیکھ کر کوہسار کا چکور بھی ... نظر آتا ہے

پرتو حسن یوسف صدیق
شد بہ آخر زمان بہ تصدیق

(آپ نے حسین ایسا کہ) سیدنا یوسف علیہ السلام کے حسن کا پرتو آخری زمانے
میں آپ پر صادق آیا۔

مدح حسنش ز حد کہ دور ست
مدح نور گر بود نور ست

حسن آپ کے حسن کی تعریف کرنے سے عاجز ہے اگر چہ وہ ہر دلی کی ثنا
کرنے والا ہے۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ جو بھی آپ کی صورت دیکھ لیتا ہے آپ کے جمال کا شیفتہ و عاشق ہو جاتا اور جو آپ کی گفتگو سن لیتا تو منزل حقیقت و معنی کا راہی بن جاتا

بیت

زبانش قسمت ملک سلیمان
بیانش حکم مہر مالک ملک

آپ کی زبان مبارک سلیمان علیہ السلام کی انگشتری کا نگینہ ہے اور آپ کا بیان فرمان مالک کائنات کی مہر کا نقش ہے (یعنی جو فرما دیتے ہو کر رہتا ہے)

جو بھی آپ کی صورت دیکھ لیتا آپ کے جمال کا دیوانہ و شیفتہ ہو جاتا اور جو آپ کی گفتگو سن لیتا منزل حقیقت و معنی کا راہی بن جاتا۔

تذکرہ سخاوت

ایک روز کسی سائل نے آکر سوال کیا لیکن اس کی خواہش کے مطابق کوئی چیز موجود نہ تھی جبکہ آپ کے دل کو اس کا سوال پورا کیے بغیر سکون نہیں آ رہا تھا۔ بالآخر اپنے ایک خصلت فرزند [illegible] کو اس سائل کے حوالے کرتے

ہوئے فرمایا کہ بے خوف و خطر اس فرزند ارجمند کو کسی قدر شناس شخص کے سامنے گراں قیمت پر فروخت کر دو اور اپنی ضرورت پوری کرو)

چونکہ اس سائل نے اس کام سے انکار کیا لیکن بے سود ناچار ہو کر ایک بیت روحانی کو اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہو گیا۔ [illegible] بے قرار اور پریشان تھے۔ وہ صبر کی طاقت رکھتے تھے نہ کچھ کہنے کی ہمت پاتے تھے بالکل نہ پائے رفتن کا مصداق تھے۔

آخر کار صبر اختیار کرتے ہوئے اشکبار آنسوؤں کے ساتھ اس سخاوت شعار بھی والد بزرگوار کے خوف سے بیٹھے رہے جو اپنے فرزند کو حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی مانند رب جلیل کی بارگاہ میں بطور ہدیہ پیش کر رہے تھے۔ جب وہ سائل اس علاقے کے لوگوں سے دور کسی جگہ پر پہنچا تو صاحبزادہ صاحب کے ایک محب نے ملاقات کیا اور آپ کے فرزند ارجمند کو غلاموں کی صورت میں پا پیادہ اور سامان کندھے پر اٹھائے دیکھا تو پاس جا کر اس آفتاب درخشاں سے تمام حال دریافت کیا۔ تمام ماجرا سننے کے بعد اس سائل کی من پسند قیمت ادا کر کے خرید لیا اور خوش طلعت صاحبزادہ کو عمدہ لباس پہنا کر سائل کی طرف سے رضا مندی اور آزادی کا خط لے کر اپنے ہمراہ حضرت اقدس کے حضور میں لایا اور ان کی خدمت کو بے قیمت تحفہ شمار کرتے ہوئے پیش کر دیا۔

یہ آپ کی سخاوت کی ایک جھلک ہے جو آپ کے جود و سخا اور قربانی و ایثار کا

ذکر و بیان اس خاکسار کے بس سے باہر ہے۔

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ اکثر اوقات سائلین کے ہاتھوں بدن اور پارچہ دے کر غار یا کسی گوشہ تنہائی میں چھپ جاتے اور جب لباس میسر ہوتا تو سائلین کے پاس حاضر ہوتے اس قدر ایثار، سخاوت اور درویشی کی وجہ سے آپ کے اہل و عیال ہمیشہ فاقہ کش رہتے۔

ایک مرتبہ عید ان، اپنے مرید کے شہزادہ حضرت بابا فیض بخش صاحب اور اس حقیر کے پیر و دستگیر حضرت سائیں غلام محمد صاحب سائیں موضع کلروڑی ویلج شریف اور حضرت میاں شرف الدین صاحب آپ کے مہمان بنے لیکن آپ کے پاس کھانا تھا جو انہیں پیش کرتے نہ ہی آپ کے پاس کوئی ایسی چیز تھی جو مہمان کی خدمت میں ہدیہ کرتے۔ بڑی کوشش کے بعد تین عدد نان جویں اور کچھ دودھ جس میں کافی سارا پانی ملا ہوا تھا۔ تینوں کے سامنے لا کر رکھ دیا جب انہوں نے کھانا شروع کیا تو ایسا کھانا کھانے کی عادت نہ تھی انہوں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا اور تھوڑا تھوڑا کھا کر فقر کو استغنا شمار کرتے ہوئے دسترخوان واپس کر دیا اسی دوران ایک آدمی نے آ کر صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں ایک روپیہ بطور نیاز پیش کیا انہوں نے فوراً وہ روپیہ حضرت بابا فیض بخش صاحب کی نذر کر دیا اور انہوں نے آپ کی سادگی، درویشی اور فقر کا اقرار کرتے ہوئے حیرانی کا اظہار کیا۔

کہتے ہیں کہ جو کچھ آپ کے دست اقدس میں ہوتا اسے خرچ کرنے سے دریغ نہ کرتے اور جو کچھ پاس نہ رکھتے اس پر تکلف کا مظاہرہ نہ فرماتے اہل حق میں سے ہر ایک اس مروت کو درویش خیال کرتا۔ جیسا کہ حضرت جناب شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

مہر درویش بہ بذل شئی

یعنی درویش کا مہر شئی کی کشش و عطا سے بہتر ہوتا ہے

☆ ایک روز کسی سائل نے اس انداز سے سوال کیا کہ میری بیوی عریاں ہے جس کی وجہ سے میرا دل غمگین ہے اگر ایک تہبند یا شلوار عنایت ہو جائے تو آپ ایسے کریم کے لیے مشکل نہیں ہے۔ جس طرح شعاع سورج سے مستور و مجہول نہیں ہوتی اسی طرح سخاوت بھی آپ سے بعید نہیں ہو سکتی۔ ان دنوں آنحضرت کو زیادہ لباس میسر نہ تھے۔ ایک ہی ریشمی شلوار آپ کی زوجہ مطہرہ نے بڑی مشقت سے اپنے لیے تیار کی ہوئی تھی انہوں نے وہ مانگ لی جب کہ پرانی شلوار سائل کو دے دی پھر ایک دوسرا سائل آیا اور اس نے بھی اسی طرح درخواست پیش کی آپ کے فرمان عالی پر آپ کی اہلیہ محترمہ نے وہی شلوار بھی اس سائل کو دے دی اور خود ایک پرانی چادر لپیٹ لی اور گھر کے اندر ایک گوشے میں چھپ کر وقت گزارنے لگیں اسی حالت میں حضرت بابا فیض بخش صاحب ان کے مہمان بن کر تشریف لائے۔ ہر چھوٹا بڑا جو وہاں موجود تھا ان کو سلام کرنے کی سعادت

حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا جبکہ یہ عفیفہ پردہ نشیں اس سعادت سے محروم ہو کر ناکافی لباس کی وجہ سے گھر کے ایک گوشے میں روپوش رہیں۔ آنحضرت کافی دیر تک اس نیک خاتون کا انتظار فرماتے رہے اور یہ سوچ کر تعجب کا اظہار کرنے لگے کہ اس معصومہ عفیفہ کی عادت تھی کہ جب اس والد دین اور قبلہ یقین کو دیکھتیں تو بلاتاخیر سلام کو حاضر ہوتیں۔ کافی منتظر ہونے کے بعد آخر بلند آواز سے پوچھا کہ میرے فرزند عزیز سید محمد کی اہلیہ کہاں ہے؟ اس عفیفہ نے ایک گوشے سے بہزار ادب و حیا سے جواب دیا کہ یا حضرت آپ کی کنیز ناکافی لباس کی وجہ سے چادر لپیٹ کر حجاب کیے ہوئے ہے کیونکہ آپ کے بلند بخت فرزند نے میرا لباس سائلین کو عطا فرما دیا ہے جس کی وجہ سے میں تاریک کونے میں بیٹھی ہوئی ہوں۔ یہ حالت سن کر حضرت پیر صاحب نے صاحبزادہ صاحب کو کسی قدر ناراضگی و خفگی کا اظہار فرمایا تو صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا یا حضرت جس کسی کا ایک باپ بزرگ ہوتا ہے تو وہ اس کی دولت پر ناز کرتا ہے اور کھلے ہاتھوں خرچ کرتا ہے جبکہ میں تین بزرگوں کی فرزندی کی بے پایاں دولت رکھتا ہوں یعنی والد بزرگوار حضرت صاحبزادہ عبدالحکیم صاحب جو حقیقی باپ ہیں اور دو ان کے بھائی یعنی ایک آپ اور ایک حضرت جناب بدوح شاہ صاحب قدس سرہ اور میرے علاوہ ان تینوں کا کوئی اور فرزند بھی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ایسی تنگدستی سے گزر کر رہا ہوں کہ کسی ایک سائل کی مدد کرنے اور حاجت پوری کرنے

کی سکت بھی نہیں رکھتا۔ آنحضرت یہ بات سن کر خاموش ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست دعا دراز کر دیے۔ قبولیت دعا کے بعد فرمایا کہ اے فرزند دلبند! خوش و خرم ہو جا کہ اب تیری تنگدستی ختم ہو جائے گی۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ تمہاری اولاد اور دولت کی بنا پر بدمستی کرنے لگے۔ اس ناپائیدار دولت پر اعتماد کرے۔ اس کے بعد آپ پر فراخی رزق ہو گئی اور آپ کے فرزندان کرام پر بھی تادم حال کسی قسم کا افلاس رونما نہیں ہوا۔ آپ کی سخاوت و کرامت شہرہ آفاق ہو گئی اور ہر فقیر و امیر، رئیس و جلیس آپ کے دیدار پر انوار کا مشتاق ہوا۔ ریاست کے راجگان بھی شب و روز گروہ در گروہ حلقہ بگوش ہو کر آپ کے فرمان کے انتظار میں آستانہ عالیہ پر حاضر رہتے اور آپ کے حکم کو بجا لانے میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہ کرتے۔ اسی طرح جموں و کشمیر کے والیان اور اس جنت نظیر علاقے کے باشندگان و حکمران مثلاً راجہ، راجگان راجہ گلاب سنگھ، راجہ دھیان سنگھ، سردار راجہ چیت سنگھ، شیر سنگھ، راجہ لال سنگھ، اور بھگوان سنگھ دست بستہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی نوکری کے آداب بصد التماس و سپاس ادا کرتے۔ اور اگر آپ کسی مجرم و خطاکار کے لیے کلمۂ شفاعت فرما دیتے یا کسی معمولی سے کاغذ پر سفارش تحریر فرما دیتے تو راجگان وقت اسے نظر انداز کرتے بلکہ اس تحریر کو سر آنکھوں پر لگا کر اس کی تعمیل کرتے اور اس باعث مکتوب کو خلعت سے آراستہ کر کے حسب خواہش عنایت کا اظہار کرتے۔ غرض جملہ روسائے وقت آپ کی

خدمت میں حاضر ہو کر زمین پر بیٹھتے اگر زمین صاف نہ بھی ہوتی تو بھی جلدی سے
خود اس جگہ پر بیٹھتے ہرگز آپ کے حضور میں اپنے علوِ مرتبت کا اظہار نہ کرتے۔
آپ کی مجلس میں بغیر اجازت کسی کو بات کرنے کی ہمت نہ ہوتی، بلکہ سبھی ہمہ تن
گوش ہو کر آپ کی طرف متوجہ رہتے۔

غزل

در وجود اہلِ معنی ہیبتِ معنی بود
گر بصورت اہلِ دلق و تن زمیں فرسائی بود

اہلِ حقیقت کے وجود میں حقیقت و معرفت کی ہیبت ہوتی ہے اگرچہ شکل و صورت
کے اعتبار سے گدڑی پوش اور زمین پر سونے والا ہو

گر ہزاراں خصم بودے جاہل بے حد و حد
در حضورش کم کسے را لب زدن یارائے بود

اگرچہ دروازے سے ان کو جاہل ہزاروں ملتے رہیں لیکن ان کی بارگاہ میں کسی کو
اس کی ہمت و طاقت نہیں ہوتی (یعنی ان کی ہیبت و جلال کے آگے طعنہ زن بھی
خاموش ہو جاتے ہیں)

در بود وقتے کسے را طاقتِ آں داوری
حکم داود داں و دودے حکمتِ انجمی بود

اگر ایک وقت کسی کو اس حکومت و امارت کی طاقت میسر ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ
کا حکم ہی سمجھو کہ اس میں کوئی حکمت موجود ہے

باز مے بینے حقیقی بر شہود کربلاست
ورنہ رشتہ خام شیراں راچہ بند پائے بود

پر باز حقیقی کا شہید کربلا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر باز (کا معاملہ ہی)
ہے ورنہ شیروں کے لیے کچا دھاگہ زنجیر کیسے بن سکتا ہے

باز را از بازی خود باز دارد باز کو
باری از عنکبوتی دار گر بر جائے بود

مکڑی کا جالا بھی اگر کسی جگہ موجود ہو پھر بھی باز کو اپنے کھیل سے باز رکھ

موشک کور را بگوید عیب خورشید جہاں
عیب دید او بود ایں گفتار خود پیدا بود

اندھی چھچھوندر اگر آفتاب عالم کے عیب بیان کرے تو یہ اس کی آنکھوں کا نقص ہے
جو اس کی اپنی گفتگو سے پیدا ہوا ہے (ورنہ آفتاب تو بے عیب ہے)

خیل منکر ار کند ظاہر عداوت بار سل
در حقیقت با وجود خود عداوت با بود

منکروں کے گروہ نے رسولانِ عظام علیہم السلام سے اگر عداوت ظاہر کی تو در
حقیقت ان کو اپنے وجود سے دشمنی تھی

اے محمد اندریں باب از چہ گوئی چہ چہ
خود بداند ہر کہ فہمش آسماں پیمائی بود

اے محمد بخش اس باب میں تو جو بھی کہے کم ہے جو آسمان پر پہنچ جانے والا فہم و فراست کا مالک ہو وہ خود جانتا ہے۔

☆ آنحضرت کی عادت باسعادت یہ تھی کہ جب بھی کوئی غم زدہ سائل حصول سفارش کے لیے آپ کے حضور حاضر ہو کر عرض کرتا اور آپ کو ہمراہ لے جانے کا منتظر ہوتا تو آپ کسی بہانے کے بغیر اپنے کاشانہ مبارک سے اس کے ہمراہ ہو کر حاکم وقت کے پاس چلے جاتے۔ اس کے قیدی کو رہائی دلاتے اور اس کے مغصوب مال کو واپس کروا دیتے۔ اپنی شان اور فخر کی بنا پر سفارش ترک نہ کرتے اور جب کسی حاکم کی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو آپ کی عظمت و سربلندی کا سایہ اس حاکم اور تمام مجلس پر ہوتا اور آپ کے فرمان اقدس کے خلاف کام کرنے کی ہرگز کسی کو ہمت نہ ہوتی اور آپ کا کوئی دن اور رات سائل سے خالی نہ ہوتا۔

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ ابتدا میں راجہ گلاب سنگھ والیٔ جموں، راجہ رنجیت سنگھ کا نوکر بن کر علاقہ بھل کا کاردار مقرر ہوا۔ چونکہ وہاں سے حضرت کی سکونت گاہ چکڑالی شریف نزدیک تھی اس لیے آپ کو سلام کرنے کے لیے اکثر آتا رہتا اور نیاز حاصل کرتا اور آپ کے محبین میں شمار ہوتا۔ اسی وجہ سے ہر کوئی اپنی مطلب برآری اور حصول مقصد کے لیے حضرت کے پاس (سفارش کے لیے) آ کر

درخواست پیش کرتا اور کامیاب ہوتا۔ چنانچہ ایک دن ایک سائل نے آ کر درخواست پیش کی کہ میں کسی قدر لکھنے پڑھنے کا ماہر جانتا ہوں لیکن اس کے باوجود تنگی سے دوچار اور اہل و عیال کے نان و نفقہ کے معاملے میں مشکلات میں گھرا ہوا اور پریشان حال ہوں۔ اگر آپ از راہ کرم راجہ گلاب سنگھ کے پاس ملازمت و نوکری کے لیے سفارش کر دیں تو آپ کی مروت و مہربانی کی بنا پر فاقہ کشی سے نجات مل سکتی ہے۔ آپ نے اس کے التماس اور درخواست کو قبول فرمایا اور اسے ہمراہ لے کر راجہ مذکور کے پاس تشریف لے گئے اور اسے فرمایا کہ میں ایک کام کے لیے تمہارے پاس آیا ہوں زیارت و دیدار کے لیے نہیں۔ راجہ نے بڑی عاجزی کے ساتھ عرض کیا کہ بندہ کو حکم فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص تمہارے پاس ملازمت کا خواہشمند ہے۔ راجہ نے مال کی قلت اور ملازموں کی کثرت کی بنا پر حقیقت حال عرض کرتے ہوئے عذر پیش کیا کہ میں راجہ رنجیت سنگھ کا ایک ملازم ہوں اور جو لوگ ضروری امور نپٹانے کے لیے اس نے میرے ہمراہ کیے ہیں ان کی تنخواہ بھی وہی مجھے دیتا ہے۔ اگر میں مزید ملازم رکھوں تو ان کی تنخواہ وہ مجھے جاری نہ کرے گا البتہ اپنی جیب سے تنخواہ دینے کی طاقت و سکت نہیں رکھتا۔ اس لیے جب کوئی جگہ خالی ہوگی اس سائل کو فوراً ملازم رکھ لوں گا۔ آپ نے اس کے عذر کو سن کر اس کی پیشانی کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ سب علاقہ کوہسار بلکہ کشمیر جنت نظیر اور دوسرے علاقوں کے بے شمار اضلاع اور جزائر یا

افراد پر مشتمل عظیم فوج و لشکر اور کشتیوں اور کاتبوں کے کئی گروہ تمہارے تصرف میں ہیں اور تم ان پر حکمرانی کر رہے ہو اور تمہارے تمام دشمن تیرے سامنے سرنگوں ہیں جبکہ وہ اس ایک آدمی کی تنخواہ سے بھی عاجز ہے۔

یہ خوشخبری سن کر وہ خوش ہوا اور اسے یقین ہو گیا کہ آپ مجھے ایسی حکومت بخش رہے ہیں جو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں چنانچہ اس نے فوراً اس آدمی کو بہترین ملازمت پر فائز کر دیا اور آنحضرت کو بعد شکریہ و نیاز قدوم میمنت لزوم کے ساتھ گھر کو جانے کے لیے رخصت کیا اور خود امید کامل سے معمور ہو گیا چنانچہ اس وقت آپ نے جو فرمایا بالکل ویسے ہی ظہور پذیر ہوا۔

☆ (سخت سردی کے موسم میں) جب آپ سیاہ کمبل اوڑھے تھے راجہ گلاب سنگھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کا ملتمس ہوا کہ مجھے کسی قدر حکومت عنایت ہو جائے۔ آپ نے اپنی فراست اور صفائے باطن کے ساتھ توت کا درخت جسے ابھی پھل نہیں لگا تھا کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کون سا درخت ہے اس نے جواب دیا توت تو آپ نے فرمایا اگرچہ ابھی یہ میوہ دار نہیں ہے لیکن امید ہے کہ اپنی میعاد پر میوہ دار ہو جائے گا اور اس کی شاخیں و جڑیں کہیں سے کہیں جا پہنچیں گی اور ہر جانور اس کے سائے، میوے اور آشیانے سے فیض یاب ہوگا۔ یہی مثال تمہاری ہے اگر صبر کرے گا تو اپنے کمال کو پہنچے گا اور اگر اسی گھڑی پھل حاصل کرنا چاہے تو یہ بات عادت و معمول سے دور ہے۔ چنانچہ

آپ کے فرمان کے مطابق ایسے ہی ہوا (بعد میں وہ صاحب اختیار حکمران بنا)

☆ بخشی ودیر چند جو آپ کا ایک محب تھا نے یہ واقعہ سنایا کہ مہاراجہ کی طرف روانگی کا ارادہ تھا کہ آنحضرت کے پاس سلام کے لیے حاضر ہوا۔ اس وقت راجہ کی فوج کشمیر فتح کرنے کے لیے گئی ہوئی تھی۔ اس رات شدید جنگ ہوئی اور اس کی خبر آپ نے مجھے سناتے ہوئے فرمایا کہ آج ایک آدمی نے مجھے آکر بتایا کہ کشمیر میں جنگ ہوئی ہے اور راجہ کی وہ فوج جو (قلعہ سے) باہر تھی بڑی مصیبت و تکلیف میں مبتلا ہوئی لیکن اب وہ قلعہ میں کامیابی سے داخل ہو گئی ہے اب تم بے فکر رہو اگر تمہیں کوئی پکی خبر ملے تو ہمیں اطلاع کرنا چنانچہ جب میں آگے گیا تو بالکل ویسی ہی خبریں سنیں جیسی آپ نے بیان فرمائی تھیں۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ جب سکھوں نے جموں کا قصد کیا آپ کو پتہ چلا تو آپ نے قاضی صاحب راجھی والا "جو کہ اہل کمال میں سے تھے" کو کسی کے ہاتھ سلام و پیغام بھیجا کہ گلاب سنگھ ہمارا محب خاص ہے آپ اس کی مدد کریں تاکہ سکھوں کے شر سے محفوظ رہے انہوں نے جواب میں کہا کہ "ظالم و کافر کی مدد کرنا ہمارے نزدیک جائز نہیں" چنانچہ جب قاصد نے واپس آ کر پیغام دیا تو آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ "اللہ کے کچھ بندوں نے اہل جموں سے صلح کر لی ہے اور راجہ گلاب سنگھ کو بطور ضمانت لے گئے ہیں اور یہ معاہدہ ہوا ہے کہ عزت و حرمت کی سلامتی کے ساتھ وہ اسے واپس جموں پہنچا دیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ قاضی صاحب کو سلام دینا۔"

بیعت

کلید گنج حکومت بدست مردان است
بہر کہ خواست ایشاں دہند خواہند

حکومت کے خزانوں کی چابی مردانِ خدا کے ہاتھ میں ہے جب
خواہش جس کو چاہتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں۔

☆ ایک دفعہ راجہ دل علاقہ چوکھ میں آپ کی چند قیمتی و عمدہ گھوڑیاں آپ کے ایک خادم نے خدمت و تیاری کے لیے اپنے گھر میں رکھی ہوئی تھیں۔ یہ علاقہ راجہ دیوان شیر باز خان گکھڑ "جو جید حاکم تھا" کی عملداری میں تھا۔ یہ خادم ان گھوڑیوں کی خدمت میں مصروف و مشغول رہتا اور اس مقصد کے لیے کافی وقت صرف کرتا حتیٰ کہ گھوڑیاں تیاری کو پہنچ گئیں اور ان کی عمدگی و خوبی کی خبریں مشہور ہو گئیں۔ آہستہ آہستہ حاسدوں کی زبانی ان کی خبر راجہ دیوان شیر باز خان کو بھی پہنچ گئی کہ فلاں کسان ایسی عمدہ اور بہترین گھوڑیاں رکھتا ہے کہ خود راجہ کے پاس بھی نہیں۔ انہوں نے یہ غلط بات بھی بیان کی کہ یہ گھوڑیاں اس کی اپنی ملکیت ہیں کسی دوسرے کی نہیں۔ راجہ مذکور گھوڑیاں دیکھنے کے لیے آیا اور جبراً اس سے ایک گھوڑی چھین کر اپنی سواری کے لیے لے گیا۔ اور اصطبل میں بند کر دی۔ وہ کسان سخت تنگی و پریشانی کی حالت میں آنحضرت کے پاس فریاد لے کر آیا اور

سارا قصہ بیان کر دیا۔ آپ اسے ہمراہ لے کر راجہ کی طرف چل دیے۔ جب اس کی رہائش گاہ کے قریب پہنچے اور اسے سواروں اور پیادوں کے ہمراہ شکار کے لیے نکلتے دیکھا۔ آنحضرت بھی ایسی ہی عمدہ گھوڑی پر سوار تھے جیسی وہ گھوڑیاں تھیں۔ آپ نے جب راجہ کو دیکھا تو گھوڑی سے اتر کر زمین پر قدم رنجہ فرمایا اور پیدل چلنا شروع کر دیا۔ اس راجہ نے جب آپ کو دیکھا تو فوراً پیادہ استقبال و قدم بوسی کے لیے آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ آپ پیدل کس لیے تشریف لا رہے ہیں۔ تو آپ نے بطور ظریفانہ طریق ارشاد فرمایا کہ یہ گھوڑی اس سے کمتر ہے یہ بھی تمہاری خدمت میں لایا ہوں اگر قبول کرو تو حاضر ہے۔ اس کلام سے آپ نے راجہ کو سخت شرمسار کیا تھا کہ وہ نادم ہوتے ہوئے معذرت خواہ ہوا اور بڑی شرمساری و عذر کے ساتھ گھوڑی کو زیور سے آراستہ کر کے آپ کے حوالے کر دیا۔ اور دل و زبان سے اس طرح عذر و توبہ کرنے لگا کہ آپ نے اس کی گستاخی معاف کر دی اور اس کی جاہ و حشمت کو بحال رکھا۔

کبھی گھوڑی پر کسی آوارہ منش کے ہمراہ سوار ہو کر سیر کرتے ہوئے علماء کے مشاہدہ کیلئے چلے جاتے تا کہ وہ آپ کو اس حالت میں دیکھ کر حقارت کی نظر ڈالیں اور آپ کو نفسانی خواہشات رکھنے والوں میں سے شمار کریں اور ہر نسبت جو وہ چاہیں آپ کے متعلق گمان کریں۔ شاید آپ یہ سب اس لیے کرتے کہ طریق ملامتیہ کو پسند رکھتے ہوں گے (ملامتی طبقہ سے تعلق رکھنے والا صوفی درویش

عبادت کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ لوگ اسے ولی یا پارسا خیال نہ کریں بلکہ عام آدمی کا سا سلوک کریں ایسا صوفی اسرار الٰہی کو ظاہر کرتا ہے۔ (عربی)

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک درویش فقیر آپ کا معتقد تھا آپ نے ایک مرتبہ اسے فرمایا کہ بلند و بالا درخت پر چڑھ کر بلا توقف زمین پر چھلانگ لگا دو اس وقت تو یہ بات کسی کی سمجھ و علم میں نہ آئی کہ یہ کیا حکم ہے؟ یا اس میں کیا حکمت ہے اس لیے خاموش رہے لیکن جب اس بات کو مدت بیت گئی اس درویش کو یہ صورت پیش آئی کہ وہ درخت پر سے زمین پر آ گرا تو بچ گیا اہل حق و فرماتے ہیں محفوظ رہ کر رہتا ہے اگرچہ مدت گزر جائے۔

گلروز کے چوہدری جو کہ آباؤ اجداد سے امیر کبیر صاحب فراست تقدیر اور بڑی توقیر کے مالک تھے ان میں سے تھے ان کا ایک آدمی جس کا نام الٰہی بخش تھا ہاری ان سرکار کی خدمت میں رہتا تھا، آپ نے اسے فرمایا کہ (تو جو ہماری خدمت کرتا ہے اس پر) تیری مجھ اور سرکار محبوب رب العالمین کی جانب سے ہوگی کبھی بھی دل اداس نہ ہونا اور تشویش نہ کرنا، درویش یہ سنتے ہی زار و قطار رونے لگ پڑا اور کہنے لگا اے صاحبزادہ صاحب آپ کا فرمان میرے سر آنکھوں پر امید سے ہوا ہے کیونکہ میں تو آپ بادشاہ کے گداؤں کا بھی گدا ہوں میری کیا مجال کہ گداؤں کا دعویٰ و مطالبہ کروں اور مجھ مسکین کی وجہ سے تو اس شہنشاہ سے کوئی بھی مطالبہ نہیں کرے گا تو مجھے پرواہ کیا اور وہ خوش ہے البتہ آپ اگر کچھ عطا فرما

زیادہ قلیل احسان ہوگا اور بے پایاں مروت کی بنا پر ہوگی اس احمد ادب و نیاز کلام سنا تھا اس نے اس صاحب کرام صاحبزادہ صاحب نے اس درویش کا مرتبہ طرز ہوگیا اور اس کا کام مکمل ہوگیا (یعنی وہ منزل ولایت پر فائز ہوگیا) اور اسی وقت اس کی ولایت ظاہر ہوگئی یہ کرامت بھی آپ کے کشف و کمال پر گواہ ہے۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ جب ہری سنگھ کے بیٹے راجہ شیر سنگھ نے فوج سمیت ہزیمت کھائی اور انگریز بہادر کامیاب ہو کر خطہ پنجاب کے حکمران بن گئے تو انہوں نے جہلم شہر کی آبادی و آرائش اور حسن و خوبصورتی میں اضافہ کیا اور ضلع و تحصیل (کے دفاتر) چھاؤنی اور جیل قائم کیے جس سے آبادی و رونق میں بہت اضافہ ہوا۔ جس کو دیکھنے کے لیے ہر کوئی آتا۔ کسی شخص نے آپ سے سوال کیا کہ ہر کوئی جہلم کا نظارہ کرنے جا رہا ہے لیکن آپ حضور ہرگز اس طرف جانے کا ارادہ ظاہر نہیں فرما رہے۔ جواباً فرمایا کہ جن دنوں انگریزوں کے ساتھ سکھوں کا مجادلہ جاری تھا اس وقت گجرات کے نواح میں بارہ مطاع تبرّو تاج (اہل باطن درویش) اور ان سکھوں کے مرکاب تھے جس سے ان کی قوت و طاقت روز افزوں تھی لیکن جب انگریزوں کی مدد کے لیے بنگال امداد کی فوج ملتان سے پہنچی تو ان کے امراء ایسا بہادر و کامل مرد تھا جو سب پر غالب آ گیا جس سے سرداروں کے سر شرم سے جھک گئے چنانچہ ہر ایک شکست خوردہ ہو کر اپنے مسکن میں واپس چلا گیا۔ اس شرم کی وجہ سے ہم جہلم نہیں جاتے ہیں۔

اس کلام سے معلوم ہو گیا کہ آپ بھی ان بارہ مردان باصفا میں سے تھے جو سکھوں کی فوج کے مددگار، معاون اور نگہبان تھے جیسا کہ آپ کے والد بزرگوار رنجیت سنگھ کے نگہبان تھے چنانچہ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے ذکر میں کچھ عرض بیان کریں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

☆ صاحب علم و حلم، زینب سجادگی، رونق آزادگی، فخر صاحبزادگی، مسند آرائے عاشقان، رہنمائے کاملاں حضرت میاں پیر بخش صاحب کہ جن کا نام نامی اس احقر الانام کے لیے باعث فخر ہے اور جن کے نعلین کی خاک آنکھوں کے لیے بطور سرمہ منقول ہے۔ آپ ایک وقت کسی کام کے لیے میرپور شہر میں رونق افروز ہوئے، اتفاقاً یہ فقیر (مصنف) بھی آپ کی ملاقات سے بہرہ ور ہوا آپ کو اس دن بازار کی طرف جانے کا اتفاق ہوا تو اس فقیر کو بھی اپنے ہمراہ کر لیا۔ میرپور کے بازار میں جنوب مغرب کے کونے میں شوالہ سے متصل دو یا تین دکانوں کے فاصلے پر سکھوں کی ایک دکان پر ایک مجذوب بیٹھے ہوئے تھے جو مرتبۂ کمال بلکہ درجۂ محبوبیت پر فائز تھے، صاحب حال، صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ وہ مجذوب ہر دم مست و خاموش رہتے، مطلقاً کلام نہ فرماتے اگر کسی پر شفقت فرماتے تو یوں ہاتھ سے اشارہ فرماتے جیسے حیوان کو ڈرا دیا جاتا ہے۔ بولتے تو الفاظ و حروف کا پتہ نہ چلتا۔ لب بند کر کے کھولتے (تو ایسی آواز نکلتی تھے) اس علاقے میں پچکار کہتے ہیں۔ بس اسی پر اکتفا فرماتے اس سے زیادہ

ہو چکے تھے۔ مؤلف نے ان کے قدموں کی خاک بوسی اور سلام کے لیے حاضر ہو کر زیارت حاصل کی ہے۔ ان کا انتقال ۱۲۷۳ ہجری مقدس میں ہوا اور ان کی قبر مبارک قلعہ میرپور سے مشرق طرف شہر سے باہر کھلیک مسجد کے قریب مغربی جانب چشمہ پر ہے۔ دیوار اور فرش پختہ ہے۔ دیوار کے قریب چند درخت ہیں جب وہ حیات دنیا میں تھے، آنحضرت صاحبزادہ صاحب ان کے سلام کو آئے اور ذبح شدہ تیتر ان کی خدمت میں پیش کر کے خاموشی سے کھڑے ہو گئے۔ تو وہ خاموش مجذوب زور و شور سے بے حد حساب دشنام طرازی کرنے لگے اور سب تیتر اٹھا کر خلق کی طرف پھینک دیے، جبکہ صاحبزادہ صاحب خاموشی سے سنتے رہے، اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان کے درمیان کیا راز تھا۔

☆ آپ کی طبیعت میں حد درجے کی تواضع اور ادب تھا، ایک روز میرے والد بزرگوار کی مجلس میں اس طرح بیٹھے تھے کہ والد صاحب چارپائی پر تشریف فرما تھے اور یہ خدام کے درمیان بوریا کے فرش یا ادنیٰ کمبل پر بیٹھے تھے۔ والد صاحب نے کسی وجہ سے اپنا قدم مبارک چارپائی سے فرش پر رکھا کہ آپ اچانک درمیان سے اٹھ کر فرش (کمبل) سے نیچے آ کر کھڑے ہو گئے کسی نے پوچھا کہ اٹھنے کا کیا سبب ہے؟ جواب فرمایا کہ جب اس روشن ضمیر کا قدم مبارک اس فرش پر آ گیا تو مجھے کیا مجال کہ اس کی برابری کروں اس لیے دست بستہ کھڑا ہو گیا ہوں۔ حضرت والد صاحب یہ سن کر خوش ہوئے، آفرین و شاباش دے کر بٹھایا اور محبت

دیدار سے نوازا۔

☆ ایک دفعہ میاں دل کن عالم ہی فقیر دستگیر جو ابھی حالت حیات میں ہیں نے بیان کیا کہ مجھے سجادہ نشین دربار عالیہ کھڑی شریف میاں ... صاحب نے کسی کام کے لیے موضع چکڑالی میں حضرت کے پاس بھیجا ان کی کشش کی وجہ سے میں وہاں رات ٹھہر گیا میں نے ... تھا شام کو کھانا کھانے کے بعد جب آرام کرنے لگا تو حقہ پینے کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آ رہی تھی اور دوسروں سے مانگنے کی مجھے عادت نہ تھی۔ جبکہ حقہ پینے کی عادت پوری کیے بغیر سکون نہیں مل رہا تھا۔ اچانک میں نے ایک آدمی کے سانس لینے کی آواز سنی آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایک آدمی نظر آیا جو تمام اسباب کے ساتھ حقہ تیار کر کے حقے کی نے میرے منہ کے برابر کر کے بیٹھا ہوا ہے۔ جب اس نے مجھے جاگتے دیکھا تو کہا کہ حقہ تیار ہے میں نے غور سے دیکھا تو وہ آنحضرت صاحبزادہ صاحب تھے جو حقہ پکڑے بیٹھے ہیں اور عاجزی اختیار کیے ہوئے ہیں۔

مختصر یہ کہ جو آدمی بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا آپ کماحقہ اس کی خدمت کرتے۔

☆ ایک دفعہ سائیں فیض نام کے ایک نوشاہی فقیر قدرت و معتقد الٰہی سے اس سمت سے چکڑالی شریف گئے اور آپ سے ملے جب رخصت ہونے لگے تو آپ چند قدم ان کے ہمراہ باہر تک تشریف لائے واپس ہوتے وقت دیکھا

کہ ان کے جوتے پرانے ہیں تو اپنے جوتے انہیں عطا فرما دیے۔ ہر چند انہوں نے انکار بھی کیا مگر آپ کا اصرار دیکھ کر آنحضرت کے سامنے مجبور ہو کر پہن لیے اور آپ ننگے پاؤں واپس تشریف لائے۔ آپ سے ظہور ہونے والے اس قسم کے آداب کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے اس مختصر تالیف میں ان (آداب و عادات) کو بیان کرنے سے درگزر کرنا لازمی ہے۔

☆ آپ کے فرزند اوسط جن کا نام جمال الدین تھا اور وہ اپنے نام کی طرح جملہ خوبیوں اور اوصاف کے مرقع تھے۔ والد بزرگوار کی مانند شوق الٰہی کا بحر وافر رکھتے تھے اور تمام دانش و علم و آداب میں اپنے عہد کے تمام لوگوں سے برتر تھے آپ کی خدمت میں یکسو اور محبت و الفت اور راز و نیاز میں بے مثل تھے۔ آپ کی زندگی میں ہی اس سرائے فانی سے دار جاودانی کی طرف انتقال فرما گئے۔ آپ اس صاحبزادے کے فراق میں شب و روز آہ و نالہ کرتے اور اسی کی باتیں و واقعات بیان فرماتے اور کسی لمحے بھی اس کے دکھ سے آرام نہ پاتے۔ جب تک زندہ رہے اسی طرح غمگین رہے۔

☆ میں نے اپنے پیر روشن ضمیر سے خود سنا ہے آپ نے فرمایا کہ "مثنوی لکھنا مولانا روم پر ختم ہے جبکہ اس کا پڑھنا حضرت سرکار صاحبزادہ صاحب پر بس ہے"۔

بہر حال آپ صاحبزادہ جمال الدین کے انتقال کے بعد جو کہ آپ کے گلشن کے نونہال تھے خاموش رہنے لگے اور کبھی کبھار کلام فرماتے۔

قطعہ

[illegible]

نے لکھنے پڑھنے خود پر فرض قرار دیے ہوئے تھے اپنے فرزندوں کو سکھائے اور
انہیں ان کے انوار و تجلیات سے پُرنور کر دیا اور فرزند اصغر سائیں پیر بہاء الدین کو
بیعت و خرقہ عطا فرماتے ہوئے اپنا سجادہ نشین مقرر فرمایا اور خود حریم وصال کے لیے
رخت سفر باندھ کر بارہ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ بمطابق انیس سو نو ۱۹۰۹ء کو دارِ
رحمت میں آرام فرما ہو گئے۔

تذکرہ
حضرت میاں بارو قدس سرّہ

مجسمۂ جمال باکمال، شاہد بے ریا، مجاہد خوش ادا، جن کی نگاہ پر تاثیر والی
وہ یعنی حضرت میاں بارو صاحب قدس سرہ موضع سوہ کی علاقہ کھاریاں میں رہتے
اور ابتدا میں بکریاں چرایا کرتے تھے۔ بڑے صاحب حسن و جمال تھے۔ ایک
روز حضرت پیر دستگیر دو عالم گنج بخش سلطان حضرت ... موضع سوہ کے
کے زمینداروں کے پاس آئے جو آپ کے مرید تھے۔ جب آپ اس گاؤں میں
تشریف فرما ہو گئے بے شمار لوگ حسب المقدور نذر و نیاز اور ہدیہ کے ساتھ آ کر سلام
کرتے۔ میاں بارو صاحب کو بھی سلام کا شوق غالب ہوا، تہی دست ہونے کی وجہ سے
آپ نے پیالے میں بکری کا دودھ دوہا اور اسے بطور ہدیہ آپ کی خدمت عالی میں
پیش کر کے نیاز حاصل کیا۔ آنحضرت نے جب اس میٹھے اور صاف دودھ کو دیکھا تو

بارو کو اور اسے خاص توجہ سے ملاحظہ فرمایا اور کہا ''اس باذوق بچے کا شوق
و ارادت کس قدر خوب ہے کہ جب ہدیہ کے لیے کوئی چیز دستیاب نہ ہوئی تو اپنی
بکری کا دودھ دوہ کر میری خدمت میں پیش کر دیا۔ دے اشتیاق جو فراق کی تاب
نہ لا سکا اور اس نے خود کو دودھ سمیت میرے حوالے کر دیا اس کی صاف ستھری
ارادت کو کریم نے اس کا اجر بھی دودھ کی مانند کر دیا۔ یعنی اسے باطنی طور پر
دودھ کی طرح روشن و صاف کر دیا اسے یہی کافی ہے'' اس کے بعد یہ نوجوان
صاحب حال و صاحب کمال ہو گیا۔ میاں بارو صاحب اگرچہ آزاد و اکیلے تھے
مگر انہوں نے اس وجہ سے گلہ بانی کا پیشہ ترک نہ چھوڑا کہ بھائیوں کی جانب سے
ان کی بکریاں چرانے کی سخت تاکید تھی۔ آپ دن کو روزہ رکھتے اور ہر روز پانی کا
لوٹا اپنے ساتھ لے جاتے اور باوضو رہ کر نماز پنجگانہ ادا فرماتے اور جب رات کو
واپس آ کر گاؤں کے قریب پہنچتے بکریوں کو (گھر کی جانب) ہانک دیتے اور
خود مسجد میں چلے جاتے تمام شب مسجد میں گزارتے۔ اور بکریوں کا مالک جو کھانا
ان کو بھیجتا اس سے افطار کر لیتے اور (صبح) جب بکریاں لے جا کر چرانے کا
وقت ہوتا (مسجد سے) باہر آ جاتے اور بکریوں کا مالک بکریاں گھر سے باہر لا کر
ان کے حوالے کر دیتا اور آپ معمول کے مطابق انہیں لے کر چلے جاتے اور
چرا کر بحفاظت واپس لے آتے۔

☆ ایک روز ریوڑ کو کچھ خطرہ ... گاؤں میں چھوڑ کر ... روشن ضمیر کو سلام کرنے ان

کے پاس چوکھے مبارک میں چلے آئے اور آ کر آپ کی مجلس میں بیٹھ گئے اور ان کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ کچھ دیر بعد مستانہ وار اٹھے اور پتھر کے دو ٹکڑے اٹھا کر یکے بعد دیگرے اس چراگاہ کی طرف پھینکے جو اس جگہ سے دو تین فرلانگ پر تھی، اور ساتھ ہی شور و غوغا بھی کیا اور پھر مجلس میں پہنچ کر بحضور آرام سے بیٹھ گئے۔ اہل مجلس میں سے کسی نے حضرت حاجی بگا شیر صاحب سے پوچھا میاں یارو نے یہ کیسی مجنونانہ اور مستانہ حرکت کی ہے فرمایا اس نے اعلیٰ عمل کیا ہے نیک کیا ہے۔ وہ اپنے بکریوں کے ریوڑ کو فلاں جگہ پر چھوڑ کر آئے تھے ایک بھیڑیا ریوڑ میں آ گیا میاں یارو نے اس وقت اسے دیکھ کر شور مچایا اور پتھر پھینک کر بھیڑیے کو مار کر بھگا دیا سائل نے پوچھا آیا ان کی آواز دو تین فرلانگ پر پہنچ گئی؟ تو حضور صاحب نے جواب میں فرمایا کہ ان کے پہلے نعرے نے بھیڑیے کو اٹھا دیا اور پھر پہلے پتھر نے اسے بھگا دیا جبکہ دوسرے پتھر نے اسے تنبیہ کی تاکہ وہ دوبارہ اس طرف نہ آئے۔ بھیڑیے کو بھگانے کے اس عمل سے حاضرین کو یقین ہو گیا کہ آپ بہت بڑے بزرگ ہیں۔

☆ اس مؤلف کے پیر و مرشد (حضرت سائیں غلام محمد صاحب) نے ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ میں ایک مرتبہ حضرت [illegible] صاحبہ جو حضرت (حاجی صاحب) کی زوجہ تھیں کو سلام کرنے چوکھے شریف میں گیا کیونکہ میں آپ کے معتقدین میں سے تھا۔ بعد از سلام حضرت میاں یارو صاحب کو بھی میں نے سلام کیا

کیونکہ وہ بھی اس وقت مائی صاحبہ کے سلام کو حاضر تھے۔ میں میاں صاحب کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ان کی پنڈلی مبارک کی جلد جلی ہوئی ہے اور اس پر پھٹا پرانا کپڑا بندھا ہوا ہے۔ چونکہ ان کو اس کی کوئی فکر نہیں میں نے اس کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے یہ پیر کا دکھا ہے۔ دوسری دفعہ میں نے دیکھا کہ دیگ والے چولہے کے سامنے بیٹھے ہیں اور وہ آگ سے بھرا ہوا ہے اور اس پر دیگ رکھی ہوئی ہے لکڑیاں دیگ کے نیچے جل رہی تھیں۔ آہستہ آہستہ آگ چولہے سے باہر آ گئی انہوں نے لکڑیوں کو آگے نہ کیا ہر چند حضرت بی بی صاحبہ عفیفہ نے فرمایا کہ اے میاں یارو! لکڑیاں آگے کر دو لیکن انہوں نے وہ آگے نہ کیں۔ جب بار بار فرمایا تو جواب دیا مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا خود کر لیں۔ تو حضرت عفیفہ نے کمال حلم سے تبسم فرمایا اور کیا تھا۔ پھر کوئی ملامت نہ کی۔ یہ حضرت میاں صاحب کی مستی کا حال تھا۔ آپ بڑے مغلوب الحال تھے۔ بقول حضرت مولانا معنوی رحمۃ اللہ علیہ جو انہوں نے حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کی حکایت میں بیان فرمایا ہے۔

بیت

موسیا آداب دانان دیگر اند
سوختہ جان و روانان دیگر اند

اے موسیٰ دانا آدمی کے آداب الگ ہیں اور عاشقوں اور سوختہ جانوں کے آداب اور ہیں۔

☆ آپ کی قبر موضع جھجیانی حلقہ داجل میں بجھر دیوار کے [illegible] قبرستان میں واقع ہے۔

تذکرہ
حضرت میاں عظیم اللہ صاحب
قدس سرہ

عامل جید و مجید، کامل [illegible] حضرت [illegible] اللہ میاں عظیم اللہ صاحب المعروف میاں نتھا صاحب [illegible] کے علاقے موضع [illegible] میں سکونت پذیر رہے [illegible] اسماء حق سے کوئی [illegible] تعلق سے کوئی [illegible] تھی [illegible] (الگ تھلگ اور گوشہ تنہائی میں رہتے) شب و روز یاد الٰہی میں مشغول رہتے، صاحب [illegible] سے [illegible] تھے۔ کچھ عرصہ [illegible] کر انتقال کر گئے۔ آپ کی قبر مبارک [illegible] گاؤں کے قبرستان میں ہے۔

تذکرہ
صاحب مزار موضع رکھ

ہمارے بزرگوں میں سے فتح محمد نام کے ایک صاحب [illegible] اہل ورد و وظائف بزرگ ہیں اور اسی [illegible] کے بہت زیادہ [illegible]

ہے جیسا ان سے سنا ہے چونکہ ان کے مرید اس گاؤں میں تبلیغ کر رہے تھے [illegible] ہے اس گاؤں کا نام [illegible] ہے جو تحصیل [illegible] میں واقع ہے وہاں تنگ چار دیواری میں قبرستان [illegible] ایک قبر ہے جو مسجد کے قریب جنوب کی طرف واقع ہے [illegible] کے [illegible] اور بھی بہت سی قبریں ہیں، سر کی جانب [illegible] کا درخت ہے جب کہ قدموں کی جانب [illegible] پر پیپل کا درخت ہے نزدیک ہی لوہاروں کے گھر ہیں اس قبر مبارک کے متعلق پتہ چلا کہ یہ بھی حضرت [illegible] کی [illegible] قبر صاحب کی ایک مرید کی ہے جو بڑا کامل مرد صاحب قوت اور روشن ضمیر تھا ان کے نام [illegible] کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔

تذکرہ
میاں نتھو صاحب

عالم باعمل و عامل بے مثال [illegible] مرد [illegible] حضرت میاں نتھو صاحب [illegible] حضرت [illegible] صاحب کے ساتھ [illegible] مستقل خادم تھے لنگر خانے کے امور آپ کے ذمہ تھے۔ آپ ان امور کو مکمل آداب کے ساتھ سر انجام دیتے حضرت بابا صاحب کو ولایت (کے مرتبہ پر فائز ہونے) سے پہلے ان کی بہت زیادہ رفاقت نصیب تھی اور انہوں نے باہم اقرار کیا ہوا تھا کہ ہم دونوں میں سے جس کسی کو جب بھی [illegible] صاحب کی توجہ سے فیض کامل حاصل ہوگا آپس میں تقسیم کر لیں گے

(چنانچہ) جو ارادہ تھا ویسے ہی پورا ہوا۔ اور حضرت پیر شیر صاحب قدس سرہ
اکثر اوقات فرمایا کرتے کہ میاں تمو صاحب کی ترقی کے لیے التماس عرض کیا
ہوا ہے اجابت کا ظہور دیکھیں کب ہوتا ہے واللہ اعلم۔ آپ کی قبر مبارک موضع
چوہان میں ہے جو ابو المظفر سید باقر علی شاہ بن سید محمد شاہ کی جاگیر اور علاقہ
پر گکھڑوال ہے۔

تذکرہ
حضرت میاں ولی اللہ صاحب

سالک راہ تجرید، منقطع وارد توحید، مختتم علم و عمل، محترم حکیم ازل، عارف کامل،
میاں ولی اللہ صاحب جو میاں تمو کے برادر ہیں اور قوم مہام سے تعلق رکھتے ہیں
علم اکسیر کا بہت زیادہ تجسس رکھتے، لیکن بیان حسن خوبی تا ہم اکسیر تھے کہ کئی
افراد کو جو کہ تانبے کی مانند تھے ان کو اپنی نگاہ فیض رساں سے سونا بنا دیا۔ جیسا کہ
سنا ہے کہ حضرت میاں فقیر محمد صاحب جو کہ تاڑ دیال کے قریب چکوال کے علاقے
میں موضع کہکالی میں سکونت پذیر تھے۔ انہوں نے ظاہری و باطنی علم کا فیض ان
سے حاصل کیا اور مریدین کے شیخ ہو گئے۔ سنا ہے کہ انہوں نے ایک کتاب
"دیوان فقیر" تصنیف کی ہے جس اس فقیر کی نظر سے نہیں گزری۔ میاں ولی
اللہ صاحب کی قبر مبارک موضع چوہان میں شمال کی جانب مسجد مبارک کے قریب

جو آپ کے بھائی میاں تمو صاحب کی قبر مبارک بائیں طرف یعنی جنوبی سمت
کے قریب واقع ہے۔

تذکرہ
حضرت میاں فیض بخش صاحب
کھنیاری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ کبیر، امام خطیر، زین زماں، رکن جہاں ولی کامل حضرت میاں فیض بخش
صاحب کھنیاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر کہتر و مہتر کے فیض رساں تھے۔ آپ کے
حلیہ مبارک کی خوبی کے بیان کی اس مختصر میں گنجائش نہیں ہے لیکن جس قدر سنا
گیا ہے صفحۂ قرطاس پر ثبت کر دیا ہے۔ آپ دراز قد، ایسے موزوں اور دل پسند
تھے کہ شجاعت و بہادری کے آثار آپ سے ہویدا ہوتے، نہایت وجیہ کے صاحب
مقام تھے۔ آپ کے بال مبارک دراز تھے نقوش بڑے متوازن اور معتدل تھے۔
فراخ پیشانی والے تھے ابرو کمان کی شکل کی طرح تھے چشمان مبارک دراز تھیں،
رنگ سفید اور سرخی مائل تھا، نگاہ مبارک ہر ہلاکت والی مرض کو شفا دینے والی تھی،
ناک مبارک بلندی کی طرف مائل اور جھیلی (متوازن) تھی، جو آپ کی صورت
مبارک کو دیکھتا آپ کے جمال کا گرویدہ ہو جاتا۔ رعنائی قد خوب تھی یعنی ہر عضو

موزوں و خوبصورت تھا گویا ہر شخص اور ہر جگہ سے حُسن و رعنائی کی شعاع نکلتی محسوس ہوتی۔ سر اقدس مستی کی حالت میں سینہ و دل کی جانب حرکت کرتا رہتا گویا ہر وقت تجلی تازہ ہوتی رہتی۔ (قلب جاری رہتا) اور اس قدر بلند آواز (قلب مبارک سے) جاری ہوتی کہ دور سے بھی بیٹھے لوگوں میں سے جو بھی آواز مبارک بھی سن لیتا حالت رقص میں جا پہنچتا اور ان کے رقص سے پتھروں کے ٹکڑے اور درخت بھی رقص و وجد میں آ جاتے۔ آپ کی گردن ہر وقت اللہ جل شانہ کے نام پر حرکت کرتی رہتی۔ لا الہ الا اللہ پر پہنچتے ہوئے جب کسی شخص پر توجہ کر کے "اللہ" کہتے تو اس شخص کے دل پر ضرب لگتی اور آہ کہتے ہوئے اس کے دل میں درد کا گلشن کھل اٹھتا اور آنسوؤں کے موتیوں کی لڑی لگ جاتی۔

☆ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ پیر روشن ضمیر کے مزار مبارک پر سلام کے ارادے سے درگاہی شریف کو چل دیے رات کو ایک گاؤں میں پہنچے تو وہاں رہنے والا ایک خادم آپ کی خدمت میں سرگرم ہو گیا۔ کھانے سے فراغت کے بعد خوش مزاج ہو کر تشریف فرما تھے کہ ایک سیاہ پوش آدمی حقیرانہ انداز میں آہستگی اور شائستگی کے ساتھ آپ کے قدموں میں پہنچا اور سر زمین پر رکھ دیا اور آپ کے قدموں پر گر کر گریہ زاری اور آہ و نالہ کرنے لگ پڑا۔ ہر چند آپ اس کو سجدہ سے اٹھاتے لیکن وہ سر اوپر نہ کرتا بالآخر بڑی مشکل سے اسے اٹھا کر پوچھا کہ تو کون ہے؟ اور یہ آہ و زاری کس وجہ سے ہے (اسے پہچان کر) کسی نے بتلایا یا

اس شخص نے خود ہی عرض کیا کہ یہ بندہ قاضی الٰہی بخش عرف زادہ حضرت صاحبزادہ سید محمد صاحب ہے اور اسے حضور سے پرانی جان پہچان ہے جب آپ نے اس کا نام سنا غور سے دیکھا اپنے نزدیک کیا اور پیار دلاسہ دیا اور پوچھا کہ یہ کیا زخمی حالت بنا رکھی ہے اور کون سا مشکل امر اس کا سبب ہے؟ بڑے جانکاہ اور دل گداز انداز کے ساتھ زاری کرتے ہوئے اس نے حال بیان کرتے ہوئے اپنی داستان کا آغاز کیا اور بلک بلک کر رونے لگ پڑا آنحضرت نے نم ناک آنکھیں کھول کر اسے دلاسہ دیتے ہوئے کہا کہ جو چاہتا ہے بیان کر جب اس نے آپ کی بے پایاں شفقت کو دیکھا تو کہا کہ فلاں گاؤں میں گلشن روز (موچی) رہتے ہیں ان کی ایک دل افروز عورت ہے۔ اتفاقاً میں نے اسے دیکھ لیا تو میری نگاہ دل حقیقی تک نہ پہنچ سکی اور اس عشوہ ساز کے مجازی حسن پر مرکوز ہو گئی اور اچانک اس کی نگاہوں کا تیر مجھ سے ٹکرایا تو میں زہد و ورع چھوڑ بیٹھا تب سے اب تک میرا دل زخمی اور بے چین ہو چکا ہے اور میری جان اس کے غم سے بے شکوہ ہو چکی ہے اب میں جس حال سے گزر رہا ہوں یہ کسی اور پر نہیں بیتا روز و شب بے صبری میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کبھی کبھار میں ادھر جاتا بھی رہا اس دوران ان گلشن روزوں کے غصے کی آگ بھڑک اٹھی اور انہوں نے مجھے مکوں اور لاٹھیوں سے پیٹ بھی ڈالا۔ ان کے ظلم کے ہاتھوں شکستہ و مجبور ہو کر اور مخلوق کے طعنوں کی تاب نہ لا کر پریشان چہرے کے ساتھ چوروں کی مانند اس گھر میں آپ

موزوں و خوبصورت تھا گویا ہر شخص اور ہر جگہ سے حسین و زیبا کی خوشبو محسوس
ہوتی۔ سر اقدس مستی کی حالت میں سیدھے دل کی جانب حرکت کرتا رہتا بلکہ ہر
وقت محسوس تازہ ہوتی رہتی۔ (قلب جاری رہتا) اور اس قدر بلند آواز (قلب
مبارک سے) جاری ہوتی کہ دوسرے بھی سننے لوگوں میں سے جو بھی اس آواز
مبارک کو بھی سن لیتا حالت رقص میں جا پہنچتا اور ان کے رقص سے پتھر اس کے
ٹکڑے اور درخت بھی رقص و وجد میں آجاتے۔ آپ کی گردن ہر وقت اللہ جل
شانہ کے نام پر حرکت کرتی رہتی۔ لا الہ الا اللہ پر پہنچتے ہوئے جب کسی شخص پر توجہ
کرکے "اللہ" کہتے تو اس شخص کے دل پر ضرب لگتی اور آہ کہتے ہوئے اس
کے دل میں درد کا گلشن کھل اٹھتا اور آنسوؤں کے موتیوں کی لڑی لگ جاتی۔

☆ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ وہ روشن ضمیر کے مزار مبارک پر سلام کے
ارادے سے ڈرکالی شریف کو چل دیے رات کو ایک گاؤں میں پہنچے تو وہاں رہنے
والا ایک خادم آپ کی خدمت میں سرگرم ہو گیا۔ کھانے سے فراغت کے بعد خوش
مزاج ہو کر تشریف فرما تھے کہ ایک سیاہ پوش آدمی حقیرانہ انداز میں آہستگی اور
شائستگی کے ساتھ آپ کے قدموں میں پہنچا اور سر زمین پر رکھ دیا اور آپ کے
قدموں پر گر کر گریہ زاری اور آہ و نالہ کرنے لگ پڑا۔ ہر چند آپ اس کو جو
سے اٹھاتے لیکن وہ سر اوپر نہ کرتا بالآخر بڑی مشکل سے اسے اٹھا کر پوچھا کہ تو
کون ہے؟ اور یہ عجز و زاری کس وجہ سے ہے؟ (اسے پہچان کر) کسی نے بتایا کہ

اس شخص نے خود ہی عرض کیا کہ یہ بندہ قاضی الٰہی بخش عرف زادہ حضرت صاحبزادہ
میاں محمد صاحب ہے اور اسے حضور سے پرانی جان پہچان ہے جب آپ نے اس
کو اس حال میں غور سے دیکھا اپنے نزدیک کیا اور بڑا دلاسا دیا اور پوچھا کہ کیا وجہ
حالت بیمار بھی ہے اور کون سا مشکل امر اس کا سبب ہے؟ بڑے جانگداز اور دل
گداز انداز کے ساتھ زاری کرتے ہوئے اس نے حال بیان کرتے ہوئے اپنی
داستان کا آغاز کیا اور بلک بلک کر رونے لگ پڑا۔ آنحضرت نے نم ناک آنکھیں
کھول کر دلاسا دیتے ہوئے کہا کہ تو جو چاہتا ہے بیان کر جب اس نے آپ
کی بے پایاں شفقت کو دیکھا تو کہا کہ اس گاؤں میں گلشن رود (موچی) رہتے
ہیں ان کی ایک دل افروز صورت ہے۔ اتفاقاً میں نے اسے دیکھ لیا تو میری نگاہ
وہاں تجلی تک نہ پہنچ سکی اور اس عشوہ ساز کے جادوئی حسن پر مرکوز ہو گئی اور
اچانک اس کی نگاہوں کا تیر مجھ سے ٹکرایا تو میں زہد و ورع چھوڑ بیٹھا تب سے
اب تک میرا دل گھائل اور بے چین ہو چکا ہے اور میری جان اس کے غم سے بے
تاب ہو چکی ہے اب میں جس حال سے گذر رہا ہوں یہ کسی اور پر نہیں بیتا۔ روز و
شب بے صبری میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کبھی کبھار میں ادھر جا بھی رہا اس
دوران ان گلشن رودوں کے قبضے کی آگ بھڑک اٹھی اور انہوں نے مجھے مکوں اور
لاٹھیوں سے پیٹ بھی ڈالا۔ ان کے ظلم کے ہاتھوں شکستہ و بیمار ہو کر اور مخلوق کے
طعنوں کی تاب نہ لا کر پریشان چہرے کے ساتھ چوروں کی مانند اس گھر میں آپ

کے پاس آ کر بیٹھ گیا ہوں اور اب آپ کی خدمت عالی قدر میں پہنچ گیا ہوں کہ اس مصیبت سے کی دستگیری فرمائیں گے اور اس پریشانی سے مجھے رہائی میسر ہوگی

بیت

سپردم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

اپنا سب سرمایہ میں نے آپ کے حوالے کر دیا اب
کم و بیش کا حساب آپ ہی جانیں

جب آپ نے یہ التجا سماعت فرمایا تو آپ کا ابر کرم برسنے لگا فرمایا اے قاضی مخلص! چند روزوں کی وقت انتظار ہے پھر تیری مشکل حل ہوگی بلکہ اس قصبے کے بہت سے لوگ تیری پاؤں کے فریفتہ ہو کر اور تیری محبت میں کھنچے ہوئے تیرے قدموں پر آ گریں گے اور علاقہ پکھوہار کے لوگ تیری محبت میں بے قرار ہو کر شب و روز تیرے پیچھے چلیں گے اور تیری ارادت میں داخل ہو کر خدمت پر کمر بستہ ہوں گے۔ جب میں تیرا مرشد ہوں تو پھر تو دوسروں کا غم کیوں کرتا ہے پھر آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کچھ تبرک عطا فرمایا اور اسے حلقہ بگوش کر کے روانہ کر دیا۔

چنانچہ اس کے بعد وہ قاضی صاحب اکثر اوقات آپ کی خدمت میں بسر کرتے اور باقی اوقات با خیر و عافیت سیر و سیاحت میں مشغول رہتے۔ اس

وقت کے بعد وہ مخلص روز بلکہ بھی کینہ و بغض رکھنے والے لوگ ان کے خادم ہو گئے اور اعتقاد سے آپ کی خدمت و اطاعت میں رہتے اور خود قاضی صاحب کے دل سے غیر کا نقش مٹ گیا اور آپ یاد حق میں مستغرق ہو گئے اور آپ پر ایسی کیفیت طاری ہو گئی کہ بے شمار مخلوق آپ کی طالب بن گئی۔ اور اگر آپ پر حالت مستی طاری ہوتی اور مجمع کثیر اس دوران حاضر ہوتا تو جونہی آپ اسم "اللہ" کہتے سب کمال کرم و مہربانی سے وجد میں آ جاتے۔ ان کے عہد کے بعض بزرگ یوں فرماتے ہیں کہ اگر آپ کسی درخت کے نیچے اس تحت جوش وجد بے خودی کی کیفیت میں ہوتے تو وہ درخت بھی جھومنے لگ جاتا یوں آپ کا ذوق روز بروز ترقی کرتا رہا۔

☆ کافی مدت کے بعد آپ کے پیر صاحب نے سیاہ پکھوہاری کمبل جس کی کناری سرخ ہوتی ہے اور جو اس علاقہ پکھوہار میں بہت عمدہ بنتے ہیں۔ لانے کے لیے ایک خادم کو آپ کے پاس بھیجا اس قاصد خادم نے بڑی تندی اور تیزی کے ساتھ مطالبہ کیا تو آپ نے غصے میں آ کر سخت جواب دیا۔ خادم ملول ہو کر پیر صاحب کی خدمت میں واپس آیا اور ان کے جواب کو بڑھا چڑھا کر عرض کر دیا۔ وہ نازک وقت تھا اسم قہاری کی تجلی ظاہر ہوئی اور آپ کے منہ سے الفاظ نکلتے ہی قاضی صاحب کی حالت سلب ہو گئی جس سے وہ ذوق و شوق کی گرمی سرد حالت میں تبدیل ہو گئی اور وہ شہباز مسلوب الحال اور دولت بھوت کا شکار ہو کر پریشانی کی حالت میں عمدہ تھا کہ۔ پھر یہ وہ کمبل اور وہ بیٹے سمیت چوہدرا ہا معذرت کرتے ہوا

آپ کے پاس آ کر تائب ہوا اور غفلت و خود بینی کو مکمل طور پر ختم کرتے ہوئے استغفار کرنے لگا۔ جب اس کی آہ و فریاد اور غم و حزن حد سے بڑھ گیا تو آپ نے مہربانی کی آنکھ سے اس کی طرف نظر کی اور انہیں حسب سابق طلب و والی سے مالا مال کر دیا اور ان کے دل کو دوبارہ ذوق و شوق سے معمور کر دیا۔ اس کے بعد خادم آخر اسی حالت میں رہے کافی عرصے بعد انہوں نے انتقال فرمایا اور جوار رحمت میں چلے گئے۔

(قاضی صاحب کا مزار مبارک راولپنڈی شہر محلہ بابا ڈوہ میں مسجد سے متصل آپ کے حجرہ مقدس میں موجود ہے اور بتاتے ہیں وہ مسجد بھی پہلے آپ کی بنائی ہوئی ہے۔ جس حجرہ میں آپ کی سکونت تھی آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو اسی میں دفن کیا گیا اور اسی تربت مبارک میں آپ کے خلیفہ کامل قاضی نظام الدین صاحب کا مزار بھی ہے اور وہ یوں ہے کہ آپ کے تابوت کے نیچے آپ کے خلیفہ مذکورہ کا تابوت ہے یعنی نیچے طالب کا صندوق اور اوپر مطلوب والا صندوق دفن ہے اور اوپر قبر مبارک ایک ہی ہے)

☆ قاضی صاحب کے فرزندوں میں سے مرزا صاحب موضع چکڑالہ میں سکونت پذیر ہیں۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ میاں فیض بخش صاحب کو گائیں، بھینسیں بڑی مرغوب تھیں جہاں بھی کسی عمدہ گائے یا بھینس کے متعلق سنتے گراں قیمت کے

ساتھ خرید لیتے اور اپنے مویشیوں کی لڑی میں پرو لیتے۔
کھانے پینے کے معاملے میں روغن زرد (گائے کے دودھ کا گھی)
دودھ، لسی اور کھیر سے بہت زیادہ رغبت تھی۔

ایک مرتبہ حضرت میاں فقیرو صاحب جو آپ کے خادم تھے کو فرمایا کہ اگر تم ہماری گائے بھینسوں کے لیے کھاوڑہ (کھیوڑہ) سے نمک لے آؤ گے تو یہاں پہنچتے ہی نمک کی طرح لذیذ اور لوگوں کے محبوب بن جاؤ گے۔ اس خادم نے کئی بار جانے کا عزم کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ جب دست قسمت ہی نہ ہو پائے ہمت بھی نہیں اٹھتا۔

بیت

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

یعنی قسمت سے تہی دست اور خالی ہاتھ لوگوں کو رہبر کامل سے بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، کیونکہ خضر جیسا رہنما بھی سکندر کو آب حیات سے پیاسا (واپس) لے آتا ہے۔

میاں فقیرو صاحب کی قبر موضع بلیر شریف میں اسی فقیر کے پیر روشن ضمیر کے مکان میں مسجد کے گوشے کے ساتھ ہے مکان معمور مسجد سے باہر بابا

بیٹے اور بہبود عطا فرماتے۔

☆ ایک روز اچانک حضرت میاں فیض بخش صاحب نے والد گرامی قبلہ گاہ حضرت میاں شمس الدین صاحب کے دونوں بازو کمال شفقت و مہربانی سے پکڑ کر عراق کی طرف یعنی بغداد شریف کی جانب کر کے فرمایا کہ "اے والیِ بغداد ہمارے لیے اس نیک فطرت شمس الدین کے دونوں بازو تھام لیں یعنی دارین (دنیا و آخرت) میں اسے اپنی حمایت و حفاظت کے سائے میں رکھیں۔ اس اظہار کے بعد بشارت و خوشخبری کے ساتھ اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ تمہارے دونوں بازو دستگیر مساکین حضرت میراں محی الدین محبوب رب العالمین غوث اعظم قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کے ہاتھ میں دے دیے ہیں اور تمہیں ان کے حلقہ بگوشوں میں جگہ دے دی گئی ہے۔ رب نصیب کرے اگر دوسرے بازو سے اشارہ دوسری طرف ہو کر "تمہارے بازو اور تمہارے فرزندوں کو ان کے حوالے کیا" امید قوی یہی ہے کہ اس سے ہم مراد ہیں۔

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ حضرت سرکار والا سے اس قدر صدق و محبت رکھتے تھے کہ بار ہا فرمایا کہ میرے دل میں ایک خواہش تھی جو پوری نہیں ہوئی کسی نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ میاں شمس الدین صاحب سجادہ نشین جناب سرکار عالی وحضری والا جیسے کر و فر اور جاہ و جلال کے ساتھ فقراء کی بڑی جماعت کے ساتھ مزاری زیارت کے ارادے سے آ گئیں اور

سلطان صاحب کی قبر مبارک کے ساتھ مشرقی جانب متصل ہے یہ قبر نمایاں اور قبر یا زمین کے برابر ہے تاہم بے نشان نہیں اور پختہ ہے۔

☆ حضرت قبلہ گاہ عالم والد صاحب شروع سے ہی فیض الٰہی کا نور یہاں سے حاصل کرتے رہے ہیں۔ ان سے کمال کی ارادت رکھتے اور ان سے لازوال فیض بھی پایا اور دشمنوں و حاسدوں کے آرام ہونے آتش کی آتش و رشک سے جلاتے رہے اور حضرت میاں فیض بخش صاحب بھی اور گی آداب کے باعث اور عالی جناب کی خاک پاک کے لحاظ کی وجہ سے والد گرامی پر کمال شفقت فرماتے رہے اور نیک نام ہوئے۔

کہتے ہیں کہ جب والد صاحب ان کی خدمت میں ہوتے تو ہاتھ پاؤں اور زبان بلکہ تمام اعضاء اور دل و جان رشتہ آداب سے باہر نہ لاتے جو گفتگو کرتے ان کی رائے و آداب کے موافق کرتے، جو کچھ کہتے ان کی خواہش کے مطابق کہتے۔ جب اس درگاہ کے راستے پر چلتے تو آداب کا لحاظ رکھتے اور جب واپس جاتے تو پشت نہ کرتے یعنی الٹے پاؤں الٹی چال سے چلتے دست تعظیم کے ساتھ آداب و تسلیم کو مد نظر رکھ کر زمین بوس ہوتے۔ ان شائستہ حرکات و محمود حکایات کی وجہ سے وہ خود بھی آنحضرت کی شفقت میں اضافے کے مستحق بنے اور والد صاحب قبلہ کے ان حفظ آداب کی وجہ سے حضرت میاں فیض بخش صاحب ان پر بہت زیادہ مہربانی فرماتے۔ حتیٰ کہ شفقت و لاڈ کے ساتھ بغل میں لے

بھی ہے گھر سے تمام مال و مویشی لے جا گئے اور مجھے بکریوں کی طرح ہانک کر
لیں اور لوگ کہیں کہ دربار عالیہ کے فلاں سجادہ نشین صاحب فلاں میاں صاحب
کو پکڑ کر اور اس کا اسباب لوٹ کر لے گئے ہیں۔

آپ غیب سے کہ میری یہ مراد پوری ہو جائے

☆ جب آپ سرکار وڈی والا کے مزار مبارک کی زیارت کے ارادے سے تشریف
لاتے تو دور سے ہی پا پیادہ ہو جاتے جب "کس بنجیاں والا" جو جاری پانی کی
ایک جگہ کا نام ہے دربار مبارک (سرکار وڈی والا) سے تقریباً ایک فرلانگ کی
مسافت پر مغربی جانب واقع ہے اور وہاں اکثر اوقات کچھ نہ کچھ ہوتی ہے
اور بارش کی وجہ سے پانی سے بھر جاتی ہے کے پاس پہنچتے تو وہاں جوتے اتار لیں اور
جاتے اور کامل عاجزی کے ساتھ دست بستہ دربار شریف پر سلام کے لیے حاضر
ہو کر کھڑے ہو جاتے اور نہایت ادب سے نیاز حاصل کرتے۔

☆ ایک دفعہ ایک بکری اور کافی دودھ دینے والی آپ کی پسندیدہ گائے
مویشیوں سے الگ ہو کر گم ہو گئی ہر چند اس کی تلاش کیا لیکن نہ ملی۔ اتفاقاً موضع
لوہاری بچیاں میں میاں شرف الدین آئیں گر جو آپ کا مخلص دوست، خادم باتمیز
مرید، خوش اخلاق اور جان نثار تھا کے گھر تشریف فرما ہوئے اور وہاں سے
ساتھیوں کے ہمراہ گم شدہ گائے حاصل کرنے کے لیے مزار مبارک پر سرکار وڈی
والا کے حضور حاضر ہو کر عرض حال بیان کیا اور عاجزانہ گفتگو سے درخواست پیش

کی کہ ولی اللہ وہ گھر میں آ کر رات کو آرام فرما ہو گئے خواب میں حضرت
سرکار وڈی والا تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ گائے اور بکری مل جائے گی پکڑ لو جس کی
بوری اپنی رنگت ماہتاب پیشانی پر پریشانی لائے ہوئے ہو۔ آپ نے صبح
بیدار ہو کر دوستوں کو خواب بیان کیا اور ان کے ہمراہ سلام کے لیے
دربار عالیہ پر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ ان کی گائے مزار مبارک کے قریب سر
جھکائے یوں کھڑی ہے جیسے بندھی ہوئی ہو۔ حصول مراد پر آداب و سجدہ شکر بجا
لائے اور مزار مبارک سے رخصت ہو کر خوش خوش موضع کھیانہ شریف تشریف
لے گئے اور سرکار وڈی والا کی یہ کرامت بڑی خوشی کے ساتھ بہت سے لوگوں کو سنائی۔

☆ ایک دفعہ سرکار وڈی والا کے سلام کو آئے اور نیاز حاصل کر کے کاشانہ
مبارک کی جانب واپس ہوئے تو راستے میں ایک نوجوان نے آپ کی خدمت
میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری بکریوں پر ایک وبا آ چکی ہے جسے چرواہوں کی
اصطلاح میں ... کہتے ہیں جس کا مطلب "ذاتی" ہے اگر اور دو کرم ہو جائے
تو مہربانی فرمائیں تو اولیاء اللہ کے فضل و کرم سے بعید نہیں کہ وہ بکریاں
شفایاب ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک بکری ہمارے حوالے کر دو۔ اس
والے نے ایک بکری لا کر آپ کے خادموں کے حوالے کر دی آپ دعائے خیر
کر کے چل دیے جب کسی قدر راستہ طے کر لیا تو کسی نے کہا کہ یہ بکری سال
تھوڑا (بوڑھی) ہے یہ سن کر آپ نے ایک چھوٹی سی لکڑی اس بکری کی جانب

جنگلی اور لوگوں کو بھی اس بکری کے پیچھے دوڑایا تاکہ وہ اسے بھگا دیں یا دور لے جائیں"
بودی گئی ہوگی" وہ بکری بھاگ گئی اور آپ وہاں سے تشریف لے گئے اس دن کے بعد اس چرواہے کے ریوڑ میں تمام عمر وہ مرض نہ آئی اور اس سے کوئی بکری بھی ضائع نہ ہوئی۔ زہے زبان و کلام مبارک فیض رساں خاص و عام ہوا۔

☆ ایک مرتبہ آپ اپنے کاشانہ اقدس میں کھانا کھا رہے تھے اچانک اٹھ کر ولولے و جوش کے ساتھ نعرہ لگایا کہ خبردار ہو اور تحمل سے کام لو میں ابھی تیرے پاس پہنچتا ہوں اور تجھے بھنور کے گرداب سے باہر نکالتا ہوں۔ حاضرین اس حالت سے لاعلم، متحیر و مغموم تھے۔ کچھ دنوں کے بعد خبر فاش ہوئی کہ "دریائے جہلم" پہ کچھ لوگ کشتی میں سوار تھے کہ کشتی دریا میں ڈوبنے لگی ایک آدمی ان کے ساتھ کشتی پر سوار تھا جس کا بھائی فیض نامی دریا کے کنارے پہ کھڑا تھا اچانک کشتی ڈگمگاتے ہوئے گرداب میں پھنس گئی تو اس آدمی نے فریاد کی کہ اے بھائی فیض! میری فریاد کو پہنچ جبکہ یہ کام فیض کے بس سے باہر تھا۔ تو میاں فیض بخش صاحب اپنے نام کا پاس و لحاظ کرتے خود اس کی فریاد کو پہنچے اور اس ڈوبتی کشتی کو ملاحوں کے ساتھ اس گرداب سے کھینچ کر کنارے پر لگا دیا۔

بیت

خرم ہمائی بود مر مژدہ را
گرد ازاں بر دوش بالد گرد را

عروج کو ہمائی کی شرم تھی تبھی تو اس کے بوجھ کو اپنے کندھوں پہ اٹھایا۔

☆ ایک دفعہ سماع کے لیے دربار عالیہ گڑھی شریف تشریف لائے اور درود والوں کے ساتھ بہت سے فقرا بھی آپ کے ہمراہ تھے راستے میں دن گزر گیا، شام ہونے کے وقت اس جگہ پہنچے اور آداب کے ساتھ سلام پیش کیا پھر سوال شریف کے راستے بھاگ گھر جانے کا ارادہ کیا راستے میں سوال شریف میں حضرت صاحبزادہ ولی اللہ عارف واصل، عالم عامل، فاضل کامل، کاشف اسرار نہانی، واقف علوم باطنی شیخ مریداں سعادت مند، حافظ غلام محمود صاحب کی ملاقات کے لیے تشریف فرما ہوئے۔ (آبادی کے قریب پہنچے تو) اس وقت رات کا چوتھائی حصہ بیت چکا تھا (اس دوران آپ کے ہمراہ چند خوش الحان تھے جو آواز بلند درود اور شعر پڑھ رہے تھے) جب ان کے دل پسند شعر پڑھنے کی بلند آوازیں اور ڈھول کی آواز گھروں تک پہنچی تو حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے ایک آدمی بھیجا کہ ان آواز والوں کو کہہ کہ اس طرح کے شعر اور ہاؤ ہو اگر شوق ہو تو بیابان میں جا کر پڑھو، آبادی اور گھروں میں نہیں۔ جب یہ پیغام پہنچا تو آپ نے ڈھول وغیرہ اسی وقت اس طرف سے رخ موڑ لیا اور بھاگ گھر کی راہ لی۔ جب پیغام رساں واپس صاحبزادہ صاحب کے پاس واپس پہنچا اور انہوں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ تھے۔ عرض کیا حضرت میاں فیض بخش صاحب تھے جو اس بات سے ناراض ہو کر بھاگ گھر کی طرف چل دیے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہم

صاحبزادہ صاحب کو فقیر سمجھ کر ان کی ملاقات کے لیے آئے تھے اب یہ جگہ (یعنی کی بادکو ہوا اور ہماری اس درویشانہ حالت پر ملال ہے اور وہ خفا ہو کر جانے لگے یہاں سے ہیں۔ ہمیں اس (بادہ نوشی) سے گریز نہیں جبکہ ان کو یہ پسند نہیں تو اے فقیر تو بھی اپنی راہ لے (یعنی واپس چل دے) جب اس آشنائے عمر صفات نے یہ بات اور میاں صاحب کا نام مبارک سنا تو بلاتوقف دوڑ پڑے اور راستے میں ان تک جا پہنچے وہ کھڑے ہو گئے اور ان کی طرف دیکھنے لگے صاحبزادہ صاحب پر غم، محبت اور خمار آلود حالت کے ساتھ جب ان کے پاس پہنچے تو دونوں نے ایک دوسرے کو گلے لگایا اور دوستانہ گفتگو کرتے ہوئے ایک دوسرے کو عذر و معذرت کرنے لگے ملاقات کے بعد صاحبزادہ صاحب نے بڑی محبت کے ساتھ سوال میں قدم رنجہ فرمانے کے لیے گزارش کی لیکن آپ نے معذرت کی اور فرمایا کہ میرا مقصد آپ سے ملاقات تھا۔ آبادی کی سیر نہیں جب یہ مقصد سعادت قسمت کے ساتھ حاصل ہو گیا ہے (اور آپ سے ملاقات ہو گئی ہے) تو اب بھاگ گھر جانے کی اجازت چاہوں گا تو دونوں نے ایک دوسرے کو پیار و محبت کے ساتھ الوداع کیا۔

اس کے بعد آپ رات کو ہی بھاگ گھر پہنچ گئے اور ملاقات کی وہاں کے صاحبزادگان میں سے ہر ایک نے بڑے شوق سے تحفہ و تحائف کے ساتھ حاضر ہو کر عاجزی کا مظاہرہ کیا اور نیک صفات مستورات بھی ہدیہ پارچات سمیت سلام سے مشرف ہوئیں۔ کھانا کھا کر وہاں سے الوداع ہوئے اور موضع مکھن

پور کی جانب روانہ ہو گئے جب اس گاؤں کے قریب پہنچے حضرت میاں نور علی صاحب سے ملاقات کا ارادہ کیا جو حضرت پیر عاشقاں، فخر صادقاں، ہادی گمراہاں جناب نوشاہ حاجی گنج بخش کی اولاد سے تھے اور حضرت صاحبزادہ عالم باعمل، عارف کامل حقانی، جناب غلام محمود صاحب کے مرید خاص تھے، اور ان دنوں مکھن پور کے بازار میں رہائش پذیر تھے۔ مؤلف کے پیر صاحب (میاں غلام محمد) جو آپ کے ہمراہ تھے اور آپ ان کے ساتھ کمال شفقت و محبت رکھتے تھے اور انہیں تمام خلفاء سے عزیز خیال کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ جب ہم مکھن پور کے نزدیک پہنچے میرے دل میں یہ بات آئی کہ اگر میاں صاحب حضرت نور علی صاحب سے ملاقات کا ارادہ کریں گے تو میں بیرونی راستے سے دیہات میں جاؤں گا (تاکہ بازار میں موجود حضرت نور علی صاحب سے میری ملاقات نہ ہو سکے) جب ہم ایسی جگہ پہنچے جہاں سے بیرونی اور اندرونی دونوں راستے جاتے تھے تو آپ نے مجھے اور میاں رضا علی صاحب کو خصوصی طور پر فرمایا کہ آؤ چلیں اور باقی ہمراہیوں کو دوسرے راستے سے جانے کا کہا یہ سن کر میرا ارادہ ٹوٹ گیا جو اس وجہ سے تھا کہ وہ (حضرت میاں نور علی صاحب مجذوب) مست جام الست ہیں۔ بظاہر جام نوش اور بباطن اسرار آگاہ ہیں لیکن انہوں نے جام (بھنگ کا پیالہ) مجھے دے دیا تو کیا کروں گا؟ نہ تو حکم کی خلاف ورزی بجا ہے اور نہ شراب چارہ روا۔ ورنہ معاذ اللہ میں اہل حق کی

زیارت سے روگردانی کیسے کر سکتا ہوں کیوں کہ میں تو انھیں اللہ تعالیٰ کے دوست
خیال کرتا ہوں۔ چنانچہ جب آنحضرت کے ہمراہ ہم حضرت نور علی صاحب کی
خدمت میں پہنچے تو وہ تعظیم کے لیے اٹھے اور حضرت کو اپنے بستر پر بٹھا کر باادب
ہو کر بیٹھ گئے اور پھر دونوں باہم دوستانہ کلام کرنے لگے انہوں نے کہا کہ آج
رات بہت سے لوگوں نے مجھے کہا کہ میاں صاحب ملک کے بادشاہ ہیں جو بڑے
وصال کے ساتھ جا رہے ہیں۔ مجھے یقین نہیں آیا (توجہ کرنے کے بعد) میں نے
کہا یہ ملک کے بادشاہ نہیں ہیں بلکہ ایسے طرز مستور ہیں جن کے دوش پر حضرت
نبی علیہ السلام سوار ہیں۔ کافی دیر اسی طرح کی باتیں کرتے اور بہت زیادہ
عاجزی کا مظاہرہ کرتے رہے۔ خلیفہ میاں رضا علی صاحب کی عادت تھی کہ ہر
بزرگ کو سلام کرنے کے بعد کہتے کہ میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں اپنی اس
عادت کی بنا پر انہوں نے ان سے بھی بتکرار یہی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا
کہ اس سے بہتر اور کیا چاہتے ہو کہ ان (میاں فضل بخش صاحب) جیسے مروق
کے ہمراہ اور ہمدوش ان کی نگاہ کے ہو۔ اس فرمان عنایت کے بعد مولف کتاب
کے والد صاحب کی طرف خوشی سے نظر فرمائی اور پھر بوقت رخصت آنحضرت کو
بڑی تواضع و تعظیم سے الوداع فرمایا۔ واللہ اعلم بالصواب

☆ قوم چوہان سوالیاں جو سون خان سے منسوب ہے کا ایک رئیس نوازش
علی خان تھا جو حکمرانی و جوانی کی وجہ سے عاقبت اندیشی سے دور اور مغرور تھا اور

کچھ دستی بدچلنی میں مشہور تھا اس نے ایک خوبصورت مغنیہ کو اپنے نکاح میں لا
کر گھر میں روک لیا اس کے متعلقین نے بڑی کوششیں کیں لیکن اسے واپس حاصل
نہ کر سکے۔ آخر کار بڑی پریشانی اور غم واندوہ کی حالت میں آنحضرت علیہ الرحمہ
کے پاس پہنچے اور دف نوا کے ساتھ چنگ بجاتے ہوئے آپ کے سامنے مجلس رقص
و سماع کو گرم کر دیا کیونکہ مجلس اہل کشف و ذوق کی تھی۔ گانے والوں نے جب
اپنے رقص سے فراغت پائی تو آپ نے فرمایا جس پر ہم قادر ہیں اس میں سے
کچھ مانگو۔ گانے والے ایک آہ و زاری کرتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور
روتے ہوئے عرض گزار ہوئے کہ ہماری ایک مغنیہ کو رئیس قلعہ منگل نے چھین رکھا
ہے۔ اسی کی وجہ سے ہماری رونق تھی آپ کو جب ان کے اس سوال کا پتہ چلا
تو آپ نے اسے اپنے مرتبے و شان کے خلاف تصور کیا تو انکار کرتے ہوئے
فرمایا کہ میرے پاس بے شمار قیمتی کپڑے، بھینسیں اور گھوڑے ہیں ان میں سے
جو چاہو تمہیں بخش دیتا ہوں لیکن اس کام کے لیے میں تیار نہیں ہوں جب انہوں
نے آپ کا یہ جواب سنا تو وہ سب رونے لگ پڑے۔ اور خدا کے واسطے دینے
لگے آپ کی صفت رحم و کرم غالب ہوئی اور آپ ان کی مراد پوری کرنے کے لیے
قلعہ منگل کی جانب روانہ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ یہ جب جوانی کی وجہ سے
مغرور اور حکمرانی کے نشے سے مست و خراب ہے۔

جب آپ اس رئیس کے پاس پہنچے تو اس نے کمال عاجزی و تواضع کا

اظہار نہ کیا۔ سلام و جواب کے بعد آپ نے تشریف آوری کا سبب بیان کیا۔ اس
نے معقول جواب نہ دیا اور عذر و بہانے کرنے لگ گیا اور حیلے کرنے لگا کہ کل
اور عذر و حیلہ جو ممکن ہے پیش کر رہا ہوں جب کئی بار سوال و جواب ہوئے آپ
نے سختی و درشتی کو مد نظر رکھتے ہوئے سختی و گرمی سے فرمایا کہ اس طائفہ کی
کے گروہ کی طرف واپس کر دے اور ہماری درخواست کو شرف قبولیت بخش۔ اس کمینہ
نے دوبارہ گستاخی کرتے ہوئے کہا کہ اسے میں اپنے نکاح میں لے آیا ہوں
فقراء کو یہ زیب نہیں دیتا کہ کسی کی زوجہ کو کسی طائفہ کے حوالے کر دیں۔ دوسرے
راستے تو مجھ پر زبان طعن کے تیر و نشتر چلائیں گے کیونکہ بہن یا بیٹی تو خواہ کتنی ہی
عزیز ہو دوسروں (سے رشتہ ناطہ کے لیے ان) کے حوالے کر دیتے ہیں۔ لیکن
اپنی بیوی کو سب سے پردہ میں رکھا جاتا ہے۔ اس کے اس گستاخانہ جواب پر آپ
غصے میں آ گئے اور گرجتے ہوئے فرمایا کہ اگر کل بوقت ظہر بندوق کی گولی تیرے
بائیں پیشانی پر لگے اور ملک الموت تیرے قالب سے جان نکال دے تو وہ تیر
نفس بخل کی طرف سے ہوگا۔ اگر کل کے بعد باقی اور زندہ رہے تو مرنے سمجھنا
کہ تقدیر کا کام ہے۔ یہ کہہ کر آپ واپس تشریف لے گئے۔ اس عورت نے جب
یہ ماجرا سنا تو یقین کر لیا کہ ایسے ہی ہوگا وہ غم سے لرز اٹھی اور اسی وقت آپ کے
پیچھے دوڑ پڑی اور عاجزی و انکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس نے زمین بوس
ہو کر آپ کے پاؤں پکڑ لیے۔ اور کہا کہ میرا کیا حال ہوگا۔ اگر تو آپ مجھے اپنے

ساتھ لے جائیں تو میرے ضامن ہیں اور اگر آپ مجھے اپنے ساتھ نہیں لے
جاتے تو میری زندگی کے ضامن ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تو پردے میں رہے گی
اور کل تیر میں ہوگا جب دوسرا دن ہوا۔ وہ اس لیے گزار عشق وال کے رقیب کے
ساتھ [illegible] کی غارت گری کے لیے آ گئے یہ خبر جب رقیب (قلعہ مگل) کو پہنچی تو
وہ ایک ہزار سوار فوج کے ساتھ ان کے سامنے آ گیا جب ان کے مقابل پہنچا تو
اس کی بندوق کی گولی اس کے بائیں پیشانی پر لگی اور وہ مر گیا۔ ماتم و تعزیت
کے بعد اس کی مذکورہ زوجہ کو ایک شریف سید مرد نے لیا اور اپنے نکاح میں لا کر
مستورات کے حوالے کر دیا۔

بیان کرتے ہیں کہ طائفوں کے منکار گروہ نے آنحضرت کے سامنے
اس تیری کے واقعہ کو ظاہر نہ کیا ورنہ آپ ہرگز ایسی سفارش پر راضی نہ ہوتے
کہتے ہیں کہ آپ قلعہ مگل سے باہر تشریف لائے اور اسی جوش و خروش کے ساتھ
واپس لوگ کے واقف کار آئے اور موضع [illegible] سے باہر نکال کر لے گئے۔

واللہ اعلم بالصواب

☆ بیان کرتے ہیں کہ موضع [illegible] جو موضع [illegible] کے ساتھ ملحق اور تحصیل
[illegible] میں واقع ہے وہاں ایک فقیر حقائق آگاہ، معارف دستگاہ، وقاری قصیدہ
[illegible] اور حضور [illegible] سے مشرف تھا۔ بہت کم کھاتا اور بولتا تھا۔ ایک روز آپ اس
فقیر کی ملاقات کے لیے اس طرف گئے جب اس کی مسجدگاہ کے نزدیک پہنچے،

فقیر نے آپ کو دور سے دیکھا، تعظیم کے لیے اٹھا اور خود عاجزی کے ساتھ آپ کا استقبال بجا لا کر آپ کو اپنے بستر پر بٹھایا اور دو زانو ہو کر ادب کے ساتھ آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ آپ وہ بیگانوں اسپ سوار ہیں جنہیں میں محبوب رب العالمین ﷺ کی سواری کے ساتھ بڑی عزت و شان سے نازاں و خراماں دیکھتا ہوں۔ اور اس سوار صاحب عالی شان کے نشانات میں واضح طور پر آپ میں دیکھ رہا ہوں۔ جب آپ ان سے رخصت ہوئے تو اپنے ہمراہیوں سے مسکرا کر فرمانے لگے کہ فقیر لوگ میرے حال پر ایسی گواہیاں دیتے ہیں جبکہ مجھے ان واقعات کی خبر نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

☆ عالم ربانی، عارف حقانی، عاشق نام الٰہی، حضرت میاں امام بخش صاحب ہاشمی جن کے اشعار ان مضافات و شہروں میں مشہور ہیں۔ آپ کی ملاقات کے لیے تشریف لائے، جب کھیارہ شریف کے قریب پہنچے تو کسی نے آپ کو آگاہ کیا۔ آپ استقبال کے لیے اٹھ کر راستے میں آ کر انہیں ملے اور باہم محبت کا اظہار کیا، دونوں صاحبان پر وجد غالب ہوا تو رقص میں آ گئے حضرت کھیارہ نے ایک درخت کی شاخ پکڑی تو وہ بھی جھومنے لگ پڑا۔ غرض دونوں وجد کرتے اور بلند آواز کے ساتھ اشعار پڑھتے رہے۔ جب ہوش میں آئے میاں ہاشمی صاحب نے عرض کیا کہ روز قیامت جب اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق جمع ہو گی۔ اور اس میدان میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیائے کرام رحمہم اللہ کے

بڑے عالم ہوں گے تو ہمارے پیر حضرت محی الدین غوث الاعظم قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز نے علم کا نشان کیا ہوگا جس سے وہ پہچانا جا سکے تا کہ جلدی سے اس کی بارگاہ پر فضلِ خداوندی حاصل کیا جا سکے۔

کچھ دیر آپ خاموش رہے اور باطنی غور و فکر کے بعد فرمایا کہ میدان میں سب سے الگ تھلگ شمال مغربی گوشے میں سبز رنگ کا لواءِ مبارک آپ کا نشان ہوگا اگر ممکن ہو تو اس نشان کو پا کر جلدی پہنچنا۔

☆ ان دنوں مرزا احمد خان نام کا ایک رئیس تھا جو کسی قدر بہادری، سپاہ گری اور دلاوری کا دعویٰ رکھتا تھا۔ قصاب قوم کی ایک بیوہ جو قصبہ میرپور میں رہائش پذیر تھی، احمد خان اس سے محبت کرتا تھا جبکہ وہ بیوہ شرم و حیا کی وجہ سے اس سے دور تھی، اتفاقاً وہ بیوہ آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی منکوحہ بن گئی۔

ایک دن آپ اور مرزا احمد خان ایک کشتی میں سوار ہوئے غلبۂ حال کی وجہ سے آپ نے سرِ مبارک کو ہلانا شروع کر دیا۔ مرزا آپ سے حسد کرتا تھا جبکہ اس کے سینے میں کینے کی آگ جلنا شروع ہو گئی اور اس نے اس کے رخِ یقین کو نامعتبر کر دیا۔ اس نے آپ کی حرکت کو ناپسند کرتے ہوئے کہا یہ کیا "حال بازاری" ہے آرام سے بیٹھو ورنہ اپنی خون آشام تلوار سے تیرا سر تن سے جدا کر کے دریا میں پھینک دوں گا۔ آنحضرت اس کے بے ادبانہ کلام سے غضبناک ہو گئے اور بے خوف ہو کر فرمایا کہ تیری دکان کا لوہا بھی نیام سے باہر نہیں آئے گا کہ

میری زبان کی تیغ جوہر دار تیرے سر کو اڑا دے گی۔ ابھی انہی باتوں میں تھے کہ کشتی دریا کو عبور کر کے کنارے پر آ گئی اور مرزا کی فوج تمام سے باہر آ گئی اس نے گھر کی راہ لی اور آنحضرت بھی اپنے مکان کو تشریف لے گئے۔ جب آپ کی زبان کی تلوار نے کام شروع کیا تو مرزا کو ہلاکت انگیز درد نے پکڑ لیا حتیٰ کہ قریب المرگ ہو گیا۔ اس کے ورثاء اس پر آگاہ ہو کر اسے جنازے کی طرح اٹھا کر آپ کے حضور لے گئے جبکہ وہ بے ہوشی کی حالت میں تھا۔ اس کے ورثاء نے اس قدر عذر خواہی اور توبہ کی کہ آپ کو رحم آ گیا فرمایا کہ اس کے پہلو پر تیغ کاری لگ چکی ہے مگر حال تمہاری آہ و زاری اور جانثاری کا لحاظ کرتے ہوئے میں دعا کرتا ہوں کہ اس جہان سے ایمان کی حالت میں جائے۔ پھر آپ نے اس کے حق میں راضی ہو کر دعا کی اور الوداع کیا۔ وہ تھوڑے ہی عرصے میں مر گیا۔ اور حضرت سرکار والا کی تیغ زبان سے بچ نہ سکا اور اس کا تن نازنین پیوند خاک ہو گیا

☆ ایک بار سکھوں اور گھوڑوں کے دور حکومت میں گاؤں میں گندم کے کھیت تھے حاکم وقت گاؤں میں آ کر سکونت پذیر ہو گیا اور کھیت کاٹنے میں مشغول ہو گیا۔ ایک روز آنحضرت کے کھیت میں جا پہنچا مزارع نے کہا کہ یہ کھیت میاں صاحب کے ہیں اس نے کہا ان کو دانہ دار گندم (اناج) دے دیں گے۔ مزارع بے چارہ خاموش ہو گیا اور اس نے آ کر آپ کی خدمت میں صورت حال عرض کر دی آپ نے اس کو پیغام بھیجا کہ "تو نے گھوڑوں کو چرانے کے لیے کھیت

کاٹا ہے، جلد یہ کھیت گھوڑوں کو کھا جائے گا" جب آپ نے یہ بات کہی ایک ہمراہ نمبردار تھا اس نے عرض کیا کہ میں بھی اس علاقے میں لوگوں کی جماعت کے ساتھ تھا اور گھوڑوں کے منہ خود دانہ چارے میں سے بچا اپنی گھوڑی کو کھلا دیا اور در گزر معاف فرما دیں۔ آپ نے جواب دیا کہ تمہیں اس کے بدلے میں بہتر گھوڑی دستیاب ہو گی۔ اور سکھوں نے بھی ہمارے کھیت سے کھایا ہے سلامت نہ بچے گا یہ بات مشہور ہو رہی تھی آپ نے فرمایا تھا لیکن حاکم کی اس گھوڑی سمیت گھاس چارہ کھانے والے جانور ہلاک ہو گئے اور وہ گستاخ حاکم بھی در گور سب ہوا۔

☆ سکھوں کے دور حکومت میں غارت گری کا پیشہ بہت بڑھ گیا ایک روز ایک گھوڑ سوار نے بکری کا ایک بچہ ریوڑ میں سے پکڑ کر زین پر رکھا اور چلا گیا۔ چرواہے نے پیچھے بیان کیا کہ یہ فلاں میاں صاحب کا ہے لیکن اس نے بات نہ مانی۔ چرواہا دوڑتا ہوا آپ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا آپ اسی وقت اس سوار کے پیچھے ہو لیے اس کے قریب پہنچ کر فرمایا کہ ہم فقیر لوگ ہیں بکری کا یہ بچہ ہمارا ہے لیکن وہ نہ مانا اور گھوڑے کو ایڑی لگا دی جب بھاگنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ ٹھہر جا ورنہ جا تیرا گھوڑا میرے گھوڑے سے تیز نہیں ہے۔ ابھی میرا گھوڑا پہنچ کر تجھے پکڑتا ہے" یہ کہتے ہی اس کا گھوڑا منہ کے بل گرا اور سوار کا عضو ٹوٹ گیا اور وہ عاجز ہو کر گر پڑا اور گریہ وزاری کرتے ہوئے بکری کا بچہ واپس کر دیا اور عاجزی سے معافی کا طلب گار ہوا۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ کسی سفر پر نکلے ہوئے تھے اور آپ کا ظاہری حلیہ بھی معمولی تھا۔ کسی گاؤں میں پہنچے جہاں کوئی آپ کا شناسا و آشنا نہ تھا کھانے کا وقت تھا بھوک لگی ہوئی تھی آپ سلام (نماز) کے لیے ایک مسجد میں آ گئے۔ گاؤں کے کسی آدمی نے رسم کے مطابق روٹیاں مانگ کر جمع کیں اور آپ کے حضور لے آیا آپ نے وہ ٹکڑے دیکھ کر شیر کی طرح غراتے ہوئے کہا کہ مجھ سے دور ہو جا اور یہ ٹکڑے بھی مجھ سے ہٹا لے۔ میں پارہ دوز اور لقمہ دوز فقیر نہیں ہوں میں صاحب تاج و دستار خوش پوش اور خوش خوراک فقیر ہوں۔

اس شخص نے بھی غصے سے کہا اگر ایسا ہے تو میری بھینس گم ہو گئی ہے جس کی تلاش میں میں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی ہر ممکنہ جگہ پر دیکھا لیکن کوئی سراغ نہ ملا۔ اگر اب وہ بھینس مل جائے مجھے کھانا جو آپ کے پاس لا دوں گا۔ (یعنی اس نے آپ کے فقر کی آزمائش کرنا چاہی) آپ نے فرمایا اپنی بھینس کا نام بتاؤ۔ اس نے بتایا تو آپ نے ایک طرف کو منہ کر کے بلند آواز سے اس بھینس کو (نام لے کر) پکارا پھر اس طرف سے رخ پھیر کر دوسری سمت کیا اور آواز دی اسی طرح تیسری اور پھر چوتھی جانب چہرہ کر کے آواز دی اور بیٹھ گئے۔ اس نے بھینس اپنے سر کو بلند کیے دھاڑتی رینگتی گردن پایا دوں میں رسی لٹکائے دوڑتی ہوئی آپ کی خدمت میں آ پہنچی اور ہرگز اپنے گھر کی جانب نہ گئی جب لوگوں نے یہ کرامت دیکھی تو بھی حضر میں آنا (بھون کر) بجز اور شکریہ ادا کرتے ہوئے

عقیدت میں لائے اور دل و جان سے ساری عمر آنحضرت کے غلام بنے رہے۔

☆ کہتے ہیں ایک دفعہ کسی نے خبر دی کہ علاقہ پوچھ کا حاکم رستم خان اگرچہ اولیاء سے معتقد ہے لیکن اس قدر رعب جلال چہرے کا مالک ہے کہ کسی کو اس کی تیز نگاہوں کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ مختصر یہ کہ اس کے اوصاف سن کر اس کے دیدار کے لیے پوچھ تشریف لے گئے۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ بہت جابر اور بے حد خود پسند اور بلند دماغ تھا اور کسی کو بھی خواہ وہ سادات و رؤسا میں سے ہو اپنے سامنے سوائے عام جگہ کے نہ بٹھاتا۔ اگرچہ مختصر اس کا گھروں کے راجوں میں سے کوئی اس کی بارگاہ شاہانہ درگاہ میں پہنچتا تو بغیر و اکرام قدر سلام کے لیے جھکتا اور اس وقت کے بڑے لوگوں میں سے بھی کسی کو ہمت نہ تھی کہ ادب کا لحاظ کیے بغیر اس کے سامنے بیٹھتا۔ چنانچہ جب آپ شان و شوکت، عزت و رفعت اور رعب و دبدبہ کے ساتھ اس کے پاس پہنچے بے دریغ السلام علیکم کہہ کر راجہ کے دائیں طرف اس کے برابر چارپائی پر بیٹھ گئے۔ کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ مانع ہوتا یا زبان کھولتا۔ راجہ اور اس کے تمام امراء و وزراء و نقش دیوار بنے رہے۔ آپ اپنی مراد پا کر (اور اس راجہ کو دیکھ کر) واپس ہو گئے۔ آپ کے بعد تمام لوگ عبرت کی تصویر بنے حیران تھے کہ یہ کون جرأت و ہمت والا تھا جس نے سب کو مبہوت کر دیا۔ یہ کون شخص تھا جو باوجود یکہ مختصر سا نظر آتا تھا لیکن کسی کو اس سے مشافہ و تکلم کی ہمت نہ ہوئی بہت زیادہ تجسس اور تحقیق کے بعد

واضح ہوا کہ آپ صاحب حق تھے پس سب دست تاسف ملتے رہے۔

بیت

کہ ہیہات قدر تو نشناختیم
بشکر قدومت نپرداختیم

یعنی افسوس کہ ہم تمہاری قدر نہ پہچان سکے اور تمہارے قدوم کا شکر ادا نہ کر سکے۔

☆ ایک روز عاشق باللہ واصل اللہ، غوث وقت حضرت میاں صاحب کھیاری، اس فقیر مؤلف کے مرشد و شیخ کے پیر اور اپنے پیر بھائی حضرت بابا بدوح شاہ صاحب قدس سرہ کی ملاقات کو آئے اور بہت زیادہ خدام و مریدین جو زیب و زینت اور سرمہ و حنا سے آراستہ، بالوں پر تیل لگائے اور ایسی کلف لگے ہوئے تھے۔ اور دل پسند اشعار بلند آواز اور ہاؤ ہو سے پڑھتے ہوئے آرہے تھے۔ بابا صاحب کی خدمت میں پہنچے تو اس پیر عاشقان زماں نے جب یہ زیب و شان اور حال و قال دیکھا سنا تو جوش و غصے سے فرمایا اے برادر ایں جاہ و جلال اور ابیات و مقال بروز قیامت کیسے ہوگا۔ اگر اونٹ کا بوجھ گدھے پر رکھ دیا جائے تو وہ کیسے اٹھائے گا؟ حضرت شیخ کھیاری نے جب یہ عتاب آمیز گفتگو سنی تو عرض کیا کہ آپ جیسے بھائی کی قوت و طاقت کے بل بوتے پر یہ فضول کام اختیار کیا ہے۔ اگر بروز قیامت مجھے مشکل وقت درپیش ہوا تو آپ کی قوت میرے کس کام آئے گی؟ اس بات سے آپ نے خوش ہو کر فرمایا کہ "بالکل ٹھیک

ٹھیک ان شاء اللہ تعالیٰ میری قوت کام آئے گی اور تیری ہر مشکل حل کرے گی۔"
بالآخر ایک دوسرے پر خوش ہوئے پھر آپ نے رخصت چاہی۔

☆ حضرت سید امام علی شاہ صاحب جو حضرت صاحب کھیاری کے مرید تھے ایک روز انہوں نے سر پر ایک پوٹلی (گٹھڑی) حضرت میاں فیض بخش صاحب کھیاری سے بطور تبرک حاصل کی اور ہاتھ میں لے کر حضرت بابا بدوح شاہ صاحب پٹھیرو والا کے ہمراہ کہیں گئے۔ ایک جگہ بیٹھے تو سید صاحب نے اس پوٹلی کو زمین پر رکھ دیا اور دوسروں کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گئے۔ کسی نے اس پوٹلی کو بے ادبانہ انداز سے حرکت دی۔ حضرت بابا بدوح شاہ صاحب اس بات سے واقف و شناسا تھے کہ یہ میاں صاحب کا تبرک ہے۔ آپ نے فوراً اسے اپنے دست مبارک سے اٹھایا اور سر آنکھوں پر رکھا اور سید امام علی شاہ صاحب کو عتاب و ناراضگی سے فرمایا کہ اگر تمہارے دل میں اس کی کچھ اہمیت ہے تو اپنے پاس سنبھال کر رکھو بلکہ واپس کر دو کیا تم نہیں جانتے کہ یہ کس کے ہاتھ سے کس کی ہوئی ہے اور وہ ہاتھ کس کے ہاتھ میں ہے؟ اس طرح کی چیزوں کا یہ ادب و قیمت ہے کہ اسے عام جگہ پر ایسے ہی رکھ چھوڑا ہے یہ کیسی بے ادبی ہے اگر اپنے پاس ادب کے ساتھ رکھ سکتے ہو تو ٹھیک ورنہ اسی ہاتھ میں واپس کر دو اور یاد رکھو کہ آداب باعث ثواب ہے۔

قطعہ

گر چشم مس بہ بینی روئے ایں چوبی قلم
میل کحل دیدہ دل کردہ باشی دمبدم

اگر تو اس سر قلم اور نیز بھی لکڑی کو میری نظر سے دیکھے تو ہر وقت اسے دل کی آنکھوں کے سرمہ کی سلائی بنائے رکھے۔

آں عصائے موسیٰ در دید خلقاں بود چوب
نزد خالق اژدہائے جان ربائے بود ہم

عصائے موسیٰ لوگوں کی نگاہوں میں لکڑی ہی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ جان نکالنے والا اژدہا تھا۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ جس وقت کوئی شخص روٹی آپ کے سامنے لا کر رکھتا تو اسے انگلی سے دبا کر دیکھتے اگر اس میں گھی انگلی کے بدلے وہ تو خوش ہو کر کھاتے ورنہ واپس کر دیتے آپ کو بواسیر کا عارضہ بھی لاحق ہو گیا تھا۔

☆ احباب میں سے جو بھی اچھا یا برا کوئی خواب بیان کرتا آپ خوش ہو کر سماعت فرماتے۔ ایک روز مؤلف کتاب ہذا کے پیر جو آپ سے مشرف ہوا آپ کے حضور تھے بھی موجود تھے کہ ایک شخص نے اپنا خواب بیان کیا کہ ہم زیارت سے مشرف ہوئے ہیں ایک دوسرے آدمی نے بھی اسی طرح کی کوئی بات بیان کی۔

آپ نے ان کے اس حال کو حسن کر پسند فرمایا اور مؤلف کے پیر کو فرمایا کہ تم بھی کوئی اچھا خواب بیان کرو تو انہوں نے بھی خوشی خوشی عرض کیا کہ مجھے بھی ایک عجیب خواب آیا ہے کہ شیطان بصورت پری نظر آیا آپ یہ سنتے ہی اس قدر مسرور ہوئے کہ مجھ پر ہنسنے کی وجہ سے کھل اٹھے (یعنی آپ کھلکھلا کر ہنس پڑے)

☆ ایک روز فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے جو مراد چاہی پوری ہوئی مگر وہ چار نہیں ہوئیں۔ ایک وہ جو اوپر مذکور ہو چکی ہے (یعنی میاں شمس الدین صاحب آ کر گرفتار کر لیں اور مال و اسباب لوٹ لیں) دوم یہ کہ چوہدری غلام مصطفیٰ کے بھائی چوہدری کرم داد کے متعلق چاہتا تھا کہ اپنے بھائیوں چوہدری غلام مصطفیٰ اور چوہدری فیض بخش کی طرح صاحب دولت و اقبال اور جاہ و جلال ہو جائے لیکن یہ حال ایسا نہیں ہوا۔ مؤلف کے پیر صاحب نے عرض کیا کہ آپ کی تین خواہشات یعنی مانگی ہوئی تین دعائیں پوری نہیں ہوئی وہ تو وہ جو آپ نے ظاہر فرمائی ہیں۔ تیسری وہ جو آپ نے اس بندے (یعنی غلام محمد) کے متعلق اظہار فرمائی ہے۔ (یعنی دیگر آستانوں سے اپنے لیے مقدر فیض میں نے پا لیا ہے لیکن آپ کی طرف سے ہمارا حصہ فیض روحانی تاحال ودیعت نہیں کیا گیا) اس سچی بات سے آپ بہت خوش ہوئے اور بے انتہا عنایت فرماتے ہوئے مجھے خرقہ خلافت کے اعتبار سے کمال پر پہنچا دیا۔

قطعہ

عشق مقبلاں بود مقبول
حرکت نازنین سراسر ناز

مقبولان بارگاہ کی بات مقبول ہوتی ہے اور نازنین
کی حرکت سراسر ناز و ادا ہوتی ہے

خاصہ چوں صدق باشد از سر و پائے
شد کلید در خزینۂ راز

سر سے لے کر پاؤں تک ان کا خاصہ صدق و خلوص ہے
جو خزانہ راز کے دروازے کی چابی ہے

چوں صبا گرچہ سردی آمیز است
گرمیش غنچہ را کند سر باز

صبا اگرچہ سردی آمیز (اور ٹھنڈک کا احساس پیدا کرتی) ہے
لیکن اس کی حرارت و گرمی غنچے کو کھلا دیتی ہے

تذکرۂ مریدین

آپ کے مریدین و خلفاء بہت زیادہ ہیں ان سب کا ذکر اس فقیر کا علم قید میں لانے سے قاصر ہے تاہم ان میں سے بعض کا تذکرہ اختصار کے ساتھ عرض کروں گا۔

تذکرہ
عفیفہ خاتون

موافق کے ہوئے (حضرت سائیں غلام محمد علیہ الرحمہ) نے بچپن میں حق الٰہی میں محو ہو کر تعلقات سے کنارہ کشی اختیار کر لی ان کے چچا کی بیٹی کا ناطہ ہوتے طے پا چکا تھا لیکن آپ نے اس عفت مآب کے ورثاء کو جواب بھیجا کہ ہماری طرف سے اجازت ہے جہاں چاہیں رشتہ طے کر دیں۔ اس عصمت پناہ عفیفہ نے جب یہ سنا تو تجرید اختیار کرتے ہوئے (شادی سے انکار کر دیا اور) حضرت صاحب کھواڑی میاں فیض بخش صاحب کی مرید ہو گئیں۔ اور ان کی اجازت سے گھر میں چلہ کشی کے لیے بیٹھ گئیں اور گھر کے دروازے اور روشندان کو گھاس سے بند کر دیا۔ جب تک طاقت ہوتی کھانے کے بغیر تلاوت کلام اور اوراد و وظائف میں مشغول رہتیں۔ ایک مدت اسی حالت میں گزر گئی جب کافی مدت گزر گئی۔ ورثاء نے مکان کا دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس صاحبہ عفیفہ کا کان، پہلو اور جسم کا کچھ دوسرا حصہ کیڑوں کے کھانے کی وجہ سے خاک ہو چکا تھا اور جسم میں تھوڑی سی جان باقی رہ گئی تھی لیکن وہ پھر بھی پوری توجہ کے ساتھ بدستور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہیں یوں انہوں نے اپنے تمام اوقات واہب العطیات کی یاد میں بسر کر دیے اور تادم تحریر انتہائی ضعف و

جو صاحب بھی عبادت میں مشغول ہیں۔ اور ان کے عادات و اطوار کا ایک اثر ہے جس کا نام حرم ہے وہ اپنی زوجہ سمیت ان کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں

تذکرہ دیگر مُریدین

قاضی الٰہی بخش صاحب رحمہ اللہ

☆ قاضی الٰہی بخش جو حضرت صاحبزادہ سید محمد چراغ علی کے [illegible] ہیں بھی آپ کے مرید ہیں۔

میاں رضا علی قلی صاحب رحمہ اللہ

☆ حضرت میاں رضا قلی صاحب بھی آپ کے مرید ہیں۔ جو صاحب زہد و ریاضت ہیں انھوں نے کافی عمر ذکر و عبادت میں بسر کی۔ اور اکثر دنیا عالم کی طرف سفر میں حضرت کے ہمراہ ہوتے اور آپ کی خدمت شریف بجا لانے کے لیے بعض اعتراضات پر آرام نہ کرتے اسی طرح انھوں نے اپنی گراں مایہ عمر حقہ سے کو رو طلب میں بسر کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ بہت خوش آواز تھے اور آنحضرت میاں فیض بخش صاحب کو اوقات ان کی آواز بلا کا

پڑھوا کر سنتے اور خود بھی اٹھاتے بلکہ ان کے ہم آواز ہو کر پڑھتے۔ ان کی آواز میں ایسی تاثیر تھی کہ تمام حاضرین محظوظ ہو جاتے اور بہت سے سننے والے رقت سے بے خود ہو جاتے۔ جب آنحضرت میاں فیض بخش صاحب اور میاں رضا قلی صاحب ہم آواز ہو کر سوز و درد کا سماں باندھتے تو تمام و الم اور رقص و حال سے سب وجد میں آ جاتے۔

میاں رضا قلی صاحب کی عادت با سعادت تھی کہ جب کسی بزرگ سے ملاقات کرتے تو دعائے خیر کی درخواست کرتے جب حضرت میاں نور علی مستند صاحب کی خدمت میں پہنچے تو ان کی خدمت میں بھی دعائے خیر کا سوال کیا بعد از ان انہوں نے بطور عتاب انھیں فرمایا۔ اس (میاں فیض بخش صاحب) جیسے مرد [illegible] باہر آفت پناہی، اور دوست رستان خدائی کے ہوتے ہوئے بھی اپنی عادت سے باز نہیں آتے ہو۔ ان کی صحبت سے بہتر اور کرم کیا چاہتے ہو۔

اعملوا آل داؤد شکرا و قلیل من عبادی الشکور

آپ آنحضرت میاں فیض بخش صاحب کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد ان کی جدائی کے غم سے جاں بحق ہو گئے اور جوار رحمت میں سکونت پذیر ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

؎ فراق یاراں [illegible] والله اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

میاں فقیر محمد صاحب علیہ الرحمہ

☆ مرد کامل و یگانہ روزگار حضرت فقیر محمد صاحب موضع سہجل علاقہ کھولا کے باشی تھے۔ اور جوانی کی ابتداء میں آپ کے مرید ہو گئے اور گھر کے کام کاج انجام دیتے رہے۔ اور کبھی کبھی آنحضرت (میاں فیض بخش صاحب) کی خدمت بھی کرتے۔ صوم و صلوٰۃ کی کثرت اور اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ ذکر کرتے۔

ایک روز خشک لکڑیاں تیار کر کے رکھیں۔ جب رات ہوئی تو معمول کے مطابق سر پر رکھ کر ننگے پاؤں چل پڑے اس زمانے میں اس جگہ سے کھیوڑہ شریف تک بڑے خار دار جھاڑیوں والا سخت جنگل تھا جسے ہندی میں کرڈا کہتے ہیں۔

رات بھی اندھیری تھی لیکن آپ نے کمر ہمت باندھ کر راستہ طے کیا اور کاشانہ اقدس (حضرت میاں فیض بخش صاحب) کے دروازے پر پہنچے، دیکھا تو ابھی آپ کے مکان مبارک کا دروازہ سردی اور رات کی وجہ سے بند ہے۔ آپ نے بڑے ادب کے ساتھ بغیر آواز پیدا کیے آہستگی کے ساتھ سر کا بوجھ زمین پر رکھا۔ سخت سردی کے باوجود آپ کے کپڑے ضرورت کے مطابق نہ تھے لیکن آپ صبر کرتے ہوئے صبح کے انتظار میں بیٹھ گئے جب صبح صادق ہوئی اور آنحضرت نے کسی حاجت کے لیے دروازہ مبارک کھول کر قدم مبارک باہر رکھا اور دیکھ کر پوچھا کون ہے؟ آپ آداب بندگانہ بجا لاتے ہوئے اٹھے اور اپنا نام بتایا۔

آنحضرت نے محبت و شفقت کے ساتھ رحم بھری نظر اس مرید صادق پر مبذول کی اور بہت زیادہ دلاسا و کمال مہربانی فرما کر ان کے حق میں دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تیرا سونا بیداری ہے اور تیری باوضو عبادت ہے اور تیری آواز میں ایسی تاثیر ہوگی کہ مردوں کو بھی زندہ کر دے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مسکین مؤلف ان کی صحبت میں بہت زیادہ رہا ہے اور چند سفر بھی ان کے ہمراہ کیے ہیں۔ اور ان کے کلام کی تاثیر کئی بار آزمایا ہے۔ آپ اس مسکین پر کمال شفقت فرماتے اور اکثر اس خاکپائے درویشاں کی ملاقات کو آتے اور بہت زیادہ آداب بجا لاتے۔ اور اس بے چارے سے جدا ہوتے وقت بہت زیادہ درد انگیز آہ و زاری کرتے ہیں جیسے تیر آگ باہر کھینچے ہوں جس کی وجہ سے حاضرین بھی گریہ و زاری شروع کر دیتے۔ سفر میں بھی ان کا یہی حال ہوتا (اور ایسی دردانگیز آواز آخر تک ساتھ رہتی) ایک بار انہوں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ اس مسکین کے ساتھ گفتگو فرما رہے ہیں۔ انہوں نے چند اہل حق کی زیارت بھی کی اس زمانے میں ان جیسے اہل درد کمیاب ہیں۔

ایک دفعہ اس مسکین کے ہمراہ حجرہ و موضع کے بزرگوں کے مزارات کی زیارت اور عارف کامل، رہبر حق آگاہ، واصل الی اللہ صاحب سجادہ و کلاہ و پناہ بے پناہ، دستگیر افتادگاں، رہنمائے گمراہاں حضرت سید مدد علی شاہ صاحب جن کا باطنی نام سید لٰسین تھا " سے ملاقات کے لیے حجرہ موضع کے سفر میں

تشریف لے گئے۔ جب ہم نے وزیر آباد شہر سے دریائے چناب کو عبور کیا تو ہم
لوگ ایک طرف ہو کر وزیر آباد کے بازار میں گئے اور ان کا انتظار کرنے لگے لیکن
کافی دیر بعد بھی آپ نہ آئے تو ہم سوار ہو کر آگے پیچھے بہت تلاش کرتے رہے
لیکن ان کو ڈھونڈنے میں کامیاب نہ ہو سکے پاؤ تو ہم آگے کو چل دیے اور راستے
میں بھی مکمل تلاش کرتے رہے۔ جب ہم گجرات پہنچے (پتہ چلا کہ) آپ ہم
سے دو روز پہلے ہی پہنچ چکے تھے اور آستانہ عالیہ پر حاضری دے کر ہمارے انتظار
میں شدید اشتیاق کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ نہ یہ پتہ چلا کہ آپ کے پاس دریا
عبور کرنے کے لیے پیسے تھے (اس لیے کشتی پر بیٹھنے کی بجائے) اپنی روحانی تصرف
کی طاقت سے پار عبور کر کے چلے آئے اور نہ ہی آپ کس طرح دریا سے عبور فرما لیے
سوئے کشمیر میں بھی پیدا کیا گئے اور وہاں آپ کے ہمراہ فقیر راوی بھی تھا
لیکن وہ تھے کے باوجود خوش اور قریباں چلتے ہوئے اس قیع سفر شہر جنت کشمیر جنت
نظیر پہنچ کر ہم ایک مسجد میں شب باش ہوئے۔ (اس دوران) ایک آدمی آیا اور
اس نے کشمیری زبان میں کچھ کہا آپ کو اور مجھے کچھ سمجھ نہ آیا تو میں نے اس
آدمی کو فارسی زبان میں عرض کیا کہ اگر ہو سکے تو ہمارے ساتھ فارسی زبان میں بات کرو تو
جواب دیا تو اس نے فارسی زبان میں حال احوال پوچھا تو ہم نے جواب دیا اس
نے ہمارے سامنے کھانا پیش کیا تو ہم نے کھانا شکر ادا کیا اور خود پھر وضو کر کے
آرام کرنے لگے۔ نماز فجر کے بعد علاقہ تاروتل میں قطب وقت عالم ربانی،

ولایت اسرار ربانی حضرت جناب فیض آب احمد صاحب " کہ جو تقیٰ سو گیا ہے
ہوئیں کے ہم صحبت تھے " کے پاس پہنچ کر ان کی زیارت سے شرف یاب
ہوئے اور علاقہ حضرت بٹالو صاحب میں دو روز گنگ کے کنارے دیوان حنفی اخلاص
کنارے پر ان کی محبت کے باعث ہم قیام پذیر ہو گئے، چند دن بعد آپ وطن
مالوف کو اپنے گھر واپس ہوئے اور یہ بندہ خاکپائے درویش وہیں رہ گیا۔
اور چند دن بعد دوسری دفعہ اس قطب مذکور (شیخ احمد رحمہ اللہ) کے سلام کو گیا اور
زیارت حاصل کر کے اس جگہ پہنچا۔

پھر بھی ان کے ہمراہ دو کی مرتبہ پھنور کے علاقے کی طرف گیا۔
ایک دفعہ تو فی اللہ مست جام الست سید جی بہادر شاہ کے سلام کو گئے
جو شیخ پورہ گلشن میں سکونت پذیر تھے۔ ہم نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر
زیارت حاصل کیا اور مجذوب جذب اللہ احوال آگاہ سید معظم شاہ جلیار روی کی
خدمت میں بھی گئے اور آپ کے طفیل ان کی زیارت سے بہرہ یاب ہوئے۔ عالم
باعمل حضرت میاں فضل شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض زیارت پایا۔ مختصر یہ کہ
بندہ اکثر اوقات آپ کا ہم سفر و ہم جلیس رہا آپ کبھی ملول نہ ہوتے اور صحبت و
آداب شناسی کا مظاہرہ فرماتے اور کسی قسم کی سستی، اکتاہٹ اور تکامل روا نہ
رکھتے۔ آپ نے کتاب کی تالیف کے دوران سال ۱۲۹۵ھ مقدس کے آخر میں
بعارضہ سل وفات فرمائی آپ کی قبر مبارک خانقاہ پر بنائی گئی اس کا اس

کو شیخ سہروردی کہتے ہیں جو کمہار کے علاقے میں ہے۔

تذکرہ
حضرت سید امام علی شاہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید امام علی شاہ صاحب بھی آپ کے مرید ہیں آپ فرماتے کہ ہم صائم الدہر اور قائم اللیل ہیں ہم مساجد کی خدمت مثلاً پانی کھینچنے (اور) فرش بچھانے (نمازیوں کی سہولت کے لیے مسجد میں گھاس وغیرہ بچھانا) اور گلیوں راستوں میں جھاڑو پھیرنے میں راتیں بسر کرتے ہیں اور سوتے نہیں۔ آپ شہر کے سب سے مشہور صاحب تقویٰ تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں گلی میں جھاڑو پھیر رہا تھا میں نے ایک طرف سے صاف کیا۔ ایک عطار شخص کو بہت زیادہ اسہال کا عارضہ لاحق تھا وہ آیا اس نے مجھے نہ دیکھا اور صاف کی ہوئی جگہ پر قضائے حاجت کے لیے بیٹھ گیا میں نے اسے دیکھا تو دوسری جانب سے اس کے نزدیک پہنچا اور پیچھے سے اپنے دونوں ہاتھ ملا کر اس کے نیچے رکھ دیے اور جو کچھ اس کے شکم سے باہر آیا اسے ہاتھ سے اٹھا کر دور جا کر پھینک دیا۔ اس خدمت سے میں نے پایا جو پایا (یعنی فیضِ الٰہیہ کثرت سے حاصل ہوا)

آپ نے فرمایا ایک دفعہ جناب چشتی (بابا فرید الدین مسعود گنج شکر

رحمۃ اللہ علیہ) کے بہشتی دروازے پر پہنچا اور اس دن "جو گزرنے اور مزار مبارک کی زیارت کے لیے مخصوص ہے" جب دروازہ مبارک پر پہنچا تو یہ خیال آیا کہ اگر میرا بہشت میں جانا ہے گا تو بہشت میں جاؤں گا اور اگر وہ بہشت میں نہ گیا تو میں بہشتی نہیں ہوں گا یہ سوچ کر (باوجود) پاؤں اندر داخل کیے میں واپس آ گیا اپنے یہ حالات انہوں نے موقف کے پیر کو بیان کی اور اپنے اعتقاد و یقین کو بیان کیا تو وہ صاحب نے اس کے جواب میں تحریر ارشاد فرمایا کہ "تمہارا کیا یقین و حسن ظن ہے کہ واصلانِ خدا کے متعلق خصوصاً اپنے پیر و مرشد و رہنما کے حق میں یہ شک رکھتے ہو کہ شاید وہ داخلِ جنت سے نہ ہوں جب حصولِ جنت میں شک رکھتے ہو تو اس میں پہنچنے کا یقین کیسے آئے گا"

مثنوی محمدی

عاشقاں از یکدگر بالا ترند
پروراں بر قوتِ پر می پرند

اہلِ عشق و محبت ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں اور پرندے اپنے ہی پروں کی طاقت کے بل بوتے پر پرواز کرتا ہے۔

شہر شہباز ماند شہرہ آورا
حملہ ہائے بازش باشد جدا

جھرہ اپنے بڑے پروں پر شکرہ اڑا کرتا ہے جبکہ شہباز کا حملہ الگ ہوتا ہے۔

پونڈی کے لوگ بڑی ارادت کے ساتھ آپ کی خدمت کرتے آپ کا معمول تھا کہ چند ماہ بعد عرس کے اسباب سمیت کھیوارہ شریف لے جاتے اور اپنے پیر کا عرس مناتے۔

☆ ایک دفعہ اس دریا پر پہنچے جو راستے میں تھا ملاح نے کشتی (لے جانے کے لیے) ابھی کھول دی آپ ابھی کسی قدر فاصلے پر تھے آواز دی کہ اے ملاح! کشتی مت چلا ہمیں بھی سوار ہو لینے دے۔ ملاح نے سرکشی کرتے ہوئے پرواہ کی اور اپنی عادت کے مطابق کشتی چلا دی جب آپ پیچھے رہ گئے ہر چند اسے درخواست کی لیکن وہ باز نہ آیا آخر کار جوش سے فرمایا کہ "اے ملاح کشتی واپس لا" (تنبیہ کے طور پر) آپ پیر بگا شیر کا نام بھی زبان پر لائے اور کہا "یا بگا شیر کشتی پھیر" اس وقت کشتی کسی قدر دریا کا راستہ طے کر چکی تھی آپ کے یہ فرماتے ہی کشتی جہاں تھی پانی کے ساتھ کھڑی ہو گئی بلکہ اس نے اپنا رخ ان کی طرف پھیر دیا ملاح نے ہر چند اسے روکنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا اور کشتی بے اختیار اس فقیر کی خدمت میں واپس آ کر کھڑی ہو گئی۔ (یہ کرامت دیکھ کر) ملاح نے توبہ و استغفار اور منت و زاری کرتے ہوئے سر جھکا دیا اور معذرت کرتے ہوئے انہیں کشتی پر سوار کیا آپ نے فرمایا کہ اہل حق کے سامنے خود کو خادم خیال کر مخدوم نہیں تاکہ تو محرم بنے محروم نہیں۔

نے ز من از مولوی رحمت بخواں
طاعت عامہ گناہ خاصگاں

زمانہ مولوی سے رحمت نہیں سیکھتا، عام لوگ خاص لوگوں کے گناہ کی برابری بھی کرتے ہیں

گرچہ آں ہم خاص بود اے خوش فہیم
خضر را ہم بد تمنا یا کلیم

اے خوش فکر اگرچہ وہ بھی خاص ہی ہیں خضر کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی کلام ہوا تھا

رابعہ را با حسن ہم گفتگو ست
گرچہ جان جاکش اسرار جو ست

رابعہ بصری کی حسن بصری سے گفتگو ہے اگرچہ جان دونوں کی روح اسرار کی متلاشی ہے

میاں مہر بخش صاحب علیہ الرحمہ

☆ حضرت میاں مہر بخش صاحب بھی آپ کے مرید ہیں انہیں آپ کی خدمت کے بغیر چین نہ آتا آپ کی گاؤں بھینسوں کی نگرانی اور دیکھ بھال کرتے اور ان کی کما حقہٗ خدمت سرانجام دیتے۔ اور اسی خدمت کے باعث بہرہ ور فرمایا آنحضرت میاں فیض بخش صاحب کے انتقال کے بعد ان کے داماد و مرید حضرت سید نور شاہ علوی صاحب کے ساتھ اختلافات کی وجہ سے کھیوارہ شریف سے ہجرت کر کے پٹھوہار کے علاقے موضع بہیر میں سکونت پذیر ہو کر یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ بے شمار لوگ ان کے مرید بن کر خدمت سرانجام دیتے رہے۔ آپ ایسے صاحب یمن و برکت مرد تھے کہ جہاں جاتے یا رہتے واقف و

نے ز من از مولوی رحمت بخوان
طاعت عامہ گناہ خاصگان

نشانہ مولوی سے حرمتیں سیکھتا عام لوگ خاص لوگوں کے گناہ کی ہوا بوئی کی کرتے ہیں

گرچہ اس ہم خاص بود اے خوش فہم
خضر را ہم بد نمود با کلیم

اے خوش فہم گرچہ وہ بھی خاص ہی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی کلام ہوتا تھا

رابعہ را با حسن ہم گفتگو ست
گرچہ جانا جانش اسرار جو ست

رابعہ بصری کی حسن بصری سے گفتگو ہے اگرچہ جان دونوں کی روح اسرار کی متلاشی ہے

میاں مہر بخش صاحب علیہ الرحمۃ

☆ حضرت میاں مہر بخش صاحب بھی آپ کے مرید ہیں انہیں آپ کی خدمت کے بغیر چین نہ آتا آپ کی گاؤں بھینسوں کی نگرانی اور دیکھ بھال کرتے اور ان کی کہ لطف خدمت سر انجام دیتے۔ اور اسی خدمت کے باعث بہرہ ور فرمایا۔ آنحضرت میاں فیض بخش صاحب کے انتقال کے بعد ان کے والد مرید حضرت سید نور شاہ علوی صاحب کے ساتھ اشتیاق کی وجہ سے کھیوڑہ شریف سے ہجرت کر کے پٹھوہار کے علاقے موضع بہرہ میں سکونت پذیر ہو کر یاد الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ بے شمار لوگ ان کے گھر پر جن کر خدمت سر انجام دیتے رہے۔ آپ ایسے صاحب یمن و برکت مرد تھے کہ جہاں جاتے پار رہتے واقف و

یا واقف بھی لوگ بڑی ارادت کے ساتھ آپ کی خدمت کرتے آپ کا معمول تھا کہ چند ماہ بعد اس کے اسباب سمیت کھیوڑہ شریف تشریف لے جاتے اور اپنے مرید کا سودا کروا جاتے۔

☆ ایک دفعہ اس دریا پر پہنچے جو راستے میں تھا ملاح نے کشتی (لے جانے کے لیے) کھول دی آپ ابھی کسی قدر فاصلے پر تھے آواز دی کہ اے ملاح! کشتی مت چلا ابھی سوار ہو لینے دے ملاح نے سرکشی کرتے ہوئے اپنی عادت کے مطابق کشتی چلا دی جبکہ آپ باہر رہ گئے بہر حال بے پروائی کی وجہ سے وہ باز نہ آیا آخر کار جوش سے فرمایا کہ "اے ملاح کشتی واپس لا" (تحریر کرکے) آپ بیٹھ گئے شیر کا نام بھی زبان پر لائے اور کہا "یا شیر کشتی پھیر" اس وقت کشتی کسی قدر دریا کا راستہ طے کر چکی تھی آپ کے فرمانے ہی کشتی بیچ پانی کے ساتھ ٹھہری ہو گئی بلکہ اس نے اپنا رخ ان کی طرف پھیر دیا ملاح نے بہت روکنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا اور کشتی بے اختیار اس فقیر کی خدمت میں واپس آ کر کھڑی ہو گئی۔ (یہ کرامت دیکھ کر ملاح نے توبہ و استغفار اور منت و زاری کرتے ہوئے سر جھکا دیا اور معذرت کرتے ہوئے انہیں کشتی پر سوار کیا آپ نے فرمایا کہ اہل حق کے سامنے خود کو خادم خیال کر مخدوم نہیں بنا کرتے محروم ہے محروم نہیں۔

بیت

ناخدا در کشتی ما گر نباشد گو مباش
ماخدا داریم ما را ناخدا درکار نیست

ہماری کشتی میں اگر ملاح نہیں ہے تو کوئی بات نہیں ہم خدا
رکھتے ہیں ہمیں ناخدا کی کوئی ضرورت نہیں۔

☆ ان کی رحلت تقریباً بارہ سو نوے (۱۲۹۰ھ) میں ہوئی اور قبر مبارک
موضع بہیر کے قریب ہے۔

رجوع بذکر
صاحب کھنیاری علیہ الرحمہ

(اب ہم پھر حضرت میاں فیض بخش صاحب کھنیاری کے ذکر کی طرف
لوٹتے ہیں) ایک روز حضرت صاحبزادہ صاحب یعنی قائم اللیل وصائم الدہر
قطب وقت حضرت میاں سلطان ملک صاحب نوشہروی سے آپ کو ملاقات کا
اتفاق ہوا انہوں نے تھوڑا سا نقد بطور ہدیہ آپ کو پیش کیا آپ نے اپنی گرہ سے
نقد قیمت ان کے سامنے رکھتے ہوئے فرمایا کہ اگر زیادہ کی توفیق ہو تو رقم کا یہ
تھوڑی چیز نہیں ہوتا یہ محبت کے خلاف ہے لیکن اگر چیز تھوڑی ہو اور زیادہ کی

ہو تو پھر محبت بھی رقیق ہوتی ہے۔
بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے انتقال سے کچھ عرصہ پہلے ایک کامل و مکمل
مرد حق نے اس دنیا سے خاموشی کے ساتھ رخت سفر باندھا اور انتقال فرما
گئے آپ کو جب اس کی خبر ہوا فرمایا یہ مرد کامل خاموشی کے ساتھ رحلت فرما گئے اور
ہمارا کام ... فرمایا اسی دوران میاں صاحب امام مسجد جن کا نام بھی فیض بخش تھا
آئے اور کہا کیا بات کہیں آپ پر بھی وہ وقت آ چکا ہے کیا خبر کیسے گزرے
(یعنی آپ کس انداز سے انتقال فرمائیں) آپ نے یہ بات سن کر جوش سے فرمایا
ہوش اور بیہوشی بات کو ہوش کی بیداری میں رکھ لے ان شاء اللہ تعالیٰ نزع کے
عالم میں ہم کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے جان جان آفریں کے سپرد کریں گے اور
بیہوش نہیں رہیں گے" چنانچہ جب وہ وقت رحلت آیا تو آپ نے کلمہ شہادت
کے لیے زبان کھولی اور فرمایا کہ میاں فیض بخش امام مسجد کو بلاؤ ہم نے اس سے
وعدہ کیا تھا جب وہ امام مسجد آپ کے حضور پہنچا تو فرمایا کہ میرے نزدیک آؤ اور
کلمہ طیبہ سنو میں نے تمہیں کہا تھا کہ بوقت نزع ہم کلمہ طیبہ پڑھیں گے۔
اب تم مجھ سے سنو اور اگر درمیان میں کوئی غلطی آئے تو درست کر دو۔ پھر آپ
نے کلمہ شہادت شروع کیا اور پڑھ گئے مع صفت ایمان صحت و درستی کے ساتھ پڑھ
دیا اور وہ معلم صاحب ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے آنحضرت علیہ الرحمہ پوچھتے
رہے کہ ٹھیک ہیں اس نے کہا بالکل ٹھیک ہیں جواب دیا کہ کیونکر ٹھیک نہ ہوتے پھر

آپ نے اپنی جان حق کے سپرد کر دی۔

☆ آپ نے کنویں کے قریب ایک ... کے درخت کے نیچے ایک جگہ تیار کی ہوئی تھی اور کبھی کبھی وہاں بیٹھا کرتے اور نماز ادا فرماتے اس جگہ آپ کی قبر مبارک بنائی گئی کچھ عرصہ بعد آپ کے نواسے سید ... شاہ صاحب نے ... صاحب کے خوف کی وجہ سے اس جگہ سے صندوق مبارک باہر نکال کر اپنے گھر اور مسجد کے قریب دفن کر دیا اور پختہ گنبد بھی تعمیر کر دیا جو ابھی تک قائم ہے اور اس جگہ پر بھی چاردیواری اور مزار پر ... موجود ہے اور ... برکت ... ہے۔

تذکرہ حضرت

پیر بدوح شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

المعروف بابا ... شاہ صاحب

قطب ... مجاہد ... مشاہدہ ... حضرت ... مظہر اسرار و انوار ... مقتدائے ... طریقت ... حقیقت ... عارف اسرار ... حضرت ... بدوح علیہ الرحمۃ والرضوان کا مولد ... ضلع ... ہے۔ یہ موضع مبارک ... کی ملکیت ... میں ہے ... اس موضع ... کسی دوسرے کو اس ... کا کوئی حق نہیں ہے۔

آپ کے والدین اسی گاؤں میں رہائش رکھتے تھے اور کپڑا بنے کا کام کیا کرتے تھے اور حضرت سید حاجی ... شیر صاحب ولی سے محبت رکھتے تھے۔ جب آپ ... کپڑے ... کرنے ... کے لیے چوک شہر میں لے جاتے تو بچپن میں ہی آپ کو ... والد بزرگوار کے ہمراہ ... بازار میں گھومتے پھرتے ہوئے حاجی ... شیر ولی صاحب کی خدمت میں بھی چلے جاتے اور ان کی پر ... باتیں انہیں کے ... تھے۔ حتیٰ کہ ولی صاحب کی محبت ... ترک کر دیا اور ہر قسم کے تعلقات دنیا سے کنارہ کش ہو کر حضرت شیخ فرید ... رحمۃ اللہ علیہ کی مانند محبت باری تعالیٰ میں گم ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کو ... حضرت سید حاجی ... کی خدمت میں رہتے اور گاہے بگاہے والدین کی خدمت میں چلے جاتے حتیٰ کہ ولی صاحب کی محبت دل میں ایسی جا گزیں ہوئی کہ قلم اس کی تحریر سے ... اور زبان (اس کے بیان سے) قاصر ہے۔ شب و روز ... صاحب کی خدمت میں سرگرداں رہتے اور صبح و شام مساجد میں پانی بھرنے اور جھاڑو پھیرنے میں مصروف رہتے اور اسی خدمت میں مصروف عمل رہتے ہوئے ... کے لیے بھی کچھ استراحت نہ ہوتے چراغ جلاتے، پانی ڈالتے اور اس کے علاوہ ولی صاحب کی طرف سے تفویض کردہ خدمات مسجد میں مصروف رہتے۔

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ ابتدائے احوال میں ایسے شب بیدار تھے کہ نمک ... اپنے پاس رکھتے اور جب بھی نیند غلبہ کرتی تو (وہ نمک) آنکھوں میں ڈال

لیے بحال ہو کر تندرست ہو جاتی۔

☆ جب آپ پر حالت (سُکر) غالب ہوتی تو آپ کی گفتگو عام لوگوں کی سمجھ میں نہ آتی تھی اسی وجہ سے ان کے والدین انہیں [illegible] "[illegible] مطلب مجنوں ہے" کہتے۔

قطعہ

ورد باشد از کمال اے نکتہ داں — کر جنوں پابند ہے با عقل کل

سایۂ چتر ہمائے دیدہ در گردن خورشید غل

اے نکتہ داں ایسا کمال وہ شخص میں ہے کہ جو جنون سے پاک عقل کل سے بھرپور قرار دے ہے [illegible] کے چتر پر کا سایہ بھی (اگر کسی پر لگ جائے تو) دیکھنے میں یوں محسوس ہوتا ہے جیسے آفتاب کی گردن میں طوق ہو۔

☆ منقول ہے کہ ایک روز آپ نے مسجد میں کافی زیادہ پانی جمع کیا پھر اس کے بعد نعرہ مارا اور کہا کہ یہی آخر الزماں ﷺ کی سواری آ رہی ہے اور یہ گھوڑے بھی ہیں۔ پھر آپ پانی سے بھرے ہوئے مٹکے جلدی جلدی مسجد سے باہر لا کر زمین پر الٹنے لگے اور ساتھ ہی کہتے جاتے اے پیغمبر علیہ السلام کی سواری کے گھوڑو پیو۔" لوگ اس معاملے اور ان کی باتوں پر متعجب ہوئے اور اس راز کو سمجھ نہ سکے اور جنون سے تعبیر کرتے رہے۔

☆ منقول ہے کہ ایک دفعہ اپنے والدین کے ساتھ (کپڑوں کی رنگائی کی

دکان پر) رنگائی کے لیے کپڑے لائے ہوئے بیٹھے تھے۔ جب انہوں نے (کپڑا) رنگنا شروع کیا تو کپڑوں کو رنگنے کے بجائے لپیٹ لیتے پھر تھوڑا سا کھینچتے اور اس حصے کو لپیٹ لیتے اور آگے بڑھنا شروع کر دیتے (اور اس طرح) پورے کپڑے کو مکمل طور پر لپیٹ لیتے بلکہ کچھ حصہ چھوڑ دیتے (رنگین رہنے) جب ایک حصہ اسی انداز سے رنگا گیا تو کپڑے کے مالکوں نے ان کے والد سے [illegible] یہ دیکھ کر [illegible] انہوں نے (لپیٹے ہوئے) کپڑے کو ایک طرف سے کھول کر دکھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ تمام کپڑا بڑی خوبی سے رنگا ہوا ہے۔ اس کرامت سے کئی لوگ آپ کے مرید ہو گئے اور آپ کے معتقد ہو گئے۔

☆ کہتے ہیں کہ ایک دن آپ اپنی ہمشیرہ کے گھر میں (ان سے ملنے) تشریف لے گئے تھے، اتفاقاً اس وقت چوزے کسی کام کے لیے جانے کا ارادہ [illegible] ان کے گھر میں بچوں والی مرغی تھی انہوں نے وہ آپ کے حوالے کی اور گھر سے باہر چلی گئیں۔ اسی دوران اچانک ایک چیل کہیں سے اڑتی ہوئی آئی اور مرغی کے بچوں میں سے ایک چوزے کو جھپٹ کر پنجوں میں پکڑ لیا اور پرواز کر گئی۔ جب آپ نے دیکھا کہ امانت میں خیانت واقع ہوئی ہے تو آپ نے وہ لکڑی جس پر ہاتھ کے کپڑے لپیٹ رکھے تھے اسے سوراخ سے باہر کھینچا اور ہوا میں اچھال دیا وہ لکڑی سیدھی چیل کی گردن سے جا لگی اور اسے اپنے زور سے نیچے گرا کر آپ کے سامنے ڈال دیا۔ اور وہ چوزہ جو بظاہر اجل میں گرفتار تھا اس نے

دیکھا تو حضرت ... کے ساتھ آواز دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ کلام پڑھیے
... آپ کسی اور کا نہیں۔

★ آپ معنی و حقیقت کے فلک میں سیر فرماتے اور معرفت الٰہی کے نور سے ... روشن کرتے اور اہل کمال میں سے شمار ہوتے۔

★ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز آپ نماز عصر با جماعت ادا کر کے فارغ ہوئے اور ... وقت پیدا ہوئی اور آپ ہوا میں اڑتے ہوئے بلند پہاڑ کی چوٹی پر جا پہنچے جس کا نام ... ہے وہاں سے ... اڑتے ہوئے وہاں تک جا پہنچے وہاں سے کشمیر جنت نظیر پر نظر پڑی تو جامع مسجد کشمیر کی زیارت کے لیے شہر میں داخل ہوئے اور عجیب و غریب تماشے دیکھتے رہے۔ سیر کے بعد جامع مسجد میں داخل ہوئے اس کی زیارت کر کے باہر آئے تو اچانک مؤذن نے مغرب کی اذان دینا شروع کر دی آپ کھڑے ہو گئے اور پورے خشوع و خضوع سے تمام اذان سنی اس طرح اذان ہو گئی اور پیر صاحب کی مسجد میں چراغ جلانے کا وقت ہو گیا لوگوں نے شیخ قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ چراغ جلانے کا وقت ہو گیا ہے۔ جبکہ میاں ... موجود نہیں آپ کسی کو اجازت عنایت فرمائیں کہ وہ چراغ جلا دے۔ پیر صاحب نے جواب میں فرمایا کہ جو تم سے غائب لیکن ہماری نگاہ میں ہے وہ اس وقت جامع مسجد کشمیر کے قریب اذان سن رہا ہے اس سے فارغ ہو کر وہ اس جگہ پہنچنے والا ہے اور ابھی چراغ روشن

رہائی حاصل کی۔ جب وہ عقیدت مند اس گھر میں تشریف لائے تو دیکھا کہ گھر کے صحن میں ایک ... نحیف و نزار ہو کر پڑی ہے اور پشت زخمی ہو ... آہ و فغاں کر رہی ہے انہیں ... پر رحم آیا اور پوچھا کہ اس کو کیا ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ اس نے تمہاری امانت میں خیانت کی تھی جس کی سزا میں گرفتار ہے اگر تمہیں اس کی حالت پر رحم آئے تو معاف کر دیں، چنانچہ انہوں نے معاف فرمایا تو وہ تندرست ہو گئی۔

★ راویوں کا بیان ہے کہ جب آپ اپنے پیر صاحب کی خدمت میں ہوتے تو ایک لمحہ بھی آرام نہ کرتے بلکہ ہر وقت خدمت میں مصروف رہتے۔

ایک رات پیر صاحب نماز عشاء کی ادائیگی کے لیے مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو دیکھا کہ مسجد میں گھاس کا فرش پرانا ہو چکا ہے فرمایا دوستو یہ فرش بہت پرانا ہو چکا ہے نیا بچھانا چاہیے۔

سب لوگ خاموش رہے۔ جب تمام افراد استراحت میں ہو گئے تو آپ نے گھاس کاٹنے والا چاقو جو گھر میں رکھا تھا اٹھایا اور دریا پر چلے گئے دریا عبور کر کے گھاس کی دو گٹھڑیاں کاٹیں اور ایک ایک کر کے راتوں رات لا کر دریا کو عبور کر کے مسجد میں لا رکھیں۔ ان میں سے ایک گٹھڑی تو مسجد میں بچھا دی جبکہ دوسری مسجد کی دیوار پر رکھ دی اور کسی شخص کو بھی اس کام سے مطلع نہ کیا جب پیر صاحب نماز فجر کے لیے مسجد میں تشریف لائے اور مسجد کو تازہ گھاس کے فرش

ہوئی تو اس کے دل میں رشک پیدا ہوا کہ ہم سید ہیں جبکہ حضرت وصی صاحب امیر بھی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود مخلوق اس کے پیچھے دوڑتی چلی جاتی ہے، ہم سے لوگ دور رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان دنوں یہ سید زادہ ولی پھاوان شاہ صاحب کے تخت سجادگی پر بھی قدم رکھ چکا تھا اور اپنے بزرگ کی جگہ بجائے خود مسند سجادگی پر بیٹھا ہوا تھا اور بڑے فخر کے ساتھ دستار مبارک سر پر رکھے ہوئے تھا۔ آپ از راہ کشف اس کے باطنی ارادوں اور خیالوں سے آگاہ ہوئے تو واپس ہو کر ان کی خدمت میں پہنچے اور سلام کی سنت ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ یا سیدی دولہا، امراء اور ارکان اور بادشاہان وقت جب اپنی شادی کرتے ہیں تو اپنی ہم قوم شان و شوکت والی دلہن لاتے ہیں اور اس دلہن کی خدمت کے لیے کنیزیں بھی ہوتی ہیں اگر شوہر چاہے تو کسی کنیز سے بھی محبت کا مظاہرہ کر سکتا ہے اور اگر چاہے تو دلہن سے۔ اور ان دونوں باتوں سے کوئی تعجب نہیں ہے۔ یہ ایسا رشک کا مقام ہے کہ اشک بار ہونے کا محل ہے، ہوش کے کانوں سے سنو کہ تم حضرت ولی پھاوان شاہ صاحب قدس سرہٗ کا مرتبہ حاصل کیے بغیر صرف تخت و دستار سے ان بزرگوار جیسے ولی پھاوان شاہ نہیں بن سکتے" نیز فرمایا کہ "بزرگوں کا ذکر کرنے سے بزرگ نہیں ہوا جا سکتا جب تک کہ بزرگوں جیسا کام نہ کریں، ضرب المثل ہے کہ شکر مصری کا ذکر جس قدر بھی کر لیں (صرف ذکر کرنے سے) منہ میٹھا نہیں ہوتا۔

کرتا ہے۔ ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ آپ حاضر ہو گئے اور جاری ... دی۔ اسی طرح بعض یاران طریقت منع ہونے کے ... صاحب سے ان کو ... علیہ الرحمن سمجھایا ہے اور ان سے کدورت و ظلمت کو مکمل طور پر ختم کر دیا ہے۔

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک رات آپ میرپور شہر میں گشت کر رہے تھے کہ اچانک ایک کوچے میں ایک مرد کو نامحرم عورت سے بغل گیر دیکھا۔ مرد تو آپ کو دیکھ کر بھاگ گیا جب کہ وہ عورت شرمساری و ندامت کے باعث دیوار کی طرف منہ کر کے کمال عجز و انکسار کے ساتھ کھڑی ہو گئی آپ نے جب اسے تحت عالم شرمندگی دیکھا تو آپ کے دل میں رحم آ گیا اور اپنا دست شفقت اس کے سر پر رکھ کر فرمایا کہ "بندہ کو چاہیے کہ جس حال میں بھی ہو یار کو فراموش نہ کرے" صرف یہ کہتے ہی آپ کے کلام کی تاثیر سے اس کا قلب جاری ہو گیا اور حالت یہ ہو گئی کہ اگر وہ سوئی ہوتی تو بھی کلمہ طیب کی آواز اس کے سینہ سے سنائی دیتی تا حیات وہ اسی حالت میں رہی۔

اے طالب قیاس کر اور پہچان کہ آپ کیسے مرتبہ عظمیٰ پر فائز تھے۔

☆ ایک روز آپ میرپور کے بازار میں کوئی محلہ کی طرف جا رہے تھے مخلوق خدا کا انبوہ کثیر بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا تھا۔ ایک عالی نسب صاحبزادہ "جو قبلہ عالمان قدوۃ عالماں، قطب وقت سید ولی پھاوان شاہ صاحب کہ جن کا تخلص محبت ہے کے دربار میں سے تھا "لے جب ہمارے

بیعت

دلا تا بزرگی نیاری بدست
بجائے بزرگاں نباید نشست

اے دل! جب تک بزرگی حاصل نہ ہو بزرگوں کی جگہ
نہیں بیٹھنا چاہیے

☆ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ولیٔ کامل کے مرید ہوئے (اور) معرفت کے اسباب جام نوش کر کے عشق کی بنا پر گھریلو امور و معاملات سے کنارہ کش ہو گئے۔ آپ کی نیک نہاد والدہ بزرگوار نے بطور شکایت آپ کے مرشد استاد جی صاحب کی خدمت میں فریاد و استغاثہ پیش کیا اور گریہ و زاری کرتے ہوئے کہا کہ اگر میرے فرزند کو اپنے ہی رکھنا چاہتے ہیں تو پھر مجھ کو محنت و مشقت سے نجات دلا دیں۔ کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے قبل آپ کو غوث الاغواث، قطب الاقطاب، مالک رقاب، محبوب جہاں، دستگیر درماندگاں حضرت محبوب سبحانی شیخ یزدانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کی جناب سے چھٹی عنایت ہوئی تھی اور بزرگوار کے استغاثہ فریاد کی وجہ سے وہ چھٹی واپس لے لی گئی جس کی وجہ سے آپ اپنے مرتبہ و منزلت سے کچھ قدر معزول فرما دیے۔ اسی سبب سے آپ نے غمگین ہو کر فرمایا کہ جب تک یہ ماں اور مرشد صاحب اس دنیا میں ہیں یہ بندہ اس ملک

میں اپنا اختیار نہیں کرے گا۔ (چنانچہ) آپ اسی وقت ہی صاحب کے اور ان سے حاصل کردہ نعمتوں کی حفاظت و نگہداشت کے لیے اس علاقے سے کوچ کر گئے اور کسی کو کوئی اطلاع نہ تھی کہ آپ کہاں تشریف لے گئے۔

☆ منقول ہے کہ جب آپ کی کرامات کی شہرت شہر اور اطراف میں پھیلی اور مخلوق سلام و زیارت کی غرض سے آپ کے پاس آنے جانے لگی۔ ایک شریف مزدور آدمی کے دل میں رشک پیدا ہوا کہ ہم سید ہیں لیکن مخلوق ہماری طرف بالکل رجوع نہیں کرتی جبکہ یہ جولاہا ہے جو ہم سے زیادہ رفعت لے گیا ہے۔ تو حسد نفسانی کی بنا پر یہ خیال پیدا ہوا تو اس نے ہاتھ میں چاقو پکڑا اور اس وہاب ربانی کو قتل کرنے کی نیت سے چل پڑا اور ان کی دکان پر پہنچ کر انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ اس کی دست درازی سے پہلے ہی زمین پر لیٹ گئے اور فرمایا بے دریغ اپنا کام کرو میری طرف سے اس عمل میں کوئی مزاحمت نہ ہوگی۔ البتہ اگر چاقو نے کام نہ کیا اور میرا حلق نہ کٹا تو یہ میرا گناہ نہیں بلکہ چاقو کا قصور ہو گا۔ اگر میری طرف سے کوئی حرکت ہو تو یقیناً میں قصور وار ہوں گا۔ اس آدمی نے جب آپ کے لطیف و نازک حلق پر تلوار کی طرح بے دریغ چاقو پھیرا تو کافی زور لگانے کے باوجود چاقو نے بالکل کام نہ کیا نہ تو زخم ہوا نہ ہی معمولی سا بھی خون نکلا۔ تو وہ شرمسار ہو کر واپس چلا گیا اور کسی ہلاکت خیز مرض میں گرفتار ہو گیا ہر چند علاج کروایا لیکن افاقہ نہ ہوا بلکہ تکلیف بڑھتی چلی گئی آپ جب اس کی شرمساری

اور بیماری سے مطلع ہوئے تو وہ گھیل (سوکھی) کوٹ کر صاف کیا اور اس میں گھی شکر ملا کر ساتھ لی اور اس کی تیمارداری کے لیے اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اسے نوش جان کرو۔ کسی نے تعجب سے کہا کہ اس نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ جب کہ آپ اسے مخلص دوست گمان کرتے ہوئے اس کا حال دریافت کرنے آئے ہیں۔ فرمایا کہ یہ اس سید زادے صاحب کرم اور شریف کا گناہ نہ تھا بلکہ اس گرم پانی کا گناہ تھا جو اس نے نوش کیا ہوا تھا "اس (آب گرم) سے مراد شراب کا پانی تھا" نیز آپ نے اس شریف زادے کو بھی اسی مضمون کی باتیں کہیں اور ندامت کا داغ اس کے اندر سے [illegible] دور کیا۔ نیز اور اسے کافی حد تک افاقہ و شفا ہوئی تو واپس آ گئے۔ یوں آپ نے حلم وبردباری کا علم آسمان تک پہنچا دیا۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ سوہدرہ شہر میں آپ ایک مسجد کے مجاور رہے اور مسجدوں کی خدمت کرتے رہے۔ جب کوئی آپ کا نام پوچھتا تو اپنا نام "میاں قیم" بیان کرتے۔

کہتے ہیں کہ اس شہر میں ایک مجذوب الحال صاحب عزت و کمال واصل باللہ مرد کامل تھے جن کا نام حضرت مستان شاہ تھا۔ وہ درویش ہرگز کسی سے کلام نہ کرتے اور نہ ہی عوام الناس کی گفتگو پر کوئی توجہ دیتے۔ حرص و ہوس ترک کرکے تنہا کونہ چین پیتے۔ آپ بھی ہر روز ان کی خدمت میں چلے جاتے اور چلم بھر کر

ان کی چلم ہاتھ سے ملتے اور نرم کر کے اس صاحب کرم کی خدمت میں پیش کر دیتے اور اس حد تک گرم ملتے کہ اس کی وجہ سے دست مبارک کی جلد اور گوشت گل چکے تھے۔ (یہ خدمت کرتے رہے حتیٰ کہ) بارہ سال کے بعد اس صاحب مرتبہ کمال نے خوش ہو کر فرمایا کہ اے خدمت گزار درویش جو چاہتا ہے مانگ۔ ابھی تجھے مقصود تک پہنچا کر خوش کر دوں گا۔ یہ سن کر آپ نے وہ چلم (جو لیے ہوئے تھے) ہاتھ سے پھینک دی اور بآواز بلند فرمایا "میں تمہاری خدمت کسی مطلب و مراد کے لیے نہیں کرتا بلکہ تجھے اپنے دوست کا دوست سمجھ کر تمہاری خدمت کرتا ہوں۔ ورنہ مجھے تم سے مانگنے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ تم نے چونکہ مجھے اپنا مخلص دوست تصور نہیں کیا بلکہ اہل غرض میں سے گمان کیا ہے اس لیے اب یہ خدمت چھوڑ رہا ہوں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے ہرگز ان کی چلم کو نہیں بھرا۔ اس کلام سے حضرت پیر صاحب کے مرتبہ عالیہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

مثنوی محمدی

بلبل مستم درین خوش بوستان

دوستدارم دوستان دوستان

میں اس خوبصورت باغ کا مست بلبل ہوں میں دوستوں کے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں۔

خدمت سرانجام دیتے، پانی بھرتے، صفیں بچھاتے، چراغ جلاتے، روزانہ کی آمدن
اور وظیفہ وظائف میں تقسیم کر دیتے، معمولی سا کافی لباس کا کوئی شوق نہ کرتے۔

☆ کہتے ہیں کہ اس شہر (پشاور) میں ایک بااثر شخص تھا جو بلند ہمت اور صاحب دولت تھا جب اس نے آپ کو دیکھا اور آپ کی جو مسجد کے متعلق پر بچھا تو کام کا آدمی سمجھ کر اس کے دل میں مہربانی پیدا ہوئی وہ آپ کو گھر لے گیا اور کاریگری والی دکان ان کے سپرد کر دی پہلے دکان جس صورت میں تھی اس حساب سے بنگالی کرنے والے کی پشت اس جانب ہوتی تھی (جدھر آپ کے پیر و مرشد رہتے تھے) چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اس سمت میں اپنی پیٹھ کر کے نہیں بیٹھ سکتا اس نے کہا یہ قبلہ کی سمت ہے جبکہ یہ مشرقی جانب ہے تو اس صورت حال میں کیا خرابی ہے جو پیچھے اور بیچ میں مانع ہے اور تجھے پریشان کر رہی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میرے پیر و مرشد کا مکان اس سمت ہے لہٰذا میں اس طرف پیٹھ کر کے نہیں بیٹھ سکتا رہے ہمت کر بے حساب ہستی کے باوجود آپ کی نگہداشت و حفاظت فرماتے (گویا) آپ یہ زبان حال میں کہتے ہوں گے

مثنوی

قبلۂ من کردہ جاناں ست بس
پشت سوئے قبلۂ قصّاں ست بس

حافظ (مرد باخدا) تھے وہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو جمع کر کے ان میں شیرینی تقسیم کرتے اور انہیں خوش کر کے فرماتے کہ کہو رنجیت سنگھ اس علاقے میں نہیں رہ سکتا "بچے بطریق دعا یہی بات کہتے کہ رنجیت سنگھ دور ہو اور دفع ہو جا" چنانچہ اسی سبب سے اس کو کامیابی نہ ملی اور اس کی کوشش لاحاصل رہی، ہاں حضرت آپ نے حافظ صاحب مذکور کو فرمایا خبردار اور آگاہ ہو جاؤ کہ رنجیت سنگھ اس بار آ کر قابض ہوگا اور تمہارا کوئی حیلہ کارگر نہ ہوگا چنانچہ کچھ عرصہ بعد رنجیت سنگھ پہنچا اور حافظ صاحب نے آپ سے جو سنا تھا ویسے ہی دیکھا۔

☆ بیان کرتے ہیں کہ آپ ایک مدت تک پشاور میں رہے اور بڑی مشقت و تکلیف میں عمر بسر کی۔ تمام دن محنت و مشقت کرتے ایک خاص قسم کی جڑی بوٹی جسے ہندی میں موکڑی کہتے ہیں جس کی شاخیں زمین پر بچھی ہوتی ہیں اور اس کی شاخوں اور پتوں پر بے شمار تیز کانٹے ہوتے ہیں اور سخت خاردار ہونے کی وجہ سے اس کا چننا بہت دشوار ہوتا ہے اس کے بیجوں کو بھی موکڑی کہتے ہیں یہ بوٹی چھوٹی اور بڑی دونوں طرح ہوتی ہے بڑی کو چننا آسان ہوتا ہے لیکن وہ بالکل کارآمد نہیں البتہ چھوٹی کی تاثیر بہت زیادہ ہے یہ موکڑی اس علاقے کے جنگلات میں وافر پائی جاتی ہے آپ بڑی محنت و مشقت سے اسے جمع کرتے اور بازار لا کر فروخت کر دیتے اور اس کی قیمت کے ایک حصے سے اپنی گزر اوقات کرتے اور بقیہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کر دیتے اور ہر حال میں مساجد کی

یعنی میرا قبلہ تو میرے محبوب کا کوچہ ہے اور (اس) قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا صرف نقصان کی بات ہے۔

اے جہاں عاشقاں چار گز بود
پشت سوئے کوئے جاناں اے سر

اے محترم دوست عشاق کے مذہب میں کوچہ محبوب کی طرف پیٹھ کرنا کب جائز ہے

بالضرورت گر کردہ گاہ گاہ
آں چناں مجبور کر در دکان گاہ

اگر ضرورت کے تحت گاہے بگاہے (رخ) پھیر لیں (اور پیٹھ کر بیٹھیں) تو وہ دکان والی جگہ کی مانند نہیں ہے (جہاں مسلسل ایک کیفیت میں بیٹھنا پڑتا ہے)

☆ پس دکان مبارک کا رخ پھیر کر دوسری طرف کر دیا گیا۔

☆ نانبائی کی دکان گھر کی رہائش سے باہر کی طرف تھی کیونکہ اہل خانہ مستورات تھیں۔ آپ تمام دن کام کرتے جو روٹی پاتے کسی بھوکے کو دے دیتے یا کسی بھوکے کتے کے آگے رکھ دیتے اور تمام رات پانی بھرتے اور مساجد و مقابر میں جھاڑو دیتے اور پھر صبح کو دکان کھول لیتے اور روز و شب ایک لمحے کے لیے بھی آرام کی نیند نہ سوتے۔ سر از دری ہوئی رسیاں کھینچے کہتے ہیں ہندی میں ہانی کہتے ہیں۔ ایک دن ہانی کو آٹے کے ساتھ جسے ہندی میں گنجی کہتے ہیں صاف کر رہے تھے کہ اچانک ایک خونی ہاتھی جسے انسانی خون کرنے کی عادت تھی،

ہاتھی زنجیر توڑ کر بے قابو ہو کر خون ریزی اور قیامت برپا کرتے ہوئے بازار میں آ گیا لوگ اس کے ڈر سے چھتوں اور دیواروں پر چڑھ گئے اور تمام شہر میں شور و غوغا برپا ہو گیا سب لوگ بلند و بالا چھتوں پر چڑھ گئے یا گھروں میں بند ہو گئے۔ آپ اپنے کام میں مصروف رہے ہر چند کہ لوگوں نے آپ کو اس خونی ہاتھی سے ڈرایا اور آوازیں دیں کہ آپ کو محفوظ جگہ جانے کو کہتے رہے لیکن آپ نے ہرگز توجہ نہ دی نہ سر مبارک اٹھا کر کسی کی طرف دیکھا۔ آپ اس خون ریز ہاتھی سے نہ گھبرائے نہ ہی اپنے کام سے رخ پھیرا۔ مخلوق کا ہجوم کثیر چھتوں سے دیکھ کر سرد آہیں بھر رہا تھا اور شور و غوغا کر رہا تھا۔ آپ کی حالت پر افسوس اور اس عظیم المرتبت کی ہلاکت پر تاسف کا اظہار کر رہا تھا کہ شاید یہ غریب ہلاک ہو جائے گا۔ منتظر یہ کہ وہ خونی ہاتھی جب رب جلیل کے اس دوست کے قریب پہنچا تو سر جھکا کر اس مرد حق شناس کے قدموں پر رکھ دیا اور ان کی خدمت کو بوسہ دیا اور چلا گیا سبھی دیکھنے والے حیران رہ گئے (اور آپ کی ہستی دکان کے گرد جمع ہو گئے) جب آپ نے دیکھا کہ مخلوق اس کرامت کے ظہور پر منتظر ہو گئی ہے (اور ہر وقت بھیڑ لگی رہتی ہے جس سے عبادت میں خلل واقع ہوتا ہے) تو فوراً اس علاقے کو چھوڑ کر شہر سے دور چلے گئے۔

☆ ایک دن سفر میں تھے کہ ایسے جنگل میں جا پہنچے جہاں آبادی کا نام و نشان تک نہ تھا جب کافی فاصلہ طے کر لیا اچانک ایک گاؤں میں پہنچ گئے، وہاں

آپ نے رات بسر کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن گاؤں کے باشندوں نے آپ کو
یہاں رات گزارنے سے منع کر دیا اور ممانعت کا سبب بیان کرتے ہوئے کہا کہ
گاؤں چونکہ خونخوار جنگل میں واقع ہے اس لیے اس گاؤں میں ہر شب کو
ہلاکت خیز بلا آتی ہے اور لوگوں میں سے کسی کو بھی اٹھا کر لے جاتی ہے اور
ہڈیوں سمیت کھا جاتی ہے لوگ اس کے خوف سے کسی اونچے مقام جیسے چھت
وغیرہ پر چلے جاتے ہیں اور اس کا راستہ بند کر کے بندوقیں اور دیگر ہتھیار
رکھتے ہیں جب وہ بلا گاؤں کے قریب پہنچتی ہے تو بندوق وغیرہ سے فائر وغیرہ
کر شور کرتے اور اس پر پتھروں کی بارش کرتے ہیں لیکن اس سب کوشش کے
باوجود کوئی نہ کوئی آدمی اس کا لقمہ بن جاتا ہے۔ اس لیے ہر مسافر اس وقت
تک رہ سکتا ہے جب تک دن ہو جیسے ہی مسافر کا دن ڈھلے رات لگ جاتی اس کی
سے ہلاکت یقینی ہے لہٰذا بہتر ہے کہ تم اس گاؤں سے دور چلے جاؤ اور
اس آفت سے بچ سکو۔ چنانچہ انہوں نے فوراً آپ کو گاؤں بدر کر دیا اور رات
میں رہنے پر پابندی لگا دی۔ (یہ صورتحال دیکھ کر) آپ نے پوچھا کہ وہ بلا کس
سمت سے اس گاؤں میں آتی ہے اور کس راستے سے داخل ہوتی ہے لوگوں نے
اس سمت اور راستے کے متعلق بتا دیا۔ آپ اسی سمت اسی راستے پر روانہ ہو گئے اور
حتیٰ کہ جنگل میں جا پہنچے اور سونے والوں کی طرح راستے میں لیٹ گئے جب رات
کا کچھ حصہ گزر گیا تو وہ شیر جنگل آ گیا اور آپ کے قدم مبارک کی جانب سے آیا

شیر نے خدمت کو قبول کیا اور قدم مبارک کو بوسہ دیا اور سلام کے لیے پیشانی کو زمین
پر رکھ دیا اس گاؤں کی روٹی اور دودھ گاؤں میں جا پہنچی لوگوں نے شور و غوغا کرتے
ہوئے آسمان سر پر اٹھا لیا چنانچہ بہت زیادہ شور اور دوڑ دھوپ کی وجہ سے اسی طرح بھی
واپس چلا گیا اور آپ تک پہنچ کر دوسری بار زمین خدمت کو بوسہ دیا اور جنگل کی طرف
اس میں یہ طاقت و ہمت کہاں تھی کہ وہ دوستان خدا تعالیٰ کی گستاخی کرتے

مثنوی

دام و دد شیر و پلنگ و اژدہا
با ادب باشند با مرد خدا

حشرات چوپائے، شیر چیتے اور سانپ سب مرد خدا کے سامنے با ادب رہتے ہیں

با عوام الناس گر دد دہ اند
لیک با خاصان بجان دم دہ اند

اگرچہ عوام الناس کے لیے درندے ہیں لیکن (اللہ سے) محبت کرنے والوں کی
محبت کے ساتھ بندھے ہیں۔

غیر حق را کے بود یارائے آں
کہ زند خارے بپائے دوستاں

حق کے علاوہ (مخلوق میں سے) کس کی ہمت ہے کہ دوستان خدا کے

پاؤں میں کانٹا بھی لگ جائے۔

گر حق حب نگر دلربا
سید بد آسیب باشد بلا

اگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندے سے محبت فرمائے تو اسے رنج و غم میں مبتلا کر دیتا ہے۔

ورنہ ہر یک نے زگستاخی بجاں
با ادب ترساں بلرزاں آنچناں

اور گستاخ سے ہر چیز بچتی رہتی ہے اور با ادب بھی خوف سے اس وقت لرزنے لگتے ہیں

گر چہ گاہے بکام اژدہا
کام ناکامش کند خدمت ادا

اگر اژدہے کے حلق (گردن) پہ پاؤں رکھ دے تو وہ بھی ضرورت مند کی خدمت کرنا شروع کر دے۔

قیس مجنوں را بہر درد گاں
روز و شب بود مجنوں بندگاں

قیس اور مجنوں کے لیے تمام بندے روز و شب غلاموں کی طرح ہو گئے

شیر مرکب شاہ بہاء الشیر را
رام درندہ شیر اجمیر را

شیر شاہ بہاء الشیر رحمہ اللہ کی سواری بن گیا اور درندہ شاہ اجمیر رحمہ اللہ کے لیے رام و مطیع ہو گیا۔

چند گوئم ایں نہ حد چوں حمتی ست
مرد حق را رام دد خدمت گی ست

چند باتیں بیان کر دی ہیں ورنہ بے شمار حدیثیں (اور بھی بے شمار مثالیں ہیں)
مرد حق کے سامنے تو ہر درندہ خدمت گزار ہوتا ہے۔

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ کشمیر میں تشریف فرما ہوئے ان دنوں افغان قوم کی حکومت تھی وہ ہر روز چند آدمیوں کو معمولی معمولی جرائم پر سخت سزا میں مبتلا کر دیتے یا پھانسی پر لٹکا دیتے۔ اور ان کی غلطی و جرم کے مطابق سزا نہ دیتے بلکہ ہر چھوٹے بڑے جرم پر تختہ دار پر چڑھا دیتے آپ کو مخلوق پر بڑا رحم آیا اور اس نیت سے ایک روز تختہ دار پر بیٹھ گئے کہ جب کسی کو پھانسی پر چڑھانے کے لیے لایا جائے گا تو اس کی بجائے خود تختہ دار پر جا کر اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دیں گے اور اس ہلاکت سے آزادی دلائیں گے چنانچہ آپ تین شب و روز تک اس جگہ انتظار کرتے رہے لیکن وہ کسی ایک کو بھی اس تختہ دار کے نزدیک نہ لائے اور کسی کو آزار و تکلیف سے آزردہ نہ کیا یا آپ کے اقدام مبارک کی

مثنوی

کسی نے کہا کہ رنجیت سنگھ کشمیر کے حکمران افغانوں سے شکست کھا کر واپس
چلا گیا ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ اس سے بہت کچھ چھین لیا گیا ہے، بعض کہتے ہیں کہ کشمیر اور مظفرآباد
وغیرہ بھی چھین لی گئی ہے اور بے شمار لوگوں کو قتل کر دیا گیا ہے ایک نے کہا کہ اس
کی جان بھی سلامت نہیں رہی ایسی ہی طرح طرح کی باتیں اور مباحثے تجربہ
مجلس میں جاری تھیں کہ دانائے زمانہ، مرد باحیا، فخرو باصفا، جلیل و محترم، آنجناب
صاحبزادہ سید محمد صاحب نے دوستوں کو فرمایا کہ درست خبر معلوم کرنا چاہتے ہو تو
میں تمہیں ایک تدبیر بتاتا ہوں کہ حضرت بابا صاحب کی آمد کا وقت ہونے والا
ہے اس معاملے کا راز ان سے معلوم ہو جائے گا اور خواص و عوام کی
بیان کردہ باتوں کا سچ جھوٹ واضح ہوگا۔ غیب دان حضرت فرید زماں ہادی
مرشد و شیخ کی زبان سے واضح ہوگا چنانچہ جب آپ جنگل سے واپس تشریف لا کر
اس محفل میں تشریف فرما ہوں تو ان سے اس موضوع پر مختلف سوالات یوں کئے
جائیں کہ یا حضرت عوام کی زبانی یہ خبر سنی ہے کہ رنجیت سنگھ شکست کھا کر اور
فوجیں چھوڑ کر لاہور کی طرف بھاگ گیا ہے۔ مختصر یہ کہ جب آپ محفل میں
تشریف فرما ہوئے تو ایک شخص نے تدبیر و حکمت کے ساتھ بات کرنے کا ارادہ
ظاہر کیا اور کہا یا حضرت سنا ہے ......

ابھی یہی کلمہ اس کی زبان پر تھا کہ آپ نے فرمایا خاموش رہو تجھے
صاحبزادہ سید محمد نے جو سکھایا ہے وہ ہم نے سن لیا ہے بات یہ ہے کہ رنجیت

سنگھ کی فوج کشمیر میں ظفر شیر گڑھی میں پہنچ چکی ہے اور فتح یاب ہو کر آرام کر رہی
ہے اہل اسلام کے سب کے شوق رنجیدہ ہو گئے کچھ عرصہ اور اسی طرح محصور پڑے رہو
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابھی تک ان کی عملداری و حکومت بدستور ہے۔

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی عادت باسعادت یہ تھی کہ جس جگہ سرسوں کا
لہلہاتا ہوا کھیت دیکھتے وہاں سے سرسوں ساگ کے پتے دست مبارک سے توڑ
لیتے اور جب گاؤں میں پہنچتے تو وہ ساگ کسی بیوہ یا یتیم یا غریب کو دے دیتے اور
جو لیتا وہ اسے پکا کر کھا لیتا اور اس سے اپنا روزہ کھولتا۔ ایک روز
موضع [illegible] کے قریب دریا کے کنارے پر موضع [illegible] میں تر و تازہ سرسوں کا کھیت
دیکھا جہاں سے پھولے ہوئے ... سرسوں ابھی کھلی تھیں اور پتے توڑ کر جمع کر
رہے تھے آپ نے بھی انہیں دیکھ کر کسی قدر سرسوں توڑ لی۔ ایک بڑھیا جو سرسوں
کی مالک تھی وہ [illegible] کی طرح چیخی اور دور سے ہی آپ کو پہچان کر بے ادبانہ
گفتگو کرتی ہوئی آپ کے پاس پہنچی اور بیہودہ گوئی شروع کر دی آپ نے اس کی
بدزبانی سے خدا کی پناہ مانگتے ہوئے اپنا دامن اس کے سامنے پھیلا دیا اور فرمایا
کہ اپنے توڑے ہوئے پتے اٹھا لے اور زبان سے زیادہ گوئی بند کرے لیکن اس
بے شرم، بے حیا نے بڑے گستاخانہ انداز کے ساتھ ہاتھ آپ کے دامن میں ڈالا
اور پتے اٹھا لیے اور بڑے تکبر و نخوت کے ساتھ آپ سے بدتمیزی کے ساتھ پیش
آئی آپ اس کی بے باکی اور بے شرمی کی وجہ سے غضبناک ہو گئے اور فرمایا یہ

سرسوں اونٹوں اور گھوڑوں کے ذریعے پامال ہو جائے گی اور یہ زمین اس کی
ملکیت کا دعویٰ تم کرتی ہو ہرگز تیرے اور تیری اولاد کے نصیب میں نہ ہوگی اور
سرسوں کی فصل قیامت تک اس زمین میں نہیں اگے گی۔ سنا ہے کہ اس واقعے
کے بعد دوسرے یا تیسرے دن سکھوں کی قوم ریاست ہزارہ کی طرف سے
شکست کھا کر نکلی اور اس نے قریب چاند سے دریا عبور کر کے اسی زمین میں
ڈیرے ڈال دیے اور وہ تمام فصل جڑ سے اکھڑ گئی جبکہ اہل دیہہ بھاگ گئے
حال وہ جگہ دوسروں کی ملکیت میں ہے اور وہ اس زمین کے مالک بن کر کاشت
کرتے ہیں اور سرسوں کا بیج اس زمین میں نہیں اگتا۔

☆ ایک روز آپ کا کوئی عزیز مہمان آیا آپ اس سے بڑی شفقت کے
ساتھ پیش آئے۔ کھانے سے فراغت کے بعد دونوں ایک ہی مقام (حجرے)
میں آرام فرما ہوئے اور گھر کے دروازے کو کنڈی لگا دی لوگوں میں سے کسی نے
(غلطی سے) باہر والی زنجیر لگا دی اور دروازے کو باہر سے اچھی طرح بند کر کے چلا
گیا جب صبح صادق ہوئی اذان کی آواز کسی کے کانوں میں نہ آئی بلکہ جب سورج نکلنے
کے آثار ظاہر ہوئے اور ستاروں کا لشکر مکمل طور پر اوجھل ہو گیا پھر کسی نے گھر میں اسی
طرح زنجیر لگی دیکھی آخر کار لوگوں نے دروازے کو کھولا اور آپ کو تلاش کرنا شروع کیا
دیکھتے ہیں کہ آپ اور وہ مہمان گھر میں موجود نہیں تھے (حالانکہ دروازے کو باہر سے
اسی طرح کنڈی لگی ہوئی تھی) کچھ دیر بعد نکلا تو آپ مہمان کو رخصت کر کے واپس

تشریف لاتے تھے۔ یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ جسم چیز کر جسم جہان کی طرف سا تا اور
کہ سے بھی ہے کہ روحانیت روحوں میں تصرف کیا جاتا ہے۔

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ قبلہ زماں قطب دوراں مظہر جود الہ محمد دین صادق
علیہ الرحمۃ والرضوان حضرت میاں صاحب [illegible] سکونت کی اوقات
[illegible] ایک روز خلوت میں مکان
تشریف لے آئے اور اپنے تخت پر بیٹھے تھے اور بہت سے لوگ یہاں حاضر بیٹھے
تھے جس طرح چاند کے گرد ہالہ ہوتا ہے اچانک سیاہ بادل ان کے سر
مبارک کے برابر ہوا میں ظاہر ہوا آپ حضرت میاں صاحب نے فوراً جلدی
آنکھوں پر ہاتھ اور نظر اٹھا کر دیکھتے ہوئے ہاتھ ہلا کر اسے وہاں سے دور کیا
بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ سبحان اللہ والحمد للہ یہ فضل اس کا ہے کہ وہ
اور جو جہان سے باہر ہے۔ جو اس بادل کو دیکھتے ہیں دوسروں پر پیدا
پوشیدہ رہا جب بادل دور چلا گیا اور وہ بھی پر سکون ہو کر بیٹھ گئے تو ساتھیوں نے اس
راز کا حل کھولتے ہوئے فرمایا کہ اس بادل پر حضرت میاں محمد شاہ صاحب
سوار ہیں ان کا یہ مرتبہ عطا ہے کہ جس کا شمار و اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

☆ کہا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں کم و بیش آٹھ سال
(کی عمر) بچپن کی برف میں ... ایک ہی جا میں رہا اور تمام دن سے لایا تھا اپنے
جسم پر اوڑھا ہوا تھا اس کے علاوہ کوئی کپڑا مجھ پر نہ تھا جو سردی میں کام آ سکے لیکن

میری حالت ایسی تھی کہ موسم سرما کا کوئی اثر مجھ پر نہ تھا بلکہ ایسا سرور مجھ پر غالب ہو چکا تھا کہ مجھے اس موسم کی خبر تک نہ تھی۔

ابیات

آب و آتش باد و خاک اندر جہاں
زیر حکم اولیاء باشند بجاں

دنیا میں پانی، آگ، ہوا اور مٹی اولیائے کرام کے حکم کے تحت خیال کر

ہر کہ باشد سربسر درویش ہو
یک بود سرما و گرما پیش او

وہ جو سراسر درویش ہو اس کے سامنے موسم گرما اور سرما ایک جیسا ہوتا ہے

نار شد گلزار بکر بر خلیل
سبطیاں را می شناسد آب نیل

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر آگ گلزار ہو گئی (اسی طرح) دریائے نیل کے پانی نے سبطیوں کو پہچان لیا۔

آتش عشق ست چوں آفتاب
آفتاب از وی چو ذرہ یا سراب

عشق کی آگ سورج (کی آگ) کی طرح ہے (بلکہ اس کے مقابلے میں) آفتاب مثل ذرہ یا سراب ہوتا ہے

ہر کجا آں آفتاب حق بتافت
گرمی و سردی بعد کی راہ یافت

جس جگہ بھی وہ آفتاب حق چمکتا ہے گرمی و سردی کب اس پر اثر انداز ہوتی ہے (یعنی اللہ کے ولی پر موسمیاتی اثرات نہیں ہوتے)

گر بہ سرما می بلرزد مرد راز
ور بگرمی می بسوزد در حجاز

اگر مرد راز موسم سرما میں کپکپائے اور اگرچہ گرمی حجاز میں اسے جلائے۔۔۔

ایں ز حکمت باشد و راز نہاں
وسوسہ را راہ نماید وا رہاں

یہ حکمت اور پوشیدہ راز کی بات ہے اس طرف وسوسہ کو نہیں آنا چاہئے

☆ کہتے ہیں کہ تیس سال کی مدت تک [illegible] کا ورد تھا آپ ان سالوں میں چنار کے درخت کی جڑ (تنے) میں رہے جو درمیان سے خالی (اور کھوکھلی) تھی اس کے ایک طرف سے کھڑکی کی مانند سوراخ تھا جس سے ایک عقیدت مند خاتون آٹھ پہروں کے بعد روٹی کا چوتھائی ٹکڑا پہنچاتی۔ اور آپ کو یقین کی آنکھوں سے دیکھتی۔ وہ چنار [illegible] کے علاقے کے موضع پالا گھر میں مشہور ہے کافی مدت تک وہ چنار برقرار رہا (لیکن) اب کچھ عرصہ ہوا کہ زمین پر گر گیا ہے۔

☆ ایک روز آپ راستے میں جا رہے تھے مریدان ہمراہ آپ کے پیچھے چل رہے تھے اچانک آپ کرتے ہوئے رک گئے اور انگلی مبارک کے ساتھ ایک ٹوپی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ ٹوپی ہے جو [illegible] ہے۔ یہ بات آپ نے حضرت کے ساتھ ارشاد فرمائی لیکن کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ تحقیق کرتا اور اسے اچھی طرح پہچان لیتا اور بوقت ضرورت کام میں لاتا چند حضرات افراد کی موجودگی کے باوجود وہ انگلی رہ گئی اور کسی نے اسے ہاتھ میں لے کر اعتبار نہ کیا اور نہ یاد رکھا آپ کی ہیبت و جلال کی بنا پر سب مریدوں کی زبان بند رہی اور سبب عمل کشف و رحمت کا ظہور ہوگی۔

بیت

چشم بندی و زباں بندی ز مرداں دور نیست
او ز ما مستور و ما ایشاں چنیں مستور نیست

مردان خدا کی طرف سے زبان اور آنکھوں کا بند کر دیا جانا کوئی بعید نہیں ہے وہ ہم سے پوشیدہ ہیں لیکن ان سے کوئی بھی شخص پوشیدہ یا روشن نہیں ہے۔

☆ ایک روز آپ بٹے ہوئے دھاگے جنہیں ہندی میں بالی کہتے ہیں کو بنانے سنوارنے میں مصروف و مشغول تھے ایک شخص نے ایک انگریزی کے طور پر حضرت سلطان راستان(?) روضہ مبارک آستان [illegible] ہے درج ذیل تحقیق

جنت رنگ حضرت جناب شیخ الشیوخ شیخ فرید الدین شکر گنج چشتی رحمۃ اللہ علیہ جناب دروازہ بہشتی کی داستان شروع کی اور کہا کہ وہ ایسے مروق(?) تھے کہ کمزوروں کے لیے رحمت کرتے ان کا در فیض ہمیشہ کھلا رہتا ہے محروموں کو لطفوں سے نوازتے اور بے آسرا و بے وسیلہ افراد پر سب کرم روا رکھتے ہیں اور جو بھی ان کے دروازے (میں داخل ہو کر اس) سے پاؤں باہر رکھتا ہے جنت کی نعمتوں کا اہل ہو جاتا ہے۔ حضرت علیہ الرحمہ اس شخص کی یہ بات سن کر اس کے دل کا راز سمجھ گئے اور آپ نے اس بٹے ہوئے دھاگے کو اوپر اٹھا کر بلند کر دیا اور فرمایا کہ جو بھی ان بٹے ہوئے دھاگوں کے نیچے سے گزرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جنت میں داخل ہوگا اور دوزخ کی آگ سے امان پائے گا۔

اسی وجہ سے مؤلف مسکین کی عادت ہے کہ راستے میں جس جگہ بٹے ہوئے دھاگے کو اس حالت میں دیکھتا ہے تو اس کے اوپر سے نیچے گزرتا ہے کہ (حضرت الشیخ کی بٹائی والے دھاگے کا) تصور کرتے ہوئے اس کے نیچے سے گزرتا ہے امید قوی ہے کہ بفضلہ تعالیٰ یمن و برکت پا کر نار جہنم سے محفوظ رہے گا اور سلامتی پائے گا۔

☆ چند دن سے آپ شہر راجوری(?) میں گھوم پھر رہے تھے اور ان دنوں اس فقیر کے پیر صاحب کی جوانی کا آغاز اور طفولیت کا اختتام تھا جب ان کے دل میں حضرت پیر (بدھن شاہ) صاحب کی مفارقت کا احساس پیدا ہوا اور ہجر کا غم کمال

کو پہنچا تو ان کے متعلق پوچھتے ہوئے شہر راجور میں پہنچ گیا۔ پیر صاحب سے واسطے
ان دنوں پیر صاحب کشمیر جنت نظیر کی سیر کی تیاری کر رہے تھے۔ سامان وغیرہ
اسباب سفر مہیا کیے ہوئے تھے جب اس فقیر مؤلف کے ورود (سماع) کی اطلاع آنجناب
اس پیر روشن ضمیر کے محبوب و پیارے تھے، پہنچے تو اس مسکین کو دیکھتے ہی تیاری کو
معطل کر دیا اس وجہ سے کہ یہ بیچارہ طویل سفر کی تکلیف اٹھائے گا۔ چنانچہ اس
جانب (روانگی کا ارادہ معطل کر کے) واپس چل دیے اور ہمراہی بھی آپ کے پیچھے
منزل بمنزل چلتے ہوئے تیسرے دن موضع "پونچھ" کے نواح میں پہنچے جو
قاری یا مستی پ کے اوپر بچھی ہے اس کے مجنون بنے ہوئے اور وہ ساکن ہے "پونچھ تحصیل
نوشہرہ میں ایک گاؤں ہے اور راجور شہر سے میرپور شہر میں اسی راستے سے آتے ہیں"
سر راہ قطعہ سے بہتے پانی کی ندی ہے اس کے کنارے کھجور کے درخت کا
سایہ ہے۔ وہ پیر کو آرام کے لیے سب لوگ اس کے سائے میں پہنچ کر ٹھہر گئے۔
اس فقیر کے مرشد جو اس پیر روشن ضمیر کے مرید تھے بیٹھ کر اپنی پنڈلی
اور ران ملنے لگے جب پیر روشن ضمیر نے دیکھا تو اٹھ کر ان کے قریب آ بیٹھے اور
پیارے محبوب کی ران اور پنڈلی کو ملنا شروع کر دیا تو دل نواز محبوب نے بڑے
ناز و انداز سے فرمایا حضرت! آپ بظاہر تو اس غلام کے ساتھ ایسی شفقت
فرماتے ہیں (اور اٹھ کر قریب تشریف لے آئے ہیں) لیکن میری باطنی گرہیں
کھول لیتے (اور میرا اشکال دور نہیں فرماتے) لوگ کہتے ہیں کہ اولیاء کرام کے

سامنے تمام زمین کا فاصلہ صرف دو تین قدم ہے جبکہ ہم شہر راجور سے بڑی
منزلات و مصائب کے ساتھ تین دن میں پونچھ کے نواح میں پہنچے ہیں۔ یہ بات
سنتے ہی عرش مزاج جوش میں آ گئے اور فرمایا یہ جو لوگ کہتے ہیں بظاہر تو وہ اولیاء کرام
کی صفات بیان کر رہے ہوتے ہیں لیکن درحقیقت وہ اولیاء اللہ کے دامن کی
طرف وسعت اہانت بڑھا رہے ہوتے ہیں (وہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ شاید)
اولیاء اللہ کی قوت و وسعت بس یہی ہے کہ وہ تین قدم بڑھائیں تو زمین سمٹ جو
جاتی ہے معاذ اللہ۔ اولیاء اللہ کو تو بہت طاقت و قوت ہے جان لو کہ یہ تمام
زمین پیر و فقیر کے ایک ہی قدم کے پیچھے ہے اور دوسرا قدم آگے بڑھانے کی
جگہ ہی باقی نہیں۔ اور یہ قول بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ عوام الناس میں مشہور ہے کہ
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے چودہ طبقات کا بوجھ اٹھانے کے لیے جمع کیا پھر
حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ نے پوری قوت لگا کر اس بوجھ کو اٹھایا اور ذرا اونچا لے
آئے۔ بس جاننا چاہیے کہ یہ ہے اور وہ بات ہے اپنی دانست کے مطابق وہ لوگ
حضرت شیر خدا کی مدح کرتے ہیں لیکن انہیں یہ معلوم نہیں کہ یہ مدح دراصل آپ
کی شان میں عیب و قدح ہے۔ میں جو شیر خدا کے غلاموں کا بھی غلام ہوں سات
زمین اور سات آسمان میرے ایک ہاتھ پر ہیں۔ اگر میں پردہ اٹھا دوں تو سب کو
دکھا دوں۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے اپنے دست مبارک کو اوپر کھینچ لیا اور یہ بات
انہوں نے کئی بار کہی۔

☆ کہتے ہیں کہ آپ (ایک دفعہ) ویران وادی میں رہائش رکھتے تھے اور چھ دن سخت بھوک و پیاس نے تنگ کیا آپ کے ہاتھ اندرائن کا پھل آیا اس کا رنگ سبز خربوزے جیسا تھا تو دیکھتے ہی اس کی طرف طبیعت مائل ہوئی بھوک کے ستانے کی وجہ سے آپ نے چاہا کہ اسے کھالیں اور تھوڑے عرصے کی گرمی دل میں آئی کہ پانی پر جا کر کھاؤں (تاکہ پانی بھی پی سکوں) چنانچہ آپ پانی کے پاس جا بیٹھے "جو شخص کے خاتمے کے لئے کہا جاتا ہے" اور اس خربوزے جیسے رنگ والے پھل کو چکھا تو زہر کی طرح کڑوا اور تلخ تھا ہاتھ میں پانی لے کر منہ تک لے گئے تا کہ پی سکیں تو وہ اس سے بھی تلخ نکلا چنانچہ نہ پانی پی سکے اور نہ اسے کھا سکے اس کے باوجود چند دن یا چند ماہ اسی پانی پر گزارہ کیے اور اسی تلخ اور اسی مشروب کی لذت پر گزارا کرتے رہے۔

مثنوی

اے بسا شیر مردانِ حق باشند
کہ با نفس خود بودہ اند در نبرد

یہ فقراء مردانِ حق کیسے (طاقتور) شیر ہیں جو اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرتے ہیں

شکم را تہی داشتہ از آب و خورد
ہاں دشمنِ خود اوام نمود

پیٹ کو پانی و خوراک سے خالی رکھتے ہیں (بھوکے رہ کر مجاہدہ کرتے ہیں) اور اسی

(نفس) پر غلبہ پا کر زندگی گزارتے ہیں۔

بے کہ عشق ماہ بر آں آب بود
ماہ حنظل و آب تلخ آلود

کہتے ہیں کہ چھ ماہ تک اسی پانی پر گزارا اور یہ وہی حنظل (اندرائن کا کڑوا پھل) اور کڑوا پانی پی کر گزارا کرتے رہے۔

گزشتہ بر ایں حال روز و شبان
رواں شد از انجا رواں شد رواں

اسی حالت پر کئی روز و شب گزر گئے پھر آپ وہاں سے روانہ ہو گئے

بیابان از انجا بکوہ ستوہ
کہ غار ونشد بجز آں پارہ کوہ

وہاں سے کوہِ ستوہ میں آ گئے اس پہاڑ میں ایک غار تھا

بجانبے بدیدند رخنہ بیش
کہ سپارہ گوید ہندی ورش

وہاں آپ نے سوراخ دیکھا جسے ہندی میں سپارہ کہتے ہیں

درون رفتنش بود مشکل تمام
وزیں بیروں آمدن تنگ تمام

اس کے اندر جانا بہت مشکل تھا اور باہر نکلنا بھی بہت مشکل۔

بدرو خود خزیدند چوں اژدہا
بہ پیچش بجسم تنگ در تنگ جا

آپ اس میں سانپ کی طرح گھس گئے یعنی آپ کا جسم اس تنگ جگہ میں پھنس کر رہ گیا

بروں آمدن را نبد چارہ
بماندند شش ماہ دراں غارہ

اس سے باہر نکلنا ممکن نہ ہوا اور آپ اس غار میں چھ ماہ تک رہے

چو تن رشتہ سان شد دراں لاغرے
رسیدہ بروں شد ز رنج ورے

جب اس غار میں جسم دھاگے کی طرح پتلا ہو گیا تو آپ اس تکلیف دہ مقام سے باہر آ گئے

ریاضت چنیں و ریاضت چناں
نماند ز ہستی خود یک نشاں

اس طرح عبادت و ریاضت کر کے آپ نے خود کو پاک صاف کیا کہ اپنی ہستی کا ایک نشان بھی باقی نہ چھوڑا۔

فنا را بقا لازم آمد بقا
بقا یافت باللہ عز و علا

اپنی ہستی کو مٹا دینے اور فنا کر دینے سے بقا حاصل ہوتی ہے اور اللہ عزوجل

کی جانب سے ایسا بندہ وجود اور دائمی زندگی پا لیتا ہے۔

بمحبوب خود بار حقیقی ہے
کہ بعد من اور یا تو گوید کے

اپنے محبوب کو بار بار کہتا ہے کہ میرے بعد اگر تو کسی سے کلام کرے

کہ دیدم فلاں را فلاں جا عیاں
چو فلاں بلاحول خواندن نہاں

کہ میں نے فلاں کو فلاں جگہ پر ظاہر دیکھا ہے مولوی کی طرح لاحول سے نہ چھپ جانا۔

کہ مردم ز ہستی خود بارہا
شدم زندہ و رستم بارہا

کہ لوگ اپنی ہستی و وجود سے کئی بار زندہ ہوتے ہیں اور کئی بار ختم ہو جاتے ہیں

☆ ایک دفعہ اس مؤلف کے پیر صاحب اور کچھ دیگر فقراء حضرت سرکار والا کے سلام کو آئے راستے میں میرپور شہر میں ٹھہرے اور صاحب کمال عارف باللہ سائیں ہدایت اللہ "جن کی قبر مبارک میرپور شہر میں حضرت پہلوان شاہ صاحب کے قدموں کی جانب مائل بطرف مشرق ہے" کے پاس پہنچ کر سلام کیا انہوں نے اس فقیر کے پیر صاحب سے پوچھا کہ کون ہو اور کس جگہ سے آئے ہو؟ پیر صاحب نے جواب دیا کہ میں حضرت میاں بڈوح صاحب کا طالب و غلام ہوں، غلام محمد میرا نام ہے ٹھٹھ میں میری سکونت ہے اور آستانہ عالیہ

وعزیز الدین کے سلام کے ارادے سے جا رہا ہوں۔ ان کا جواب سن کر سائیں
ولایت اللہ صاحب نے فرمایا کہ کل تمہارے پیر (بدوح) صاحب موضع میوڑا
میں دریا کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ان کے پاس سواری کے لیے گھوڑا
تھا کیا تمہارے ساتھ ان کی ملاقات نہیں ہوئی اور تم نے ان کا دیدار فرحت آثار
نہیں کیا اس فقیر کے پیر نے فرمایا میں نے نہیں دیکھا عارف باللہ سائیں ولایت
اللہ کی گواہی بڑی معتبر ہے (جو ان کی حیات مبارکہ پر دلالت کرتی ہے یاد رہے
کہ یہ واقعہ پیر بدوح صاحب کے پردہ فرما جانے کے بعد کا ہے جس سے پتہ چلتا
ہے کہ اولیاء کرام زندہ ہوتے ہیں)

☆ (ان کی حیات مبارکہ کی) دوسری گواہی یہ ہے کہ میاں محمد یار گجر جو
موضع بلہڑ میں ان کے مزار مبارک کے نزدیک رہتا تھا کسی ضروری کام کے لیے
سفر کر کے شہر کشمیر میں حاکم وقت راجہ گلاب سنگھ کے سامنے حاضر ہوا اور اسے چند
دن اسی شہر میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ ایک پنجابی شخص نے دیکھا اس سے
ملاقات کی اور دونوں بیٹھ کر حب وطن کی بنا پر ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ
تمہارا گھر کس جگہ ہے میاں محمد یار گجر سائیں موضع بلہڑ نے بتایا کہ وہ تحصیل
میرپور میں موضع بلہڑ کا رہائشی ہے جہاں حضرت میاں بڈھو صاحب غوث وقت
کی خانقاہ مبارک بھی ہے وہ یہ بات سنتے ہی حیران ہو گیا اور کہنے لگا تم کیا کہہ
رہے ہو، میاں بڈھو صاحب تو زندہ ہیں جبکہ تم ان کے مزار و خانقاہ کی بات کر رہا

ہے میاں مذکور نے کہا میں ان کے مزار مبارک کا ہمسایہ ہوں وہ تو کیسے انہیں زندہ
کہا ہے۔ اس شخص نے کہا مجھے تیسرا دن ہے کہ شالامار باغ کشمیر میں میں نے
انہیں دیکھا ہے اور انہیں سلام کیا ہے محمد یار نے کہا کہ تم انہیں کیسے پہچانتے ہو جو
کہ بات کر رہے ہو۔ اس نے کہا میں بچپن میں موضع مذکورہ میں رہتا تھا اور گھر لیے
جب سے زیادہ وقت میں اپنی نانی کے پاس رہتا تھا اور وہ حضرت پیر بدوح صاحب
کی خادمہ تھیں اور میں بھی انہیں سلام کرتا تھا اسی لیے خوب اچھی طرح انہیں پہچانتا
ہوں، چنانچہ جب (میاں محمد یار) واپس اپنے گھر پہنچا اور اس فقیر مؤلف کے پیر کو
احوال بیان کیے تو ان کے فرمان پر اسے یقین ہو گیا اور اس کا شک دور ہو گیا۔

☆ آپ کے خلیفہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار راولپنڈی شہر میں تھے آپ
کی عادت باسعادت تھی "اور اس کے اسرار و رموز کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں
جانتا" کہ آپ بوقت زوال دوستوں سے الگ تھلگ ہو کر باہر صحرا میں چلے
جاتے اور کسی کو ہمراہ نہ لے جاتے اور بعد از نماز ظہر یا بوقت عصر واپس صحرا سے
میں آ جاتے اسی شہر (راولپنڈی) میں جبکہ جمعرات کا دن آ گیا اور آپ اس وقت
صحرا میں تھے، ساتھیوں نے باہم مشورہ کیا کہ آج شاہ صاحب کے میلے کا دن
ہے جبکہ آنحضرت (پیر بدوح صاحب) ہمارے درمیان نہیں ہیں ہمیں شاہ
صاحب کے دربار پر چلنا چاہیے اور نیاز حاصل کرنی چاہیے انہوں نے مجھے بھی
کہا میں نے جواب دیا کہ اپنے پیر کی اجازت کے بغیر میں تو ہرگز نہیں جاؤں گا

غزل

ہے کہ جناب نے وعدہ شریف فرمایا ہے۔ (لیکن) اچانک اس دار فانی سے حضرت کے انتقال پر ملال اور شاید حادثاتی سے وصال کی حسرت انگیز خبر اس فقیر کے کانوں میں پہنچی جس کی وجہ سے مقام قیام پر ٹھہرنے کی ہمت نہ ہوئی اس لیے خستہ حالت اور شکستہ دل لیے آہ و فغاں کرتے اور اشک ریزی کرتے ہوئے اس جانب چل دیا اور اس جگہ یہ صدمہ ظہور پذیر ہوا کہ جب پنڈی شہر میں آپ علیہ الرحمہ کا انتقال ہوا تو وہ درویش جو ہمراہ تھے اس بادۂ وصال کے مست بے حس و حرکت قالب کو اٹھا کر موضع چکڑالی شریف میں آ پہنچے اور صاحبزادہ حضرت سید محمد صاحب جو آپ علیہ الرحمہ سے فیض یاب تھے کی جناب میں حاضر ہو گئے ان کے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ آپ کے مزار مبارک کو کہاں بنایا جائے آخر حسب تحریر موضع محمود مبارک ''جہاں بحالت زندگی آنحضرت کی نشست گاہ تھی اور یہ گاؤں شہر چکوال کے نزدیک جنوب کی طرف ہے اور اس گاؤں کے نزدیک جنوبی سمت میں توت کا درخت ہے جس کے نیچے آنحضرت کی نشست گاہ بنی ہوئی تھی وہاں آپ کی قبر مبارک بنائی گئی اور چار دیواری سے آراستہ کر کے اس کے چاروں طرف تین یا چار بیگھے زمین خالی رکھ کر اس کے ارد گرد چند خار بندی کی گئی جو ابھی تک اسی صورت میں ہے اور ایک مکان مسافروں اور مجاوروں کے لیے تیار کیا گیا اور آباد ہے اور تین بیگھے زمین مسافروں کے اخراجات وغیرہ کے لیے فراہم کر کے درویشوں کے حوالے کی گئی ہے۔ اور ۱۳۱۳ھ تک تمام اشیاء

اپنے حال پر ہیں اور اس وقت تک وہ فقیر آدمی بطور مجاور بیٹھے ہیں اور گاؤں کا بھی کسی قدر حال جو کہ جناب کا خادم و معتقد تھا ان مجاوروں کی خدمت کے لیے اپنے گھر سے نان و نمک فراہم کرتا رہا وہ کسی قدر (خدمت کے معاملے میں) پیچھے رہا تو ان فقیروں کو تاسف ہوا اور انہوں نے سردیوں کی ایک رات ''جو نہایت تاریک تھی'' میں اس مخزن انوار الٰہی (قبر انور) کو کھول کر صندوق مبارک کو باہر نکالا اور روانہ ہو گئے اور (یہ صندوق) حضرت میاں فیض بخش صاحب کے آستانہ مبارک پر پہنچا دیا۔ آنجناب (میاں فیض بخش صاحب) حیات تھے انہوں نے اس فقیر کے بیٹے کو طلب کر کے ان کے حوالے کر دیا وہ بعد شکرانے اٹھا کر اپنی خلوت سرا میں لے گئے اور اس جگہ کہ جہاں فرمایا ہوا تھا رکھ دیا اور یوں وہ وعدہ کہ جو اس فقیر کے باپ کے ساتھ کیا ہوا تھا پورا ہو گیا۔ بعد ازاں وہ جگہ کہ جہاں مزار انوار روشن ہوا ہے وہاں آپ کو دفن کر دیا گیا۔

اس فقیر کے چچا امیر دستگیر زادہ تھے وہ اس مزار مبارک کے قریب حجرہ بنا کر اس میں بیٹھ گئے اور حضرت بابا فیض بخش صاحب کے مریدین میں سے دو شخص ان کی خدمت میں رہنے لگے جن کے نام میاں فقیر محمد اور میاں تیکو ہیں میاں فقیر محمد اسی جگہ فوت ہوئے اور ان کی قبر مسجد کی دیوار سے متصل لیکن نامعلوم ہے جبکہ میاں تیکو کی قبر پوٹھوہار کے علاقے میں ہے ان کے چار بیٹے ہیں اب تک بیٹے اس مکان شریف پر خدمتگار ہیں اور ان کے سجادہ نشین بسر کلاں ہیں جن کا نام احمد میں ثنا ہے اور وہ موجود ہیں۔

واقعہ أخری

آنحضرت پیر بدو شاہ صاحب نے اس فقیر کے روبرو صاحب کو فرمایا کہ کافی عرصہ پہلے میں امرتسر کے تالاب پر بطور سیر گشت کر رہا تھا اسی دوران ایک باجمال اور خوشحال بڑھیا آئی اس نے مجھے ننگے پاؤں دیکھا تو چلی گئی اور بازار سے نیا جوتا لا کر مجھے پہنا دیا پھر واپس چلی گئی اور کچھ نہ کہا جب دوسرا دن ہوا میں اسی طرح پھر بغرض گشت کر رہا تھا تو وہ پھر بازار گئی اور دوسرا جوتا لا کر پہنایا اور چلی گئی اسی طرح چالیس روز گزر گئے اور اس نے مجھے اس دوران چالیس جوتے جوتیوں کے پہنائے لیکن کوئی بات نہ کی کہ کیا کیا اور کہاں پھینک دو اور نہ ہی اس نے کوئی حاجت بیان کی۔

نظم

زبے ذاتے چو گوئم مرد مرد است   کہ از اغراض خود خاموش چو مرد است

واہ کیا خوب بڑھیا ہے میں کیا کہوں وہ تو مرد ہے کہ وہ اپنے اغراض و مقاصد سے اغراض کے معاملے میں بالکل بے حس ہے۔

محبت دل نمودی خدمت خوش   نفس ای آدمی معرفت خاموش

پوری محبت کے ساتھ اس باجمال مرد کی خدمت سرانجام دیتی

خاموشی سے آتی اور چپ چاپ چلی جاتی

بجز آشنائی آشنا بود   دلش روشن ز نظر اولیاء بود

معرفت کے سمندر سے آشنا تھی اور اولیاء کرام کی توجہ سے اس کا دل روشن تھا

خدا را بندہ گانہ آشنا دوست   خدا را دوست کردہ مغز و ہم پوست

خدا کے بندوں کو دوست رکھنے والی تھی جس نے مغز و پوست (یعنی سب مال و دولت) خدا کے دوست پر فدا کر دیا۔

گہی باشد با ہمراز و دمساز   بجز نطق زبان گوید صد راز

کبھی ساتھیوں اور دوستوں کے ساتھ ہوتے ہیں تو زبان سے

بولے بغیر سینکڑوں راز بتا دیتے ہیں

لب با یکدگر خاموش بودند   دل از یکدگرے نوش بودند

ایک دوسرے کے سامنے لب بند رکھتے ہیں لیکن ایک دوسرے سے فیض کرتے ہیں

خدایا خدمت ایشاں آموز   روا کن از ایشاں فیض اندوز

اے خدا مجھے ان کی خدمت کرنا سکھلا اور میرے لیے ان سے

فیض اندوز ہونا روا کر دے

بقیہ حسب حال انتقال

بہ بیں دور زماں را در چہ کار است   کہ چوں عمر دو گا بے چہ بار است

دیکھو زمانے کی گردش کس کام میں لگی ہے کبھی مرے (ایک مشہور قوم) سے

سانپ کا زہر دور کرتے ہیں) کی طرح (تھا متن اور کبھی خود سانپ ہے

گہے تاسیے تیہ و دریا کشتے ساحل   گہے گل ساخت در آغوش خاک

(زمانہ) کبھی پھول کا تاج شاخ پر رکھتا ہے کبھی اس پھول کو بلبل کی

آغوش میں دے دیتا ہے۔

گہے سبزہ دہاں را تیز کردہ   گہے حق شعر ریز کردہ

کبھی سبزے کی زبان کو تیز کرتا ہے شگفتگی کے ساتھ شعر ریزی (اور میٹھی باتیں) کرتا ہے

گہے آں ہر دو را سازد ہم گم   دگر بار و بجوید فضل او قم

کبھی دونوں کو ایک دوسرے میں گم کر دیتا ہے (یعنی ان کا وجود ختم ہو جاتا ہے)

دوسری دفعہ کہتا ہے اس (اللہ) کے فضل سے اٹھ کھڑا ہو

گہے لبریز کردہ جوئے از آب   گہے از تشنگی ریگ بے تاب

کبھی ندی کو پانی سے لبریز کر دیتا ہے کبھی گرم ریت کی طرح لب خشک

ہو جاتے ہیں۔ (اور پانی دستیاب نہیں ہوتا)

زمانہ ایں چنیں نیرنگی نماید   بدسازاں خونریزی نماید

زمانہ جو بھی نظر آتا رہتا ہے (اور) دوستوں کا خون بہاتا رہتا ہے

بہاراں را کند تاراج صرصر   جدا سازد ز یار یار اصر

تند ہوا (آندھی) کبھی بہاروں کو ختم کر دیتی ہے بدعت سے دوست کو جدا کر دیتی ہے

شب روشن کند دیجور دیگر   ز دیجوری بہ آید دگر نور

(زمانہ) روشن رات کو سخت تاریک بنا دیتا ہے پھر (اس) اندھیری سے ہی

(دوسری دفعہ) نور پھوٹتا ہے۔ (اور اجالا ہو جاتا ہے)

چناں مہر یکہ خورشید چو درد ست   بدست شیر خورشیدی بچہ درست

(زمانہ) ایسی زمین پر بھلا کھجور دینے والا) وہ آفتاب جس کی ٹکیہ پہاڑ کی کھائی میں جا

پہنچا ہو (اور وہ قریب غروب ہو تو اس کا نور ایسا ہوتا ہے

جیسے شیر کے پنجے میں بکری کا بچہ۔

چہ در زیر خاک آں گنج گوہر   چنیں گوہر کہ در روست بہ بد

وہ موتی جس کا نور زر (اور قیمتی) ہوتا ہے (زمانہ) موتیوں کے اس خزانے کو زیر

خاک دبا دیتا ہے۔

چشم دل تواں دیداں جہاں نور   حواس اندرو بے چہرہ مستور مستور

دل کی آنکھ سے اس نور کو دیکھا جا سکتا ہے جو بدن پر دیکھیں تو حواس اس سے

مستور (اور چھپ جاتے) ہیں۔

جہاں دل خوشاں ہاتم رساند   سلیماں را ز دی خاتم رساند

(زمانہ) خوش باش دلوں کو غم و اندوہ کر دیتا ہے اور (مزید) سلیمان علیہ السلام کو

(بادشاہی اور حکومت کی) انگوٹھی سے محروم (کر کے خوش کر دیتا ہے۔[1])

1- خاتم سلیمان [illegible] حضرت سلیمان علیہ السلام [illegible]

سلیمان علیہ السلام کی تھی۔

تذکرہ پیر مؤلف
حضرت سائیں غلام محمد
رحمۃ اللہ علیہ

زادہ امیر کبیر، آمادہ الطاف، پیر روشن ضمیر، بدر منیر آسمان عشق احد، شمس بروج حب الصمد، حضرت جناب سائیں غلام محمد صاحب بچپن میں موضع کلرود میں اپنے استاد میاں تھو کے پاس پڑھتے تھے جو حضرت میاں حاجی ([illegible]) صاحب کے طالب و مرید تھے اور میاں بدرالدین صاحب قلب زماں مسجد میں آ کر بچوں کے استاد کے سامنے بیٹھ جاتے اور تصنیف کردہ اشعار استاد صاحب کو سناتے اور اس صورت میں آپ جو ابھی خورد سن تھے محبت خداوندی کی لو ملاحظہ فرماتے جب اس طرح کچھ عرصہ گزر گیا اور سات سال کی عمر میں گلشن جوانی کے اس پھول اور بوستان مطلوبی کے اس سرو کو محبت حق کی باد صرصر نے ہلانا شروع کر دیا تھا اور وہ نماز میں خشوع و خضوع کے ساتھ تسکین پاتے اور چھوٹی عمر میں ہی حالت نماز کے دوران ان کے رخسار پر آنسو اور پیشانی پر قطرات ہوتے۔

جب آپ بچے تھے تو ہر کوئی ان کے درد دل کی خوشبو سونگھتا اور جب گریہ زاری شروع کرتے تو سامعین کو بے قرار کر دیتے اور ان کے لبوں پر کبھی تبسم راہ نہ پاتا اور آپ وہ اللہ کے سوا کسی کو پہچانتے تھے، جب سنتے کہ فلاں علاقے اور فلاں بستی میں ایک کامل مرد ہے تو فوراً عزم راست کے ساتھ چستی و چالاکی کا مظاہرہ

کرتے ہوئے اس سمت روانہ ہو جاتے گویا وہ بے جان اس جانب کھینچ گئی ہے اور جان و دل کو کھینچے جا رہی ہے۔ آپ کے والد صاحب نے جب ایسے عزم مصمم کو دیکھا تو ایک گھوڑی ان کے لیے مقرر کر دی تھی آپ مرصع زین سے تیار کر کے لے جاتے خدمتگار آدمی بھی آپ کے ہمراہ ہوتا اور زاد و توشہ راہ کے ساتھ اس طرف روانہ ہو جاتے اور اس بزرگ کی زیارت سے بہرہ یاب ہو کر واپس والد صاحب کی خدمت میں آ جاتے۔

ایک خلوت خانہ گاؤں سے باہر تعمیر کیا ہوا تھا آپ وہاں چلے جاتے باطنی آگ جلاتے اور دن کو روزہ رکھتے رات جاگ کر گزارتے چوتھی شب جب بھی نیند غالب آتی صحرا میں چلے جاتے اور کوزہ آپ اپنے ہاتھ میں رکھتے جب نیند بہت زیادہ تنگ کرتی ٹھنڈا پانی آنکھوں پر چھڑکتے جس سے نیند کسی قدر کم ہو جاتی اس کے علاوہ وہ ایک پیا ہوا نمک بھی اپنے پاس رکھتے اور جب بھی نیند آنکھوں میں ڈال لیتے تاکہ آنکھیں کھلی رہیں اس طرح صحرا میں چلتے پھرتے رہتے چند روز تک [illegible] کھائے گزار دیتے جب بھوک سے تنگ آ جاتے تو پیٹ پر پتھر مارتے، [illegible] کا درخت "جسے ہندی میں "آک" کہتے ہیں اور اس کے تمام پتے ٹہنیاں نہایت سخت دودھ سے بھرے ہوتے ہیں گویا زہر کی کوئی قسم ہے اور سوائے بکریوں اور اونٹوں کے سوا کوئی حیوان نہیں کھاتا اور اگر کسی کے بدن میں اس کا دودھ کثرت سے پہنچ جائے تو وہ اس کی آنکھوں کو متاثر کر کے بینائی ختم کر دیتا ہے،

آپ اس درخت کے پاس بیٹھ جاتے اور اس کے پتے چبا کر منہ مبارک میں ڈال لیتے اور اس کی کڑواہٹ کی وجہ سے آپ باقی ماندہ پتوں کو ڈال دیتے اور اپنے نفس کو کہتے کہ کھا لے ورنہ اے نفس تو کہے گا کہ میں اس درخت کا پھل نہیں کھاؤں گا۔

☆ ایک روز آپ امام کے پیچھے جیسا کہ بچوں کو مردوں کی صف کے پیچھے جگہ دیتے ہیں ویسے ہی مردوں کی صف کے عقب میں کھڑے تھے اور آپ کی پشت کے برابر مسجد کا ستون تھا جب امام نے بآواز بلند تکبیر کہی تو امام ذات سے کی تاب نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہو کر گر پڑے اور بے اختیار آپ کا سر اس ستون سے ٹکرایا جس سے آپ زخمی ہو گئے اور کافی دیر بعد ہوش میں آئے بعد ازاں وہ آپ کو امام کے پیچھے کھڑا کرنے سے پرہیز کرنے لگے۔ روز بروز آپ کی گریہ وزاری عشاق اور بے قراری میں اضافہ ہوتا چلا گیا بہر کیف اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ نہ کھیلتے۔ اور وہ بچے جو اس ذوق کے کھلونے کے ہم وزن تھے ان کی دردمندی سے آہ کھینچتے۔ ان کے والدین کریمین کا دل اکثر فکرمند اور آنکھیں آنسو بہاتی رہتیں کبھی کبھی والدہ ماجدہ کا دل بے قرار ہو جاتا اور وہ کچھ کھانا آپ کے قریب رکھ دیتیں اور بہ اصرار کہتیں (اور بڑے اصرار سے) کھلاتیں اور روتے روتے اپنے فرزند دلبند کا سر اور چہرہ چومتیں۔ انہیں دیکھ کر نا وقت وہ جاتیں، بوقت شام اگر وہ ایک ہو جاتیں تو پریشان ہو جاتیں آپ جب بھی کسی مراقبہ آنکھوں کے متعلق سنتے دل سے آہ نکالتے ہوئے اس طرف روانہ ہو جاتے والد

بزرگوار ہزاروں دلاسے دیتے ہوئے گھوڑی پر سوار کرتے اور ایک خادم ان کے ہمراہ بھیج کر رخصت کرتے۔ ایک دفعہ ایک بزرگ کی آواز سنی کہ "وطن لاوا" اور یہ ایک شہر یا دیہات کا نام ہے جو اس سے مغربی یا جنوبی سمت ایک نہایت خوب وہ مکان ہے وہاں ایک مرد کامل ہیں جو شیخ صاحب کے نام سے شہرت رکھتے ہیں اور صاحب انوار و اسرار ہیں۔ جو بھی ان کی خدمت میں پہنچتا ہے بے بہرہ نہیں رہتا۔ آپ بچپن کے باوجود اس سفر دراز سے بالکل نہ گھبرائے راستے میں جیسے بھی حالات کا سامنا کرنا پڑا بہر صورت شیخ صاحب کی خدمت میں پہنچے اور ان عرفان اسرار کی گفتگو اور قربت آثار دیدار سے سکون حاصل کیا کچھ عرصہ اس روحانیت مقام پر رہے اور پھر بالآخر زحمت سفر باندھ کر رخصت طلب کی۔ حضرت شیخ نے ان مسافروں (سائیں غلام محمد اور ان کے خادم) کے حق میں دعائے خیر کی اور الوداع کیا آپ فیض حق حاصل کر کے گھر میں آ گئے اور کچھ عرصہ والدین کے ساتھ آرام کیا یہاں دوستوں کو سکون حاصل ہوا۔

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ میاں حقی صاحب جو موضع ونگی میں رہائش پذیر تھے اور ان کا مزار مبارک موضع بھکام میں ہے اور اس کی بلند عمارت بنی ہوئی ہے آپ ان کے پاس چلے جاتے اور ان کی شفقت آمیز گفتگو سنتے وہ جو کچھ سنتے حاصل کر لیتے اور واپس اپنی خلوت گاہ میں تشریف لے جاتے۔

☆ حویلی امام کا ایک گاؤں ہے جو حضرت سائیں سید پابندی شاہ جلالی

کے مکان شریف کے قریب ہے وہاں ان دنوں ایک بڑے عبادت گزار اور صاحب زہد و طاعت مرد کامل تھے جو خاموشی سے خلوت میں بیٹھے رہتے اور دروازہ بند رکھتے نہ کسی سے صحبت و مجلس اختیار کرتے اور نہ گفتگو کرتے، شیخ صرف قضائے حاجت کے لیے جاتے اور کسی سے (راستے میں) بات نہ کرتے اور نہ ہی بے ہودہ کلام سماعت کرتے۔ ان کا نام صاحبزادہ سلطان محمد علیہ الرحمہ تھا اور آٹھ پہر بعد اجمالی معمولی سی خوراک تناول فرماتے۔ وہ ایسے آزاد اور بے تعلق تھے کہ ایک دفعہ دریائے [illegible] کے کنارے پر ایک گوشے میں خلوت گزیں تھے کہ آپ کی اہلیہ عفت پناہ آپ کو دیکھنے آئیں انہوں نے اپنے فرزند کو بھی بغل میں اٹھایا ہوا تھا انہوں نے اس بچے کو والد بزرگوار کے پاس بٹھا دیا اور کہا کہ بچے کو نظر میں رکھنا میں کپڑے دھو کر آتی ہوں پھر وہ کپڑے دھونے میں مصروف ہو گئیں فراغت کے بعد آئیں تو دیکھا کہ بچہ وہاں نہیں ہے جب کہ جانے کی کوئی جگہ بھی نہیں۔ لاچار ہو کر آپ سے پوچھا کہ میں طفل معصوم آپ کے سامنے رکھ کر گئی تھی۔ فرمانے لگے کہ تو نے مجھے دیکھنے کا کہا تھا حفاظت و نگہداشت کا نہیں لہذا میں اسے دیکھتا رہا کہ وہ خود کو زمین پر گھسیٹتے گھسیٹتے دریا تک لے گیا اور دریا نے اسے غرقاب کر دیا چونکہ میں نے قضا (کے فیصلے) میں (مداخلت اور) دست اندازی نہیں کی۔ آپ ایسے مرد حق تھے کہ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے چودہ سال تک خلوت میں رہے جب آنحضرت سائیں غلام محمد نوجوانی میں اولیاء کرام

کی محبت میں سرشار تھے اور ان کی خدمت میں جایا کرتے تھے۔ تو وہ ان (صاحبزادہ سلطان محمد) کی خدمت میں بھی گئے اور باہر سے ہی بلند آواز سے سلام کہا اور نیاز بجا لائے، خوش آوازی کے ساتھ سلام کا جواب سماعت فرمایا۔ آنجناب (صاحبزادہ سلطان محمد صاحب) نے بڑے عمدہ طریقے سے انہیں جواب دیتے ہوئے مخاطب فرمایا اور ہم کلام ہوئے۔

آپ (سائیں غلام محمد صاحب) ان کے پاس آتے جاتے رہے اور کبھی کبھی ان کی پیش گوئی بھی سنتے کہ چوہدری صاحب کا یہ فرزند ارجمند بہت بلند ہمت ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے گا آسمانی جذبے کے ساتھ اس کی نفسانی شہوات و خواہشات مٹ جائیں گی اور آخر عمر میں آرام پائے گا اور مخلوق ہر جگہ اس سے برکات حاصل کرے گی۔ لوگ (اس کی طرف دیکھ کر) کہیں گے کہ فلاں بزرگ جا رہا ہے اور ان سے فیض حاصل ہوتا ہے لوگ اس سے اپنا تعلق قائم کریں گے اور جناب رسول اللہ ﷺ کے طفیل اس پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہوگا۔

☆ ایک بار آپ جناب عالم عامل، واصل کامل حضرت جناب سلطان محمود صاحب کے پاس بھی گئے اور ان کی زیارت سے مشرف ہوئے اسی طرح حضرت معارف آگاہ سائیں ثبوت شاہ شاہبازی ملتانی کی خدمت میں بھی گئے اور رات وہاں ٹھہرے۔ جناب سائیں غلام محمد صاحب کے ہمراہ میں بھی تھا،

سائیں ثبوت شاہ صاحب نے دونوں کو کھانا ایک ہی تھالی میں بھیجا اور عذر کیا کہ
یہ فقیر کا گھر ہے اس لیے دل میں تنگی اور پریشانی نہ رکھنا۔ جب رات کو سو گئے تو آپ
نے خواب میں دیکھا کہ بے شمار بزرگانِ دین کی مجلس ہے اور ان کے درمیان
بطور سردار (اور صدرِ مجلس) حضرت سرکارِ عالی جناب دھری والا صاحب بڑے
جاہ و جلال سے تشریف فرما ہیں اور حضرت سائیں ثبوت شاہ صاحب دست بستہ
عرض کرتے ہیں کہ یا حضرت جناب سرکار! یہ نوجوان چوہدری غلام مصطفیٰ
صاحب کا فرزند ارجمند ہے اور گروہ فقراء کا بے حد طالب ہے آپ اس برخوردار
کے حق میں کیا فرماتے ہیں؟ انھوں نے جواب میں فرمایا کہ میں بخوبی جانتا ہوں
اور اس کو میاں بوجا صاحب کے حوالے کرتا ہوں۔ آپ یہ فرحت انگیز کلام سن کر
بیدار ہوئے۔ اور رخصت طلب کی (اس واقعہ سے آپ کا) اعتقاد نہ صرف محکم بلکہ
مستحکم ہو گیا اور آپ دل و جان سے (میاں بوجا) شاہ صاحب کے گرویدہ بن گئے

☆ آپ کو قبلہ عالم کا لقب اہل صفا اور شریعت کے پابند، مقبول بارگاہ محبوب
محمد مصطفیٰ اور حضرت صاحبزادہ حافظ غلام محمود سوہلی سے بھی سلام و نیاز حاصل تھا
اور حضرت میاں سلطان ملک نوشہروی سے بھی بہت زیادہ دوستی و محبت تھی اور کئی
بار بزرگوں کی زیارت و ملاقات کے لیے نوشہرہ بھی تشریف لے گئے۔ خود فرماتے
ہیں کہ ایک بار میاں امام بخش صاحب "جن کے اشعار اس علاقے میں
مشہور ہیں اور وہ بے شمار حسن و برکت والے ہیں" سے ملاقات کا ارادہ کیا میری

ابتدائی عمر تھی اس لیے میرے والد گرامی نے ایک آدمی کو ہمراہ بھیجا جب ایک کوس
(چار ہزار قدم) کے برابر سفر رہ گیا دل بند ہو گیا اور آگے چلنا مشکل ہو گیا۔ لاچار
ہو کر میں کھڑا تھا جب کہ آفتاب بوقت عصر کو پہنچ گیا جس کی وجہ سے اس طرف
جانا ممکن نہ تھا میرے ہمراہ جو آدمی تھا اس نے کہا کہ ہمیں بہر حال ان کے
مکان پر پہنچنا چاہیے تاکہ سفر کی رات باسانی بسر کر کے صبح سویرے واپس ہو
جائیں۔ اس بہانے اس مبارک آستانہ کے دروازے پر پہنچے انھوں نے بہت
زیادہ شفقت و مہربانی کا مظاہرہ فرمایا اور بڑی عاجزی سے پیش آئے اور انتہائی
مہربانی کے ساتھ خاطر مدارت کی علی الصبح ہم گھر کی طرف واپس روانہ ہوئے۔
جب ہم گھر کے قریب موضع ڈڈیال اور … کے درمیان پہنچے وہاں بڑی کثرت
میں درختوں کے جھنڈ ہیں جس میں آدمی کا چھپنا اور روپوش ہونا ممکن ہے اسی وقت
میں حیران تھا کہ اچانک حضرت جناب میاں بوجا صاحب نے میرے نزدیک
السلام علیک فرمایا اور سامنے آ گئے میں ان کے قدموں پر گر پڑا تو انھوں نے
میرے سر پر دست مبارک ملتے ہوئے فرمایا کہ "ہر چند کہ تم بڑی بڑی دستاروں
والے مشائخ کی خدمت میں جاتے ہو۔ جاتے رہو لیکن آخر کار میں ہی تیرا مرشد
ہوں" (یہ سن کر) دل میں سکون و قرار پیدا ہوا چنانچہ میں ان کا خادم و غلام بن گیا

☆ آپ کا استغناء و فقر ایسا تھا کہ آپ ایک بار عرس مبارک کے دن نوشہرہ
شہر میں آئے اس موقع پر صاحب عرس کے بے شمار مریدین اطراف و اکناف

سے بچ گئے۔ حضرت جناب میاں سلطان ملنگ صاحب جو صاحبِ علم بزرگ تھے
تھے جب وقتِ افطار ہوا تو انھوں نے کھانا کھایا اور افطار کیا میاں سلطان
صاحب اور اس فقیر کے پیر (سائیں غلام محمد) صاحب آپس میں ایک دوسرے کا
احترام و تعظیم کرتے ہوئے تعریف فرماتے تھے اور ایک دوسرے کی طبیعت سے
واقف تھے۔ دونوں کا کھانا الگ الگ آیا دونوں الگ الگ چارپائیوں پر بیٹھے
ہوئے تھے اور کھا رہے تھے۔ چونکہ اس فقیر کے پیر بہت کم کھاتے تھے اس
لیے چند لقمے کھا کر سیر ہو گئے تو واپس کر دیا جبکہ حضرت میاں سلطان ملک
صاحب چونکہ روزہ دار تھے اس لیے سیر ہو کر فارغ ہوئے انھوں نے اپنی باقی
ماندہ مرغن روٹیوں میں سے ایک روٹی اپنے ہاتھ سے توڑی اور اس میں سے
آدھی اس فقیر کے پیر صاحب کو دے دی انھوں نے ان سے پکڑ لی اور ایک
جانب کھڑے ہوئے غلام کے کتے کی طرف پھینک دی ان کے خلاف یہ حرکت
دیکھ کر جوش میں آ گئے اور غصہ کرنا شروع کر دیا آپ نے فرمایا میں سیر شدہ تھا اس
لیے روٹی کی حاجت نہ تھی جبکہ کتا بھوکا تھا میں نے حق مستحق کو پہنچا کر دین اسلام
کیا ہے۔ حضرت میاں سلطان صاحب نے اپنے غلام کو خطاب فرمایا اور سرزنش
کی اور دوستی کی نسبت آپ سے زیادہ شفقت و محبت کا اظہار فرمانے لگے۔

☆ بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ نے والدین کا گھر اور امیرانہ اسباب کو
چھوڑا اس وقت آپ کی انگلیاں ہاتھوں تک سنہری انگوٹھیوں سے بھری ہوئی تھیں

کانوں میں سنہری گوشوارے اور ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے اور گردن میں
سنہری حمائل تھی اور آپ کے لیے مختص کردہ گھوڑی بھی زیب و زینت سے
آراستہ تھی (غرض آپ کی خوشحالی اور ناز و نعم ہر پہلو جھلکتا تھا) آپ نے یہ سب
دیکھا اور زیب و زینت اور تمام اسباب گھوڑی وغیرہ ترک کر دیے اور ہر خویش و
آشنا سے جدا اور الگ تھلگ ہو گئے اور مرد میدان بن کر اپنی ہمت کی اور اپنے مرشد
یعنی بابا چودھری صاحب سے جا ملے اور شب و روز ان کی خدمت میں حاضر
رہے اور جب آپ والدہ صاحبہ کو سلام کرنے کے لیے رخصت ہوتے چند دن
تک کچھ کھاتے اور بخیر ہوتے اپنے حجرے میں ہی رہ جاتے اور لوگوں سے الگ
تھلگ ہو کر خلوت اختیار کرتے، روزے سے رہتے اور پھر حضرت بابا چودھری
صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور ہر دم ان کے قدموں پر نظر رکھتے۔

پانچ پار میں ہول کے علاقے تحصیل میں مسکو زادام کا ایک گاؤں ہے
اس میں آپ کے خادم رہتے تھے ایک بار آپ اس گاؤں میں تشریف لے گئے
اور سیر کرتے ہوئے تالاب کے کنارے بیٹھ گئے بہت سے لوگ اکٹھے ہو کر آپ
کی خدمت میں حاضر ہو گئے ایک شخص رونے لگا اور اس عجیب کو دیکھ کر آپ
کے بالوں کو دیکھیں اور بال خوبصورت ہو جاتے ہیں" اس فقیر کے پیر صاحب
ابتدائے جوانی کے موسم میں بڑے حسین و جمیل تھے لیکن عشقِ حقانی کے غلبے کی وجہ
سے آپ تن آسانی کے شائق نہ رہے اور ان علائق سے بے نیاز ہو گئے"

(خدام کے ہمراہ دریا پر چلا جا رہا ہوں کہ آپ اس خوبصورت تالاب کے پانی میں چلے گئے اور سر دھونا شروع کر دیا اور گیسوئے مقدس کو کھول دیا ایک دوسرے آدمی نے وہی آپ کے سر مقدس پر ڈالا اور دھونا شروع کر دیا۔ آنحضرت (میاں بدھو صاحب) کی نظر مبارک اس جانب اٹھی تو وہ جلدی سے اٹھے اور کپڑے سنبھال کر پانی میں آ گئے اور اس طالب صادق اور دل و جان سے عاشق کے مبارک ہاتھوں کو ملنا شروع کر دیا (اور فرمایا) کہ میں تجھ سے ہمراہ ہوں تیری دلجوئی کے لیے کسی دوسرے آدمی کو منع نہ کروں گا۔ جب اس کام سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے تو ایک شخص نے سفید پوشاک لا کر حاضر کر دی آنحضرت نے جب اس کو دیکھا، سرور خوبان عالمین کے حسن و جمال کو دیکھا تو کمال شفقت و مہربانی کے ساتھ وہ پوشاک پہنائی۔ جب ایک وقت بعد انہوں نے حرکت و لیس سے جسم و جان کو آراستہ فرمایا تو اسی محبوب (میاں غلام محمد صاحب) پر سخت حالت طاری ہو گئی اور کئی پہر تک مدہوش، بے ہوش اور بے حس و حرکت پڑے رہے اور کافی دیر بعد حواس بحال ہوئے تو آہ و نالہ کرتے اور زار زار روتے آنسو بہاتے اور سر خاک آلود کئے ہوئے آئے، اور اپنا چہرہ آنجناب میاں بدھو صاحب کے قدموں پر رکھ کر فریاد کرنے لگے یہاں تک کہ جان کی درستی آنسوؤں سے فرش کرنے لگے

☆ بیان کرتے ہیں کہ اس حقیر کے حضرت پیر صاحب، حضرت جناب صاحبزادہ سید محمد صاحب کے ہمراہ حضرت میاں بلھو صاحب مست قلندر کی

خدمت میں گئے جو پاکھر کے علاقے میں موضع چیچک کی حدود میں موجود ایک گہرے غار میں رہتے تھے۔ اور شب و روز ان پر حالت مستی طاری رہتی۔ یہ دونوں بزرگوار ان کی خدمت میں گئے اور ان سے ملاقات کی (جب یہ دونوں ان کی خدمت میں پہنچے) تو وہ اٹھ کر تعظیم بجا لائے۔ صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا حضرت یہ کیا کرتے ہیں کہ ہماری تعظیم کے لیے اٹھتے ہیں انہوں نے جواب میں فرمایا میں کیا کروں میں شیر خان کے سپاہیوں سے ڈر رہا ہوں اسی لیے تواضع کا مظاہرہ کر رہا ہوں، شیر خان مثل ان کے پیر کا نام ہے جو کہ وہ درویشوں کے سردار ہیں"

☆ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی کی گائے دودھ نہیں دیتی تھی انہوں نے آپ کی خدمت میں استدعا پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ گائے کو کہو کہ غلام محمد تمہیں کہتا ہے کہ دودھ دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا تو وہ اسی وقت دودھ دینے لگ پڑی۔

نظم

عاقلہ احکام خدا بندگان　　عاملہ حیوان و نباتات و کان

بندگان خدا کے احکام تمام حیوانات، نباتات اور جمادات پر نافذ ہیں

آتش نمرود شود بر خلیل　　منکر موسیٰ شدہ رود نیل

نمرود کی آگ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر ٹھنڈی اور بجھا ہوا

دریائے نیل موسیٰ علیہ السلام کے حکم کا انکار نہ کر سکا

علم خدا ہست متعلق وروں　　　پائد منقش نہ شود کس چگوں

ان کے علم میں ہی اللہ کا علم ہے پھر ان کا علم کسی پر کیسے نافذ نہ ہو

فاعل افعال تو یا فلکان　　　کیست خبر دار ہمہ رو فلکان

کام کرنے والے (اور کاموں) سے سرانجام دینے والے (کو) پا گئے (آج) کس کو

انکی خبر جاننے والے کہتے پھرتے ہو

قائل اقوال پسندیدگان　　　سمع کشا و بکشا دیدگان

پسندیدہ باتیں کرنے والے (لوگوں کے متعلق کے علم ہے)

گوش ہوش سے کام لو اور آنکھیں کھولو

نیست بجز حق تو نمائی کہ شد　　　دیدۂ مردیدۂ جانی چہ شد

حق کے سوا کچھ نظر نہیں آتا کہ سر کی آنکھیں روح کی آنکھیں کیسے ہو گئیں

(یعنی ظاہری آنکھیں باطنی آنکھیں کیسے بن گئی)

اہل تو ہر چند بگوید رواست　　　زانکہ تو اول سر ہر جاست

اہل تو جو بھی کہیں درست ہوتا ہے اس لئے کہ تو ہر جگہ کے راز سے آگاہ ہے

نیست جدائی کہ تو ہر ما بود　　　ہست جدا ہے کہ جدا با بود

وہ جدائی نہیں جو کہ جدا ہو جائے جدائی وہ ہے جو باقی رہے

دور بمانیم ازاں گفت ہو　　　گفت ز نے گفت کہ باشد غیر

جو کچھ بھی مرشد نے فرمایا اس (گفتگو) سے ہم دور ہیں وہ جو کہتے ہیں

خوب اور درست کہتے ہیں کیونکہ وہ تو خبر رکھتے ہیں

تاب چنان ست شیوان ما　　　کش نشود شود نہ جان ما

جو بات کو دور کیا ہے قوت حاصل ہے کہ ان کی جان (باطن) سے آواز نکلی ہی گی

گفت سخن اتفاق آمدہ　　　نیست سخن کہ بجلک آمدہ

کبھی ہوئی بات تو سننے میں آ سکتی ہے (لیکن) تم نے سنا ہوگا

کہ گونگی کو بھی بولنے لگ پڑی

سنگ گراں ست بہ نزد مکاں　　　بود فتادہ بزمیں بے نشاں

(آپکے) مکان شریف کے نزدیک زمین پر ایک گمنام بھاری پتھر پڑا ہوا تھا

گفت بیا شاہ شہاں پیر ما　　　خیز کہ تعظیم و شوق سماء

ہمارے شیخ شہنشاہوں کے شہنشاہ نے اسے کہا اٹھ اور اب لائق ہے کہ تم اوپر آ جاؤ

خاست رواں سنگ شد از زمیں　　　معلق اندر ہوا بماند بدوں قوت ہیں

پتھر اسی وقت زمین سے اٹھ کھڑا ہوا (اب بھی) (تم دیکھو) اس کا نصف

حصہ زمین سے اوپر اٹھا ہوا ہے

خارق عادات کند خرقہا　　　چند عروج ست بے خرقہا

آپکے بے شمار خارق عادت واقعات اور کرامات ہیں جن میں سے کچھ یہاں

(درج) ہیں اور بے شمار کا (لوگوں کو) علم نہیں

چوں عدد شیر چناں کاو نمو　　　نمو ز بی عفو بہ آرد عفو

جب اس پیالہ کو ہاتھ لگانے سے وہ دودھ بن گیا تو (آپ کے حکم سے)

اس نے وہ دودھ دے دیا

شیر گشت جام مے خام را   باز گرداں شیر دم آمد بلا

پیالے میں بھری ہوئی خالص شراب کو دودھ بنا دیا اور شیر (نے آپ کو دیکھا تو)

دم ہلاتا ہوا واپس ہو گیا

شیر دہاں شیرہ کنم شیر را   گفت شاں نوش کند زہر را

شیر کے ہمراہ انسان اور حیوان (شیر وغیرہ) نے کہا کہ شاہ نے زہر کو نوش فرمایا

شیشہ لبریز ز زہر چناں   خورد چو قارورہ شدہ حرز جاں

پوگئی زہر سے لبریز جام پی لیا جیسے قارورہ حرز جان ہو۔

☆ سیر و سیاحت کے بعد حضرت بابا (بدوح شاہ) صاحب بابا فیض بخش صاحب کی خدمت میں تشریف لے گئے اور دوسری جگہ پر مصروفیت کم کر دی۔ جب اپنے گھر اور قبیلے سے آئے تو سنہری زیورات سے مرصع تھے۔ ہاتھوں تک انگلیاں رنگا رنگ انگوٹھیوں سے بھری ہوئی تھیں دونوں کانوں میں سنہری گوشوارے ہاتھوں میں سونے کے کنگن اور گردن میں زریں حمائل تھی اور آپ کے لیے جو گھوڑی بہت خوبصورت اور آراستہ تھی آپ نے یہ سب کچھ ترک کر دیا اب زینت چھوڑ دی اور اون کا لباس پا [illegible] ان پر اکتفا کر کے حضرت قبلہ و مرشد کی خدمت میں رہنا شروع کر دیا۔ آنحضرت (کی)

صاحب) آپ سے محبت فرماتے اور ان کے ناز و انداز کو مد نظر رکھتے اور ان کے ساتھ کلام لطیف کے سوا مخاطب نہ ہوتے۔

☆ ایک دفعہ میاں بہاول بخش سجادہ نشین پر سویا نام کی ایک مسلمان عورت فریفتہ ہو گئی اس عورت کا کوئی والی وارث نہ تھا۔ مول چند نام کا ایک شخص اس کا بھائی اور عارضی وارث بنا ہوا تھا جس نے اسے اپنی محبوبہ بنا کر اپنے زیر سایہ رکھا ہوا تھا وہ مول چند بہت مالدار تھا سرداری کی وجہ سے سردار کے لقب سے پکارے جاتے تھے جب وہ عورت میاں صاحب مذکور کی محبت میں گرفتار ہوئی تو اپنے گھر سے بھاگ کر آوارہ ہو گئی اس دور میں ہندو صاحب حکومت تھے انہوں نے تلاش بسیار کے بعد پنڈی جہلم سے گرفتار کر لیا اور لے آئے اور میاں صاحب پر تہمت لگا کر معاملہ حاکم وقت کے پاس جا پہنچا۔ وہ حاکم چونکہ خاندان (میاں صاحب) کا معتقد تھا ترک ادب (کے خوف سے) آپ کے درپے نہ ہوا اس تحقیر کے حضرت پیر صاحب نے یہ ماجرا سنا تو صورت حال معلوم کرنے کے لیے خیر پور شریف لائے آپس میں (دونوں حضرات) بیٹھے تو حضرت میاں صاحب کو زری کے ساتھ اس بے ادبی کو ترک کرنے اور بے شرعی کے اس کام سے منع سے فرمایا۔ میاں صاحب نے قسماً فرمایا کہ آں حضرت کی دو باتوں کے بعد اس جانب سے میرا دل مکمل طور پر سرد ہو گیا اور دھیان بھی باز آگئے اور اس عورت کو پکڑ کر میرے حوالے کرنے لے آئے تھیں میرا دل اس سے ایسا متنفر ہو

چکا تھا کہ میں نے اس کی طرف توجہ کم کر دی اور بالکل قبول نہ کیا بلکہ اسے دیکھے
سے بھی گئی کہ توحید وصول ہو چکا تھا۔(۱)

نظم
از حضرت میاں بخش رحمہ اللہ
مصنف کتاب ھذا

گفت اینہا گفتہ ایم از سخن　　　بارفیقی ہمنشیں ما ذ من

انہوں نے کہا کہ اس جیسی باتیں کی ہی تھیں جیسی ہمارے ہمنشیں رفیق کے ساتھ کی گئیں

چوں ایں بے من وما باشی　　　گفت شیں بر گو اگر بر تا شی

جب تو ہمارے غمگسار کو پائے تو اگر پھل حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے دامن سے وابستہ ہو جا۔

با حریف ما مے کہنہ خوش ست　　　با امام شہر ایں مے آتش ست

میرے حریف کے نزدیک پرانی شراب بہترین ہوتی ہے
جبکہ شہر کے امام کے نزدیک یہ شراب آگ ہے

(۱) [illegible]

گفت پاکاں را اثر باشد چناں　　　دل چہ باشد سنگہا گردد رواں

اس نے کہا کہ پاکباز لوگوں کا اثر ایسا ہی ہوتا ہے ابھی دل میں ہوتا ہے
جبکہ پتھر طواف شروع کر دیتے ہیں

بود سنگی بس دراز و باصفا　　　گفت شاہ ما بیو تیز و بیا

ایک سخت پتھر لمبا پڑا ہوا تھا ہمارے شہنشاہ نے اسے کہا اٹھو اور ہماری طرف آ

نیم قائم نیم اندر خاک شد　　　تکیہ گاہ آں شہ افلاک شد

(یہ سن کر وہ پتھر) نصف اٹھ کھڑا ہوا اور نصف زمین میں رہا یوں وہ آسمانوں کے
بادشاہ کی تکیہ گاہ بن گیا

ظاہر ست اندر بیابانی کوہ　　　نزد دربار ست قدر یک کوہ

دربار کے نزدیک ایک کوہ کے فاصلے پر جنگل میں ایک پہاڑ نمایاں ہے

چار دیوار ست گردش برملا　　　گرد دیواری پا ہو از آں سنگ جا

اس کے گرد چار دیواری موجود ہے اگر تجھے پتہ چلے تو مجھ سے معلوم کر

نام مہندرا آں زمیں را گفتہ اند　　　ایں حکایت چندہا بشنودہ اند

اس علاقے کو مہندرا نام سے پکارتے ہیں یہ واقعہ بہت سے لوگوں سے سنا ہے

نیمہ زیرش ننماید کہ چند　　　نیز نماید کہ چناں پیوند و بند

اس پتھر کے نیچے والا حصہ نظر نہیں آتا جبکہ اور پتھر بھی اس سے
جڑے ہوئے پڑے ہیں جو کہ زمین پر نظر نہیں آتے

شاہ بہاء واشیر میراں پاک چوں — با درخت نم گشت از آموں

یوں ہی شاہ بہاء واشیر قلندر میراں پاک نے نم (نیم) کے درخت کو
آزمانے کے لیے فرمایا

ہاں بیا و شیر شیریں از درون — تا شود ایں گروہ ماکوں

کہ اپنے اندر سے میٹھا دودھ باہر نکال تاکہ یہاں قیام پذیر گروہ
اسے نوش کرے

شیر آمد آں درخت نم زود — چند مدت شیر یابی بر وجود

نیم کا وہ درخت فوراً دودھ دینے لگا اور وہاں کے باشندے کافی عرصے تک اس
سے فائدہ اٹھاتے رہے۔

☆ ایک بار اس فقیر محمد بخش کے برادر زادہ میاں حیات علی چھوٹی عمر میں بلوغت کے قریب بلکہ قدرے کم ہوں گے کہ عارضہ تپ کی وبا پا کر ایسے بیمار ہو گئے کہ اطباء علاج سے عاجز ہو گئے جب بیماری کو عرصہ بیت گیا اور امید کا رشتہ ٹوٹ گیا جو دوا اور علاج بھی کیا کام نہ آیا بلکہ تکلیف میں اضافہ ہوتا چلا گیا حتیٰ کہ والدین اس کی زندگی سے مایوس ہو گئے اور ان کے دل میں ہر لحظہ اس کی موت کا کھٹکا لگا رہتا۔ آنحضرت سائیں غلام محمد صاحب کی عادت مبارک تھی کہ ہر دو چار پانچ ماہ بعد جناب پیر جی اس (سرکار دمڑی والا) کے سلام کو یہاں آتے اور جب بھی دربار معلیٰ پر تشریف لاتے سجادہ نشین صاحب اور دوسرے متعلقین کی محبت کے

سبب سے چند روز قیام فرماتے۔ ان دنوں جب آپ تشریف لائے تو اس بیمار کی والدہ نے رو رو کر عرض حال کیا۔ آپ نے اس کے گریہ وزاری پر رحم کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اپنے مکان پر جا لیجئے وہاں کہ اپنے پیر جی کی جناب میں پہنچ کر عرض کروں امید قوی ہے کہ درخواست قبولیت کے درجہ کو پہنچے گی اور نا امیدی کی یہ تاریک رات سے صبح طلوع ہو گی۔ جب آپ اس مکان معمور سے رخصت ہوئے تو اپنے پیر روشن ضمیر کی بارگاہ میں پہنچ کر آرام فرما ہوئے اور کچھ عرصہ بعد مبارک باد دینے کے لیے تکلیف فرما کر (دوبارہ) اس دیار شریف پر تشریف لائے اور مبارکبادی و خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا کہ میں نے حضرت پیر صاحب کی خدمت میں احوال عرض کر دیا ہے میں سویا ہوا تھا کہ خواب میں دیکھا کہ سرکار صاحب ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں اور خوش رو مخلوق ان کے ارد گرد حلقہ باندھے ہوئے ہے اور ان سے کچھ فاصلے پر دوسری مجلس ہے اور اس میں حضرت میاں شمس الدین صاحب سجادہ نشین تشریف فرما ہیں اور ان کے قریب بھی اس سے قدرے کم مخلوق حلقہ بنائے بیٹھی ہے۔ اور میں اس طفل بیمار یعنی میاں حیات علی کو دونوں ہاتھوں پر اٹھائے بڑی امید کے ساتھ میاں شمس الدین صاحب کے حضور پرنور میں لے کر حاضر ہوا اور بڑے عجز و انکسار کے ساتھ حال بیان کیا انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا اسے میرے پاس سے لے جائیں مجھ سے دور کر۔ اگر کوئی دوسرا لے کر آتا تو الگ بات تھی۔ لیکن میرے ساتھ کوئی تدبیر نہیں ہے

کیونکہ تو مجھ سے پیار کرتی ہوں۔ جب انہوں نے بطور عتاب یہ فرمایا تو میری طبیعت بھی مچل گئی اور میں نے کہا میں اس بچے کو آپ کے پاس لایا ہوں لیکن آپ قبول نہیں فرما رہے یہ سرکار عالی جناب بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کی خدمت عالی شان میں چلا جاتا ہوں اور ان کی نظر رحمت سے اس بچے کے والدین کے دل سے غم ختم کروا لوں گا۔ جب انہوں نے یہ سنا تو فرمایا لے آؤ تجھ جیسے عزیز کے لحاظ کی وجہ سے اس برخوردار کی تکلیف مجھے پسند نہیں ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ شفایاب ہو جائے گا اور تیری یہ مہم سر انجام پا جائے گی۔

اس کے بعد وہ طفل شفا پا کر چاند کی طرح چمک اٹھا۔

☆ جب میرے والد محترم جناب حضرت میاں شمس الدین صاحب سرکار بندگوار کے سجادہ نشین اور صاحب دستار تھے تو آنجناب کے ایسے نازنین تھے کہ زبان قلم و زبان اس کے بیان سے قاصر ہے چنانچہ جب انہوں نے اس دار فنا سے دار بقا کی طرف رخت سفر باندھا اور بلبل جان نے اس قفس (دنیا) کو توڑ کر اوج بقا کی طرف پرواز کا ارادہ کیا تو انہوں نے آپ کے سامنے فرمایا کہ سرکار عالی جناب کی درگاہ عالیہ کی دیوار مبارک کے اندرونی طرف آب نم (پانی کی نمی وغیرہ) کی خرابی و خلل بہت زیادہ ہے (اس لیے) مجھے اس سے باہر '' کہ (اب) جس جگہ آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک موجود ہے '' وہاں دفن کیا جائے تو چنانچہ ایسا کیا گیا۔

☆ اس مؤلف کے برادر خورد میاں علی بخش جو اس وقت نابالغ تھے انہوں نے سرکار عالی جناب کو حالت خواب میں دیکھا کہ خوش ہو کر فرما رہے ہیں کہ شمس الدین کو کس شخص نے وہاں دفن کیا ہے۔ (میاں علی بخش) نے یہ کلام مبارک سنا تو اس کی ہیبت سے بیدار ہوئے اور بڑے بھائی بلکہ سبھی لوگوں کو یہ خواب سنایا تو وہ حیران ہوئے اور انہوں نے یہ واقعہ اس تعبیر کے لیے حضرت غلام محمد صاحب تک پہنچایا انہیں بھی اس واقعہ سے حیرانی ہوئی حتیٰ کہ تھوڑے ہی عرصہ میں انہوں نے خواب مبارک دیکھا اور اس درگاہ عالیہ کے سجادہ نشین کی خدمت میں پہنچ کر اپنا خواب سناتے ہوئے فرمایا کہ میں سویا ہوا تھا کہ میں نے حضرت میاں صاحب یعنی اپنے پیر قبلہ عارفین، زبدۃ الواصلین حضرت میاں بدھ صاحب کو دیکھا جو مغرب کی جانب سے قلعہ منگل کے راستے پر آ رہے ہیں اور ایک شکاری شہباز ہاتھ پر بٹھائے ہوئے ہیں۔ میں نے سلام و آداب کے بعد پوچھا کہ یا حضرت! حیات ظاہری اور دنیا کی زندگی میں تو آپ کی یہ عادت نہیں تھی جب کہ اب آپ شکاری باز کو دست مبارک پر رکھے ہوئے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے اس باز کو نہیں پہچانا میں نے عرض کیا کہ میں نہیں پہچان سکا تو انہوں نے وضاحت کی کہ یہ باز شمس الدین ہے اور یہ ایسا باز اور شہباز ہے کہ اس کا جلال کوئی نہیں جس جگہ بیٹھا ہوا ہے ہرگز خالی نہیں جاتا۔ چنانچہ یہ خواب سن کر سبھی دل و جان سے خوش ہوئے۔

نظم

از میاں محمد بخش رحمہ اللہ

[illegible]

[illegible]

سکون ہے ۔ وزیر عزیز الدین جو خود کو فقیر کہتا تھا اس نے رؤسائے میرپور میں سے ایک رئیس قاضی نور احمد کو بھیجا کہ وہ اس فقیر کے آشنا اور معتقد آدمی ہیں۔

قاضی صاحب نے آپ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ سرکار (حاکم) احاطے کے باہر بیٹھے ہیں اور حضور کو یاد فرماتے ہیں اگر آپ قدم رنجہ فرمائیں تو بڑا احسان ہوگا الغرض قاضی صاحب بڑا زور دینے سے آپ کو باہر لے آئے مہاراجہ نے جب آپ کو دیکھا ادب بجالا کر آپ کو اپنے قریب بٹھایا (اسی دوران) اچانک مہاراجہ کی نظر اس عظیم مسجد پر پڑی جو آپ کے والد بزرگوار نے تعمیر کروائی تھی۔ اس نے دیکھا کہ اس مسجد کا ایک منارہ موجود ہے جبکہ دوسرا منارہ ٹوٹ کر نیچے گر پڑا ہے۔ اس نے اہل مجلس سے پوچھا کہ اس مسجد کی بنیاد کس نے رکھی ہے جو اتنی عظیم الشان ہے اور اس کی بزرگی اس سے عیاں ہے۔

اہل مجلس نے بیان کیا کہ اس بزرگ فقیر کے والد بزرگوار چوہدری غلام مصطفیٰ جو مسلمان راجوں کی طرف سے اس تحصیل میرپور کے عامل تھے اور مسلمانوں کے بعد مہاراجوں کی طرف سے بھی یہی چوہدری صاحب اس علاقے کے نامور حکمران ہوئے۔ جب رعایا سے بہت سے بقایا جات وغیرہ قابل وصولی ہو گئے تو سردار حکم سنگھ یا اور وہ تمام بقایا جات (جو کہ خالصانہ تھے) اس چوہدری صاحب سے طلب کئے انہیں مشکل درپیش ہوئی تو وہ اس علاقے سے فرار ہو کر پوٹھوہار کے علاقے میں چلے گئے اور اس سردار سے ملاقات نہ کی تو اس سردار (حاکم) نے

اس خانہ مبارک کی خرابی کا آغاز کیا اور ایک منارہ مبارک توڑ ڈالا یہاں تک کہ بہت سے معتبر اور معزز لوگوں نے بصد عاجزی بڑی منت سے اس کام سے روکا۔

پھر مہاراجہ نے جناب فقیر (سائیں غلام محمد) صاحب سے پوچھا کہ کس قدر رقم درکار ہوگی کہ اس مینارے کی از سر نو تعمیر ہو سکے آپ نے فرمایا کہ اس کام کے لیے تقریباً چالیس روپے کافی ہوں گے۔ مہاراجہ نے کہا تعمیر مرمت و تعمیر عمارت کا خرچ کیا جائے تقریباً دو صد روپیہ بلکہ اس سے بھی زیادہ خرچ ہوگا یہ سن کر آپ جوش میں آ گئے اور فرمایا اس سے پہلے یہ ہمارا ہی تعمیر کردہ ہے نہ کہ تم نے اسے بنایا تھا، اگر تم نہیں جانتے تو کیا تو ہم سے زیادہ جانتا ہے۔ مہاراجہ آپ کی یہ بات سن کر مسکرایا اور معذرت چاہتے ہوئے جس قدر آپ نے فرمایا تھا اس کے مطابق (رقم) نذر کی اور شرط ادب بجالاتے ہوئے رخصت ہوا آپ نے وہ تمام رقم خرچ کر کے مینار مبارک کی مرمت کروائی جو ابھی تک قائم ہے اور سرخ پتھر، اینٹیں اور چونا جو زائد تھا وہ روشن ضمیری کی (درگاہ کی) چار دیواری اور دربار عالیہ کی مسجد پر لگوا دیے۔

☆ آپ کے اخلاق حمیدہ کا شمار ممکن نہیں۔ آپ انتہا درجے کے راست گو، نہایت نرم خو تھے حتی المقدور یتیموں کی دل جوئی فرماتے۔ خوبصورت و خوشنما، بلند ہمت اور فقر و فاقہ پر خوش رہنے والے تھے۔ تنگ حاجات پر پریشان نہ ہوتے رضائے الٰہی پر خوش و خرم رہتے۔ متکبر کی صحبت سے دور اور دنیا والوں کی دوستی

[illegible]

بیعت

[illegible]

مثنوی

تنم تنگم ہم آمیختند — ز بے شیر و شکر ہم ریختند

آپکا جسم میرے جسم سے یوں ملا ہوا ہے جیسے دودھ اور شکر باہم ملے ہوئے ہوں۔

باحوال ظاہر صوری عوام — بباطن ورش بود ایزد تمام

ظاہری کاموں کے اعتبار سے آپ عام لوگوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں جبکہ
باطنی طور پر آپ اللہ تعالیٰ کے کامل بندے اور سچے صوفی ہیں۔

بخواب اندرش بود بیداری — چہ بیداری بلکہ ہوشیاری

آپکی نیند میں بیداری ہوتی ہے بلکہ بیداری کیا ہوشیاری ہوتی ہے۔

وراچوں گرفت ست دست از کرم — چہ غم دارم ار چہ معیب اندرم

جب آپ نے اپنے کرم سے میرے ہاتھ کو پکڑ لیا ہے تو مجھے کیا غم ہے
اگرچہ مجھ میں عیب ہیں۔

ز ہم ثواب آورد آشکار — اگر مہرباں شد بعقبیٰ شمار

اگر عقبیٰ حساب آپ مہرباں ہو گئے تو (آپکے از کرم کی بدولت)
میرے عیب نیکیوں کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔

گر از من نیامد مرا خدمتے — خدایا ز بندہ دعا خدمتے

اگر میں آپکی کوئی خدمت نہیں کر سکا تو اے خدا یہ بندہ عاجز آپکی خدمت
کے لیے دعا کرتا ہے۔

خدایا محبوبش دار خوش — دراں بارگاہ وفا کار خوش

اے اللہ مجھے آپکی محبوبی میں خوش رکھ اور اس بارگاہ وفا میں قدر کا بہترین وفادار رکھ۔

بناز و نعم در بہ یار خوش — بمقعد کہ باشد سزاوار خوش

اپنے خوبصورت دوست کو اپنے دربار عالی میں ناز و نعم کے ساتھ اسی جگہ عطا فرما جو
اس خوش بخت کے لائق ہو۔

بجانان جاں خوش رواں خوش رساں — بخش راہم اندر جنانش رساں

اپنے اس خوبصورت بندے کو بہشت میں پہنچا اور آپکے جسم
اقدس کو جنت میں پہنچا۔

بریں بندہ بیکسے ناتواں — ہمیشہ بکن مہرباں مہرباں

اور اس بے کس کمزور بندے پر ہمیشہ آپکو مہرباں و کرم رکھ۔

بیاراں خود مہرساند مرا — ازاں بیکسے بے بچاند مرا

اور اے پروردگار مجھے اپنے دوستوں کے پاس پہنچا دے اور مجھے
انکی مجلس و صحبت کا ذائقہ عطا فرما۔

اگرچہ نیم در خور آں مقام — شفاعت کرم کن بیادا مدام

اگرچہ میں اس جگہ کے لائق نہیں ہوں پھر بھی مجھے ہمیشہ اپنے پیر
کی تحریک و ذکر و شفاعت عطا فرما۔

چو آں مہرباں شد نگہبان من — بیابد اماں از خلل جان من

جب وہ مہرباں میرے نگہبان ہو گئے تو میری جان نقصانات سے امان پا لے گی۔

چھپاں ساتر حال و کاشف قلوب
زہے ساتر عیب و غافر ذنوب

آپ حال کو چھپانے والے دلوں کے بھید کھول دینے والے ہیں اور کس قدر عیب کو چھپانے اور غلطیوں سے درگزر فرمانے والے ہیں۔

زہے ابر بخشش زہے مہرتاب
ہمسکینی اندر شے کامیاب

اس کامیاب بادشاہ کی بخشش کا بادل اور روشن آفتاب اس مسکین پر کیا خوب (مہربان) ہے۔

بیاران یک دل وفا کار بود
زشر حسد کار صبار بود

دوستوں کے ساتھ یکدل اور وفادار، اور حاسد کے شر پر خوب صبر کرنے والے ہیں جناب۔

مقام رضا با قضا یافتہ
بفضل خدا خود ثنا یافتہ

آپ نے اختیار کے ساتھ تسلیم و رضا کا ایسا مقام پایا جو قضا و قدر سے متصف ہے اور آپ نے اللہ کے فضل سے مقام ثنا پایا۔

ہمیں ست سر الی اللہ یقین
بقا یافتہ سیر الی اللہ ہیں

یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کا راز ہیں کہ آپ اللہ کی راہ پر چلتے ہوئے بقا پا گئے۔

قدم زد بسیر من اللہ باز
خمش اے محمد مکن ترکتاز

اللہ کی طرف جانے کے لیے پھر قدم اٹھا اے محمد بخش (رحمہ اللہ) خاموش ہو جا اور جلد بازی نہ کر۔

☆ آپ تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رخت باندھ کر عالم رحلت پر جا بیٹھے۔ جب وقت نزع قریب آیا تو فرمایا کہ میری چارپائی اٹھا کر گھر کے احاطہ سے باہر لے چلو۔ اس وقت آپ میں اس قدر قوت جسمانی نہیں تھی کہ خود بخود اٹھ سکتے۔ یہ بندہ (مؤلف کتاب) اٹھا کر بٹھاتا تھا۔ آپ کے فرمان خاص پر ہم چارپائی کو اٹھا کر احاطے سے باہر میدان میں لے گئے اور وہاں رکھ دی۔ ہم دو آدمی تھے چوہدری اشرف مرحوم اور یہ بندہ معصوم (میاں محمد بخش)۔ (پھر) ہمیں فرمایا کہ کسی پردے والی جگہ پر چلے جاؤ۔ ہم چلے گئے لیکن غافل نہ ہوئے (بلکہ آپ کی طرف توجہ رکھی) جب ہم دونوں اوجھل ہو گئے تو آپ خود بخود اٹھ کر بیٹھ گئے اور کچھ دیر تنہائی میں بسر کری پھر ہمیں بلایا۔ جب ہم آئے تو آپ کو چارپائی پر بیٹھا ہوا پایا۔ ہم نے چارپائی گھر کے اندر لا کر رکھ دی۔ بعد ازاں کچھ سانس لیے اور اس مسکین کو فرمایا اللہ پاک تجھے برکت دے۔ پھر خاموش ہو کر کلمہ شریف پڑھتے ہوئے بروز بدھ کہ رات کا ایک پہر باقی تھا تاریخ ۲۲ ماہ شمسی اور ۷ ذوالقعد ۱۲۷۲ ہجری کو آپ نے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

آپ کی قبر مبارک دیوار مبارک کے اندر دروازہ اقدس کے نزدیک اس طرح ہے کہ آپ کا سر مبارک آپ کے پیر صاحب کے قدمین مبارک کے برابر مغربی جانب ہے۔ دونوں مزار مبارک فرش اور دیوار مبارک پختہ ہے۔

نظم تاریخیہ

محمد عیاں سال ہجری شمار

ہزار و دو صد بود و ہفتاد و چار

اے محمد بخش! (آپ کی رحلت کے) سال کو بارہ سو چوہتر ہجری شمار کر

خدایا ہماں جسم و جان نکو

سپردم بتو و سپردم بتو

اے خدا! اس نیک جسم و جان کو میں نے تیرے سپرد کیا، تیرے حوالے کیا

خدایا بآں جسم و جاں زیں کساں

سلام رسان و سلام رساں

اے خدا! اس شخص کے (پاکیزہ) جسم و جاں کو ہمارا اسلام پہنچا دے۔

تمت

۲۹ ماہ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ بمقام سوال کتاب مکمل ہوئی۔

❁❁❁❁❁

یکم رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ بمطابق ۱۶/ اکتوبر ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ ترجمہ کتاب اختتام کو پہنچا۔ الحمد لله علی ذالک

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم

محمد منور نورانی